فضائل مرتضوی

49

انجمن امامیہ سنۃ حیدرآباد

از ... [illegible]

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم علی منی وانا منہ

بعون تعالی شانہ وعم احسانہ نسخہ خزینہ ہدایت وصحیفہ گنجینہ بشارت وذریعہ سعادت اخروی الموسوم

[illegible] ... ذوی الاحترام مستطاب ... [illegible]

فضائل مرتضوی

سنہ ۱۳۰۷ھ

[illegible] ... علیہ الصلوٰۃ والسلام ... [illegible]

مولانا مرزا باقر علی صاحب دامت ظلال کرامتہ ممدوحہ علی رئیس المومنین [illegible]

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپاس بیقیاس قدسی اساس اس منعم حقیقی کو لائق و سزاوار ہے کہ جسنے اپنے انعام
خاص اور امتنان باختصاص سے طینت فرقہ ناجیہ امامیہ اثنے عشریہ کو ساتھ ماء معین محبت
ذریۃ طیبہ رسول رب متعال کے تخمیر اور لآلی مستلالی روح محبین آل طٰہٰ و یٰسٓ کو ساتھ
انعکاس اشعۂ انوار ولاء اہلبیت سے منور کیا اور درود نامحدود و صلوٰۃ نامعدود و ثنائے نامعدود
جناب احمد مختار سرور انبیاء کبار کے ہے کہ جسنے متمسکین عروۃ الوثقاء امامت و متشبثین
حبل المتین ولایت کو بموجب بشارت حدیث ثقلین مقبول الطرفین کے وعدۂ منجات
دوام و ثبات و مقام خلد بریں و شرب ماء معین کا فرمایا اور تحف تحیۃ و سلام پیشکش حضرات
ہداۃ الانام یعنی ائمہ اثنیٰ عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ جنکی پیروی اور فرمانبرداری عین ایمان و
اسلام اور باعث خوشنودی ملک علام ہے اللہم احشرنا تحت لوائہم مع اولیائہم اما بعد مخفی
نرہے کہ از جملہ اسباب فرمانبرداری حضرت باری و تعمیل احکام رب انام و اعاظم موجبات
رضاء خداوندی ذی الجلال و تقرب خالق بیمثال معرفت احوال ائمہ اطہار و ذکر مناقب و مفاخر

آلِ اطہار و دریافت طریقۂ حمیدۂ رہنمایانِ وادیٔ یقین و ادراکِ احوال پسندیدۂ طریق
انیق دینِ متین ہے خصوص ذکر مناقب و مفاخر جنابِ مستطاب اسد اللہ الغالب علی بن
ابی طالب علیہ السلام بمضمون خبر صدق مشحون وحدیثِ مخبر صادق صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم
ان اللہ تعالیٰ جعل لاخی علی بن ابی طالب فضائل لاتحصی عددہا غیرہ فمن ذکر فضیلۃ من
فضائلہ مستیقنا بہا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ولو اتی القیامۃ بذنوب الثقلین ومن
کتب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ ما بقی لتلک الکتابۃ رسم ومن استمع الی فضیلۃ
من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی کتابۃ من فضائلہ غفر اللہ الذنوب التی
اکتسبہا بالنظر ثم قال رسول اللہ ان النظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ ولا
یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبراءۃ من اعدائہ یعنے بدرستیکہ خدا تعالےٰ نے کیے ہیں میرے
بھائی علی ابن ابی طالب کے اسقدر فضائل کہ نہیں حصر کر سکتا اونکا کوئی بغیر خدا تعالےٰ
کے پس جو شخص کہ بیان کرے ایک فضیلت کو اُسکے فضائل سے از روی یقین کے
بخشے اللہ گناہ اُسکے گذرے ہوے بھی اور آیندہ کے بھی اور اگرچہ آئے وہ قیامت میں
ساتھہ گناہ ثقلین کے اور جو شخص کہ لکھے کسی فضیلت کو اُسکے فضائل سے تو ہمیشہ ملائکہ
استغفار کریں اُسکے واسطے جبتک اُس کتابت کا اثر باقی رہے اور جو شخص کہ سنے کسی
فضیلت کو اُسکے فضائل سے بخشے اللہ واسطے اُسکے وہ گناہ کہ جو کسب کیے ہوں اوس نے
گوش سے اور جو شخص کہ نظر کرے اُسکی فضیلت لکھی ہوئی پر بخشے اللہ اُسکے وہ گناہ کہ جو
حاصل کیے ہوں نظر سے پھر فرمایا رسول مقبول نے کہ نظر کرنا طرف علی بن طالب کے عبادت
ہے اور ذکر کرنا اُسکا عبادت ہے اور نہیں قبول کرتا اللہ ایمان کسی بندے کا مگر ساتھہ دوستی
علی کے اور ساتھہ دشمنی کے اُسکے دشمنوں سے لہذا اس ذرۂ بےمقدار باقر علی ابن آغا علی

دہلوی مولداً مہرولی موطناً کمترین شاگردان جناب مستطاب حشمت قباب ہدایت مآب
عالم علامہ فاضل فہامہ مجمع علوم عقلی و نقلی معدن فیوض ظنی و یقینی فرید الدہر وحید العصر
السید الجلیل و الحبر النبیل الذکی الالمعی حافظِ کلام ربانی قاری بےمثیل و لاثانی فرازندہ لوائے و
لائے حیدری ہادی طریق قویم جعفری مولوی حافظ قاری سید جعفر علی صاحب لازالت
شموس ہدایتہ ساطعۃ و اقمار افاضتہ لامعۃ نے یہ رسالہ مسمی بہ فضائل مرتضوی کو فقط
اِس نظر سے کہ عقبیٰ میں وسیلہ نجات اور روز حساب میں واسطہ عفو خطیات کا ہو باوجود
قلت فرصت اور تشتت بال و پریشانی حال کے بعجلت تمام تالیف کیا امید صاحبان
نصفت گزین عدالت آئین سے یہ ہے کہ اگر کسی جگہ خطا اور لغزش دیکھیں تو معاف
فرمائیں اور از راہ عنایت اُسکی اصلاح میں کوشش عمل میں لائیں اور طعن و تشنیع سے کہ شیوۂ
نامحمود و طریقہ غیر مسعود ہے ہاتھ و زباں کو کام نہ فرمائیں کہ خطا و زلات انسان میں ممکن
و مستقر ہے اللہ ولی التوفیق والاتمام اور یہ رسالہ مشتمل ہے تین باب اور ایک خاتمہ پر
باب اول میں بیان ہے حال ولادتِ باسعادت جناب امیرؑ کا اور یہ باب مشتمل ہے
کئی فصلوں پر **فصل اول** بیچ تاریخ ولادت جناب علی ابن ابی طالبؑ کے واضح ہو کہ
محدثین اور مورخین عامہ اور خاصہ نے لکھا ہے کہ جناب ولایت مآب سید ابرار مقتدائے
اخیار حبیب خداوند جبار قسیم جنت و نار سردار اوصیا سرور اتقیا امیر المومنین امام المتقین وصی رب العالمین
امام المشارق والمغارب ابی الحسن علی ابن ابی طالب غالب کل غالب مطلوب ہر طالب
صلوٰۃ اللہ علیہ و علی اخیہ و زوجتہ و اولادہ الابرار و سلام اللہ الملک الجبار روز جمعہ تیرھویں ماہ
رجب تیس برس بعد عام الفیل کے کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے اور عالم کو نور وجود فائض
الجود سے اپنے روشن و منور کیا اور یہی قول اشہر ہے اگرچہ بعض روایت سے دوشنبہ

ساتویں ماہ مبارک شعبان کی بھی معلوم ہوتی ہے اور جو وقت کہ آپ متولد ہوئے سن مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا اٹھائیس برس کا تھا بارہ برس اور بقولے دس برس پہلے بعثت جناب رسالتمآب کے پدر بزرگوار آپ کے ابوطالب پسر عبدالمطلب تھے ابوطالب و حضرت عبداللہ والد ماجد جناب رسولخدا برادران اعیانی یعنی ایک ماں باپ کے تھے والدہ ماجدہ آپ کی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں اور وہ جناب اور بھائی آپ کے اوّل ہاشمی تھے اور والد بزرگوار اور مادر خوش کردار آپ کے دونو ہاشمی تھے

فصل دوسری بیچ بیان کیفیت ولادت اور جائے ولادت جناب امیر کی واضح ہو کہ ابن بابویہ اور شیخ طوسی اور علامہ حلی وغیرہ علمائے اعلام اور محققین عظیم الشان نے بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و یزید بن قعنب اور عباس اور عائشہ اسطرح بیان ہے کہ ایک روز عباس ابن عبدالمطلب و یزید بن قعنب اور ایک گروہ بنی ہاشم کا اور ایک جماعت قبیلہ بنی عبدالعزیٰ سے برابر خانہ کعبہ کے بیٹھے تھے کہ ناگاہ فاطمہ بنت اسد مسجد میں تشریف لائیں اور آپ کو ماہ نہم حمل جناب امیر کا تھا اور درد زہ عارض تھا پس وہ جناب آکر برابر خانہ کعبہ کے کھڑی ہوئیں اور جانب آسمان دیکھکر عرض کی کہ خداوندا میں ایمان لائی ہوں تجھ پر اور تیرے سب پیغمبروں اور رسولوں پر کہ جن کو تو نے بھیجا ہے اور تیری سب کتابوں پر کہ جو تو نے نازل کی ہیں اور تصدیق کی ہے میں نے سب احکامات اور اقوال اپنے جد ابراہیم کے کہ خانہ معظمہ انکا بنایا ہوا ہے سوال کرتی ہوں میں تجھ سے بحق اُس شخص کے کہ جسنے یہ خانہ محترم بنایا ہے اور بحق اُس فرزند کے کہ جو میرے شکم میں ہے اور میرے ساتھ باتیں کرتا ہے اور میرا مونس تنہائی ہے اور میں یقین کرتی ہوں کہ یہ فرزند ایک آیت اور نشانی ہے تیری عظمت اور جلالت کی آسان کر تو مجھ پر ولادت اس فرزند کی عباس اور یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے تھے کہ جب وہ جناب اس دعا سے فارغ ہوئیں تو دفعۃً دیوار خانہ کعبہ

کی شق ہوئی اور فاطمہ رخنہ دیوار سے داخل خانہ کعبہ ہوئیں پھر آنکھوں سے ہمارے غائب ہو گئیں اور فوراً دیوار خانہ کعبہ مل گئی ہمنے اسوقت ارادہ کیا کہ دروازہ کو کھولکر اندر جائیں ہر چند زور کیا دروازہ نہ کھلا ہمنے جانا کہ یہ امر جانب خدا سے ہے پس فاطمہ تین شبانہ روز اندر خانہ کعبہ کے رہیں اور اہل مکہ بازاروں اور کوچوں میں اس قصہ کو بیان کرتے تھے اور عورتیں گھروں میں اس حکایت کو نقل کرتی تھیں اور سب کو ایک تعجب تھا غرض روز چہارم پھر اسی جگہ سے دیوار خانہ کعبہ کی شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کو آغوش میں لیئے اسی رخنہ دیوار سے باہر تشریف لائیں اور فرمایا کہ ایہا الناس خدا تعالے نے مجھے اپنی تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا ہے اور سب پر فضیلت دی ہے خصوص زنان برگزیدہ سابقہ پر اسواسطے کہ خدا تعالی نے برگزیدہ کیا آسیہ دختر مزاحم کو اور اُسنے عبادت کی پروردگار کی اُس مقام میں کہ جسمیں عبادت اُسکی سزاوار نہ تھی مگر بضرورت یعنی خانہ فرعون میں اور مریم دختر عمران کو خدا تعالے نے برگزیدہ کیا اور ولادت حضرت عیسی اُنپر آسان کی اور بیابان میں درخت خشک سے رطب تازہ اُسکے لیئے گرے اور خدا تعالے نے مجھے اُنسے اور سب زنان سابقہ سے افضل کیا اسواسطے کہ میں تین روز اُسکے خانہ محترم میں رہی اور اُسی خانہ برگزیدہ میں میرے فرزند متولد ہوا اور بہشت کے میوہ کھائے اور جب مینے ارادہ باہر آنیکا کیا اس حال میں کہ یہ فرزند گرامی میرے ہاتھوں پر تھا تو ہاتف کی آواز آئی کہ اے فاطمہ نام اس فرزند برگزیدہ کا علی رکھ میں کہ خدا وند علی اعلی ہوں میں نے نام اسکا اپنے نام سے مشتق کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور اپنی عدالت سے بہرہ کامل اور اپنی عزت و جلالت سے حظ وافر بخشا ہے اور علوم پنہانی اور اسرار پنہانی سے آگاہی عطا کی ہے کہ اپنے خانہ معظم و محترم میں پیدا کیا ہے پس یہ

یہ شخص وہ ہے کہ پہلے سب سے سطح خانہ کعبہ پر اذان دیگا اور اُسپر سے بتوں کو توڑ کر نیچے
پھینکے گا اور مجھکو ساتھ عظمت و جلالت کے یاد کریگا اور ہوگا یہی امام اور پیشوا اُمت کا
بعد میرے پیغمبر برگزیدہ کے پس محمد رسول میرا ہے اور یہ وصی اُسکا ہے خوشحال اُس
شخص کا کہ جو اُسکو دوست رکھے اور یاری اسکی کرے اور بدحال اُسکا کہ جو اُسکا تابع فرمان
نہو اور حکم کو اُسکے نمانے اور یاری اُسکی نکرے اور حق کا اسکے انکار کرے غرض جبکہ ابو
طالب نے اپنے فرزند ارجمند کو دیکھا تو نہایت خورسند و خوشنود ہوئے جناب امیرؑ بھی اپنے
پدر بزرگوار کو دیکھکر متبسم ہوئے اور باین عنوان سلام کیا کہ السلام علیک یا ابت و رحمۃ اللہ
و برکاتہ اور جب ابو طالب اپنے فرزند گرامی کو گھر میں لائے تو جناب رسولخدا نے اُنکو
اپنی گود میں لے لیا پھر جناب امیرؑ نے روئے انور جناب ختمی مآب کو دیکھکر ہنسدیا اور بکمال
بشاشت کہا السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور زبان معجز بیان سے تلاوت
سورہ مومنون کی شروع کی جب آیہ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون
پہنچے تو جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ بتحقیق رستگاری پائی مومنین نے اور جب اولئک ہم
الوارثون الفردوس ہم فیہا خالدون تک پہنچے تو فرمایا کہ بخدا تو امیر اور بادشاہ انکا ہے انکو دانش
اور علم اور حکمت سکھائیگا اور تو ہی راہ نما انکا ہے تیرے ہی ساتھ یہ نجات پائینگے پھر فاطمہ
سے فرمایا کہ اس فرزند کے عم بزرگوار حمزہ کو اسکی ولادت کی خوشخبری جا کر دو فاطمہ نے
کہا کہ اگر میں گئی تو اسکو دودھ کون پلائیگا فرمایا کہ میں اسکو سیراب کرونگا جب فاطمہ گئیں
تو محمد جناب نے اپنی زبان معجز نشان جناب امیرؑ کے دہن اقدس میں دیدی پس آپکی زبان مبارک سے
بارہ چشمے شیر کے جاری ہوگئے وہ جناب خوب سیر ہوگئے جب فاطمہ پھر کر آئیں تو دیکھا کہ جناب
امیرؑ کے روئے منور سے جانب آسمان ایک نور لمبا ساطع ہے کہ آسمان کو روشن کردیتے

پس بعد فاطمہ نے موافق عادات اور اطفال کے جناب امیرؑ کو بھی ایک پارچہ مین لپیٹا اُس
معجز نما نے بقوت خداداد اُس پارچہ کو پھاڑ کر ہاتھ اپنے باہر نکالدیے پھر تانیا اور پارچہ میں لپیٹا
اُسکو بھی پھاڑ ڈالا آخر دو پارچون مین پھر تین پارچون میں لپیٹا پھر بھی اُس قوت بازوی ربانی
سے اُس معجز نمانے اُسکو بھی پھاڑ پھینکا اور بقدرت خدا سے گویا ہوئے کہ اے والدہ ماجدہ میرے ہاتھون
کو نہ باندھو مین چاہتا ہون کہ اپنے ہاتھون کو درگاہ خدا تعالےٰ مین واسطے دعا کے بلند کرون
ابوطالب نے یہ حال دیکھکر کہا کہ تم ہاتھ فرزند سے اُٹھالو کہ امر اسکا ایک عجیب و غریب ہے اور لڑکون کا
سا حال اسکا نہیں ہے دوسرے روز رسولخدا پھر تشریف لائے تو پھر جناب امیرؑ نے آپ پر سلام
کیا اور دیکھکر خوش ہوئے اور اشارہ سے عرض کیا کہ وہ چیز جو کل آپ نے مجھے دی تھی آج
بھی عنایت ہو غرض تیسرے روز ابوطالب نے بنابر دعوت اہل مکہ تین سو شتر اور ہزار گوسفند اور
بہت سی گائین ذبح کین اور اُنکا کہا تا پکوا کر سب اہل مکہ سے کہلا بھیجا کہ تم سب اول سات شوط
گرد خانہ کعبہ کے پھر کر میرے گھر مین آؤ اور اس فرزند پر آنکر سلام کرو اور پھر طعام ولیمہ تناول
فرماؤ سو واسطے کہ خدا تعالےٰ نے اس میرے فرزند کو شریف اور بزرگ پیدا کیا ہے منقول
ہے کہ جناب رسولخدا اس درجہ جناب امیرؑ سے محبت رکھتے تھے کہ گہوارے کو اُنکے اپنی خوابگاہ
گاہ کے قریب کھڑا کرایا تھا اور آپ ہی اُنکی تربیت کرتے تھے اور خود ہی نہلاتے دھلاتے
تھے اور آپ ہی دودھ پلاتے تھے جب سوتے تھے تو گہوارہ جنبانی کرتے تھے جب بیدار ہوتے
تھے تو اُنسے باتین کرتے تھے اور اپنے سینہ سے لگا کر فرماتے تھے کہ یہ ہے بھائی میرا اور ظہیر و
پشت و پناہ میرا اور وصی و جانشین میرا اور شوہر میری دختر نیک اختر کا امین میرے وصایا
اور علوم کا اور ہمیشہ وہ جناب اُس حضرت کو صحرا اور جبال مین لیجاتے تھے اور علوم غیر متناہی
اور اسرار الٰہی تعلیم کرتے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک روز فاطمہ بنت اسد نے

جناب رسولِ خدا کو رطب بہشت کے تناول کرتے دیکھا کہ مشک و عنبر سے خوشبوتر اور عدم مشابہ باشیاء دنیا تھے فاطمہؑ نے بھی ایک دانہ اُنمیں سے طلب کیا آپ نے اُنکو بعد تلقین شہادتین ایک دانہ عطا کیا فاطمہ نے اُس دانہ کو کھا کر ایک اور دانہ ابوطالب کے واسطے بھی مانگا آپ نے دوسرا دانہ اُنکو دیکر فرمایا کہ جبتک ابوطالب اقرار وحدانیت خدا اور رسالت رسالت پناہ کا نہ کریں یہ دانہ اُنکو نہ دینا وقتیکہ ابوطالب فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور خوشبو اُس دانہ کی آپ کی مشام جان میں پہنچی تو متعجب ہو کر فاطمہ سے پوچھا کہ آج تمہارے پاس سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ کبھی ایسی خوشبو نہ آئی تھی فاطمہ نے وہ دانہ رطب کا نکالکر دکھایا اور کہا کہ یہ اسکی خوشبو ہے ابوطالب کو اُسکی طرف رغبت ہوئی فاطمہ نے کہا کہ جب تک تم اقرار شہادتین کا نہ کروگے اس دانہ کا کھانا تمپر حرام ہے غرض ابوطالب نے بعد اقرار شہادتین اُس دانہ کو لیکر تناول کیا قدرت خدا سے وہ رطب منتقل طرف نطفہ کے ہوا اور اُسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب امیر کا حمل رہا اور حسن و جمال اُس نطفۂ برکت وجود فائض الجود اُس ماہ فلک امامت و خلافت کے دوبالا ہو گیا پس ہمیشہ وہ جناب شکم مبارک میں اپنی والدہ ماجدہ سے باتیں کیا کرتے تھے اور اُنکے مونس تنہائی تھے ایک روز فاطمہ بنت اسد جعفر طیار کے ساتھ قریب کعبہ کے آئیں کہ ناگاہ جناب امیر نے جعفر طیار سے شکم میں کچھ کہا اور باتیں کرنے لگے جعفر طیار کو اس حال عجیب سے غش آگیا اور جب فاطمہ قریب خانہ کعبہ پہنچیں تو جتنے بت اُسمیں تھے سب منہ کے بل زمین پر گر پڑے فاطمہ نے اپنے شکم مبارک پہ ہاتھ پھیر کر کہا کہ اے فرزند گرامی تو ہنوز شکم سے باہر نہیں آیا کہ بت تجھے سجدہ کرتے ہیں جب تو باہر آئیگا تو معلوم نہیں کہ رتبہ تیرا کیا ہوگا اور اس حال کو ابوطالب سے بیان کیا اُنہوں نے کہا کہ یہ دلیل اُس چیز کی ہے کہ جسکی شیر نے مجھے راہ طائف میں خبر دی تھی اور قصہ شیر کا اسطرح ہے

ہے کہ ہمیشہ رہے جب ابوطالب کو دیکھتے تھے تو بہاگ جاتے تھے ایک روز ابوطالب مکہ
معظمہ کو جاتے تھے کہ ناگاہ ایک شیر بڑا بیسے پیدا ہوا اور انکو دیکھکر تذلل اور انکسار کرنے
لگا ابوطالب نے جو شیر سے اس تذلل کا باعث پوچھا تو اُسنے کہا کہ تجھ ہی تو ہی ہے باپ شیر خدا کا
اور باور رسول ہدیٰ کا پس اُس روز سے ابوطالب کو محبت جناب رسولخدا کی زیادہ تر ہوئی اور
ایمان لائے پس اس روایت سے بھی اور بہت سی روایات سے طرفین سے ایمان اور اسلام ابوطالب
کا ثابت ہے جیسا کہ کلینی نے کافی مین جناب امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مثل ابوطالب کی مثل اصحاب کہف کے ہے کہ اسروا الایمان و اظہروا الشرک فاتاہم
اللہ اجرہم مرتین یعنی مخفی کیا ایمان کو اپنے اور ظاہر کیا شرک کو پس کرامت کیا خدا تعالے نے
انکو اجر دو بار یعنے دو چند فاضل کاشانی نے صافی مین کہا ہے کہ سبب ابوطالب کے اخفاء
ایمان اور اظہار شرک کا یہ تھا کہ تا اس پردے مین نصرت و یاری پر رسولخدا کے قادر تر
ہون جیسا کہ اکثر روایات سے مستفاد ہوتا ہے اور یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے رد مین
اُن لوگون کے کہ جو ابوطالب کے ایمان کے قائل نہ تھے منقول ہے کہ آپنے جواب مین اُس شخص کے
کہ جسنے کہا کہ ایک گروہ گمان کرتی ہے کہ ابوطالب کافر تھے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین وہ لوگ
ابوطالب کیونکر کافر ہوئے حالانکہ وہ کہتے ہین الم تعلموا انا وجدنا محمداً نبیاً کموسیٰ خط فی
اول الکتب آیا نہین جانتے کہ ہمنے پایا محمد کو نبی مثل موسی کے لکھا گیا بیچ کتب سابقہ کے
پس یہ قول انکا اول دلیل ہے انکے اسلام کی جیسا کہ مواہب مین حافظ ابو الفضل ابن حجر
نے نقل کی ہے اور اُنے ابن اسحاق سے کہ انشا کرنے کو ابوطالب کے ان اشعار کا اور معرفت
کو اُنکے ساتھ منسوب کیے کہ جو بیچ اخبار کثیرہ کے وارد ہے شیعون نے دلیل گردانا ہے انکے اسلام
پر اور یہی مواہب مین ہے کہ علی بن حمزہ بصری نے ایک جزو تالیف کیا ہے کہ اسمین اشعار

ابوطالب کے جمع کیے ہیں اور گمان کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے اور اسلام ہی پر وفات پائی اور سوائے اسکے حمایت کرنا جناب رسول خدا کا اور اہتمام اور حراست اور حفاظت آنحضرت کی یہ دلیل ہے ابوطالب کے ایمان کی جیسا کہ جناب صادق سے منقول ہے کہ جب ابوطالب نے وفات پائی تو جبرئیل پیغمبر جلیل پر نازل ہوئی اور کہا کہ پروردگار نے تمکو سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم بالفعل مکّہ سے کوہ حجون کیطرف جاؤ کہ اب یہاں کوئی تمہارا کفیل اور ناصر باقی نہیں سو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابوطالب ایمان لائے تھے ورنہ پیغمبر کی نصرت اور کفالت کیونکر کرتے کہ یہ بات تو خلاف کفر ہے۔ اور بھی جناب صادق نے فرمایا ہے کہ جبرئیل نے کہا کہ اے محمد اللہ تعالے آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ ہمنے حرام کیا ہے آگ کو اس صلب پر کہ جسنے تجھے نازل کیا اور اس بطن پر کہ جسنے تجھے اپنے میں رکھا اور اس بر اور دوش پر کہ جسنے تیری کفالت کی پس صلب تو صلب تمہارے پدر عالیقدر عبداللہ کا ہے اور بطن کہ جسنے تمہیں اٹھایا وہ آمنہ بنت وہب کا ہے اور وہ بغل کہ جسنے تمہاری کفالت کی وہ بغل ابوطالب کی ہے پس جبکہ ایمان انکا ثابت ہوا تو جو لوگ انکے کفر کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوطالب ایمان نہ لائے تھے اور اسلام کو قبول نہ کیا تھا اور حالت کفر ہی میں دنیا سے گئے ہیں وہ خود کافر ہیں اور عدو ہیں خاندان رسول کے

فصل تیسری بیچ بیان اسامی جناب امیر المومنین کے ۔ واضح ہو کہ نام نامی و اسم گرامی آپکے بہت ہیں از انجملہ ایک نام آپکا علی ہے اور یہ اول نام آپکا ہے جناب سے منقول ہے کہ قبل اسکے کہ آپکا نام مبارک علی ہو کوئی شخص اس نام کے ساتھ مسمّے نہ ہوا تھا اگلے بسبیل توصیف مقام مدح میں اس لفظ کا استعمال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ فلاں ولد علی یہ فرزند عالی بلند مرتبہ ہے پس جبکہ وہ جناب اس نام کے ساتھ مسمّے ہوئے تو اوروں

نے بھی اپنی اولاد کا نام علی رکھنا شروع کیا مگر مورخین نے وجہ میں اس تسمیہ کے بہت اقوال بیان کئی ہیں بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ چونکہ معرکۂ قتال میں جو شخص آپکے مقابل آتا تھا تو آپ اُسپر غالب آتے تھے اس سبب آپ کا نام علی ہوا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ چونکہ بہشت میں کسی نبی اور وصی کا گھر اور منزل آپکے گھر سے بلند نہیں ہے اس سبب سے آپ کا نام علی ہوا۔ اور بعض نے یہ وجہ لکھی ہے کہ از بسکہ آپ نے دوش مبارک رسولِ خدا پر سوار ہو کر بام خانہ کعبہ سے بتوں کو نیچے گرایا اس سبب اس نام سے مسمّیٰ ہوئے اور بعض کے نزدیک یہ ہے کہ چونکہ عقد آپ کا جناب معصومہ سے ملاءِ اعلیٰ میں ہوا اسلئے وجہ یہ نام آپ کا ہوا اور بعض نے یہ سبب اسکا بیان کیا ہے کہ چونکہ بعد رسول مختار اُس جناب کا مرتبہ سب سے عالی اور سب سے بلند تھا اس وجہ علی آپ کا نام ہوا اور اور بھی وجوہ اسمیں ہو سکتی تھیں مگر یہ رسالہ سب کے لکھنے کی وسعت نہیں رکھتا۔ اور ایک نام آپ کا ابو تراب تھا شیخ صدوق ؒ نے علل الشرایع میں ابن عمر سے وجہ اس تسمیہ کی یہ لکھی ہے کہ ایک روز جناب ختمی مآب امیر عرب افضل الاوصیا علی بن ابی طالب کو تلاش کرتے ہوئے نخلستان مدینہ میں تشریف لیگئے دیکھا کہ ایک باغ میں وہ جناب درستی جداول و روش و اصلاح اراضی میں مشغول ہیں اور گرد و غبار سے روئے انور اور بدن اطہر آلودہ ہو رہا ہے یہ دیکھکر جناب سرور انبیاء نے ارشاد فرمایا کہ میں ملامت نہیں کرتا کسی کو اس باب میں کہ نام تیرا ابو تراب رکھے مگر جناب امیر کو یہ نام پسند نہیں آیا رنگ روئے منور سرخ ہو گیا جناب رسولخدا نے تغیر چہرۂ اقدس سے ناخوشی کو معلوم کیا فرمایا کہ اے علی ؑ چاہتے ہو کہ میں تمہیں خوش کروں عرض کی بہتر ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تو بھائی میرا اور وزیر میرا اور جانشین میرا ہے بعد میرے اور تو ادا کرنیوالا ہے میرے قرض کا جو

جو کوئی تجھے دوست رکھیگا میری زندگی مین اُسکو خدائے رحمان بہشت مین داخل کریگا
اور جو کوئی تجھے دوست رکھیگا بعد میرے مرنیکے اُسکو خداتعالےٰ دنیا سے باایمان لے
جائیگا اور کچھ خوف نہوگا اُسکو عذاب روز قیامت سے اور جو تجھے دشمن رکھیگا وہ
کافر مریگا اور ہمیشہ جہنم مین بعذاب الیم گرفتار رہیگا۔ اور ایک نام گرامی آپکا الانزع
البطین ہے (انزع کے معنے لغت مین بری ہونا شرک سے) اور بطین کے معنے شکم بزرگ
کے ہین پس چونکہ آپ شرک سے بری اور کفر سے پاک اور پاکیزہ تھے اس سبب آپکو انزع
کہتے ہین اور شکم مبارک بزرگ تہا اس جہت بطین کہلاتے تھے۔ ایک شخص نے جناب
امیرؑ سے کہا کہ مین آپکی تین چیز سے سوال کرتا ہون آپ اُنکا جواب ارشاد کرین ایک
تو آپکی کوتاہی قد سے دوسرے بزرگی شکم سے تیسرے صلع سر یعنی پیشانی پر بال
نہونے سے آپ نے فرمایا کہ خداتعالےٰ نے میرے قد کو معتدل اور میری خلقت کو
مستوی بنایا ہے کہ نہ بلند ہے اور نہ بہت کوتاہ تاکہ مین دو ٹکڑے کرون کوتاہ قدونکو
طول مین اور بلند قدونکو عرض مین اور چونکہ رسولخدا نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم کیے اور
ہر باب سے ہزار ہزار باب اور مجھپر منکشف ہوگئے اور وہ سب جمع ہوئے میرے بطن مین اور
اُسے تنگی کی اُن بابون سے پس بلند ہوئے پہلو میرے اور ازبسکہ ہموارہ کلاہ سر پر رکھکر
کفار سے جہاد کرتا ہون باین سبب بال میرے پیشانی کے اُڑ گئے ہین۔ اخوند صاحب
بحار مین فرماتے ہین کہ بزرگی شکم کی کثرت علم سے ممکن ہے اسواسطے کہ بسبب کثرت
علم کے فرح و سرور حاصل ہوتا ہے اور یہ امر باعث ہوتا ہے بزرگی شکم کا اور اگر یہ
امر آپکے شکم کی بزرگی کا باعث نہو تو پھر اور کوئی وجہ ہو نہین سکتی اسواسطے کہ وہ
جناب ہمیشہ ریاضات و مجاہدات و کمی خوراک و قلت خواب مین رہتے تھے اور جو

پہنچکر آلام جسمانی اور صدمات روحانی دشمنوں کے پہنچے تھے وہ علاوہ اس سبب کے تھے
اور ظاہر ہے کہ یہ امور علت ذبول و صغر بطن کے ہوتے ہیں نہ بزرگی و ضخامت
شکم کی پس معلوم ہوا کہ سرور اور شادمانی ہے باعث بزرگی شکم مبارک کی تھی کہ اہل
جناب پر ہموارہ فیوضات قدسی اور معارف ربانی سے طاری ہوتے رہتے تھے اور
یہ بھی ممکن ہے کہ کثرت علوم اور وفور اسرار ربانی کہ جنکا اظہار ممکن نہو بالخاصیت سبب
بزرگی بطن کا ہو اور تجربہ بھی شاہد اسکا ہے اور ایک نام آپ کا یعسوب بھی تھا یعنی امیر
اور سردار قوم لغت میں معنی یعسوب کے امیر نحل اور سردار قوم کے آئے ہیں جناب امام
رضا سے بیچ تفسیر آیہ واوحی ربک الی النحل کے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا
کہ امیر نحل علی بن ابی طالب ہے اور وجہ اسکی یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک بار رسولخدا نے
لشکر اسلام کو جانب قلعہ بنی نفل روانہ فرمایا تھا پس جب اہل قلعہ لشکر فیروزی اثر سے
مغلوب آئے تو خانہای زنبور کو کھولدیا اور زنبوروں نے انکے لشکر کو نیشہای
زہر آلودہ سے تہ و بالا کر دیا یہ حال پر اختلال لشکر کا جو جناب امیر نے دیکھا تو خود بنفس
نفیس لشکر میں تشریف لائے فوراً باعجاز جناب کے تمام زنبور جمع ہو کر خدمت با
برکت جناب مظہر العجائب میں حاضر ہوئے اور سر انقیاد و تذلل پائے مبارک پر ملنے لگے
اور عجز و انکسار ظاہر کرنے لگے یہ حال فیروزی مآل اس جناب افضل الاوصیا
کا دیکھکر رسولخدا نے فرمایا کہ ہذا امیر النحل یعنے یہ سردار نحل ہے۔ اور دوسری روایت
میں یہ وارد ہے کہ ایک گھر میں کسی جگہ زنبوروں نے اپنا گھر کیا تھا اور کسی کو طاقت
اسمیں سے شہد نکالنے کی نہ تھی جناب امیر نے جاکر اسمیں سے شہد نکال لیا جناب
رسولخدا نے اسوقت آپ کا نام امیر نحل اور یعسوب رکھا۔ اور ایک نام آپ کا قمر قضا

تھا اسواسطے کہ آپ ہر امر مین رضائے خدا اور خوشنودی رسول ہدیٰ کو منظور خاطر رکھتے
تھے جیسا کہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ بسبب متابعت رضائے خدا و رسولؐ کے آپ
کا نام مرتضےٰ رکھا گیا اور بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک روز جبرئیل امین جانب
رب جلیل سے یہ پیغام لائے کہ اے حبیب ہمارے ہمنے پسند کیا ہے علیؑ کو واسطے فاطمہ
زہرا کے اور فاطمہ کو واسطے علیؑ کے لہذا آپ اس نام سے مسمیٰ ہوے۔ اور ایک نام
آپ کا حیدر تھا جابر جعفی کہتا ہے کہ حیدر کے معنے جازم اور ضابطہ اور اختیار کنندہ
اشیاء نیک و نظر کنندہ باریکی امور کے ہین اور چونکہ جناب امیر ان امور کے ساتھ متصف
تھے تو اس سبب آپ کا یہ لقب ہوا اور بھی بعض نے لکھا ہے کہ حیدر کے معنے شیر درندہ
کے ہین اور آپ بھی شجاعت اور جرأت مین مثل شیر کے تھے اس سبب آپکا نام حیدر
ہوا جیسا کہ خود آپ نے فرمایا کہ مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدر رکھا ہے
اور یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ جب اہل اسلام جنگ طلحہ عبدری سے کہ ایک شجاعان عرب سے
تھا بھاگے تو جناب مستطاب اسد اللہ الغالب اس پہلوان کے روبرو تشریف لائے اسنے
پوچھا کہ تم کون ہو آپنے نقاب روے انور سے اٹھاکر فرمایا کہ مین ہون شیر خدا اور برہم
کنندہ لشکر اعدا فرزند ابوطالب و بہین سبب آپ کو مفرق الکتاب بھی کہتے ہین اور
آپ کا لقب مظہر العجائب اور مظہر الغرائب بھی ہے کیونکہ ہمیشہ معجزات اور غرائبات
آپ سے ظہور مین آتے رہتے تھے **باب دوسرا** بیچ بیان فضائل جناب امیرؑ کے
اور اسمین بھی کئی فصلین ہین **فصل اول** بیچ بیان اس امر کے کہ قرآن مجید مین
اکثر آیات بینات مین جناب علیؑ ابن ابی طالب کے نام کی تصریح تھی مخالفین و معاندین
نے ان آیات مین تغیر دیا جیسا کہ ابن شہر آشوب نے لکھا ہے کہ مین نے ابن مسعود کے قرآن

مین آٹھ جگہ نام نامی اور اسم گرامی جناب علی بن ابی طالب کا صراحتہً لکھا ہوا دیکھا تھا
اور کتاب کلینی میں بھی بہت سی آیات قرآنی مین آپ کے نام کی تصریح دیکھی تھی اور بہر
انھین تغیر پایا ابو بصیر نے جناب صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ کریمہ اسطرح پر نازل
ہوا ہے کہ ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی ؑ والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیما۔ یعنی جو
کوئی کہ فرمانبرداری کریگا خدا کی اور اُسکے پیغمبر کی بیچ ولایت علی کے اور ائمہ علیہم السلام کے بعد
اُسکے مین پس رستگاری پائیگا رستگاری عظیم اور بھی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل
ہوا ہے فستعلمون من ہو فی ضلال مبین یا معشر المکذبین حیث اتاکم رسالۃ ربی فی علی ؑ
والائمۃ من بعدہ یعنی پس قریب ہے کہ جانوگے تم کہ کون شخص ہے بیچ گمراہی ظاہر کے اے
تکذیب کرنیوالو جو وقت کہ آئے تمہارے پاس رسالت رب میرے کی بیچ ولایت علی کی
اور ائمہ کے کہ بعد اُسکے ہین۔ اور بھی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا تھا کہ سائل
سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع۔ یعنی سوال کیا سوال کرنیوالے نے ساتھ
عذاب واقع ہونے والے کے واسطے کافرونکے یعنے انکار کرنیوالون کے ساتھ ولایت
علی کے کہ نہین واسطے اُس عذاب کے کوئی دفع کرنیوالا۔ اور بھی عمار یاسر نے اُس
جناب سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ جبرئیل اس نحو پر لائے تھے۔ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب
آمنوا بما انزلنا علی عبدنا فی علی۔ یعنے اے وہ لوگو کہ دیئے گئے ہو کتاب ایمان لاؤ
تم ساتھ اُس چیز کے کہ نازل کی ہمنے اوپر بندے اپنے کے بیچ حق علی کے۔ اور جابر
نے اُس جناب سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور رسول خدا پر اس آیہ کو
اسطرح پر پڑھا۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب فاتوا بسورۃ
من مثلہ۔ یعنے اگر ہو تم بیچ شک کے اُس چیز سے کہ نازل کیا ہمنے بیچ علی بن ابی طالب

کے پس لاؤ ایک سورۃ مثل اسکے اور بھی ابوحمزہ ثمالی نے جناب ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ فی علی الکان خیرالہم۔ یعنی اور اگر یہ تحقیق کیا ان لوگوں نے اس چیز کو کہ نصیحت کیے گئے ہیں ساتھ اسچیز کے بیچ حق علی کے البتہ ہوگا واسطے انکے بہتر۔ اور بھی آپنے فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے وقل الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین لآل محمد نارا۔ یعنی اور کہدے اے محمد یعنے بیان کر حق کو اپنے رب کی جانب سے بیچ ولایت علی کے پس جو شخص چاہے ایمان لائے اسپر چاہے کفر کرے یعنے نہ ایمان لائے اسپر تحقیق کہ ہمنے آمادہ اور مہیا کیا ہے واسطے ان لوگوں کے جو ظلم کرنیوالے ہیں آل محمد پر آتش جہنم کو۔ اور بھی یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوا ہے۔ ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقہم لم یکن اللہ لیغفر لہم ولا لیہدیہم طریقا الا طریق جہنم خالدین فیہا ابدا وکان ذالک علی اللہ یسیرا۔ یعنے بتحقیق کہ جو لوگ کہ کافر ہوئے اور ظلم کیا انہوں نے آل محمد پر بیچ حق انکے کے یعنی انکے حق کو غصب کیا نہیں ہے خدا کہ بخشش کرے واسطے انکے اور نہ یہ کہ رہنمائی کرے انکو طرف راہ حق کے کہ وہ راہ بہشت کی ہے مگر راہ دوزخ کی کہ ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ بیچ اس دوزخ کے ہمیشہ اور ہے یہ یعنے ہمیشہ ان کو دوزخ میں رکھنا اوپر خدا کے آسان۔ اور اس آیہ کو اس طرح پر پڑھا۔ یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فامنوا خیرا لکم فان تکفروا بولایۃ علی فان اللہ ما فی السموات والارض۔ یعنی اے آدمیو تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر کہ وہ محمد ہے بھیجا ہوا خدا کا ساتھ حق کے تمہارے پروردگار کے پاس سے بیچ ولایت علی کے پس ایمان لاؤ تم اسپر بہتر ہے واسطے تمہارے اسواسطے کہ اگر

تمہاری دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور اگر کفر کرو گے بیچ ولایت علی کے یعنے اگر انکار کرو گے اسکی ولایت کا تو خدا تعالےٰ کو اسکی کچھ پروا نہیں ہے پس تحقیق واسطے خدا کے ہے جو کچھ کہ بیچ آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے وبئس ما اشتروا بہ انفسہم ان یکفروا بما انزل اللہ فی علی الآیہ والذین کفروا بولایہ علی ابن ابی طالب اولیاءہم الطاغوت یعنی بری ہے وہ چیز کہ بیچا ہے انہوں نے ساتھ اسکے نفسوں اپنے کو یہ کہ کفر کریں ساتھ اسچیز کے کہ نازل کی ہے خدا نے بیچ حق علی کے تا آخر آیہ اور جن لوگوں نے کفر کیا بیچ قلافت علی ابن ابی طالب کے اولیا انکے شیاطین ہیں۔ اور بہی فرمایا کہ یہ آیہ اسطرح نازل ہوا ہے کہ۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات فی علی ابن ابی طالب یعنی تحقیق وہ لوگ کہ پوشیدہ کرتے ہیں اسچیز کو کہ نازل کیا ہمنے آیات بینات سے بیچ حق علی ابن ابی طالب کے اور بہی عیسی ابن عبداللہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ نازل ہوا یہ آیہ اسطرح پر۔ کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی یعنے اے رسول پہنچا تو اس چیز کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تیرے بیچ حق علی کے۔ پس ان آیتوں میں نام جناب امیر کا تہا دشمنوں نے آپکے ناموں کو نکال ڈالا۔ اور کتاب تہذیب اور مصباح میں بیچ دعاے غدیر خم کے یہ مضمون تہا کہ شہادت دیتے ہیں ہم اس امر کی کہ ہدایت کرنیوالے راہ راست کے جناب علی ہیں کیونکہ تونے قرآن میں فرمایا ہے کہ وانہ فی الکتاب لدینا لعلی حکیم اور بہی منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادقؑ نے اپنے پدر بزرگوار اور جد نامدار سے روایت کی ہے کہ ایکدن خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ علی مجہسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسٰے سے حالانکہ خدا تعالےٰ نے ہارون کا تو قرآن میں ذکر کیا ہے اور علی کا کہیں ذکر نہیں کیا آپنے فرمایا کہ اے نادان آیا نہیں سنا تونے کہ خدا تعالےٰ نے

کہا ہے کہ ہذا صراط علی مستقیم۔ اور بھی جناب موسی کاظمؑ نے اپنے پدر بزرگوار اور جدِ عالی تبار سے اس آیہ کو اسیطرح پر بیان کیا ہے۔ اور بھی کتاب مذکور مین قتادہ سے نقل ہے کہ اُسنے کہا کہ مینے حسن بصری سے سُنا کہ وہ اس آیہ کو اسی طرح پڑہتا تہا کہ ہذا صراط علی مستقیم۔ پہر وہ کہتا ہے کہ مینے حسن سے پوچہا کہ اس آیہ کے کیا معنی ہین کہا کہ یہ راہ علی کی ہے اور دین اُسکا ہے اس راہ کی متابعت کرو اور اُسکے ساتہ متمسک ہو کہ یہ راہ راست ہے کجی اور لعوجاج کسی طرح کا اسمین نہین ہے اور بھی جناب مستطاب باقر علوم اولین و آخرین سے بیچ آیہ کریمہ ان الینا ایابہم کے مروی ہے کہ یہ آیہ اسطرح پر نازل ہوئی ہے کہ ان الینا ایاب ہذا الخلق وعلیا حسابہم پس بنابرین علیا کا عطف ہوگا ایاب پر اور خبر ایاب کی الینا ہوگی اور خبر علیا کی حسابہم ہوگی اور تقدیر اسکی یہ ہے کہ ان علیا حسابہم۔ یعنے بدرستیکہ علی حساب اُنکا ہے یا تقدیر مضاف کی ہے یعنے علی حساب اُنکا صاحب یا مبالغۃً حمل کیا جائے جیسا کہ اکثر جا یہ دونون وجہ جاری ہین اور چونکہ مدار حساب اور مفاد ایمان وہ جناب ہین تو پس گویا حساب بھی وہی جناب ہین واللہ اعلم اور بھی جناب صادقؑ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے بیچ درگاہ رب جلیل کے دعا کی کہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین۔ تو جواب مین خطاب رب الارباب اس طرح پر صادر ہوا کہ۔ ووہبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا جعلنا نبیا ووہبنا لہم من رحمتنا وجعلنا لہم لسان صدق علیا کہ جناب علی مرتضےؑ مراد ہین اور بھی مصحف ابن مسعود مین یہ آیہ اسطرح پر تہا کہ حقیق علی علی ان لا یقول الا الحق

فصل دوسری بیچ بیان فضائل جناب امیرؑ کے موافق حروف تہجی کے منقول ہے کہ ایک روز متوکل ملعون نے یزید بن حارث سے کہا کہ تو علیؑ کے فضائل اور اوصاف بیان کر اُسنے کہا کہ اُسکے

فضائل مجھ سے کیا بیان ہوسکتے ہیں مگر کچھ فضائل اُنکے موافق حروف تہجی کے بیان
کرتا ہوں مِن الف یعنی وہ جناب امرائے حاکم تھے کہ حلم کرتے تھے جانب خدا سے
ساتھ عدل اور احسان کے ب اشارہ ہے کہ وہ جناب باقر تھے یعنی شگافندۂ علوم
جملہ ادیان ت یعنے ساتھ تانے اور آہستگی کے قرآن پڑھتے تھے ث یعنی ثاقب
تھے یعنی سوراخ کرنیوالے حجابوں شیطان کے ج یعنے جامع تھے قرآن کے اور
احکامات قرآن کے ح حاکم تھے امین انس وجان کے خ خالی تھے ہرزہ اور بہتان
سے د دلیل اور رہنما تھے سب کے۔ ذ ذاکر تھے معبود بحق کے آشکارا و پنہان
ر راہب اور ترسندہ تھے اپنے خدا سے شب ہائے تاریک میں ز زہد اور تقوی
میں فائق تھے سب پر س ساتر اور عیوب پوش تھے سب کے ش شاکر اور شکر کنندہ
تھے اوپر عبادت خدائے یگانہ کے ص صابر تھے ضرب شمشیر اور سنان پر ض ضراب
ذوالفقار تھے سر کفار پر ط طالب خدا تھے بلا غرض ظ ظاہر یعنے غالب تھے کفار پر ع
عالیقدر بلند مرتبہ تھے اہل زمان پر غ غالب تھے شجاعان دہر پر ف فائق اور
فارق تھے وہ جناب یعنی تفریق کرنیوالے مابین سر و گردن کفار کے لئے جدا کرنے
والے اُنکے ق قوی دل تھے اور سخت ارکان ک کامل تھے تمامی کمالات میں ل
لازم پکڑنے والے تھے اوامر الٰہی کے م مزوج یعنے جفت و زوج تھے بہترین زنان
عالم کے ن یعنے نام نامی اُنکا مذکور ہے قرآن میں و ولی اور امام تھے سب مومنوں
کے ہ ہادی تھے طریق حق کے۔ ی یعنے یداللہ تھے۔ **فصل تیسری** بیچ بیان نسب
اُس جناب کے اوپر طریقہ مذہب اہل سنت کے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں
نسب آپ کا اس طرح بیان کیا ہے کہ ابوالحسن علی بن ابی طالب کہ مسمی تھے بعبد مناف

ابن عبدالمطلب مسمی بہ شیبہ ابن ہاشم مسمی بہ عمرابن عبد مناف ابن قطیمی اور کنیت جناب امیر کی ابوالحسن و ابوالحسین ہے اور جناب رسولخدا نے آپ کا نام ابوتراب رکہا تہا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک روز رسولخدا نے جناب امیرؑ کو خاک آلودہ مسجد مین سوتا ہوا دیکہا پس آپکے سر کے پاس بیٹھہ گئے اور بیدار کرتے تہے اور پشت سے آپ کی خاک کو پاک کرتے تہے اور فرماتے تہے اُٹھہ بیٹھہ اے ابوتراب اور یہ کنیت آپ کے نزدیک سب کنیتون سے خوشتر تہی اور آپ کی والدہ نے آپ کا نام حیدر رکہا تہا اور آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکہا تہا اور شیعون کا اعتقاد یہ ہے کہ جناب رسولخدا کی حیات مین اس جناب کو سب امیرالمومنین کا خطاب کرتے تہے خواہ مہاجر اور خواہ انصار اور یہ امر ثابت نہین لیکن محدثین نے جو کچہہ اس باب مین روایت کی ہے مثل یعسوب الدین اور یعسوب المومنین اور قائد الغر المحجلین اور بعد وفات رسولخدا آپ کو وصی رسولخدا کہتے تہے اس اعتبار سے کہ جناب رسولخدا نے انکو وصیت کی تہی اور اسبات کا ہمارے اصحاب بہی انکار نہین کرتے مگر یہ کہتے ہین کہ آپ نے وصیت خلاف کیے لیے نہ کی تہی تمام ہوا کلام شارح نہج البلاغت کا

فصل چوتہی بیچ ان آیات کے ہے جو آپ کی فضیلت و امامت پر دلالت کرتی ہین موافق روایات طرفین کے

آیہ اول انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون ہے کہ مضمون اس آیہ کا یہ ہے کہ نہین ہے صاحب و اولے الامر تمہارے کامون مین مگر خدا اور رسول اسکا اور وہ کہ ایمان لائے ہین اور برپا رکہتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو اس حال مین کہ رکوع مین ہین پس شیخ صدوق نے امالی مین اور ابن شہر آشوب نے مناقب مین جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ جناب امیرؑ کے حق مین نازل

ہوا ہے اُسوقت کہ آپنے مسجد مین سائل کو حال رکوع مین انگشتری عنایت کی تہی یہ روایت
تو اوپر طریق اہل تشیع کے ہے۔ اور اوپر طریق اہل تسنن کے صاحب جامع الاصول اور
صاحب نسائی وغیرہ کل محدثین و مؤرخین و مفسرین نے لکہا ہے کہ یہ آیہ جناب امیر ہی
کی شان مین نازل ہوا جبکہ حالت رکوع مین سائل کو آپ نے انگشتری دی پس اُس
جناب کی فضیلت و امامت دونون اس آیہ سے ثابت ہوتی ہین اس سبب کہ خدائے
تعالے نے اپنی ولایت و اپنے نبی کی ولایت کے ساتہ آپکی ولایت کو قرین کیا ہے پس
یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جسکا ولی خدا اور رسول ہو اُسی کا ولی وہ جناب بہی ہو
اور اس وجہ سے بہی کہ یہ آیہ خاص ہے نہ عام کہ سب مومنین کو شامل ہو بدلیل
انما کہ کلمہ حصر کا ہے پس حصر ولایت کا بدلیل مذکور اُسی شخص مین ہوگا کہ جو متصف
ہوگا اُن چند صفات مذکورہ فی الآیہ کے ساتہ کہ منجملہ اُنکے دینا زکوٰۃ کا بہی ہے حال
رکوع مین اور اتفاق ہے اسپر کہ سوائے جناب امیرؑ کے اور کوئی مومن ان اوصاف کے
ساتہ خصوص دینے زکوٰۃ کے ساتہ حالت رکوع میں متصف نہین ہوا پس وہی جناب
اس آیہ کے ساتہ خاص ہونگے نہ غیر آپ کے اور یہ معنی اس آیہ کے لینا کہ یہ قائم رکہتے
ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو اور عادت اُنکی رکوع کرنا ہے جیسے کہ بعض اہل سنت
نے یہ معنی لیئے ہین غیر صحیح ہین اسواسطے کہ عادت ہونا رکوع کا تو اقامت صلوٰۃ
ہی سے مفہوم ہوتا ہے کوئی تازہ معنی نہین مگر معنی تازہ وہی ہین کہ جنکو ہمنے بیان
کیا ہے اور معنی تازہ بہتر ہین تاکید سے کہ بعض اہل سنت نے رکوع کے معنے خضوع
کے لیئے ہیں اور یہ بہی نہایت بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ معنی ولی کے یہان اولے بالتصرف
کے ہیں اور یہ معنی کلام عرب مین بہت شائع ہین جیسا کہ کہتے ہین کہ پدر ولی ہے

طفل کا اور شوہر ولی ہے زن کا اور اگر کوئی کہے کہ معنی ولی کے محب اور دوست کے بھی
ہین پس ولی کی تخصیص کی کیا وجہ ہے تو ہم کہین گے کہ یہان معنی ولی کے دوست اور محب
کے نہین ہو سکتے اسواسطے کہ بالاتفاق کلمہ انما کا حصر کیواسطے ہے پس بنابرین ولایت
کا حصر ایک ہی شخص پر ہوگا کہ جوان صفات کے ساتھ متصف ہوگا اور ہر شخص کو شامل
نہین ہو سکتا ورنہ حصر باقی نرہیگا - دوسرے یہ کہ محبت اور دوستی مین ہر مومن کے خدا
تعالے فرماتا ہے والمومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض یعنی مومن اور مومنہ دوست
اور محب ہے بعض اونکا بعض کو پس ثابت ہوا کہ وہ شخص کہ جسمین حصر ولایت کا ہے سوائے
خدا اور رسول کے وہ علی ابن ابی طالب ہین اور اس باب مین اخبار کثیرہ طرق مخالفین او
موالفین سے حد تواتر کو پہنچی ہین اور سب مفسرین کا بھی اجماع اسپر ہے از انجملہ صاحب
کشاف اور بیضاوی اور خوارزمی نے باوجود شدت تعصب و عناد کے اپنی تفاسیر مین
تصریح تخصیص جناب امیر کی کی ہے اور صیغہ جمع کا یعنی الذین بنابر تعظیم کے ہے اور ہمارے
نزدیک سب ائمہ ہمارے اسمین داخل ہین آیہ دوسرا انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل
البیت ویطہرکم تطہیرا ہے علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر مین ابوالجارود سے اور اونسے جناب
امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ شان مین جناب رسولخدا اور علی مرتضے اور فاطمہ
زہرا اور حسن مجتبے اور حسین شہید دشت کربلا کے نازل ہوا ہے کہ خلاصہ معنی اسکے یہ ہین
کہ نہین ارادہ کیا ہے اللہ نے مگر یہ کہ دور کرے تمسے شرک اور گناہ اور شک اور بدی کو
اے اہلبیت اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اور یہ آیہ ام سلمہ کے گھر مین نازل ہوا پس رسول
مقبول نے ایک گلیم مین ان سب کو لیا اور عرض کی کہ خداوندا یہ مین اہلبیت میرے پس
دور کر تو انسے رجس کو ام سلمہ نے چاہا کہ مین بھی اس گلیم مین داخل ہون آپنے فرمایا کہ

اے ام سلمہ تو اوپر خیر کے ہے مگر میرے اہلبیت مین داخل نہیں ہے اور بعد نازل ہونے اِس
آیہ کے جبتک رسولخدا دنیا سے تشریف لیگئے ہر صبح وقت نماز روانے پر جناب فاطمۂ
اطہر کے تشریف لاتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب اہلبیت
جواب مین عرض کرتے تھے کہ علیک السلام یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر آپ وہ آیہ
کو پھر مکرر ارشاد کرتے تھے کہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت
ویطہرکم تطہیرا سبحان اللہ کیا محبت تھی اُس جناب کو اپنے اہلبیت کے ساتھ کہ جنکے دشمنون
نے یہ دشمنی اور بدسلوکی کی غرض یہ ایک فضیلت اور کرامت ان حضرات کی جانب خدا سے
ایسی تھی کہ کوئی شخص امت رسولخدا سے اسمین انکے ساتھ شریک نہین ہو سکتا سو آیے
اسکے یہ آیہ اول دلیل ہے آنحضرت کی عصمت کا۔ اور نص صریح ہے کہ پنجتن معصوم
تھے اور کبھی ان سے ابتداء عمر سے انتہاے عمر تک کوئی گناہ اور کوئی خطا صادر نہین ہوئی
اور عند العقل ظاہر ہے کہ جو معصوم ہوگا خطا سے وہی لیاقت رکھیگا امامت کی بھی
نہ غیر اوسکا اور علماے اہل سنت نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیہ خاص انہین پانچ حضرات کی
شان مین نازل ہوا ہے جیسا کہ احمد حنبل نے اپنی مسند مین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور
واحدی نے بسیط مین اور مفسرین معتمدین محققین اہل سنت نے اپنی اپنی تفاسیر مین بیان
کیا ہے تیسری آیہ مباہلہ ہے فرماتا ہے خدا تعالےٰ فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک
من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ
علی الکاذبین۔ خلاصہ معنی آیہ وافی ہدایہ کے یہ ہین کہ جو کوئی تجھسے مخاصمہ کرے اور جھگڑے
بیچ مقدمہ حضرت عیسےٰ کے بعد اسکے کہ آیا ہے علم سے طرف تیرے پس کہہ اے محمد آؤ
تم اے نصرانیو تا بلائین ہم بیٹون اپنون کو اور بیٹون تمہارے کو اور عورتون اپنون کو

اور عورتون تمہاری کو اور جانون اپنی کو اور جانون تمہاری کو یعنی اونکو کہ جو بمنزلہ تمہاری
جان کے ہین اور وہ جو بمنزلہ تمہاری جان کے ہین پس مباہلہ کرین یعنے لعنت کرین پس
کرے لعنت خدا کی جھوٹ بولنے والے پر ہم مین اور تم مین سے **منقول** ہے کہ ایک روز
مامون نے جناب امام رضا سے کہا کہ خبر دو مجھکو اُس شخص سے کہ جو بزرگتر ہو از روے
فضیلت کے یعنے جسکی فضیلت از روے قرآن کے سب پر زیادہ تر ہو فرمایا آپ نے کہ وہ
فضیلت کہ جو قرآن سے واسطے امیر المومنین کے ثابت ہے وہ آیہ مباہلہ مین ہے کہ جب یہ آیہ
نازل ہوا تو رسول خدا نے حسنین کو بلایا پس وہ آپکے فرزند ہوئے اور پھر طلب کیا فاطمہ زہرا
کو پس وہ جناب بمنزلہ النسا کے ہوئین پھر طلب کیا جناب امیر کو پس وہ جناب بحکم خدا نفس ہوئے
جناب رسول کے اور یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسول خدا سب اہل عالم سے افضل ہین تو نفس
آپ کا بھی افضل ہوگا سب اہل عالم سے پس فضیلت از روے قرآن کے آپکے لیے ایسی ثابت
ہے کہ کسی اور کے واسطے ثابت نہین صاحب **کشاف** نے کہ سنی المذہب ہے اس آیہ
کی تفسیر مین لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے نصارائے نجران کو مباہلہ کے لیے طلب کیا تو اُن
لوگون نے کہا کہ آج ہمکو مہلت دو تا ہم اس امر مین فکر کرین اور کل صبح کو ہم آپ کی خدمت
مین آکر حاضر ہونگے پس آپ نے اُنکو مہلت دی الغرض وہ لوگ گئے اور آپسمین خلوت
کی اور عاقب نامی سے کہ ان سب مین صاحب رائے اور عقلمند تھا کہا کہ اے عبد المسیح تیری
آپسمین کیا رائے اور کیا مصلحت ہے اُسنے کہا واسطے گروہ نصارا تم خوب جان چکے
کہ محمد نبی مرسل ہے قسم ہے خدا کی جس گروہ نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا انجام اُسکا
یہ ہوا کہ کوئی بزرگ اُنکا زندہ نہ رہا اور کوئی کوچک اُنکا بزرگ نہ ہوا اگر تم بھی اُنکے
ساتھ مباہلہ کروگے تو سب ہلاک ہوجاؤگے اور کوئی نصارا روی زمین پر باقی نہ رہیگا

اگر تم چاہتے ہو کہ اُنکے ہاتھ سے اپنے دین کو برباد نہ دو تو اُنکے ساتھ مصالحہ کر کے اپنے شہر
کو پھر جاؤ غرض دوسرے روز آپ کی خدمت مین وہ سب حاضر ہوئے دیکھا کہ جناب
رسولخدا جناب امام حسنؑ کو گود مین لیے ہین اور امام حسینؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہین اور
جناب فاطمہؑ پشت سر اور جناب امیرؑ عقب جناب فاطمہؑ کے ہین اور ان سب سے فرماتے ہین کہ
جب مین دعا کرون تو تم آمین کہنا اُسقف نجران نے کہا کہ اے گروہ نصارے مین اس
وقت ایسی چند صورتین دیکھتا ہون کہ اگر یہ چاہین کہ پہاڑ کو اسکی جگہ سے اوکھاڑین
تو اُکھاڑ سکتے ہین پس اگر تم ان کے ساتھ مباہلہ کروگے تو یہ جان لو کہ سب نصارے غارت
ہو جائینگے اور روز قیامت تک قوم نصارے سے کوئی باقی نہ رہیگا انجام کار وہ
سب ڈر گئے اور مباہلہ موقوف رکھا غرض کہ یہ آیہ بھی دلیل ہے آپ کی فضیلت اور امامت

پر چوتھی آیہ والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہے
یعنے قسم ہے ستارے کی جس وقت کہ طلوع کر کے نیچے کو اُترے گمراہ نہین ہوا ہے صاحب تمہارا
کہ رسولخدا ہین اور ہے سچ دوستی علی ابن ابی طالب کے اور کچھ خطا نہین کی اُسنے اور کوئی بات نہین
کہتا اپنی خواہش نفس سے یعنی اپنی طرف سے بیچ شان علیؑ ابن ابی طالب کے اور اور اخبار مین
اسطرح پر ہے کہ وہ بیچ خلافت علیؑ ابن ابی طالب کے جھوٹ نہین کہتا اور جو کچھ کہ کہتا ہے
اُسکے حق مین نہیں ہے مگر وحی کہ بھیجی گئی ہے طرف اُسکے شیخ صدوق نے امالی مین ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ ایک روز ہمنے نماز عشا رسولخدا کے ساتھ ادا کی آپ
نے سلام پھیر کر ارشاد کیا کہ امشب وقت طلوع صبح ستارہ آسمان سے جدا ہوگا پس جسکے گھر
مین وہ گریگا وہ وصی میرا اور جانشین میرا اور خلیفہ میرا اور امام میری اُمت کا ہے بعد
میرے غرض نزدیک صبح ہر شخص اپنے گھر ون مین منتظر گرنے ستارے کے بیٹھے تھے اور

اور عباس ابن عبدالمطلب سب سے زیادہ اس امر کی طمع رکھتے تھے جب صبح طالع ہوئی تو ستارہ
آسمان سے جدا ہوا اور علی ابن ابی طالب کے گھر میں آن گرا جناب رسول خدا نے جناب امیر
سے فرمایا کہ یا علی قسم ہے مجھے اس شخص کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا کہ واجب ہے تیرے
واسطے وصیت اور خلافت اور امامت بعد میرے میری امت کی پس گروہ منافقین مثل
عبداللہ بن ابی بکر اور انکے اصحاب نے کہا کہ محمد گمراہ ہوا ہے سبب اپنے چچا کے بیٹے کے پس اسی
وقت خدا تعالے نے یہ آیہ نازل کیا کہ والنجم اذا ہوی الخ اور امالی میں روایت کی ہے جناب
امام بحق ناطق جعفر بن محمد الصادق ع سے اور اس جناب نے اپنے آبائے طاہرین سے کہ
جب رسول خدا کو وہ عارضہ لاحق ہوا کہ جس سے اس جناب نے اس عالم فنا سے بعالم بقا انتقال
کیا تو آپ کے اہلبیت و اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مبادا اگر کوئی حادثہ ذات مبارک
کو عارض ہو تو بعد آپکے ہم سب کس سے بیعت کریں اور کسکی امور دین میں متابعت کریں
یعنی آپکا جانشین اور خلیفہ کون ہے آپنے کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز پھر سب نے پوچھا پھر
آپنے کچھ جواب نہ دیا غرض بعد تین روز کے آپ نے فرمایا کہ آج کی شب جس کے گھر میں
آسمان سے ستارہ ٹوٹ کر گریگا وہ میرا وصی او جانشین ہے پس اس شب ایک ستارہ
روشن تر آفتاب سے آسمان سے جدا ہوا کہ کوئی اسکو زہرہ کہتا ہے اور کوئی مشتری
اور آپ کے گھر میں آ گرا پس منافقین نے کہا کہ واللہ محمد گمراہ ہو گیا ہے اپنے پسر عم کے سبب
خدا تعالے نے یہ آیہ بھیجا والنجم اذا ہوی اور اسیطرح مفسرین اہل سنت نے اس آیہ کی
تفسیر میں لکھا ہے از انجملہ مناقب میں ابن مغازلی شافعی نے چند سند انس اور ابن
عباس سے نقل کی ہے اور ابو حامد شافعی نے کتاب شرف المصطفےٰ میں اور ابن ابراہیم نے اپنی
تفسیر میں بسند ہائے متعددہ اور لوگوں نے بھی یہی مضمون اسکو لکھا ہے پس بنا بر نقل

مخالف اور مؤالف ثابت ہوا کہ یہ آیہ شان مین جناب امیرؑ کے نازل ہوئی ہے پس جب کہ
رسولخدا نے تصریح کر دی کہ جسکے گھر مین ستارہ گرے گا وہی خلیفہ اور جانشین میرا ہے تو
پس خلافت اور امامت اور وصایت غیرون کی باطل ہوئی **پانچوین آیہ** یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ہے جسکے
حاصل معنی یہ ہین کہ اے رسول ہمارے پہنچا تو اُس چیز کو کہ بھیجی گئی ہے طرف تیرے رب تیرے
سے اور اگر نہ کرے گا تو یعنی نہ پہنچائیگا تو تو پس نہ پہنچایا ہوگا تو نے رسالت اُسکی کو اور
اللہ نگاہ رکھیگا تجکو شر سے آدمیون کے پس رسولخدا نے فرمایا کہ تہدید ہے بعد وعید
کے اور البتہ مین حکم خدا جاری کرونگا اگرچہ مجھپر تہمت کذب کی کرین مگر یہ آسان تر ہے
میرے نزدیک اس سے کہ عقاب عذاب کیا جاؤن دنیا اور آخرت مین **راوی** کہتا ہے
کہ جبرئیل امین علیؑ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلام کیا ساتھ بادشاہی مومنین کے
یعنی کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ جناب امیر المومنینؑ نے رسولخدا سے عرض کی کہ
یا رسول اللہ مین ایک شخص کی آواز سنتا ہون مگر اُس شخص کو نہین دیکھتا کہ وہ کون ہے
آپ نے فرمایا کہ وہ جبرئیلؑ ہے کہ پروردگار کیجانب سے میرے پاس آیا ہے واسطے
تصدیق اُس وعدے کے کہ جسکا وعدہ مجھسے میرے خدا نے کیا تھا پس رسول مقبول
نے سب اصحاب کو حکم کیا کہ علیؑ پر سلام کرین ساتھ بادشاہی مومنین کے یعنے السلام علیک
یا امیر المومنین کہین پھر بلال کو حکم دیا کہ سب سے کہدے کہ صبح کو سب غدیر خم پر حاضر ہون
اور کوئی شخص باقی نہ رہے جو حاضر نہو پس وقت صبح رسولخدا جماعت صحابہ کے ساتھ
تشریف لائے اور بعد حمد و صلوٰۃ کے فرمایا کہ ایہا الناس ایک حکم خداتعالےٰ نے تمہارے
واسطے میرے پاس بھیجا ہے مگر مین نے اُسکو ابھی تمپر ظاہر نہین کیا بخیال اسکے کہ مبادا

تم مجھکو جھٹلاؤ اور دروغ کی نسبت میری طرف دو اب تہدید مجھپر وارد ہوئی لہذا مین
اُسکو تم سے بیان کرتا ہون گو تم ایسی مجھے دروغ کی نسبت دو کہ مین اُسکو آسان تر جانتا ہون
عقوبت خدا سے ایہا الناس جبکہ خدا تعالےٰ نے مجھے آسمان پر بلایا اور مین اُسکے حضور مین
حاضر ہوا تو مجھے ارشاد کیا کہ اے محمد مین ہون محمود اور تو ہے محمد تیرا نام متعالی مین نے
اپنے نام سے مشتق کیا ہے پس جو تجھسے وصل کریگا مین اُس سے وصل کرونگا اور
جو تجھسے قطع کریگا مین اُس سے قطع کرونگا تو جا میرے بندون کیطرف اور اُن کو خبر دے
اُس کرامت کی کہ جو مینے نسبت تیرے کرامت کی ہے آگاہ ہو کہ مین نے کسی نبی کو مبعوث
نہین کیا مگر یہ کہ واسطے اُسکے ایک وزیر مقرر کیا پس تو پیغمبر میرا ہے اور علی وزیر تیرا ہے
یہ فرماکر جناب رسولخدا نے دونون ہاتہ جناب امیر کے اپنے دونون ہاتہون مین اس
قدر بلند کیے کہ سفیدی زیر بغل کی سبنے دیکھی اور پہلے اس سے کبھی کسی نے نہ دیکھی تھی
اور فرمایا کہ ایہا الناس من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جسکا مین مولا اور اولےٰ بہ تصرف
ہون اُسکا علی بھی مولا اور اولیٰ بہ تصرف ہے یہ سنکر جو لوگ کہ منافق تھے اور جنکے دلون
مین شک و شبہ تھا اور جو لوگ کہ حریص تھے اور حق سے پھرے ہوئے تھے اُنہون نے
کہا کہ ہم بیزار مین جانب خدا محمد کے قول سے اور ماننا اُسکے قول کا ہمپر واجب نہین ہم
راضی نہین علی کی وزارت سے سلمان اور مقداد اور ابوذر اور عمار یاسر نے کہا کہ بخدا ابھی ہم
اپنی جگہ سے نہ گئے تھے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
نازل ہوا یعنے آج کے دن کامل کیا مینے واسطے تمہارے دین تمہارا اور تمام کی مینے تمپر
نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین پس فرمایا جناب رسولخدا نے کہ حمد
وسپاس کرتا ہون مین اُس خدا کو کہ جسنے کامل کیا دین کو اور تمام کیا نعمت اپنی کو اور راضی

اور خوشنود ہوا میری رسالت اور علیؑ کی ولایت پر اور صاحب کتاب طرائف نے لکھا ہے کہ لوگوں کو حسد جناب امیرؑ کا اس مرتبہ پر پہنچا کہ بعض منافقین نے اپنا مرنا اختیار کیا جیسا کہ حذیفہ بن یمان سے مروی ہے کہ جب جناب رسولخدا نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا تو نعمان بن منذر فہری اٹھا اور کہا کہ اے محمدؐ اسکو تم نے اپنی طرف سے کہا ہے یا خدا کی طرف سے آپ نے فرمایا کہ خدا ہی نے مجھے اسکا حکم دیا ہے یہ سنکر اُس نے کہا کہ خداوندا نازل کر اور بھیج ہم پر پتھر یہ کہکر وہ ملعون چلا ہنوز اپنے شتر تک کہ جسپر سوار ہوکر آیا تھا نہ پہنچا تھا کہ آسمان سے ایک پتھر اُسکے سر پر گرا کہ وہ جہنم واصل ہوا اُسوقت یہ آیہ سال سائل بعذاب واقع نازل ہوا اور ابن ابراہیم نے صعصعہ بن صوحان اور احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمنے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں خدمت رسولخدا میں حاضر تھا کہ عمر بن حارث فہری آیا اور جناب رسولخدا سے کہا کہ تو نے جو ہمکو حکم کیا نماز کا اور زکوٰۃ کا آیا یہ تیری طرف سے تھا یا خدا کی طرف سے آپنے فرمایا کہ یہ فریضہ تھا جانب خدا سے اور اداے رسالت تھی مجھپر اور میں کوئی چیز تمہاری طرف نہیں لایا مگر حکم خدا سے اُس ملعون نے کہا کہ تو نے حکم کیا واسطے دوستی علیؑ بن ابیطالب کے اور گمان کرتا ہے تو کہ علیؑ تجھسے مثل ہارون کے ہے موسیٰ سے اور کہتا ہے کہ شیعہ علیؑ کے سوار ہونگے محلوں نورانی پر اور بلائے جائینگے عرصۂ قیامت میں تا اینکہ پہنچینگے کوثر پر اور پئینگے پانی اُسکا آیا یہ جانب آسمان سے ہے یا تیری جانب سے آپنے کہا کہ ہاں خدا کی جانب سے ہے بدرستیکہ خداتعالے نے مجھے پیدا کیا ہے نور سے زیر عرش پہلے پیدا ہونے آدم سے پس اُس نور کو بیچ پشت آدم کے قرار دیا پھر اُس نور کو ایک صلب سے طرف دوسری صلب کے نقل کیا پھر اُس نور کو دو ٹکڑے کیا ایک ٹکڑے کو بیچ صلب عبداللہ بن عبدالمطلب کے قرار دیا اور دوسرے

ٹکڑے کو بیچ صلب ابوطالب کے پس مجھکو اور علیؑ کو اُس نور سے پیدا کیا لیکن بعد میرے
پیغمبری نہیں راوی کہتا ہے کہ عمرو بن حارث فہری مع بارہ نفر کفار کے کھڑا ہوا اور کہا
کہ بار خدایا اگر محمدؐ سچ کہتا ہے تو ہلاک کر تو عمرو بن حارث اور اُسکے سب اصحاب کو ساتھ
شعلۂ آتش کے راوی کہتا ہے کہ اسیوقت آسمان سے ایک شعلہ نازل ہوا اور اُسکو اور اُسکے
اصحاب کو جلا دیا پس یہ آیہ سأل سائل بعذاب واقع نازل ہوا یعنی سوال کیا سوال کرنیوالے
نے واسطے عذاب واقع ہونیوالے کے اور سید نے بیچ طرائف کے اور شیخ شرف الدین نے کنز میں
سفیان بن عتبہ سے اور اُسنے جناب صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیہ اسطرح پر
نازل ہوا ہے کہ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع اور یہ روایت سب
کتب مخالفین اور صحاح میں بھی انکی موجود ہے جو چاہے دیکھ لے جیسا کہ فخر رازی
نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ جو انکا امام ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ فضائل میں جناب امیرؑ
کے نازل ہوا ہے اور جب یہ آیہ نازل ہوا تو رسول خدا نے ہاتھ علی علیہ السلام کا پکڑا اور فرمایا
کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ پس عمر بن خطاب نے ملاقات
کی اور مبارکباد دی اور کہا کہ گوارا ہووے پسر ابوطالب ہوا تو مولا ہر مومن اور مومنہ کا پس
ثابت ہوئی اس آیہ اور اس حدیث سے فضیلت اور امامت جناب امیرؑ کی اسواسطے کہ مولے
کے معنی یہاں اولے بہ تصرف کے ہیں اور یہی معنی امامت کے ہیں اور مولے کے معنی
اولے کے بحسب لغت اور موافق قول شعرا ثابت ہیں جیسا کہ ابو عبیدہ نے کہ لغت میں
مدار اُسکے سخن پر ہے تفسیر اس قول حق تعالے کے کہ ماواکم النار ھی مولکم۔ اسطرح پر کی ہے
کہ آتش جہنم اولے ہے ساتھ تمہارے پس مولے کے معنی اولے کے کہے ہیں اور ایسی ہی
بیضاوی اور زمخشری اور سارے مفسرین نے اس آیہ کو میں یہی معنے کہے ہیں اور بھی

مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ یہ آیہ شریفہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون مین مراد یہ ہے کہ یہ اولے ہین ساتھ میراث کے اور قرّا اور سب اہل عربیت نے تصریح کی ہے کہ مولے اور اولے ایک معنی مین مستعمل ہوتے ہین پس اب کوئی نہین کہہ سکتا کہ مولے کے معنی اولے کے نہین آئے رہا یہ امر کہ یہان مولے کے معنے اولے بتصرف ہی کے ہین جو کہ بمعنی امامت کے ہے نہ غیر اسکے معنی محب اور ناصر وغیرہ کے جیسے آگے ہوں سو یہ بدلائل متعددہ اور بقرائن شتی ظاہر اور باہر ہے اول تو یہ امر نزدیک عقل سلیم سب عقلائے فہیم کے بدیہی اور ضروری ہے کہ مثلا اگر ایک بادشاہ اپنے وقت رحلت اور نزدیک وفات سب لشکر اور حشم اور خدم اور یگانہ اور بیگانہ کو جمع کرے اور ایک اپنے عزیز ترین عزیز کا ہاتھ پکڑ کے سب کو دکھلا کر کہے کہ جسکا مین مولے ہوں اُسکا یہ شخص بھی مولے ہے اور پھر اُسکے یاوروں کے لیئے دعا اور اُسکے دشمنوں اور خاذلوں کے لیئے بد دعا کرے اور اُن پر لعنت کرے تو پس رعایا اُس شخص کی یقین کریگی کہ بیشک مراد اُسکی خلافت اور جانشینی اپنی ہے اور اسکو اُسنے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا ہے اور اگر مثلا ایک بادشاہ ذوی الحکم عظیم الشان ایک مرد ضعیف بے معین معاون کے واسطے کہے کہ جسکا مین یاور و معین و مددگار ہوں اُسکا یہ شخص بھی یاور و معین و معاون ہے پس یہ امر نزد عقلا قبیح ہوگا اسواسطے کہ بادشاہ سے تو یاری اور امداد سب شخص کی بوجہ اتم ہو سکتی ہے مگر ایسے شخص ضعیف سے مدد کا ہونا بس قلیل ہے پس بنابرین اور موافق عرف و عادت کے چاہیئے کہ وہ شخص کہ جسکے حق مین رسول خدا ایسی بات ارشاد کرین تو ضرور اُسکا بحسب دین و دنیا برابر ہو اُس جناب کے مرتبہ کے اور لااقل مرتبہ ولایت اور امداد جسکا مین تو برابر ہو پس بہر تقدیر یہ عبارت امامت اور وصایت پر دلالت کرتی ہے نہ محبت اور نصرت پر اور سوائے اسکے اور بہت سی دلیلین اسپر کتب مبسوطہ مین لکھی ہوئی ہین جس کو

تحقیق اس سے زیادہ منظور ہو تو نہیں دیکھے یہ رسالہ مختصر زیادہ اس سے لکھنے کی گنجائش نہیں رکھتا فصل پانچویں بیچ ذکر ان احادیث کے کہ جو فضیلت اور امامت جناب امیر المومنین پر دلالت کرتی ہیں۔ شیخ صدوق نے امالی میں جناب صادق ؑ سے اور انحضرت نے اپنے آبا طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے علی ؑ مرتضے سے فرمایا کہ اے علی ؑ تو مجھے بمنزلہ اسحق ؑ کے ہے ابراہیم ؑ سے اور بمنزلہ ہارون کے ہے موسی ؑ سے اور بمنزلہ شمعون کے ہے عیسے ؑ سے مگر یہ کہ پیغمبری بعد میرے نہیں اے علی ؑ تو وصی میرا ہے اور خلیفہ میرا ہے جو شخص کہ تیری امامت اور وصایت کا انکار کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اور نہ میں اس سے ہوں اور روز قیامت اسکا دشمن ہوں گا اے علی ؑ تجھکو میری ساری امت پر فضیلت ہے اسواسطے کہ تو سب سے پہلے اسلام و ایمان خدا و رسول پر لایا ہے اور دانش اور دانائی اور عقل اور علم تیرا سب سے زیادہ ہے اور سب پر تو شجاعت اور بہادری میں غالب ہے۔ اے علی ؑ تو امام اور امیر سب کا ہے اور وزیر اور جانشین میرا ہے بعد میرے نہیں ہے نظیر اور مثل تیرا اے علی ؑ تو قسمت کرنیوالا ہے بہشت کا اور دوزخ کا اور بسبب تیری دوستی کے پہچانے جاتے ہیں نیکوکار اور بسبب دشمنی تیری کے پہچانے جاتے ہیں بدکردار اور تمیز پاتے ہیں اچھے بروں سے اور مومن کافروں سے اور عیون میں امام رضا سے مروی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ رسول خدا نے ام سلمہ ؓ سے ارشاد کیا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں گوشت اسکا گوشت میرا ہے اور خون اسکا خون میرا ہے اور وہ مجھے بمنزلہ ہارون علیہ السلام موسی سے ہے اور کشف الیقین میں انس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھ سے ارشاد کیا کہ اسوقت وہ شخص آئیگا جو کہ سید ہے مسلمانوں کا اور امیر ہے مومنوں کا اور بہتر ہے اوصیائے پیغمبران سابق کا

پس علی ابن ابی طالب تشریف لائے اور یہی فرمایا آپ نے کہ علی میر مومنون کا ہے اور
صندوق میرے علم کا ہے اور وصی میرا ہے اور اہلبیت میرے سے ہے اور بہائی میرا ہے دنیا
مین اور ساتہ میرے ہے درجہ علی مین مجتبیٰ مین اور خرایج مین منقول ہے کہ ایک یہودی اولاد
بادشاہان فارس سے فصیح نہایت خوش کلام رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ مین
آپ سے ایک سوال کرتا ہون اگر اسکا جواب باصواب پاؤنگا تو مسلمان ہو جاؤنگا اول
آپ ارشاد کرین کہ خدا کہان ہے آپ نے فرمایا کہ خدا ہر مکان مین ہے اور کسی جگہ نہین
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا بدون مکان کے یہودی نے کہا کہ اے محمد صلعم تمنے
اپنے پروردگار کی صفت عظیم اور وصف فخیم تو بیان کیا مگر ہم کیونکر جانین کہ تم اسی کے
بھیجے ہوئے آئے ہو جناب امیر فرماتے ہین کہ اسنے جب یہ کہا تو ہمنے سنا کہ کوئی سنگ و
کلوخ ہمارے نزدیک نہ تہا کہ جسنے وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ صلعم کی گواہی
نہ دی اور مینے بہی گواہی دی پس وہ یہودی مسلمان ہوا آپ نے اسکا نام عبداللہ رکہا
اسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ شخص کون ہے اور اشارہ کیا طرف جناب امیرؑ کے آپنے فرمایا
کہ یہ بہترین اہل میرے سے ہے اور سب سے زیادہ نزدیکتر ہے ساتہ میرے اور یہی ہے وزیر
میرا میری حیات مین اور خلیفہ میرا ہے بعد میری ممات کے اور تو بہی دوست رکہہ اسکو
حق کے ہے تجہے بہی لازم ہے اسکی اطاعت اور بیعت اور اسکے قول کی تصدیق کرنی
غرض بہت سی روایات مین وارد ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اگر پیغمبری بعد
میرے ہوتی تو علی ہی پیغمبر ہوتا جیسا کہ اس مضمون کو خطیب نے اپنی تاریخ مین اور عبدالملک
بکری نے فضائل مین اور ابوبکر بن الملک اور ابن غلاج اور علی ابن جعل نے اپنی احادیث مین اور
ابن خیاض نے شرح اخبار مین عمار بن مالک سے اور اسنے سعید سے اور اسنے اپنے باپ سے

روایت کی ہے اور مستدرک مین بچند طریق اور عمدہ مین جبل سے اور صحیح مسلم اور بخاری
اور ترمذی اور ابوداؤد اور مسند حنبل وغیرہ کتب اہل خلاف مین بہی یہ حدیث موجود ہے اور بہی
ابن عباس سے روایت ہے کہ کہتے ہین کہ مین نے دیکہا حسان کو منیٰ مین کہ خدمت مین
رسول خدا کے کہڑا تہا کہ آپنے فرمایا اے گروہ مسلمین یہ ہے علی بن ابی طالب علیہ السلام
سید عرب وصی اکبر کہ مرتبہ اسکا مجہسے مرتبہ ہارون کا ہے موسیٰؑ سے مگر یہ کہ بعد میرے
نبوت نہین اگر ہوتی تو وہ بہی نبی ہوتا اور توبہ کسی کی قبول نہین ہوتی مگر ساتہ اسکے
دوستی اور محبت کے کہڑے ہوئے حسان آپ کی شان مین کچہ شعر اسنے یہ شعر انشا کیے

لا یقبل التوبۃ من تائب ❊ الا بحب بن ابی طالب ❊ اخو رسول اللہ بل صہرہ ❊ والصہر
لا یعدلہ بالصاحب ❊ ومن یکن مثل علی وقد ❊ ردت لہ الشمس من المغرب ❊ ردت علیہ
الشمس فی منورۃ ❊ بیضا کان الشمس لم تغرب ❊ یعنی نہین قبول ہوتی توبہ توبہ کرنیوالے کی
مگر ساتہ دوستی اور محبت علی بن ابی طالب کے کہ وہ بہائی رسول اللہ کا ہے بلکہ داماد اسکا ہے
اور نہین جہلائی ہے داماد کے ساتہ صاحب کی اور کون شخص ہے مثل علی کے حالانکہ رجعت
کے واسطے اسکے آفتاب نے مغرب سے پہر شمس اسکے واسطے ہیچ جائے طلوع اپنے کے
سفید گویا کہ شمس غائب ہی نہ ہوا تہا اور امالی مین جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپ
جنابنے فرمایا کہ ہم اہلبیت اول ہین سب سے خدا تعالے نے بلند کیا ہے ہمارے نامونکو
اور جب خلق کیا خدا نے آسمانون کو اور زمین کو تو حکم کیا منادی کو کہ اسنے ندا کی تین
دفعہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ محمد رسول اللہ اور تین مرتبہ اشہد ان امیر المومنین
حقا اور کتاب کشف الیقین مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولخدا صحن خانہ مین تشریف
رکہتے تہے اور سر انور آپ کا دامن دحیہ کلبی مین تہا کہ جناب امیر تشریف لائے اور دحیہ سے

کہا کس طرح صبح کی رسولخدا نے دحیہ نے کہا کہ بیچ خیر وخوبی کے پہر دحیہ نے کہا کہ اے علی
مین دوست رکہتا ہون اور سد ہدیہ تیرے واسطے ہے اور ثنا ہے خوشخبری دیتا ہون کہ تو
ہے امیر مومنون کا اور کہینچنے والا ہاتہ اور پاؤن پیشانی سفیدون کا اور تو ہی ہے سید
فرزندان آدم کا بعد پیغمبرون اور رسولون کے لوائے حمد قیامت کے روز تیرے ہی ہاتہ مین
ہوگا خرامان جائینگے ہمراہ تیرے اور ہمراہ محمد کے شیعہ او رتوابعین تمہاری طرف
جنت کے بہ تحقیق کہ رستگار ہے وہ شخص کہ جو تجہے دوست رکہیگا اور دوستدار محمد کے
دوستدار تیرے ہین اور دشمن رسول خدا کے دشمن تیرے ہین اور تیرے دشمنون کو شفاعت
رسولخدا کی نصیب نہوگی آ نزدیک میرے اے برگزیدہ خدا اور رسول کے سر مبارک جناب
رسولخدا کا آپکے دامن مین دیا اور چلا گیا رسولخدا نے بیدار ہوکر پوچہا کہ اے علی یہ آواز کیسی
تہی جناب امیر نے سارا قصہ عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے علی وہ دحیہ کلبی نہ تہا بلکہ
جبرئیل تہا کہ تیرا نام اس نام کے ساتہ لیا کہ جس نام سے خدا تعالے نے تجہے مسمی کیا ہے
اور یہ وہ شخص ہے کہ جو تیری محبت مومنین کے سینہ مین ڈالتا ہے اور سطوت اور دبدبہ تیرا
کافرون کے دلمین داخل کرتا ہے۔ اور **کشف الغمہ** مین روایت ہے آزاد کردہ جناب
امیر المومنین سے کہ جناب امیر ایک زمین مین زراعت کر رہے تہے اور مین بہی آپکی خدمت
مین حاضر تہا کہ ابوبکر اور عمر آئے اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک شخص نے پوچہا کہ تم حال حیات جناب رسولخدا مین بہی یہی کہا کرتے تہے انہون نے
کہا کہ ہان جناب رسولخدا نے ہمکو یہی حکم دیا تہا کہ تم سب علی پر امیر المومنین کہکر سلام کیا
کرو اور شیخ صدوق نے امالی مین بسند زید بن علی سے ورانے جناب امام رضا علیہ
السلام سے اور اس جناب نے اپنے آبا طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا

کہ حق سبحانہ تعالے نے خلق کیا ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبرون کو اور مین اُن سب میں گرامی تر ہون نزدیک خدا کے اور فخر نہیں کرتا اور خلق کیا خدا نے ایک لاکھہ چوبیس ہزار وصی اُنکا اور علی فاضل ترین اور گرامی ترین اُن سبکا ہے دیگر صاحب کتاب روضہ نے سلمان اور ابوذر اور مقداد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص اہل کوفہ سے زمانہ خلافت عمر بن الخطاب میں ان بزرگوارون کے پاس آیا یعنی سلمان وغیرہ کے اور کہا کہ مجھے ہدایت کرو اُنہون نے کہا کہ تجھے لازم ہے پیروی کرنا کتاب خدا کا اور پیروی کرنا علی ابن ابیطالب کا کہ وہ ساتھ کتاب خدا کے ہے اور کبھی وہ کتاب خدا سے جدا نہوگا بتحقیق کہ ہم گواہی دیتے ہین اور ہمنے بگوش خود سنا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علی ساتھ حق کے ہے اور حق پھرتا ہے علی کیطرف جہان وہ جاتا ہے بدرستیکہ علیؑ اوّل اُس شخص کا ہے کہ جو ایمان لایا ہے ساتھ خدا کے اور اوّل اُس شخص کا ہے کہ مصافحہ کرے گا ساتھ میرے بروز جزا اور وہ صدیق اکبر ہے اور جُدا کرنیوالا ہے حق کو باطل سے اور جانشین میرا ہے میری اُمت مین بعد میرے اور وہ جہاد کرنیوالا ہے اوپر طریق میرے کے اور بیچ کتاب شرف النبی مین بروایت معتبرہ منقول ہے کہ ایک روز رسول متعال خاتم الرسل منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ کہان ہے علی بن ابی طالب پس شکر امیر عرب کھڑے ہوگئے اور عرض کی حاضر ہون یا رسول خدا فرمایا میرے پاس آؤ جب آپکے پاس آئے تو آپ نے سینہ صفا گنجینہ اپنے سے انکو لگایا اور مابین جبین بوسہ دیا راوی کہتا ہے کہ مینے دیکھا کہ اشک خونین چشمہا حق بین سے سینہ حقایق خزینہ پر جاری ہوگئے اور باواز بلند وصوت اعلیٰ فرمایا کہ اے معشر المسلمین یہ علی ابن ابیطالب ہے یہ شیخ و بزرگ مہاجرین و انصار کا اور یہ بھائی میرا اور

ابن عم میرا اور خون اور لحم اور شعر میرا اور یہ ہے پدر سبطین اعنی حسنؑ و حسینؑ سیدی شباب اہل
الجنۃ اور یہ ہے کہ دور کرتا ہے کرب غم کو مجھ سے اور یہ ہے اسد اللہ اسکی زمین میں اور
سیف اللہ اسکے اعدا پر پس اسکے متعصب و عدو پر لعنت ہے اللہ کی اور لعنت ہے لعنت
کرنیوالوں کی اور اللہ جل جلالہ بری اور بیزار ہے اس سے پس جو شخص چاہے کہ خدا
ورسول اس شخص سے بیزار ہوں تو وہ شخص علی سے بیزار ہووے بس چاہیئے کہ پہنچا دیں
حاضرین اسکو طرف غائبین کے اور بھی کشف الغمہ سے مخدوم جہانیان نے اپنی کتاب
مسمی بہ ملفوظات میں نقل کی ہے کہ ایک دن ابوبکر اور عمر اور علی بن ابی طالب کہیں
جاتے تھے اور جناب امیر بیچ میں اُن دونوں صاحبوں کے تھے مگر چونکہ آپ کا قد قصیر
تھا اور شیخین کا قد طویل تو بطور مزاح شیخین نے کہا کہ یا علی انت بیننا کالنون فی لنا یعنی اے
علی تم ہم دونوں کے بیچ میں ایسے ہو جیسے نون بیچ میں لنا کے ہے آپنے اُنکے جواب میں برجستہ ارشاد کیا کہ لولا
انا بینکما لکنتما لا یعنی اگر میں نہ ہوں تمہارے بیچ میں تو تم دونوں لا ہو جاؤ یعنے نیست
ونابود اور کچھ حقیقت تمہاری نہ رہے۔ اور بھی اوسی کتاب میں ہے کہ ایک روز دو
شخص کہ جنکے دلوں میں جناب امیر کی طرف سے نفاق تھا حضرت کی خدمت میں
آئے اور بسبیل امتحان پوچھا کہ یا امیر اس شخص نے میری نہایت اہانت کی اور مجھے
نہایت ذلت دی اور کمال ذلیل کیا کہتا ہے کہ شبکو تیری ماں سے خواب میں صحبت
کی اور محتلم ہوا شرع میں اسکی تعزیر کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسکو دہوپ میں کہڑا کرو
اور اسکے سایہ پر درے مارو اور بھی ابو متوکل ناجی نے ابو سعید خدری سے
روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جب قیامت قائم ہوگی تو خطاب رب الارباب سے
پہنچیگا کہ اے محمد اور اے علی ڈالو تم جہنم میں اپنے دشمنوں کو اور داخل کرو جنت میں

اپنے دوستون کو پس بہائی میرا علی آئیگا اوپر کنارہ جہنم کے اور کہیگا کہ ہذا لک و ہذا لی یعنی اے جہنم یہ شخص تیرے واسطے ہے اور یہ میرے واسطے ہے اور یہی معنی ہین قول اللہ تعالےٰ کے والقیا فی جہنم کل کفار عنید یعنی ڈالو اے محمد اور اے علی جہنم مین ہر کافر نبوت اور منکر ولایت کو اور بہی اوپر طریق شیعہ کے ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ قمی رح نے کتاب اعتقادات مین جناب صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ نہین ہے کوئی آیۃ قرآن مین کہ جسکا شروع یا ایہا الذین آمنوا ہو مگر یہ کہ علی ابن ابی طالب امیر اُسکا اور حاکم اُسکا اور شریف اُسکا اور اول اُسکا ہے اور نہین ہے کوئی آیہ قرآن مین کہ جو سائق لے کہینچنے والا ہے طرف جنت کے مگر یہ کہ وہ آیہ حق مین نبی اور ائمہ اور پیروان ائمہ کے نازل ہے اور نہین کوئی آیہ کہ کہینچتا ہے طرف آتش جہنم کے مگر یہ کہ وہ آیہ نازل ہے حق مین مخالفین اور اعدائے نبی و رہم ائمہ کے اور جن آیات مین ذکر ہے اولین کا یعنے پہلے لوگونکا اور وہ آیات خیر مین وارد ہین تو پس وہ واسطے اہل خیر کے ہین اور جو آیات شر مین وارد ہین تو پس وہ واسطے اہل شر کے ہین اور نہین ہے اہل خیر مین کوئی صاحب خیر وخوبی کہ بہتر ہو نبی سے اور نہین ہے کوئی وصی اوصیائے انبیائے ماضیہ سے کہ افضل ہو اوصیائی ختم الرسل سے اور نہ کوئی اُمت امم سابقہ سے افضل ہے اس اُمت سے اور وہ درحقیقت شیعیان آل اہلبیت نبی ہین اور نہ کوئی بدتر ہے اعدائے اہلبیت سے غرض اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلام الٰہی مین جو اسم کہ احسن اور نیک اور پسندیدہ ہین اور محبوب خدا ہین اُنسے کنایہ ہے اہلبیت کے ساتہ اور جو اسم کہ برے اور زشت اور قبیح ہین اور مبغوض ہین عند اللہ اُن سے کنایہ ہے سارے دشمنان اہلبیت کے ساتہ اور بہی مفضل بن شاذان سے مروی ہے کہ ابی عبداللہ نے فرمایا کہ ہم

ہیں اصل ہر خیر کے اور سب خیر فرع ہیں ہمارے خیر کی اور جملہ خیرات سے توحید ہے اور صلوٰۃ اور صیام اور کظمِ غیظ اور عفوِ گناہ اور ترحم بر فقیر اور مدارات ہمسایہ اور اقرار فضیلت فضلا اور ہمارا دشمن اصل اور بیخ ہے ہر شر اور بدائی کی اور سب شر فرع ہیں اسکی کہ جملہ اُسکے سے کذب اور نمیمہ یعنی بدگوئی اور بخل اور قطع رحم اور اکل مالِ یتیم بغیر حق اور تجاوز حدود خدا سے اور ارتکاب بافواحش ظاہرہ و باطنہ اور سرقہ اور زنا وغیرہ ہے اور کاذب ہے ایسا شخص جو کہے کہ ہم اہلبیت کے ساتھ ہیں اور حالانکہ وہ دوستی رکھتے ہیں اور تعلق میں ہمارے دشمنوں کے ساتھ اور بھی مسند احمد حنبل میں ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اُن کانوں سے کہ امیر المومنین نے ارشاد کیا انا عبد اللہ واخو رسولہ وانا صدیق الاکبر لا یقولہا غیری الا کاذب مفتر یعنی میں بندہ خدا کا ہوں اور بھائی اُسکے رسول کا اور میں صدیق اکبر ہوں نہ کہیگا اس کلمہ کو کوئی سوا میرے مگر جھوٹا مفتری یعنی جو کوئی اپنا لقب صدیق کریگا وہ جھوٹا ہے سوائے میرے اور کوئی صدیق نہیں اور بھی فرمایا رسولِ خدا نے کہ اے علی تو اور شیعہ تیرے آوینگے قیامت کے روز اس حال میں کہ وہ راضی ہونگے خدا سے اور خدا راضی ہوگا اُنسے اور آوینگے دشمن تیرے اس حال میں کہ خدا اُنپر غضبناک ہوگا اور بھی صواعق محرقہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آیہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریہ نازل ہوا تو رسولِ خدا نے یہ فرمایا کہ علی خیر البشر بعدی من ابیٰ فقد کفر یعنی علی بہتر ہے سب آدمیوں سے بعد میرے جسنے انکار کیا اُسنے کفر کیا صواعق محرقہ اور مودات میں ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ علی باب حطہ ہے جو شخص داخل ہوا اسمیں ہوا وہ مومن اور جو شخص خارج ہوا اوس سے ہوا وہ کافر اور بھی مناقب خطیب میں براء ابن

ابن عازب سے اور فردوس الاخبار میں اور مودت میں اور صواعق میں ابن عباس سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ علی بمنزلہ راس من بدنی یعنے علی بمنزلہ سر کے ہے بدن میرے سے اور بہی مناقب اخطب میں ہے کہ ایک حلقہ جنت کا یاقوت سرخ کا ہے اوپر صفحون طلا کے نصب کیا ہوا جسوقت دربہشت پر اُس حلقہ کو مارتے ہین تو اُس سے آواز نکلتی ہے علی علی۔ اور بہی اس کتاب مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول خدا نے کہا کہ جبکہ خدا تعالے نے آدم کو پیدا کیا اور روح کو اُنمین پہونکا تو اُنکو چھینک آئی اُنہوں نے الحمد للہ کہا وحی کی خدا تعالے نے کہ حمد کی میری میرے بندے نے قسم ہے مجہے اپنے عزت و جلال کی کہ اگر مقصود آفرینش سے وہ بندے نہوتے وارد دنیا مین تو نہ پیدا کرتا میں تجکو پوچہا حضرت آدم نے کہ آیا وہ دونوں مجہسے ہونگے ارشاد ہوا ہاں اے آدم اوپر نظر کر آدم نے سر اُٹہا کر اوپر دیکہا تو عرش پر لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ و علی مقیم الحجۃ لکہا پایا تفسیر ثعلبی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ لا یجمعوا بین اسمی و کنیتی انا ابو القاسم اللہ یعطی و انا اقسم ثم رخص فی ذلک لعلی و ابنہ یعنے نہ جمع کرین لوگ میرے نام میں اور کنیت مین یعنی کوئی شخص ابو القاسم اور محمد اپنا نام نہ رکہے پہر فرماتے ہین کہ مین ابو القاسم ہون اللہ مجہے دیتا ہے مین تقسیم کرتا ہون پہر اُس جناب نے رخصت دی واسطے علی کے کہ اپنے فرزندون کے یہ دونون نام رکہیں چنانچہ کہ مستدرک حاکم مین محمد حنفیہ سے مروی ہے کہ ایک وزطلحہ مین اور جناب امیر مین جہگڑا ہوا طلحہ نے کہا کہ تمنے اپنے فرزندوں کا نام محمد رکہا اور ابو القاسم انکی کنیت کی حالانکہ رسولخدا نے جمع کرنیکو اس نام و اس کنیت کی امت پر حرام کیا ہے آپ نے ایک شخص کو حاضرین میں سے ارشاد کیا کہ فلان فلان شخص کو حاضر کر جب حاضر ہوئے تو آپ نے

اُسنے اس امر میں استشہاد کیا اُن سب اصحاب رسولخدا نے گواہی دی کہ ہاں رسولخدا نے جناب امیرؑ کو اس نام اور لقب کے جمع کرنے کے لیئے رخصت دی تہی اور باقی سب اُمّت پر حرام کیا تہا۔ اور بہی صواعق وغیرہ میں مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ میں اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں اور اور سب آدمی اشجار شتّی اور پراگندہ سے ہیں۔ اور بہی کتاب مذکور میں مروی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ خدا تعالے نے ہر نبی کی ذریت کو اُسکے صلب سے پیدا کیا ہے اور میری ذریت کو صلب علی ابن ابی طالب سے پیدا کیا ہے اور بہی اُسمیں مذکور ہے کہ آپنے فرمایا کہ عنوان صحیفۃ المؤمن حب علیؑ۔ یعنے سرنامہ صحیفہ مومن کا دوستی علی کی ہے اور عمدہ فضائل اُس جناب سے ایک یہ فضیلت ہے کہ جسکو خاصہ اور عامہ نے بیان کیا ہے کہ جناب رسولخدا نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا تو خدا تعالے نے یہ آیہ وافی ہدایہ اُس جناب پر نازل کیا کہ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ اُسوقت جبرئیل امین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کو حکم خدا یہ ہوا ہے کہ آپ عصا اپنا اوٹھا کر ان بتوں پر کہ جو خانہ کعبہ میں رکہے ہیں ماریں اُسپر سے یہ بت سب گر پڑینگے پس وہ جناب موافق فرمودہ خداوند عالم کے عصا لیکر ایک بت کی آنکھ میں مارتے تہے اور فرماتے تہے کہ جاء الحق وزہق الباطل فوراً وہ بت منہ کے بل طرف کعبہ کے پیچھے گر پڑتا تہا تا اینکہ سب بت گر پڑے مگر ایک بت کہ نام اُسکا ہبل تہا اور بہت بلندی پر کہڑا ہوا تہا باقی رہگیا اور وہ مند شیشہ کا بنا ہوا تہا آپ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اے علی تم میرے شانے پر چڑہکر اُس بت کو گرا دو یا میں تمہارے شانے پر چڑہکر گرادوں جناب امیرؑ نے جواب میں عرض کی کہ آپ میرے شانے پر چڑہیں اور اسکو گرا دیں آپ نے فرمایا کہ اے علی تم قادر نہیں ہو کہ میرا بوجہ اوٹہا سکو اور نہ کوئی اہل دنیا سے قدرت رکہتا ہے کہ ایک عضو

کا بھی بوجھ میرے اعضا سے اُٹھا سکے یہ فرما کر آپ نے اپنا پاؤں جناب امیرؑ کے شانے
پر رکھ دیا فرماتے ہیں جناب امیرؑ کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ شانہ میرا ٹوٹا جاتا ہے میں نے فریاد
کی کہ الامان اے رسول الثقلین جان قریب ہے کہ اعضا میرے متفرق اور جدا ہو جائیں
آپ نے میرا استغاثہ اور فریاد سنکر پاؤں شانے پر سے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ اے علیؑ
یہ بوجھ نبوت کا ہے کسکی طاقت ہے کہ کوئی اُسکو اُٹھا سکے یہ فرما کر آپ خم ہوئے
اور فرمایا کہ اب تم میرے شانے پر سوار ہو کر اُس بت کو گرا دو پس جناب امیرؑ حضرت
کے شانے پر سوار ہوئے اور آپ انکو لیکر کھڑے ہو گئے طول حبل کا چالیس گز کا تھا آپ نے
فرمایا کہ اے علی تم پہنچے جہاں تک چاہتے تھے پہنچا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ قسم ہے
مجھے خداوند عالم کی کہ میں اپنے تئیں ایسا دیکھتا ہوں کہ اگر چاہوں تو آسمان کو
ہاتھ سے مس کر لوں اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا کہ اے علی تم اپنے تئیں کیسا
دیکھتے ہو عرض کی کہ یا حضرت میں دیکھتا ہوں کہ سارے پردے میری آنکھوں کے
سامنے سے اُٹھ گئے ہیں کہ گویا سر میرا ساقِ عرش تک پہنچا ہے اور جس چیز کی طرف
میں ہاتھ بڑھاتا ہوں وہ چیز میرے ہاتھ میں آجاتی ہے آپ نے فرمایا کہ خوشا وقت تمہارا
کہ تم کار حق کرتے ہو اور خوشا حال میرا کہ میں بار حق اُٹھائے ہوں غرض جناب امیر نے
اُس بت کو کہ وہ قبیلہ بنی خزاعہ کا تھا اُٹھا کر اوپر سے نیچے پھینک دیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اور پھر وہ جناب بسبب ادب کے میزاب کے قریب کود پڑے اور کود کر ہنسنے لگے
آپ نے پوچھا کہ اے علی تم کیوں ہنسے عرض کی کہ میں اسواسطے ہنسا کہ اتنی دور سے
میں نے اپنے تئیں گرا دیا اور کسیطرح کا الم مجھے نہ پہنچا آپ نے فرمایا کہ اے علی کیونکر تمہیں
الم پہنچتا کہ محمدؐ تمہیں اُٹھائے ہوئے تھا اور جبرئیل تمہارا اوتارنے والا تھا اور ابن عباسؓ

سے منقول ہے کہ روز فتح مکہ گرد خانہ کعبہ تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے رکھے تھے اور وہ سب قبائل اونکی طرف حج کرنے کو آتے تھے اور شترون کو نحر کرتے تھے اور بتون کا طواف کرتے تھے ایک روز خانہ کعبہ نے خداوند حقیقی سے شکایت کی کہ اے خدائے برحق کب تک یہ اصنام میرے گرد عبادت کئے جائینگے اور تیری عبادت موقوف رہیگی۔ وحی کی خداوند عالم نے اسکی طرف جسکا حاصل یہ ہے۔ قریب ہے کہ ہم بدلینگے اس حالت کو واسطے تیرے طرف دوسری حالت کے کہ لوگ آئینگے تیری طرف اور تیرا طواف کرینگے اور گرد تیرے آواز تلبیہ کی بلند کرینگے۔ پس جب روز فتح آیہ مذکورہ نازل ہوا تو آپ نے اپنے عصا سے سب بتون کو گرا دیا حالانکہ ان کو سیسہ اور لوہے سے کمال مستحکم اور مضبوط کر رکھا تھا اس سے سب لوگون کو تعجب معلوم ہوا اور کفار اور منافقین نے کہا کہ محمد بڑا جادوگر ہے کہ سحر میں مثل اپنا نہین رکھتا۔ الغرض جناب امیر کیواسطے یہ فضیلت رفیع اور منزلت منیع اور درجہ عظیم ایسا ثابت ہے کہ اور کسیکے لیے ثابت نہین ہوا۔ اور کتاب زین الفتی میں میمون بن مہران سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ مین عبداللہ بن عباس کے ساتھ طواف خانہ کعبہ مین مشغول تھا کہ دیکھا ہمنے کہ ایک جوان دامن جامہ کعبہ کا پکڑے کہہ رہا ہے اللھم انی ابرا الیک من علی ابن ابی طالب مما احدث فی الاسلام یعنے اے بار خدایا میں بیزار ہون طرف تیرے علی بن ابی طالب سے اور اس چیز سے کہ حادث کیا اسکو اسلام مین ابن عباس نے یہ سنکر کہا کہ اس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ میں اسکو بلا کر لایا وہ آنکر جانب یمین ابن عباس کے بیٹھا ابن عباس نے اس سے کہا کہ تو کون ہے اور کیا تیرا نام ہے اسنے کہا کہ مین زمعہ بن الخارجہ خارجی ہون ابن عباس نے کہا کہ یا زمعہ علی نے اسلام مین کیا احداث کیا ہے

اُسنے کہا کہ اُسنے قتل کیا مسلمانوں کو روز جمل وصفین ابن عباسؓ نے کہا کہ اے شخص تو
نہایت غبی اور ضعیف العقل ہے علی بن ابی طالبؑ نے تلوار نہیں کھینچی مگر اُس شخص پر کہ جسنے
خروج کیا اُمت پر اور مقاتلہ کیا اُن سے ۔ اور علی ابن ابی طالبؑ کے واسطے چار فضیلتیں
اور چار خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تمام عالم کے لوگوں پر تقسیم کیجائیں تو سب کے واسطے
وسعت رکھہ سکتے ہیں اُسنے کہا کہ وہ کیا خصلتیں ہیں انکو بیان کرو تا میں اُنکو
شکر توبہ کروں ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اول خصلت و فضیلت یہ ہے کہ وہ سب سے اول
اسلام لائے اور کبھی بت کی عبادت نہیں کی اور کبھی شراب نہیں پی ۔ دوسری فضیلت
یہ ہے کہ جب جبرئیل وحی جانب رب جلیل سے لیکر نازل ہوتے تھے تو وہ اُنکے پروں کی
آواز محسوس کرتے تھے اور ہم میں سے اور کسی کو محسوس نہوتی تھی ۔ تیسرے یہ کہ جب
ارادہ کیا خداوند عالم نے کہ جناب فاطمہؑ کی علیؑ سے تزویج کرے تو حور العین کو حکم
کیا کہ سب زینت کرکے ایک جگہ جمع ہوں اور طوبےٰ کو حکم کیا کہ دُر و یاقوت کو نثار
کرے پس اُسنے جواہرات اس قدر نثار کیے کہ مثل جبال فرلال کے انبار ہوگئے اور ان
جواہرات کو سب حوروں نے لوٹا اور ایک دوسرے کو آپس میں ہدیہ بھیجے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ یہ ہدیہ ہے علیؑ اور فاطمہؑ کا ۔ اور چوتھے یہ کہ جب جناب رسولخدا نے
مکہ کو فتح کیا تو حضرت علیؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بُت کو تڑوایا جب اُس
شخص نے یہ فضایل آپ کے سُنے تو اُسنے اپنے اس فعل سے توبہ کی اور دوست ہوا
جناب امیرؑ کا غرض جو لوگ کہ دشمن ہیں جناب امیرؑ کے وہ اتنی بڑی فضیلت کو اُس
جناب کی مٹاتے ہیں اور اُسکی تاویل یوں سمجھتے ہیں کہ اگر رسولخدا نے جناب امیرؑ کو اپنے
دوش پر چڑھا لیا تو کیا اُنکے واسطے بزرگی اور کرامت حاصل ہوئی اسواسطے کہ ہر شخص

اپنے اطفال صغیر اور چھوٹے بچوں کو اپنے کاندہے پر سوار کیا کرتے ہین بلکہ فضیلت ہے
تو واسطے حضرت ابو بکر کے کہ اُنہوں نے رسولخدا کو اپنی پشت پر سوار کیا اور اُس جناب کا بوجھ
اُٹھایا تو فضیلت ویسی ہوئی نہ علی کو مگر یہ قول اُنکا از راہ عداوت و دشمنی کے ہے کہ
اگر یہ امر باعث فضیلت اُس جناب کا نہ تہا تو اجلاء محدثین اور علما و مفسرین مثل احمد حنبل
و ابی یعلی الموصلی و خطیب وغیرہ نے جو اُس جناب کی فضیلت میں لکہا ہے اور اُس
جناب کی فضیلت ثابت کی ہے باوجود تعصب و عناد کے کبہی مقام فضیلت مین
نہ لکہتے اور فضیلت ثابت نہ کرتے بلکہ شعرا نے بہی اس فضیلت مین شعر کہے مین دوسرے
یہ کہ دوش مبارک رسول مجید پر سوار ہونا ایک منزلت شریف و مرتبہ عظیم ہے کہ جسکا
مثل نہین اسواسطے کہ دوش نبی اشرف ہے عرش و کرسی سے جیسے کہ نبی اشرف ہین
عالم علوی اور سفلی سے پس کیونکر افضل نہو وہ شخص جو چڑہا ہو اُس کتف پر کہ جو قوائم
عرش سے عظیم ہو اور سوائے اسکے کتنی فضیلتون کو یہ قصہ متضمن ہے ایک تو شرکت جناب
امیر کی جناب رسولخدا کے ساتہ بتون کے توڑنے مین و بیشک کل افعال جناب رسول
متعال کے شریف ہین خصوص یہ فعل کہ سب فعلون سے افضل ہے پس شریک ہونا
افضل فعل مین رسولخدا کے ساتہ کس قدر فضیلت رکہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس سے
نصرت اور معاونت جناب امیر کی اُس جناب کے ساتہ ثابت ہوتی ہے اور یہ کمال شرف
اور مجد و بزرگی کی بات ہے کہ کوئی رسول مقبول کا معین و مددگار ہو پس وہ جناب کیون کر
افضل و اعلے نہ ہوئے اُن لوگون سے کہ جو جناب رسول کو دشمنون مین چہوڑ چہوڑ کر بہاگ گئے
تیسری فضیلت یہ ہے کہ وہ جناب سطح کعبہ پر کہ وہ افضل ہے سب جگہ سے چڑہے ساتہ
اذن نبی سے چڑہنا اُس جگہ پر کہ جو سب اماکن سے افضل و اعلی ہے واسطے توڑنے

بتون کے کس قدر فضیلت اور بزرگی رکھتا ہے غرض جیسے کہ عروج آسمان پر پہنچنا
کمال فضیلت رسول مقبول ہے ویسے ہی یہ امر کمالِ فضیلت جناب امیرؑ ہے تعجب ہے اُن لوگون
سے کہ جو ابوبکر کی فضیلت اتنی بات سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ جناب رسولخدا کے ساتھ غار
مین گئے اور اتنی بڑی فضیلت کو جناب امیرؑ کی ٹالتے ہین اور یہ کمال دشمنی ہے اُن
لوگونکی حضرت جناب کے ساتھ۔ چوتھی فضیلت اُس جناب کی یہ ہے کہ بتون کو توڑا پس یہ امر
نہایت عظیم اور کار فخیم ہے کہ اسمین اعزازِ دین اور ذلتِ مشرکین ہے حضرت ابرہیم نے
بھی بت توڑے تھے مگر چھپکر نہ علانیہ اور کہا تھا کہ تمہارے بڑے بت نے یہ امر کیا
ہے پوچھو اُس سے اگر بولتا ہو۔ اور جناب رسول مقبول اور جناب امیرؑ نے علانیہ
کفار اور مشرکین کے روبرو بتون کو توڑا پس یہ فعل افضل ہے فعل خلیل اللہ سے اور یہ
قول انکا کہ لڑکون کو سب بزرگ کاندھے پر چڑہاتے ہین اگر جناب رسولخدا نے بھی
جناب امیرؑ کو اپنی دوش مبارک پر سوار کیا تو اسمین انکو کیا فضیلت حاصل ہوئی
تو یہ کہنا انکا از راہ دشمنی کے ہے اسواسطے کہ جناب امیرؑ اسوقت مین اکتیس برس کے تھے
کیونکہ پیدایش آپ کی سن تیس عام الفیل مین ہوئی ہے اور فتح مکہ سن اکسٹھ عام الفیل
مین ہوئی ہے اور اکتیس برس کے سن کا آدمی جوان ہوتا ہے نہ صبی اور یہ جو کہا کہ ابوبکر
نے جناب رسولخدا کو اٹھا لیا تھا تو ہم کہتے ہین کہ اسمین اگر حضرت ابوبکر کو فضیلت ہوئی
تو برابر فضیلت گھوڑے اور گدہے اور خچر کے ہوئی کہ یہ بھی تو اُس جناب کو اپنی
پشتون پر سوار کرکے اٹھائے پھرتے تھے مگر وقت اوٹھانے حضرت ابوبکر کے اُس جناب
نے بوجھہ نبوت کا نہ دکھایا تھا کہ جو ابوبکر نہ اٹھا سکتے اور اُسوقت تو جناب رسول کو
زور نبوت کا دکھانا منظور تھا تا معلوم ہو کہ اُسکا ایسا بوجھ ہے کہ اُسکو کوئی نہین

اٹھا سکتا اسواسطے کہ جناب امیرؑ مین اس قدر طاقت اور زور تہا کہ دو انگلیون سے
در خیبر اُکھاڑ کر پھینکدیا جب نہین یہ بوجہ نہ اُٹھ سکا تو پھر اور کون اُٹھا سکتا تہا۔

فضیلت آخری احادیث کثیرہ معتبرہ عامہ و خاصہ مین مروی ہے کہ جناب رسول
خدا نے فرمایا کہ مین اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہین اور منظور انظار عنایات خالق
کون و مکان تہے پیش از بست و چہار ہزار سال از پیدایش حضرت آدمؑ در جانب راست عرش
الٰہی تسبیح و تقدیس خدائے لم یزل و لایزال کرتے تہے پس خدا تعالےٰ نے حضرت آدمؑ کو
خلق کیا تو اُس نور مقدس کو دو حصہ کیا اور اُن دونون حصون کو صلب آدمؑ مین
رکہا اور جب آدمؑ زمین پر آئے تو ہم اُنکے صلب مین تہے اور جب حضرت نوحؑ کشتی مین بیٹھے
تو ہم اُنکی صلب مین تہے اور جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ مین ڈالا تو ہم اُنکی صلب مین تہے اور اسی سبب سے آگ
نے ایذا نہ دی پس ایک جزو سے مین پیدا ہوا اور دوسری جزو سے علیؑ پیدا ہوا اور یہی صحیح ترمذی اور
مشکوٰۃ اور مصابیح وغیرہ مین ابن عمر سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایکدن مین اپنی پہوپہی کے ہمراہ عائشہ کے
گہر گیا اور مین نے اُس سے پوچہا کہ یا ام المومنین من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم یعنے دوست ترین مردم رسولخدا کے نزدیک کون تہا اور کس کو وہ سب سے
زیادہ دوست رکہتے تہے اُسنے کہا کہ فاطمہ کو فقلت انما اسالک عن الرجال مینے کہا کہ مین
مردون سے پوچہتا ہون یہ بتاؤ کہ مردون مین سے کس مرد کو دوست تر رکہتے تہے کہا
اسکے شوہر کو یعنی علیؑ کو۔ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار مین لکہا ہے کہ عائشہ نے بعد اس
جواب کے کہا کہ علیؑ کیونکر دوست ترین مردم نہو کہ ہمیشہ روزہ دار اور شب بیدار رہتے
تہے اور مینے وقت وفات سرور کائنات کے دیکہا کہ کف دہن مبارک سے نکلے جناب امیرؑ
نے اپنے دہن مبارک مین لیکر پی لیا راوی کہتا ہے کہ مینے عائشہ سے کہا کہ جب صورت مین

تو علیؑ کے حق مین ایسا کچھ بیان کرتی ہے اور حقیقتاً علیؑ ایسے ہی تھے تو پھر تو علیؑ سے کیون
لڑیں عائشہ نے یہ سنکر کہا کہ میرے مقدر مین یہی تھا اب اگر اہل تسنن صاحب اپنی مادر مہربان
کے اس قول پر نظر کرین تو چاہیے انکو کہ خلافت بلافصل جناب علی بن ابی طالب کے قائل
ہوں اور اپنے خلفائے ثلٰثہ کی خلافت اجماعیہ کو واسطہ نہ گردانین اسواسطے کہ جب جناب
امیر نزدیک جناب رسولخدا کے سب سے زیادہ محبوب ہوئے تو من جمیع الوجوہ سب سے افضل ہونگے
کیونکہ دوستی جناب رسولخدا کی اسی شخص سے ہوتی تھی کہ جو شخص خدا کے نزدیک بھی
دوست ہوتا تھا والا اگر دوستی حضرت کی باعتبار رشتہ کے ہوتی جیسا کہ اوروں کو اپنے
بیٹے یا بھائی وغیرہ سے ہوتی ہے خواہ وہ برا ہو خواہ وہ اچھا ہو تو اول تو یہ الزام حضرت
پر عائد ہوتا کہ وہ جناب بدوں کو بھی دوست رکھتے تھے حالانکہ یہ شان نبوت سے
بہت بعید اور بمراحل دور ہے اور درجہ رسالت کا رافع ہے اس سے دوسرے یہ کہ
اگر ایسا ہی ہوتا تو چاہیے تھا کہ جو حضرت کے اور رشتہ دار مثل ابوجہل وغیرہ تھے انکو
بھی آپ دوست رکھتے حالانکہ آپکے دشمن تھے پس حضرت کی دوستی کا حصر جو جناب
امیر ہی میں ہوا تو معلوم ہوا کہ یہی جناب جمیع فضائل اور محامد مین سب سے زیادہ تھے
اور جب سب سے وہ جناب افضل ہوئے تو قابل خلافت بھی وہی جناب ہونگے نہ اور
کہ تفضیل مفضول کے فاضل پر عقلاً اور عرفاً غیر جائز ہے سوائے اسکے اس روایت سے
یہ بھی ثابت ہوا کہ عائشہ حضرت علیؑ سے ناحق لڑین اور خطا پر تھین کہ خود اپنی اس خطا
پر منفعل ہوئین اور روئین اور اقرار کیا اپنی خطا کا پس بنظر انصاف دیکھین کہ جو شخص
محبوب خدا اور محبوب رسول خدا اور خلیفہ برحق ہو اور حرب کرنا اس سے حرب کرنا
رسولخدا سے ہو بموجب حدیث حربک حربی کے اس سے حارب کا حال مآل کیا ہوگا

اور بھی اگر اہل تسنن دیدۂ بصیرت کو کھولکر اور عناد و تعصب سے جدا ہو کر اس حدیث اور اس
حدیث کو کہ جو انکی صحیح کتب مثل مشکوٰۃ وغیرہ مین لکھی ہے کہ جناب رسولخدا نے ابوبکر سے
کہا کہ لو تخذت خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا یعنے اگر مین کسی کو اپنا خلیل اور دوست لیتا تو
البتہ ابوبکر کو خلیل اور دوست لیتا دیکھین کہ ابوبکر کی دوستی کا تو اُس جناب نے انکار کیا
اور جناب امیرؑ کو سب سے زیادہ دوست رکھا ہیں جسکو کہ جناب رسولخداؐ دوست رکھین
اُسکا خلیفہ ہونا بہتر ہے یا جسکو دوست نہ رکھین اُسکا خلیفہ ہونا بہتر ہے دیکھو کہ
مصابیح القلوب مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ایکدن وہ جناب نماز عصر سے
فارغ ہو کر اُٹھے اور فرمایا کہ جو شخص مجھے دوست رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے
یہ سنکر ہم عقب حضرت کے راہی ہوئے یہانتک کہ دروازہ خانہ زہرا آفتاب برج عصمت
ماہ سپہر رسالت چراغ شبستان اہلبیت مصطفےٰ فاطمہ زہرا علیہا التحیۃ والثنا پر پہنچے اس اثنا
مین تاجدار ہل اتےٰ شہسوار میدان لافتےٰ مشرف بہ تشریف آنما مخصوص بغایت قل لا
اسئلکم علیہ اجرا الا المودت فی القربےٰ یعنی امیر المومنین علیؑ مرتضےٰ ایک کملی اوڑھے ہوئے
اور ہاتھ مٹی مین بھرے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے مہتر اور بہتر عالم نے فرمایا کہ
یا اخی بیان کرو ان سب کے سامنے وہ چیز کہ جسکو تمنے کل دیکھا تھا کہا یا رسول اللہ کل
مین چاہتا تھا کہ طہارت کرکے نماز ظہر ادا کرون پانی نہ تھا حسنینؑ کو پانی کیواسطے
بھیجا ایک ساعت گذری تھی کہ ہاتف نے کہا کہ اے ابوالحسن اپنی جانب راست نگاہ
کر جب مین نے اُسطرف دیکھا تو ایک ظرف سونے کا پر از آب کہ پانی اُسکا سفید
تر شہد سے اور خوشبوتر گلاب سے تھا ہوا مین معلق نظر آیا اُس پانی سے مینے وضو کیا
اور تھوڑا سا اُسمین سے پیا بھی اور ایک قطرہ میرے سر پر ٹپکا کہ اُسکی خنکی میرے دلمین

پہنچی یہ سنکر جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے اخی وہ ظرف آب بہشت سے تہا کہ پانی اُسکا درخت
طوبی کے نیچے سے لیا تہا اور وہ قطرہ کہ تیرے سر پر ٹپکا عرش کے نیچے سے گرا تہا یہ
فرما کر حضرت نے جناب امیرؑ کو گلے لگالیا اور بیچ دونوں ابرو جناب کے بوسہ دیا اور کہا
کہ دوست میرا وہ شخص ہے کہ جسکا کل کے روز جبرئیل خادم تہا۔ دیکہو مصابیح القلوب
کو کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے اُسمیں بہی یہ لکہا ہے کہ جناب امیرؑ کو حضرت رسول
مقبول بہت دوست رکہتے تہے اور ابوبکر کو بلفظ محدث سابق دوست نہ رکہتے تہے
اب ہمیں صاحبان سنت و جماعت یہ بتائیں کہ کبہی حضرت ابوبکر کے لیے بہی بہشت سے
کوئی چیز حضرت جبرئیل بحکم رب جلیل لائے ہیں جیسا کہ ہمیشہ جناب امیرؑ کے لیے بہشت
سے چیزیں لاتے تہے پس جو کہ ایسے خدا کے پیارے رسول کے محبوب مخدوم حضرت
جبرئیل ہوں البتہ وہ لیاقت خلافت رسول کی رکہیں گے نہ اُنسے کمتر اور بہی مصابیح
القلوب میں واقدی سے نقل کی ہے کہ ایک روز ہارون رشید کے پاس میں گیا شافعی
اور محمد یوسف و اسحاق بہی وہاں حاضر تہے ہارون نے شافعی سے پوچہا کہ کتنی حدیثیں
فضائل جناب امیرؑ سے تجہے یاد ہیں کہا پانچسو یوسف سے پوچہا کہ تجہے کتنی یاد ہیں
اُسنے کہا کہ ہزار تک یا کچہ اس سے زیادہ اسحاق سے پوچہا کہ تجہے کتنی حدیثیں یاد ہیں
اُسنے کہا کہ مجہے اسقدر احادیث اُنکے فضائل کی یاد ہیں کہ خوف و بیم نہوتا تو تعداد
اُسکا بیان کرتا ہارون نے کہا کہ تو کچہ خوف نکر اور بیان کر اسحاق نے کہا کہ پندرہ ۱۵ ہزار
حدیث مسند اور پندرہ ہزار مرسل ہارون نے کہا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں اُس حضرت
کے وہ فضائل کہ جو میں نے اُنکو اپنی آنکہہ سے دیکہے ہیں اور وہ بہتر ہیں اُن فضائل سے
کہ جو تمہیں یاد ہیں سب نے کہا کہ آپ فرمائیں وہ کیا فضائل ہیں کہا کہ دمشق کے حاکم نے

ایک روز مجھے لکھا کہ یہان ایک خطیب ہے کہ جناب امیرؑ کو دشنام دیتا ہے اور انپر سب
کرتا ہے اور ناسزا کہتا ہے مین نے اُس ملعون کو دمشق سے بلا کر پوچھا کہ او ملعون تو جناب
امیرؑ کو کیون دشنام دیتا ہے اُسنے کہا کہ اُسنے میرے باپ دادا کو قتل کیا ہے مین نے
کہا کہ اُنہون نے جسکو قتل کیا ہے حکم خدا و رسول سے قتل کیا ہے اُسنے کہا کہ اگرچہ
ایسا ہی ہے مگر مین اُسکا دشمن ہون مین نے یہ سنکر جلاد کو بلایا اور کہا کہ اسکو تازیانہ
مارا اور پھر ایک گھر مین ڈالکر قفل لگا دیا جب وقت شب کا ہوا تو اپنے دلمین خیال کیا
کہ اسکو کس طرح مارون آیا دریا مین ڈبواؤن یا آگ مین جلوا دون یا تلوار سے اسکے ٹکڑے
کرواؤن اسی خیالمین تہا سو گیا خواب مین دیکھا مینے کہ دروازے آسمان کے کھل
گئے اور جناب رسولخدا پانچ حلّے پہنے ہوئے اور جناب امیرؑ ایک حلّہ پہنے ہوئے
آسمان سے اُترے اور حضرت کے ہاتھ مین ایک کاسہ پُر از آب صاف تہا اور اُسوقت
میرے گھر مین پچاس ہزار آدمی تھے سب کیطرف مخاطب ہو کر رسول مقبولؐ نے فرمایا
کہ جو کہ شیعہ علی تم مین ہو وہ انمین سے الگ ہو جائے چالیس آدمی یہ سنکر اُٹھ کھڑے
ہوئے جناب رسولخدا نے اُن چالیسونکو پانی پلایا اور کہا کہ اُس دمشقی کو لاؤ جب
اُسکو لائے تو جناب امیرؑ کی نظر اُس ملعون پر پڑی تو کہا اے ملعون مجھے تو کیون برا
کہتا ہے یہ فرما کر کہا کہ خداوندا تو اسکو مسخ کر دے اُسیوقت صورت اُسکی کتے کی
ہو گئی پھر فرمایا کہ اس کتے کو اُسی گھر مین بند کر دو مین یہ خواب دیکھکر چونکا اور
آدمیون سے کہا کہ اُس دمشقی کو لے آؤ جب اسکو لائے تو مین نے دیکھا کہ وہ کتا تہا
اب وہ گھر مین ہے یہ کہکر کہا کہ اُسکو لے آؤ جب اُسے لائے تو دیکھا کہ وہ کتے کی شکل
ہے مگر کان اُسکے مشابہ کان آدمیون کے ہین اُس کتے سے کہا کہ دیکھا تو نے غضب

خدا کو اُسنے یہ سنکر سر جھکا لیا اور آنسو اُسکی آنکھوں سے جاری ہوئے شافعی نے کہا
کہ اسکو جلد یہان سے لیجاؤ کہ یہ مسخ ہے اسکے عذاب سے بےخوف ہونا نہ چاہیئے جو نہیں
اُسکو اُس گھر میں سے لیگئے برق اُس گھر پر گری کہ اُس کتے کو اور جو اُس گھر مین تھے سب
کو جلا دیا سچ ہے کہ عذاب خدا سے بیخوف اور نڈر نہو نا چاہیئے اور عذاب جب کسی پر
نازل ہوتا ہے تو جو اُسکے پاس ہوتا ہے وہ بھی گھر جاتا ہے بہر حال یہ روایت بھی فضیلت
جناب امیر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ حضرت سب سے برتر اور افضل ہیں منقبت اوسط
طبرانی میں اور مستدرک حاکم میں اور صواعق محرقہ مین ام سلمہ سے منقول ہے کہ کان
رسول اللہ اذا غضب لم تجترء احد یکلمہ الا علے یعنی وقتیکہ رسول مقبول خشمگین اور غضب
ہوتے تھے تو کسی فرد بشر کو مجال کلام کی آپ سے نہ رہتی تھی الا جناب اسد اللہ الغالب
کو سبحان اللہ کیا محبت تھی حبیب اللہ کو جناب ید اللہ سے کہ اُس جناب کو حالت غیظ
و غضب میں بھی کلام کرنا اپنے وصی و جانشین کا ناگوار نہ معلوم ہوتا تھا منقبت
مصابیح اور مشکوۃ اور روضۃ الاحباب و حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں جابر انصاری
سے مروی ہے کہ زمانہ محاصرہ طایف مین مجاہد فی سبیل اللہ جناب محمد مصطفےٰ نے
راز دار خدا و رسول زوج بتول کے ساتھ واسطے انکشاف راز نہانی کی سرگوشی کی اور
تا دیر کچھ راز مخفی اپنے وصی اور جانشین سے فرماتے رہے تا اینکہ جب یہ راز کو بہت
طول ہوا تو بعض منافقین و حاسدین نے زبان طعن کو دراز کیا اور کہا کہ عجب راز دور
و دراز ہے کہ محمد اپنے پسر عم سے کہہ رہا ہے اُس وقت ضمایر موالف و مخالف نے
از راہ اعجاز اُنکے ضمایر پر مشرف ہو کر فرمایا کہ ما انتجیتہ لاکن اللہ انتجاہ یعنی میں آپ
اُس سے راز نہیں کہہ رہا تھا بلکہ خدائے ذو الجلال آپ اُس سے راز فرما رہا تھا حکیم

سنائی نے اس مضمون کو نظم میں لکھا ہے ؎ محرم او بود کعبہ جان را ٭ محرم او
گشتہ شیر یزدان را ٭ رازدار نبی خدا و پیغمبر ٭ رازدار پیمبرش حیدر ٭ منقبت کنز
العباد و ہدایت السعدا میں مسطور ہے کہ ایک روز سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے
پانچ مرتبہ سجدہ بے رکوع کے کیے اصحاب باوفا نے سبب سجدات مکرر بے رکوع
کا استفسار کیا کہ اسوقت ان سجدات کا کیا سبب ہے، اُس مقبول کبریا نے زبان گہربار
کو اس طرح گویا کیا کہ اسوقت جبرئیل امین نے بحکم رب جلیل آنکر مجھے خوشخبری دی کہ اے
حبیب اللہ خداوند عالم علی بن ابی طالب کو دوست رکھتا ہے یہ سنکر مینے بنا بر ادائے
شکر سجدہ کیا جب سر سجدے سے اُٹھایا تو پھر کہا کہ تمہاری دختر نیک اختر فاطمہؑ
زہرا کو بھی دوست رکھتا ہے پھر مینے ادائے شکر کے لیے سجدہ کیا پھر جب مینے
سر سجدہ سے اُٹھایا تو پھر کہا کہ تمہارے حسنینؑ کو بھی دوست رکھتا ہے اسکے
ادائے شکر کے لیے بھی سجدہ کیا پھر جب سر سجدے سے اُٹھایا تو کہا کہ خدا تعالے
دوست رکھتا ہے اُس شخص کو بھی کہ جو ان کو دوست رکھتا ہے پھر مینے سجدہ کیا
پھر کہا کہ خدا دوست رکھتا ہے انکے دوستوں کے دوستوں کو بھی پھر مینے سجدہ کیا
منقبت مجلد ثانی حبیب السیر میں اور مناقب ابن مردویہ میں انس بن مالک سے
مروی ہے کہ ایک روز جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ بہشت مشتاق ہے چار شخص کا
میری امت میں سے مینے چاہا کہ میں معلوم کروں کہ وہ چار شخص کون کون ہیں ؟
ابوبکر کے پاس گیا اور کہا کہ تم رسولخدا سے پوچھو کہ آپنے جو فرمایا ہے کہ بہشت
میری امت میں سے چار شخص کا مشتاق ہے وہ چار شخص کونسے ہیں ابوبکر
نے کہا مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اگر ان چار شخصوں میں سے میں نہوا تو بنی تیم مجھے سرزنش

کرینگے پس باین خیال مین جرأت اسکے پوچھنے مین نہین کرسکتا پہر مین عمر کے پاس گیا اور کہا کہ تم
رسولخدا سے پوچھو کہ وہ چار شخص کہ جنکے حق مین آپنے فرمایا ہے کہ بہشت ونکا مشتاق ہے
کون ہین اُسنے بہی عذر کیا اور کہا کہ مجھے بہی اِس بات کا لحاظ آتا ہے کہ اگر مین اُنمین سے نہ ہوا تو
بنی عدی مجہپر طعن کرینگے پہر عثمان کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تم پوچھو عثمان نے بہی عذر کیا
اور کہا کہ اگر مین اُنمین سے نہوا تو بنی امیہ مجہپر زبان طعن کو دراز کرینگے مین لاچار ہو کر آخر کار امیر المومنین
علی ابن ابی طالب کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپسے عرض کی کہ آپ اُس جناب سے مستفسر ہون
کہ وہ چار شخص کہ جنکے واسطے حضرت نے ارشاد کیا ہے کہ بہشت اُنکا مشتاق ہے وہ کون کون
ہین اُس قاسم نار وجنت نے قبول کیا اور فرمایا کہ اچہا مین پوچہونگا پس اگر مین بہی اُن مین
داخل ہون گا تو حمد خدا بجا لاؤنگا والا خدا سے سوال کرونگا کہ مجھے بہی اُنمین کرے یہ فرما
وہ جناب دولت سرائے رسول مقبول کیطرف متوجہ ہوئے اور مین بہی اُس جناب کے
ہمراہ تہا تا اینکہ دولت سرائے جناب رسول خدا مین داخل ہوئے دیکہا کہ سر مبارک جناب
رسول خدا کا کنار دحیہ کلبی مین ہے اور وہ جناب خواب استراحت مین ہین دحیہ کلبی نے
جناب امیر پر سلام کیا اور کہا اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا لو کہ تم مجھسے زیادہ سزاوار اور مستحق
اس امر کے ہو پس جب رسولخدا بیدار ہوئے تو سر مبارک اپنا علی کی گود مین دیکہا فرمایا کہ اے
اخی نہین آئے ہو تم اسوقت میرے پاس مگر حاجت کیواسطے عرض کی کہ یا رسول اللہ
جسوقت مین آیا تو سر مبارک آپ کا دحیہ کلبی کی گود مین دیکہا اور دحیہ نے مجھسے کہا
کہ اب تم سر مبارک اپنے ابن عم کا اپنی گود مین لو کہ مجھسے زیادہ تم اس امر کے مستحق ہو آپنے
یہ سنکر فرمایا کہ اے علی تمنے پہچانا کہ وہ کون تہا عرض کی کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہین
فرمایا کہ وہ دحیہ کلبی نہ تہا بلکہ جبرئیل تہا غرض جناب امیر نے عرض کی کہ اے رسول رب

ستعال آپنے جو فرمایا ہے کہ بہشت چار شخص کا مشتاق ہے ارشاد ہو کہ وہ چار شخص کون ہین
آپنے ارشاد کیا کہ واللہ تو اول اُن چار شخص کا ہے اور تین دفعہ آپکی طرف اشارہ کرکے یہی فرمایا
کہ واللہ تو اول اُنکا ہے اور بھی ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ تحقیق
قوت دی خداتعالے نے اس دین کو ساتھ علی بن ابی طالب کے اور وہ دین اُس سے ہوں اور اُسکی شان
مین نازل ہوا ہے آیہ افمن کان الخ اور بھی انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا رسول
خدا نے کہ اے انس تو بلا سید عرب کو یعنی علی مرتضی کو عائشہ نے کہا کہ کیا آپ سید عرب نہین
ہیں فرمایا کہ مین سید ولد آدم ہون اور کچھ مجھے فخر نہین اور علی سید عرب ہے پس جبکہ امیر
عرب حاضر ہوئے تو جناب رسول مقبول نے انصار کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم چاہتے ہو
کہ ہدایت کرون تمہین اُس چیز کی طرف کہ اگر تمسک کرو اُسکے ساتھ تو ہرگز میرے بعد
گمراہ نہ ہو عرض کی سبنے کہ ہان یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ یہ علی ہے کہ دوست رکھو اسکو
بسبب دوستی میری کے اور گرامی رکھو اُسکو بسبب گرامی رکھنے میرے کے بدرستیکہ جبرئیل
نے حکم کیا ہے مجکو میرے پروردگار کی جانب سے اس چیز کا کہ جو کچھ مین نے اسوقت تم سے کہا۔
اور بھی امسابلی سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ آوینگے آدمی قیامت مین
اپنے اعمال کے ساتھ پس فائدہ نہ دیگا اُنکو کوئی عمل اُنکا مگر وہ شخص کہ جسکے عمل کو مین اور علی ابن
ابی طالب قبول کرینگے اور بھی ابوالموسی ہندی سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ
تھے بقیع مین اور ابوبکر اور عثمان اور چند نفر اصحاب سے بھی ہمراہ تھے پس رسولخدا نے ابوبکر سے
فرمایا کہ اے ابوبکر یہ شخص کہ جسکو تو دیکھتا ہے وزیر میرا ہے آسمان مین اور زمین مین یعنی
علی بن ابی طالب پس اگر تو چاہے کہ ملاقات کرے خدا سے اُس حال مین کہ خداتعالے تجھسے
راضی ہو تو راضی رکھ علی کو کہ رضا اُسکی رضا خدا کی ہے اور غضب اُسکا غضب خدا کا ہے

اور بھی ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ فرمایا رسولِ خدا نے کہ خداوند ذو الجلال مشرف ہوا اور نظر کی طرف زمین کے اپنے عرش سے پس اختیار کیا مجھے اور سردار اور بزرگ کیا مجھے سب انبیا اور سب مرسلین کا اولین اور آخرین سے اور عطا کی مجھے وہ شی کہ نہیں دی کسی فرد بشر کو اہلِ عالم سے اور وہ رکن ہے اور مقام اور حوضِ کوثر اور قصر حلوم اور حجراتِ عظام کہ جانبِ راست اُسکے صفا ہے اور جانبِ چپ مروہ ہے اور دیے مجھے وہ چیزیں کہ نہیں دی کسی کو وہ چیز انبیا اور ملائکہ مقربین سے عرض کی کہ کیا ہے وہ چیز اے رسول خدا فرمایا کہ دیا ہے مجکو علیؑ اور دی علی کو فاطمہؑ دوشیزہ کہ جس چیز کی عورتوں کو ہر مہینے عادت ہوتی ہے وہ اُس سے منقطع ہے اور ہر شب طرف دوشیزگی کے رجوع کرتی ہے پس نہیں دی کسی پیغمبر کو ایسی زوجہ بغیر اُسکے اور دیے ہیں اُسکو دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ کہ نہیں دیے کسی پیغمبر کو ایسے فرزند اور دیا ہے اُسکو خسر مجھسا اور نہیں دیا ہے کسی کو بیوتِ مؤمنین سے مجھسا خسر اور دیا ہے اُسکو حوضِ کوثر اور قسمت کرنا بہشت اور دوزخ کا یہ مرتبہ کسی فرشتہ کو بھی نہیں دیا اور دیا ہے اُسکے شیعوں اور مطیعوں اور پیروؤں کو بہشت اور عطا کیا اُسکو بھائی مجھسا اور نہیں ہے کسی کا بھائی مثل میرے اے بنی آدم جو شخص چاہے کہ بجھائے آتش غضب الٰہی کو اور یہ کہ قبول کرے خدا اعمال کو اُسکے تو چاہیے اُسکو کہ نظر کرے وہ طرف علی کے بدرستیکہ نظر کرنا اُسکی طرف زیادہ کرتا ہے ایمان کو اور پگلاتا ہے بدی کو جیسے آگ پگلاتی ہے شیشہ کو انتہےٰ مترجم کہتا ہے کہ صاحبانِ عقلِ سلیم بہ فکرِ صائب اور بہ نظر بے تعصب و عناد سے خالی ہو کر اِن فضائلِ جنابِ وصیِّ بلا فصل رسولِ مقبول علی ابن ابی طالب میں تامل اور غور فرمائیں کہ ہرگاہ کوئی نبی اور رسول اور فرشتہ اِن فضائل و محامد میں اُس جناب کی مثل و مانا نہوا اور کوئی مقبولانِ بارگاہ میں سے اُس جناب کی ہمسری اور برابری

نکر سکے تو اور آدمی کہ جو باضداد فضائل مذکورہ اور برعکس محامد مسطورہ موصوف اور متصف
ہوں اس جناب پر کیونکر فضیلت رکھ سکتے ہیں اور تقدیم انکی ایسی عدیم النظیر و سہیم وعدیل کی
عقل کس صاحب طبع مستقیم کی تجویز کر سکتی ہے مگر ان کج روندگان بادیہ لاشعوری و سفیہان
افتادگان بحور لاعلمی کا کچھ علاج نہیں بجز ہدایت ملک علام جل جلالہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
منقبت روضۃ الشہدا میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایکدن اصحاب نے جناب رسول خدا
سے پوچھا کہ اے شفیع المذنبین وہ کیا کلمات برکت آیات تھے کہ جنکو حضرت آدم نے زبان حق
ترجمان پر جاری کیا تھا اور انکی برکت سے خداوند غفار نے توبہ حضرت آدمؑ کی قبول کی
تھی فرمایا اس جناب نے کہ وہ کلمات یہ تھے کہ یا رب بحق محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین ان تتوب
علی یعنی اے پروردگار میرے بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ میری توبہ قبول کر پس توبہ
آدمؑ کی قبول ہوئی ۱۲ مسودات میں کہ معتبرین کتب اہل سنت سے ہے ابی سالم سے مروی
ہے کہ میں نے جابر انصاری سے پوچھا کہ جو فضائل علیؑ کے تجھے رسول خدا سے معلوم ہوئے
ہوں انکو بیان کر جابر نے کہا کہ بموجب نصوص قرآنی اور احادیث محبوب سبحانی علیؑ بعد
پیغمبر امیر مومنوں کا اور سید اور سردار مسلمانوں کا ہے میں نے کہا کہ پھر تو اُن لوگوں کے حق میں
کیا کہتا ہے کہ جو بغض و عداوت علیؑ کی اپنے دلمیں رکھتے ہیں جابر نے کہا کہ بتحقیق وہ
کافر ہیں اور انکے کفر میں کچھ شک و شبہ نہیں اسواسطے کہ سنا ہے میں نے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ
علی کو دشمن نہ رکھیگا مگر کافر ملعون ۱۲ اور بھی اسی ہی کتاب میں ابن عمر سے منقول
ہے کہ میں نے عائشہ سے پوچھا کہ قدر و منزلت علیؑ کی رسول خدا کے آگے کس پایہ اور مرتبہ پر تھی
عائشہ نے کہا کہ کان اکرم الرجال علی رسول اللہ یعنی گرامی ترین مردم پیش رسول خدا
علی تھا ۱۲ اور بھی اسی ہی کتاب میں ہے کہ ہاشم ابن بریدہ کہتا ہے کہ میں نے رسول

رسول خدا سے سُنا کہ بہترین اُمت علی ابن ابی طالب ہے ۔ ۴۰ اور بہی مودّت و مناقب خطیب اور بحر المناقب مین علقمہ بن قیس اور سود ابن یزیدہ سے منقول ہے کہ ہمنے ابو ایوب انصاری سے پوچھا اُس زمانہ مین کہ جناب امیر معاویہ سے لڑنے تشریف لیجانے تہی کہ اے ابو ایوب تمنے صحبت نبی کی پائی ہے اور آپ کی صحبت سے مشرف ہوا ہے باوجود اسکے تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والون پر تلوار کھینچتا ہے اور کلمہ گویون کے قتل کا ارادہ کرتا ہے ابو ایوب نے کہا کہ اے علقمہ اور اے سود ایکدن مین خدمت مین رسول مقبول کے حاضر تہا اور انس بن مالک در پر حضرت کے کہڑا تہا کسی نے زنجیر دروازہ کی ہلائی جناب رسولخدا نے مجہے فرمایا کہ دیکہہ پس وہ کون ہے ہمنے عرض کی کہ عمار یاسر ہے فرمایا کہ بلا لو جب وہ حاضر ہوئے تو فرمایا کہ اے عمار بہت جلد قریب ہے کہ میری اُمت مین فساد عظیم اور قباحت عظیم ظاہر ہون ایسے کہ آپسمین تلوارین کہینچین اور ایک دوسرے کو قتل کرے پس بعض اونکا جنت مین جائے اور بعض اونکا جہنم مین پس تو اس حال کو جب معائنہ کرے تو لازم ہے تجہے کہ اُسوقت تو مرافقت اور موافقت علی کی کرے ہر چند تمام عالم اُسکی مخالفت کرے اسواسطے کہ علی راہ راست و صراط مستقیم اور طریق مستوی سے نہ پہریگا پس فرمانبرداری اُسکی عین فرمانبرداری میری ہے اور فرمانبرداری میری عین فرمانبرداری خدا کی ہے اور بہی اسی کتاب مین مذکور ہے بروایت رافع خادم سید المرسلین کہ جو شخص حق علی منکا نہ پہچانے تو تین حال سے خالی نہین یا منافق ہے یا ولد الزنا یا ماں اُسکی ان حالت حیض مین حاملہ اُسکی ہوئی ہے اور بہی اسی کتاب مین ابی وائل سے منقول ہے کہ ایک روز عبد اللہ ابن عمر نے اصحاب رسول اللہ کو اسطرح گنا ابو بکر عمر عثمان وغیرہ اور امیر المومنین کو نہ گنا ایک شخص نے کہا کہ اے عبد اللہ مگر علی اصحاب کبار سے نہین ہین کہ تو اُن کو نہ گنا

کے طلاق کا اختیار غیر کو نہین دیا بجز رسولخدا کے اور یہ بات کمال اتحاد اور محبت کی ہے کہ
کسیطرح کی مغایرت بموجب فرمودہ خدا کہ انفسنا و انفسکم کی آپسمین نہ تھی چنانچہ تاریخ اعثم
کوفی کے دفتر ثانی مین ۔ اور روضۃ الاحباب اور مجلد ثانی حبیب السیر مین مسطور ہے کہ بعد
واقعہ جنگ جمل جناب ولایتمآب عائشہ کے گھر مین تشریف لائے اور اذن لیکر داخل خانہ
ہوئے دیکھا آپ نے کہ ام المومنین عائشہ بعض زنان بصرہ کے ساتھ بیٹھی رو رہی ہے
جناب امیر علیہ السلام اسکی پس پشت آکر کھڑے ہوئے اور بملامت و سرزنش آیہ وافی ہدایہ کو اسپر پڑہا
اور فرمایا کہ خطاب ربانی ازواج پیغمبر کے حق مین وقرن فی بیوتکن کا ہے یعنے تم اپنے گھرون
مین بیٹھو اور باہر نہ نکلو اور تو مرتکب ایسے امر کی ہوئی کہ مناسب تیرے حال کے نہ تہا
اور باوجود اسکے کہ تو نسبت قربت در حال میری قرابت کا رسول مقبول کے ساتھ جانتی تھی
اور مکرر اس جناب سے تو نے سنا ہے کہ میرے حق مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و
عاد من عاداہ فرمایا تو کیون طریقہ دشمنی کا میرے ساتھ مسلوک کیا اور میرے دشمنون کے ساتھ
مرافقت اور موافقت کی اور جبکہ تو نے مرتبہ ام المومنین کا دین مین پایا تو پہر کیون پردہ
عصمت فنا تو ہین من وراء الحجاب کو روئے حیا سے دور کیا خیر مضی ما مضی اب بہی خوب
یہ ہے کہ اپنی خطاؤنپر اصرار نکر اور اپنے گھر مین کہ جو تیرے لئے رسولخدا نے مقرر کیا ہے
اسمین بیٹھ اور باہر نہ نکل جب تک کہ تیری اجل پہنچے یہ کہکر حضرت وہان سے چلے آئے
اور اعثم کوفی کہتا ہے کہ پہلے اسکے کہ جناب امیر المومنین سے کلام کرین صفیہ بنت حارث
اور نقضیہ زوجہ عبد اللہ بن خلف خزاعی نے فریاد اور نوحہ بلند کیا اور عورتون نے
بہی انکے ساتھ موافقت کی اور کہا کہ یا قاتل الاحباب و یا مفرق الجمع یعنی اے کشندہ
دوستان اور اے پریشان کنندہ جمعیت ورا و بیہودہ باتین کہنی شروع کین اور نوحہ

میں شمار نہیں کرتا اُسنے کہا کہ مرتضےٰ علی اہلبیت پیغمبر میں ہیں کوئی صحابہ اُنپر قیاس نہیں کیا جاتا اور کوئی اُنکے برابر نہیں ہو سکتا مرتبہ اور عظمت میں اور اِس نسبت میں کہ جو رسولخدا کے ساتھ رکھتے ہے بدرستیکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے الذین امنوا واتبعتھم ذریتھم الخ یعنے جو لوگ کہ ایمان لائے ہیں ہمراہ کیا ہمنے اُنکے ساتھ اونکی ذریات کو پس فاطمہ ساتھ رسولخدا کے ہیں اور علی مرتضےٰ ساتھ رسول و بتول کے ہیں اور بھی زید بن ارقم سے مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ اے علی خوشا حال تیرا کون ہے مثل و مانند تیرے کہ فرشتے تیرے مشتاق ہیں اور بہشت خاص تیرے واسطے ہے اور بہ تحقیق روز قیامت برپا کیا جائیگا ایک منبر نور کا میرے لیے اور ایک حضرت ابراہیم کے لیے اور ایک تیرے لیے پس ہم بیٹھینگے اُن ممبروں پر کہ اسمین ندا کریگا منادی کہ خوشا حال اُس وصی کا کہ بیٹھا ہے مابین حبیب و خلیل کے پس اُس وقت دینگے مجھے کنجیاں بہشت کی اور دوزخ کی اور میں دونگا اُن کنجیوں کو تجھے اور بھی صواعق محرقہ میں شعبی سے مسطور ہے کہ ایکدن علی مرتضےٰ اُس زمانہ میں کہ ابوبکر اپنے زمانہ خلافت میں مع ایک جماعت کے بیٹھے تھے تشریف لائے ابوبکر نے آپ کا استقبال کیا اور

فرمایا کہ من اراد ان ینظر الی اعظم الناس منزلۃ واقربہ نسبا و فضلہ حالا اعنا برسول صلعم فلینظر الی ہذا الطالع یعنی جو شخص کہ ارادہ کرے یہ کہ نظر کرے طرف بزرگترین مردم کے از روے مرتبہ کے اور نزدیکترین اُنکے کے از روے نسب اور فاضلترین اُنکے کے از روے حالت کے بیچ ساتھ رسول صلعم کے پس چاہیئے کہ نظر کرے طرف اِس طالع کے یعنے علی بن ابی طالب کے فائدہ جناب رسولخدا نے جناب امیر کو اختیار دیا تھا اپنی ازواج کا کہ جسکو تم چاہیں طلاق دیدیں خواہ حال حیات رسولخدا میں اور خواہ بعد ممات اُن جناب کے پس یہ مرتبہ جناب امیر کا رسولخدا کے نزدیک تھا کہ آج تک کسی شخص نے ابتدائے دنیا سے اپنی بیبیوں

[illegible]

عبداللہ بن خلف نے کہا کہ یتیم کیا تو نے فرزندان عبداللہ بن خلف کو خدا اٹھالے تیرے فرزندوں کو بھی یتیم کرے جناب امیرؑ نے اسکی طرف دیکھکر کہا کہ اے صفیہ میں تجھکو ملامت نہیں کرتا اس بات پر کہ تو مجھے دشمن رکھے اسواسطے کہ مینے تیرے دادا کو روز بدر اور تیرے چچا کو روز احد اور تیرے شوہر کو روز حرب جمل قتل کیا اور اگر میں تمہارے دوستون کا کشندہ ہوتا جیسا کہ تیرا گمان ہے تو البتہ ہر شخص کو کہ اس گھر میں ہے قتل کرتا یہ فرما کر عائشہ سے ارشاد کیا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ اس گھر کے دروازے کو کھولوں اور جو کوئی کہ اس گھر میں ہے سب کو قتل کروں اور اشارہ کیا اس گھر کی طرف کہ اسمیں عبداللہ بن زبیر اور ایک جماعت بقیۃ السیف حرب جمل سے بخوف جناب امیرؑ چھپے ہوے تھے مگر میں عافیت اور سلامتی تمکو کی چاہتا ہوں یہ سنکر خوف سے اور ہیبت اس خطاب سے عائشہ نے اور اور عورتوں نے رونا موقوف کیا اور سخت کلامی سے خاموش ہوئیں غرضکہ وہ جناب عائشہ کو سخنان نصیحت وپند فرما کر تشریف لیگئے دوسرے دن غنچۂ نبوت ورسالت سرو بوستان جلالت و صلابت شاہزادہ زمین و زمن امام حسنؑ کو عائشہ کے گھر بھیجا اس جناب نے اسکو ارشاد کیا کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس خدا کی کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور آدم اور انکے فرزندون کو پیدا کیا کہ اگر تو اسوقت مدینہ کو نہ چلی جائیگی اور سامان سفر کا نکریگی تو تجھے وہ پیغام بھیجونگا کہ تو اسکی کیفیت کو خوب جانتی ہے پس میں تجھے پھر آگاہ اور متنبہ کرتا ہوں کہ اب بھی تو باز آ راوی کہتا ہے کہ عائشہ اسوقت اپنے سر میں کنگھی کرتی تھی اور جانب راست بال گوندھ چکی تھی اور چاہتی تھی کہ جانب چپ کے بال گوندھے کہ پیغام شاہزادے کا سنکر کھڑی ہوگئی اور اپنے خدم و حشم اور خاصوں سے کہا کہ میری سواری تیار کرو سامان سفر میں مشغول ہو کہ سوائے جانے مدینہ کے اور کچھ چارہ نہیں رکھتی ہوں او بکمال اضطرا

اُسکے بشرہ سے ظاہر تہا اُسوقت ایک عورت بصرہ نے اُس سے کہا کہ اے عائشہ یہی پیغام
تجہے عبد اللہ ابن عباس نے اگر دیا تہا اور تو نے یہ سنکر ایسی ایسی آواز بلند کی تہی اور اس
طرح سے کڑک کر بولی تہی کہ ہم سب نے تیری آواز سنی تہی پہر اُس جوان کا باپ خود
تیرے پاس آیا اور اس ہی قبیل کی باتین تجہے کہین کچہ اعتنا تو نے اُنکی طرف نکیا اور
اُنکے کہنے کو خیال مین نہ لائے اب تجہے کیا ہوا کہ اس جوان کے کہنے سے تو اتنی خائف
و ترسان ہوئی اور سنتے ہی اُسکے قول کے حکم کوچ کا دیا عائشہ نے کہا کہ یہ جوان سبط
رسول اللہ ہے اور فرزند بتول اور نور دیدہ اہل عقول ہے جو شخص چاہے جناب رسول
خدا کی چشم مبارک کو دیکہا وہ شخص نظر کرے اس جوان کی آنکہوں پر بہ تحقیق کہ مین نے
دیکہا ہے رسولخدا کو کہ اُسکو چومتے تہے اور اپنے سینۂ اطہر سے لگاتے تہے اور اُسکے باپ
نے پیغام بہیجا ہے اور ایسے امر پر اطلاع دی ہے کہ سوائے چلے جانے کے مدینے سے
اور کچہ علاج نہین رکہتے اُس عورت نے کیفیت اُسکی پوچہی اُس نے کہا کہ ایکدن رسولخدا
کے پاس کہین سے مال غنیمت کا آیا تہا اور وہ جناب اپنے ذوی القربیٰ پر اُسکو تقسیم کرتے
تہے کہ ہم سب ازواج نے بہی حضرت سے اپنا حصہ اور نصیبہ طلب کیا اور بہت سا مبالغہ
اور الحاح اُسکے طلب میں کیا علی بن ابی طالب نے زبان ملامت و سرزنش کی ہمپر کہولی
اور کہا کہ تمنے بہت مبالغہ کیا اور الحاح کو حد سے گذارا اور اُس جناب کو ملول اور دلگیر
و رنجیدہ خاطر کیا غرض ہمین بہت سی توبیخ اور ملامت کی ہم بہی غصہ و خشم مین آئین
اور سخنان خشونت آمیز ہمنے بہی کہنے شروع کیے جناب امیر نے یہ آیہ پڑہا کہ عسیٰ ربہ ان
طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن ہمنے یہ سنکر اور زیادہ خشونت و درشتی آغاز کی رسول
خدا نے حال ہمارا دیکہکر غضب مین آئے اور علی کیطرف دیکہکر فرمایا کہ جنکی طلاق تیرے

قبضۂ اختیار مین دی اور تیری طرف اس امر کو مفوض کیا اور تجھکو اپنا وکیل کیا کہ جسکو انمین سے
تو چاہے طلاق دیدے کہ نام اسکا دفتر النسا نبی مین سے محو ہوجائیگا پس جب اس جناب
نے امر طلاق ہمارا اسکے اختیار مین دیا اور درمیان حیات و ممات کے کچھ فرق نکیا تو اب
اسکو ہمارے طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے پس اسوقت اس بات پر علیؑ نے مجھے تنبیہ
کیا ہے بس مین فراق علی اور طلاق سے اندیشہ کرتی ہون کہ مبادا اسکی زبان پر جاری
ہوجائے اور بہر زارک اسکا کسی طرح ممکن نہو اور مین ڈرتی ہون کہ ہمین رسولخدا سے
بائن نہوجاؤن اور جنت مین دولت ملاقات اور سعادت خدمت سے اوسکی محروم
رہون اور بھی اخطب نے مناقب مین نقل کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ قرآن
چار حصہ پر نازل ہوا ہے ایک حصہ ہماری تعریف مین اور ایک حصہ مذمت مین ہمارے
دشمنون کی اور ایک سیر اور قصص مین اور ایک حصہ احکامات شریعت مین اوامر
ونواہی سے اور جو آیات کریمہ مین وہ ہمارے ہی واسطے خاص مین اور عبداللہ ابن
عباس سے مروی ہے کہ نہین ہے قرآن مین کوئی آیہ کہ شامل ہے خطاب یاایہا الذین
آمنوا پر مگر یہ کہ علی پیشوا اس آیہ کا ہے اور بہی ابن عباس سے منقول ہے کہ
خدا تعالے نے سب اصحاب رسولخدا پر عتاب و خطاب و غصہ قرآن مین نازل کیا
ہے مگر علی پر کہ سوائے مدح اور خوبی کے کبھی کسی آیہ مین اس جناب پر عتاب نازل نہین
کیا یعنی اکثر جا آپکی مدح اور تعریف ہی کی ہے بخلاف و صحابہ کے کہ اکثر آیات مین
انکی مذمت فرمائی ہے اور تاریخ اعثم کوفی مین مسطور ہے کہ ابوبکر کو جب مہم شام
کی پیش آئی اور اسکی تسخیر کا ارادہ کیا تو اصحاب کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ کیا
کسی نے کہا کہ لشکر کو بھیجنا چاہیے کسی نے کہا تجکو خود جانا چاہیے غرض ہمین کا ضعف

اسرار خفی و جلی جناب علیؑ بھی تشریف لائے ابوبکر نے آپ سے بھی پوچھا کہ آپکا اسمین کیا حکم ہے
فرمایا کہ اے ابوبکر اگر تو آپ خود جائیگا یا لشکر کو بھیجیگا دونوں صورتوں میں فتح اہل اسلام
کی ہوگی اسواسطے کہ مینے سرور کائنات سے سنا ہے کہ دین اسلام قیامت تک سب دینوں
پر غالب رہیگا ابوبکر نے کہا کہ اے ابوالحسن خدا تعالے تمکو ساتھ زیادتی بہشت کے شاد کرے
جیسا کہ تمنے مجھے شاد کیا اور اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ایہا الناس یہ شخص وارث ہے
علوم نبی کا اور وصی ہے رسولخدا کا پس جو شخص اسمین شک کرے وہ منافق ہے اور انجام
کار موافق فرمودہ وصی احمد مختار لشکر اسلام نے شام کو فتح کیا مترجم کہتا ہے کہ فی الحقیقت
جناب صدیق سنیان اپنے اس قول میں بہت صادق ہیں مگر تعجب ہے کہ باوجود اس
تصدیق و علم کے کہ وہی جناب یعنی علیؑ وصی اور جانشین جناب مصطفےٰؐ کے ہیں آپ وصایت
اور جانشینی جناب رسولخدا کے کیوں اختیار کی اور اس مسند سے انکو کیوں معزول کیا
اور بھی بسند معتبر ابوحنیفہ نے عبد اسعد سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اپنے
اصحاب سے کہ میرے ساتھ ڈرے تم یعنی مینے تمہیں عذابات الٰہی سے ڈرایا اور علی
بن ابی طالب کے ساتھ تمنے ہدایت پائی اور پھر یہ آیۃ تلاوت فرمایا و انما انت منذر و لکل
قوم ہاد یعنی بتحقیق کہ میں ڈرانیوالا ہوں اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنیوالا ہے پس مراد
ہادی سے علی بن ابی طالب ہیں اور ساتھ حسنؑ کے پہنچے تم احسان کو اور ساتھ حسینؑ کے نیکبخت ہوے
تم اور ساتھ انہی کے شقی ہوئے تم یعنی جسنے اس سے محبت کی وہ سعید ہوا اور جسنے اسکی
دشمنی کی وہ شقی ہوا۔ اور بھی ابوہریرہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے کہ ایکبار ہمنے رسول
خدا کے ساتھ نماز ادا کی پس بعد نماز جناب نے روئے مبارک اصحاب کیطرف کرکے کچھ کلمات
ہدایت شروع کئے تھے کہ ایک مرد انصاری آیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا میں نماز پڑھنے

کو یہان آتا تہا جب فلان محلے مین فلان شخص کے دروازے پر پہنچا تو اُسکے گہر سے ایک
کتا نکلا اور مجہپر حملہ کیا اور کپڑے پہاڑ ڈالا اور ساق پا کو میرے مجروح کیا اور نماز کے وقت
یہانتک آنے نہ دیا پہر دوسرے روز ایک اور شخص نے اُسی کتے کی شکایت کی یہ سنکر وہ جناب
صاحب سگ کے گہر تشریف لائے اور اُس سے کہا کہ تو دروازے کی زنجیر ہلا غرض وہ شخص گہر سے
باہر آیا اور جناب رسولخدا کو دیکہکر عرض کی کہ آپنے کیون قدم رنجہ کیا اور تکلیف اُٹہائی مجہے
ہی کیون نہ طلب کر لیا آپنے فرمایا کہ اے شخص تو نے ایک سگ درندہ آزار دہ مردم پال
رکہا ہے کہ وہ آدمیونکو کاٹتا ہے اور کپڑے پہاڑتا ہے ایسے جانور کا تو قتل ضرور ہے
تو اُسکو لے آ مین اُسے قتل کرون وہ شخص حسب الحکم جاکر اُسے باندہ لایا اُس کتے نے جناب
کو دیکہا تو بقدرت خدا گویا ہوا اور بزبان فصیح کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ آپ کیون کر
یہان تشریف لائے فرمایا آپ نے کہ کل تو نے فلان شخص کو کاٹا اور اُسکے کپڑے پہاڑے
اور زخمی کیا اور نماز مین شریک ہونے سے محروم رکہا اُس کتے نے عرض کی کہ اے رسول برحق
مجہے آپ کے دوستون اور محبون سے کسی طرح کی پرخاش و خصومت نہین ہے مگر آپکے
دشمنون سے سو یہ دونون شخص جملہ منافقین سے ہین اور تیرے ابن عم علی ابن ابی طالب کے دشمن
ہین اور انکو ناسزا اور برا اور بد کہتے ہیں اور بے سبب طعن پیش آتے ہیں اس سبب سے انکو ایذا
دی اور چونکہ مجہے آپکے ابن عم سے محبت ہے لہذا مین اُنکے دشمنون کو ستاتا ہون یہ سنکر
آپ خوش ہوئے اور اُسکے صاحب سے اُسکی سفارش کی اور ارشاد کیا کہ اس کتے سے تو مشفقانہ
سلوک کرنا پس جب آپ تشریف لیجانے لگے تو صاحب سگ نے عرض کی کہ یا حضرت رحمت
عالمین کہ میرے کتے نے آپ کی رسالت کی گواہی دی تو مین کیا کتے سے بہی کمتر ہون کہ
آپ پر ایمان نہ لاؤں آپ دست مبارک دراز فرمائیں تا میں آپسے بیعت کرون اور اسلام

لاؤں غرضکہ وہ شخص اور جتنے اُسکے گھر مین آدمی تھے سب مسلمان ہو گئے اور نیز ابن بابویہ
نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جب قیامت قایم ہوگی تو ایک منبر لا کر کہا
جائیگا کہ سب خلائق اُسکو دیکھے گی اور جناب امیرؑ اُس منبر پر آگے تشریف لیجائیں گے اور ایک فرشتہ
دست راست اور ایک فرشتہ دستِ چپ آپکے کھڑا ہوگا اور فرشتہ دست راست کا ندا کرے گا
کہ اے گروہ خلائق یہ ہے علی بن ابی طالب کہ جسکو چاہیگا بہشت میں داخل کریگا اور جسکو چاہیگا
جہنم میں داخل کریگا اور فرشتہ دستِ چپ کا ندا کریگا کہ اے گروہ خلائق یہ ہے امیر المومنین
علی بن ابی طالب اور بھی بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ
خدا تعالے نے اپنے پیغمبر پر ایک نامہ نازل کیا اور وحی فرمائی کہ اے محمد یہ وصیت تیری ہے طرف
نجبا اہلبیت تیرے کے آپنے پوچھا کہ اے جبرئیل میری نجبائی اہلبیت کون ہیں کہا علی ابن
ابی طالب اور فرزند اوسکے اور اوپر نامہ کے مہرین تھین طلا سے پس جناب رسولخدا نے وہ
نامہ جناب امیرؑ کو عنایت کیا اور فرمایا کہ ایک مہر اسکی اکھیڑ کر دیکھو اور جو اُسکے تحت مین
لکھا ہو اسپر عمل کرو پس جناب امیرؑ نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ آپ نے کیا اور مصائب پر
صبر کیا وہ بموجب اُس نامہ کے تھا اور پھر جناب امیرؑ نے وقت وفات اپنی وہ امام حسنؑ کو
دیا اُس جناب نے بھی ایک مہر کو اسکی اکھیڑ کر جو کچھ کہ اُسکے تحت مین لکھا ہوا تھا اسپر عمل کیا
اور وقت وفات اپنی اُس نامہ کو امام حسینؑ کے سپرد کیا اس جناب نے ایک مہر کو اُسمین سے اکھیڑ کر دیکھا
تو یہ لکھا پایا کہ تو خروج کر ایک جماعت کے ساتھ طرف شہادت کے کہ البتہ چاہیے کہ وہ سب
تیرے ساتھ شہید ہوں اور اپنی جان کو راہ خدا میں بیچ پس اُس جناب نے ایسا ہی کیا پھر
اُسکو امام زین العابدینؑ کو دیا اُس جناب نے تحت مہر لکھا پایا کہ تو خاموش گھر مین بیٹھ اور
کسی سے غرض نہ کر اور کسی سے خوف نہ کر غرض اسیطرح وہ نامہ سب ائمہؑ کے پاس پہنچا اور سب نے

موافق اُسکے عمل کیا اور بھی کتب معتبرہ اہل سنت میں یہ حدیث منزلت بھی موجود ہے کہ جو
امامت بلافصل جناب امیرؑ پر دلالت کرتی ہے از انجملہ جامع الاصول ''در بخاری و در صحیح مسلم اور
ترمذی میں باسناد صحیح معتبرہ سے منقول ہے کہ بہت سے مقام میں جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ سے
فرمایا کہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی اے علی تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے
ہے موسیٰ سے مگر یہ کہ کوئی پیغمبر نہیں ہے بعد میرے جامع الاصول میں ترمذی سے روایت
کی ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد بن وقاص کو امیر کیا اور اُس سے کہا کہ کیا چیز تجھے مانع
ہے کہ تو ابو تراب کو سبّ و دشنام دہی نہیں کرتا اُسنے کہا کہ جبتک وہ تین چیزیں میری
خاطر میں ہیں کہ جو میںنے جناب رسولخدا سے حق میں علیؑ کے سُنی ہیں کہ اگر ایک اُنمیں سے میرے واسطے
ہوتی تو میں اسکو دوست تر رکھتا اس سے کہ تمام عالم کے شتران سرخ مو میرے پاس جمع
ہوتے میں اُنکو برا نہیں کہہ سکتا ایک اُنمیں سے یہ ہے کہ جب جناب رسولخدا نے علیؑ کو بعض
غزوات مدینہ میں چھوڑا اور اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپنے عورتوں میں چھوڑا تو
حضرت نے ارشاد کیا کہ آیا تم راضی نہیں ہوتے کہ مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے الا
انہ لا نبوۃ بعدی یعنی مگر یہ کہ نبوۃ اور پیغمبری بعد میرے نہیں ہے اور دوسری چیز یہ ہے کہ
روز خیبر حضرت نے فرمایا کہ البتہ صبح کو علم دونگا اُس شخص کو کہ جو دوست رکھتا ہے خدا کو
اور رسول کو اور دوست رکھتا ہے خدا اور رسول اُسکو ہم سب نے اپنے دلمیں چاہا کہ شاید
ہمکو دینگے جب صبح ہوئی اور ہم سب اسی خیال میں تھے کہ ناگاہ حضرت نے ارشاد کیا بلاؤ
علیؑ کو جب وہ آئے اُنکی آنکھیں دُکھتی تھیں اور اسوقت درد کرتی تھیں اُس حضرت نے
لعاب اپنے دہن مبارک کا اُنکی آنکھوں میں لگایا اور علم اُنکو دیا پس خدا نے اُنکے ہاتھ پر فتح
دی اور تیسرے یہ کہ جب آیہ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسولخدا نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ

اور حسینؑ کو طلب کیا اور کہا کہ خداوندا یہ اہلبیت میرے ہیں اب جاننا چاہیے کہ یہ حدیث
نص ہے امامت پر جناب امیرؑ کی کہ جب حضرت نے ایک صفت کو مستثنےٰ کیا تو مستثنےٰ منہ
باقی اوصاف میں عام رہا و الا اگر کوئی صفت اور بھی جناب امیرؑ میں مثل نبوت کے نہ پائی
جاتی تو حضرت اسکو بھی استثنا کرتے اور جب حضرت نے سوائے نبوت کے اور کسی چیز کا استثنا نکیا تو
معلوم ہوا کہ جو منزلت حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی وہی منزلت جناب
امیرؑ کو جناب رسولخداؐ سے حاصل تھی سوائے نبوت کے اور حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے
خلیفہ اور جانشین بھی تھے تو پس جناب امیرؑ بھی رسولخداؐ کے وصی اور جانشین ہوئے اور بھی
ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی کی شان میں اسقدر قرآن نازل نہیں ہوا کہ جسقدر علیؑ کی شان
میں نازل ہوا ہے اور بھی خدیجہ اور حذیفہ بن یمان سے منقول ہے کہ قرآن میں خطاب
یاایہا الذین آمنوا مذکور نہیں مگر یہ کہ امیر المومنین لباب اور مغز اس خطاب کے ہیں اور بھی
مجاہد سے مروی ہے کہ امیر المومنین شائستہ اور لائق اسکے ہیں کہ امیر اور پیشوا اور سر خطاب
یاایہا الذین آمنوا کے ہوں اسواسطے کہ وے سابق الاسلام ہیں یعنی سب مومنین سے پہلے
اسلام لائے ہیں اور اُن سے پہلے کوئی اسلام نہیں لایا یہ سب روایات مذکورہ مناقب حافظ
احمد بن مردویہ سے منقول ہے اور بعض انہیں سے اوسط طبرانی اور صواعق محرقہ میں کہ کتب
معتبرہ اہل سنت سے ہیں لکھی گئی ہیں اور بھی کتب معتبرہ مذکورہ میں ابن عباس سے منقول
ہے کہ تین سو آیہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور خدا تعالے نے فرمایا کہ
انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون یعنی
نہیں ہے ولی اور اولی بہ تصرف اور حاکم اور متصرف تمہارے کاموں میں اور تمہاری ہدایت میں
مگر خدا اور رسول اور وہ مومن کہ قائم کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ کو بیچ حالت رکوع کے

جمہور مفسرین متفق ہین کہ یہ آیہ نازل ہوا ہے شان مین جناب علیؑ کے اور قصہ اُسکا یہ ہے کہ ایک دن ایک سائل مسجد نبوی مین آیا اور سب حاضرین مسجد سے سوال کیا کسی نے اُسکو کچھ نہ دیا سائل نے ہاتھ آسمان کیطرف اُٹھا کر کہا کہ خداوندا مین تیرے نبی کی مسجد مین آیا اور سوال کیا کسی نے میرے سوال کو پورا نکیا اب مین یہان سے محروم جاتا ہون اُسوقت جناب امیر نزدیک حضرت خیر البشر نماز مین مشغول تھے اور رکوع مین پہنچے تھے انگشت خنصر سے سائل کیطرف اشارہ کیا پس سائل آیا اور انگشتری انگلی سے اُتار لی اور اسی اثنا مین آثار وحی کے اوپر بشرۂ مبارک نبوی کے ظاہر ہوئے اور جبرئیل امین یہ آیہ لیکر نازل ہوئے حسان بن ثابت انصاری نے بطلب رسول نے اس باب مین چند شعر انشا کیے از انجملہ ایک یہ شعر ہے کہ

فانت الذی اعطیت وکنت راکعا ﴿ فدتک نفس القوم یا خیر راکع ﴿ یعنے تو وہ شخص ہے کہ دیا تونے درحالیکہ تہا تو رکوع کرنیوالا فدا ہوویں تیرے اوپر جان قوم کی اے بہتر رکوع کرنیوالون کے اور شیخ شہید نور اللہ مرقدہٗ نے لکہا ہے کہ وزن اُس انگشتری کا چالیس ۴۰ مثقال کا تہا اور نگینہ اُسکا یاقوت احمر کا تہا اور وزن نگینہ کا پانچ مثقال کا تہا اور قیمت اُسکی خراج ملک شام کا تہا اور خراج ملک شام کا تین سو بار نقرہ اور چارسو بار طلاء تہا اور وہ انگوٹھی طوق بن خزان کی تہی کہ جناب امیر نے اُسکو قتل کیا تہا اور وہ انگشتری اُنکی خدمت مین رسول مقبول کے حاضر کی تہی اور اُس جناب نے اُسکو جناب امیرؑ کو دیا تہا اور بہی شواہد النبوت مین کہ کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے بروایات صحیحہ مرقوم ہے کہ جناب امیر جب ایک پاؤن رکاب میں رکہتے تہے تو قرآن پڑھنا شروع کرتے تہے اور جب دوسری رکاب تک پاے مبارک پہنچاتے تہے تو قرآن کو تمام کر لیتے تہے اور دوسری روایت مین ہے کہ جب وہ جناب ارادہ کرتے تہے ناقہ پر سوار ہونیکا تو ناقہ کے اُٹھنے تک قرآن

تمام کرتے تھے سبحان اللہ کیا اعجاز و کرامات تھے اس معجز نما میں پھر باوجود اسکے کوئی شخص
آپ کا مقابلہ اور آپ کی برابری کیونکر کرسکتا ہے اور بھی ابی ذر سے منقول ہے وہ کہتے
ہیں کہ مینے رسولخدا سے سنا کہ اس جناب نے علیؑ سے فرمایا کہ تو اول اس شخص کا ہے کہ جو ایمان
لائیگا ساتھ میرے اور جو کہ مصافحہ کریگا ساتھ میرے بروز قیامت اور تو صدیق اکبر ہے
اور فاروق اعظم ہے کہ فرق کریگا درمیان حق و باطل کے اور تو امیر اور سردار ہے مومنون
کا اور آخر کو فائق اور برتر اور غالب ہونیوالا ہے کافروں پر اور بھی ابی ایوب انصاری سے
مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ بتحقیق کہ درود بھیجا ملائکہ نے مجھپر اور علی پر سات برس
اور یہ اسواسطے کہ سوا علیؑ کے کسی اور نے میرے ساتھ پہلے نماز نہیں پڑھی اور بھی
جناب رسولخدا سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جبکہ اصحاب نے غزوہ احد میں فرار کیا اور کفار
کے روبرو سے بھاگ گئے اور فقط جناب امیرؑ اکیلے رہگئے اور تنہا کفار سے لڑتے تھے اور کفار
کو قتل کرتے تھے تا اینکہ کفار کو ہزیمت دی اور بھگا دیا اسوقت جبرئیلؑ نے کہا کہ اے رسول خدا
بخدا یہی ہے مرتبہ دوستی اور محبت کا کہ جو حیدر کرار تمہے اسوقت کر رہے ہیں یہ سنکر آنجناب
نے فرمایا کہ اے جبرئیل علی مجھسے ہے اور میں علیؑ سے ہوں جبرئیلؑ نے کہا کہ میں تم دونوں سے
ہوں اور بھی کتب طرفین میں بحد تواتر کو پہنچا ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ ضربت علی یوم الخندق
افضل من عبادۃ الثقلین یعنی ایک ضربت علی کی بہتر ہے عبادت ثقلین سے اور بھی عثمان
بن عفان سے مروی ہے کہ کہا عمر بن الخطاب نے کہ بتحقیق پیدا کیا خدا تعالے نے ملائکہ کو
نور روے مبارک علیؑ سے اور بھی مجاہد سے منقول ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے
کہا کہ تم علی بن ابی طالب کے حق میں کیا کہتے ہو فقال ذکرت واللہ احد الثقلین سبق بالشہادتین
وصلی بالقبلتین وبایع البیعتین واعطی السبطتین وہو ابو السبطین الحسن والحسین وردت علیہ الشمس مرتین

بعد ما غاب فی المغربین وجرد السیفین تارتین وھو الکرتین وفیہ مثل ذو القرنین ذالک مولائی علی
ابن ابی طالب یعنی پس کہا ابن عباس نے کہ وہ اسرار ذکر کیا تو نے ایک دو ثقلین کا کہ جسنے سبقت
کی سب پر ساتھ شہادتین کے اور نماز پڑھی طرف دو قبلوں کے اور بیعت کی ساتھ دو بیعتوں
کے اور عطا کیا دو بستان کو اور وہ باپ ہے سبطین حسنؑ و حسینؑ کا اور پھرا اُسکی طرف
شمس دو دفعہ بعد غروب کرنیکے دو مغربوں اور کھینچا دو سیفوں کو دو دفعہ اور وہ حملہ
کرنیوالا ہے مکرر اور مثل اسکی امت میں مثل ذوالقرنین کے ہے یہ ہے علی ابن ابی طالب مولا اپنا
اور بھی عین الحیات میں جناب امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولخداؐ
سے اصحاب نے پوچھا کہ یا حضرت علی ابن ابی طالب فضل میں ملائکہ سے یا ملائکہ افضل
ہیں اُن جناب سے آپنے فرمایا کہ ملائکہ نے شرف نہیں پایا مگر ساتھ محبت محمدؐ اور علیؑ کے اور
انکی ولایت کے قبول کرنیکے اور بھی صفار نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب
امیرؑ نے فرمایا کہ پشت مغرب کے خداوند عالم نے ایک شہر پیدا کیا ہے کہ اسکو جابلقا کہتے ہیں
اور اُس شہر میں ستر ہزار امت ہے کہ ہر امت برابر ہے اِس امت کے اور اِس شہر کے رہنے
والے کبھی معصیت خدا کی نہیں کرتے اور انکا کوئی کام نہیں سوائے دوستی اور محبت
ہم اہلبیت کے اور کوئی کلام اور بات ونکی نہیں بجز ہمارے دشمنوں پر لعن کرنے کے اور
ہشام بن سالم سے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ خدا تعالے کا ایک شہر
ہے پشت دریا کہ وسعت اُسکی بقدر چالیس روز سیر کرنے آفتاب کی ہے اور اُس شہر کے آدمی
کبھی معصیت خدا کی نہیں کرتے اور شیطان کو نہیں جانتے اور نہیں معلوم اُنکو کہ شیطان
بھی پیدا ہوا ہے یا نہیں اور گاہ بگاہ ہم اونکے پاس جاتے ہیں اور جس چیز کی اونکو
احتیاج ہوتی ہے اسکو ہم سے پوچھتے ہیں اور ہم اُنکو تعلیم کرتے ہیں اور یہ بھی پوچھتے ہیں کہ

ہین کہ قایم آل محمد کب ظہور کرینگے اور عبادتِ خدا مین بہت سعی کرتے ہین اور انکے شہر کے
دروازے متعدد ہین اور دوری ایک دروازے کی دوسرے دروازے تک سو فرسخ کی ہے
اور تقدیس اور تسبیح اور عبادت اونکی اسقدر ہے کہ اگر اونکی عبادت کو تم دیکھو تو اپنی عبادت
کو بہت سہل جانو بعض انمین سے ایسے شخص ہین کہ ایک ایک مہینہ سر سجدے سے نہین اٹھاتے
اور خوراک انکی تسبیح الہی اور پوشش انکی برگِ درختان ہین اور مُنہ اونکے نور سے روشن
ہین اور جب کسیکو ہم اہلبیت مین سے دیکھتے ہین تو اوسکے گرد جمع ہوجاتے ہین اور خاکِ قدم
کو آپ کے واسطے برکت کے لیتے ہین اور جب وقت نماز کا ہوتا ہے تو آوازین اذان
کی تا بہ آسمان پہنچتی ہین اور انمین ایک جماعت ہے کہ انتظار قائم آل محمد مین کبھی آلاتِ حرب
بدن سے نہین چھوڑتے اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ الہی جلد ہمین انکی خدمت سے مشرف
کر اور ایک ایک کی عمر ہزار ہزار برس کی ہوتی ہے اور ہر ایک کی صورت سے آثار خشوع اور
خضوع اور شکستگی اور فروتنی کے ظاہر ہوتے ہین اور ہمیشہ طلب کرتے ہین اوس امر کو کہ جو موجب
خوشنودی خدا ہو اور کبھی عبادت خدا مین سستی نہین کرتے اور عبادت سے دلتنگ نہین
ہوتے اور جسطرح ہمنے اونکو قرآن تعلیم کیا ہے اوسی طرح پڑھتے ہین اور اونکے قرآن مین چند چیزین
ایسی ہین کہ اگر ان آدمیون پر اونکو پڑھین تو کافر ہوجائین اور اگر کوئی چیز قرآن مین سے
انکو مشکل ہوتی ہے تو ہمسے اوسکو پوچھ لیتے ہین اور جب ہم انکو بتاتے ہین تو سینے انکے
کشادہ اور مسرور ہوجاتے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ ہمکو اہلبیت محمد کے واسطے باقی رکھ
اور جانتے ہین کہ بطفیل ہمارے خدا تعالے نے اونکو کسقدر نعمتین عنایت کی ہین اور ہم انکی
کی قدر کو خوب جانتے ہین اور یہ سب قائم آل محمد کے ساتھ خروج کرینگے اور جہاد مین سب سے
سبقت لیجائینگے اور ہماری ہمیشہ انکی دعا ہے اور انمین بڈھے بھی ہین اور جوان بھی

ہیں اور جب کوئی جوان بڈھے کو دیکھتا ہے تو مثل غلام کے روبرو اُسکے بیٹھتا ہے اور
جبتک وہ پیر اُس جوان کو رخصت نہیں کرتا تو وہ اُسکے پاس سے نہیں جاتا اور یہ سب خلق سے بہتر
عبادت کرتے ہیں اور امام انکا جس چیز کا حکم دیتا ہے اُسکو ترک نہیں کرتے اور اگر انکو اور
تمام خلق کے مشرق سے مغرب تک مقرر اور متعین کریں تو ایک ساعت میں سب کو فنا کر دیں
اور کوئی حربہ اُنپر کارگر نہیں ہوتا اور خود اور شمشیر لوہے سے رکھتے ہیں مگر وہ لوہا غیر اس
لوہے کا ہے کہ اگر کوہ پر ماریں تو مثل خیار دو ٹکڑے ہو جائے اور امام آخر الزمان انکے
لشکر کے ساتھ ہند و روم و ترک و دیلم و بربر اور جو کچھ کہ مابین جابلقا و جابرسا کے
ہے جنگ و جدل کرینگے اور یہ دو شہر ہیں ایک بیچ مشرق کے اور ایک بیچ مغرب کے اور اس
زمانہ میں ہر شخص کو جو غیر دین کا ہوگا اول طرف خدا اور رسول و دین اسلام کے دعوت
کرینگے اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریگا تو اُسکو قتل کرینگے پس مابین مشرق اور مغرب کے
کوئی نرہیگا کہ جو مسلمان نہوا اور بھی باسانید معتبرہ جناب امام حسنؑ سے منقول ہے
آپ فرماتے ہیں کہ خدا کا ایک شہر ہے مغرب میں اور ایک شہر ہے مشرق میں اور ان دونو
شہر کا حصار ہے آہن سے اور ہر حصار میں ستر ہزار در ہیں اور ہر در میں ستر ہزار لغت
داخل ہوتی ہیں کہ ہر ایک کی زبان جدا جدا ہے اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ لغت میں کلام کرتی
ہیں کہ ایک کی زبان دوسرا نہیں سمجھتا اور ہم اہلبیتؑ اُن سب لغتوں کو جانتے ہیں اور
اُن شہروں میں اور اُنمیں جو ہیں اُن شہروں کے سوا ہمارے کوئی امام نہیں اور ہم حجت ہیں خدا کی اُنپر اور
بھی ابن بابویہ نے بسند معتبر جناب امام رضاؑ سے نقل کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب
رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ خدا تعالے نے کسی کو اپنی مخلوقات میں مجھ سے بہتر اور گرامی تر
پیدا نہیں کیا میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ افضل ہیں یا جبرئیل فرمایا کہ اے علیؑ

خدا تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کو ملائکہ مقربین سے افضل کیا ہے اور مجھے سب پیغمبروں پر فضیلت دی ہے اور میرے بعد تجھکو فضیلت دی ہے اور باقی ائمہ کو بعد تیرے سب پر فضیلت دی ہے اور ملائکہ خدمتگار ہمارے اور خدمتگار ہمارے دوستوں کے ہیں اے علی وہ ملائکہ جو حاملان عرش ہیں اور جو گرد عرش پر رہتے ہیں تسبیح اور تحمید اور تمجید خداوند جلیل کی اس جماعت کے واسطے کرتے ہیں کہ جو ایمان ساتھ ولایت ہماری کے لائے ہیں اے علی اگر ہم نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ نہ آدم کو خلق کرتا نہ حوا کو اور نہ حور و قصور و بہشت و دوزخ کو اور نہ آسمان و زمین کو اور کیونکر ہم ملائکہ سے افضل نہ ہوں کہ ہمنے پہلے ان سے خدا کو پہچانا ہے اور تسبیح اور تحمید اور تنزیہ خدا کا کیا ہے اسواسطے کہ جس چیز کو اول خدا نے پیدا کیا وہ ارواح ہماری تھیں پس ہمکو گویا کیا ساتھ تحمید اور تمجید اور تسبیح کے کہ اسکو ساتھ یگانگی کے یاد کریں اور اسکی حمد کریں پھر بعد ہماری ارواح کے ملائکہ کو پیدا کیا اور ہماری سب روحیں ایک نور تھیں پس جب ہماری روحوں کو ملائکہ نے دیکھا تو انکی نظروں میں نہایت عظیم معلوم ہوئیں ہمنے اسوقت سبحان اللہ کہا تا ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ ہم مخلوقات خدا سے ہیں اور اسنے ہمیں پیدا کیا ہے اور خدا منزہ ہے اس سے کہ ہمارے ساتھ کسی طرح کی مشابہت رکھتا ہو یا یہ کہ اسمیں صفات ممکنات کی ہوں پس ملائکہ نے جو ہماری تسبیح سنی تو انہوں نے بھی تسبیح خدا تعالیٰ کی کی اور خدا کو منزہ صفاتِ ممکنات سے جانا اور جب ملائکہ نے ہماری بزرگواری کو دیکھا تو ہمنے کہا لا الہ الا اللہ تا ملائکہ جانیں کہ خدا تعالیٰ اپنی بزرگواری اور عظمت و جلالت میں شریک نہیں رکھتا اور ہم بندے اسکے ہیں اور اسکی عظمت و خداوندی میں شریک نہیں ہیں پس انہوں نے بھی ہمسے سنکر لا الہ الا اللہ کہا اور جبکہ ملائکہ نے ہماری رفعت محل و بزرگی درجہ کو دیکھا تو ہمنے اللہ اکبر کہا تا وہ جانیں کہ خدا اس سے بزرگ ہے کہ کوئی شخص بدون اسکی توفیق اور

تا تائید کرے اُسکے نزدیک رتبہ اور منزلت پائے پس اُنہوں نے بہی ہم سے سُنکر اللہ اکبر کہا اور جب اُنہوں نے ہماری قوت اور غلبہ اور قدرت کو دیکھا تو ہمنے لاحول ولا قوت الا باللہ کہا تا وہ جانیں کہ قوت اور قدرت اور توانائی ہمارے خدا کی دی ہوئی ہے اور کسی سے ہے اور جب اُنہوں نے دیکھا کہ خدا تعالٰے نے ہمکو کس قدر نعمتیں دی ہیں اور ہماری طاعت اور فرمانبرداری جمیع خلق پر لازم کی ہے تو ہمنے الحمد للہ کہا تا وہ جانیں کہ خدا ہماری جانب سے مستحق حمد و ثنا کا ہے ان نعمتوں عظمٰی پر کہ ہمیں دی ہیں پس ہم سے یہ سُنکر ملائکہ نے بہی الحمد للہ کہا مین بعد خدا تعالٰے نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ہمارے نور کو اُنکے صلب میں ودیعت رکھا اور ملائکہ کو حکم کیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں واسطے ہماری تعظیم اور تکریم کے کہ ہم صلب میں اُنکے تہے پس سجدہ اُنکا سجدہ بندگی تہا واسطے خدا کے اور سجدہ تعظیم و تکریم اور طاعت کا تہا واسطے آدمؑ کے پس ہم کیونکر افضل ملائکہ سے نہوں کہ ملائکہ نے آدم کو سجدہ واسطے ہماری تکریم و تعظیم کے کیا تہا اور جب مجہے آسمان پر لیگئے تو جبرئیل نے اذان و اقامت کہی اور کہا کہ تم آگے ٹہرے ہو تا ہم تمہارے عقب نماز پڑہیں کہ تم پیغمبروں کو خدا نے سب ملائکہ پر فضیلت دی ہے اور تجہے خاص سب خلائق پر فضیلت دی ہے غرض سب فرشتوں نے میرے پیچہے نماز پڑہی اور جب میں حجاب ہائے نور میں پہنچا تو جبرئیل آگے جانے سے ٹہر گئے اور کہا کہ مجہے آگے جانیکی طاقت نہیں ہے اگر اس سے آگے جاؤں تو سب بال و پر میرے جل جائیں میں اکیلا آگے گیا جہانتک کہ خدا نے چاہا اور وہ وہ جگہ تہی کہ کوئی فرشتہ وہانتک جا نہ سکتا تہا ناگاہ مجہے ایک آواز آئی کہ اے محمد مینے عرض کی کہ لبیک ربی و سعدیک تبارکت و تعالیت ندا آئی کہ اے محمد تو بندہ میرا ہے اور میں پروردگار تیرا ہوں تو میری عبادت کر اور مجہپر توکل کر سب امور میں بدرستیکہ تو نور میرا ہے میرے

بندو نمین اور فرستادہ میرا ہے طرف خلق کے اور حجت میری ہے جمیع خلق پر یعنی تیرے
اور تیرے تو ابعین کیواسطے بہشت کو پیدا کیا ہے اور واسطے تیرے دشمنون کے جہنم کو پیدا کیا
ہے اور واسطے تیرے اوصیا کے اپنی کرامت کو واجب کیا ہے اور واسطے انکے شیعون
کے ثواب کو لازم کیا ہے مینے عرض کی کہ خداوندا میرے اوصیا کون ہین فرمایا کہ اے محمدؐ
اوصیا تیرے وہ ہین کہ جو ساق عرش پر لکھے ہوئے ہین جب مینے ساق عرش پر نظر کی تو بارہ
نام انپر لکھے نظر آئے کہ اول انکے علی بن ابی طالب ہے اور آخر انکے مہدیؑ ہے مینے عرض
کی کہ خداوندا یہ میرے اوصیا ہین ندا آئی کہ ہان یہی اولیا تیرے ہین اور برگزیدہ میرے
اور حجت میری ہین بعد تیرے جمیع خلق پر اور یہی اوصیا اور خلیفہ تیرے ہین اور بہتر
ہین سب میری مخلوقات سے بعد تیرے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم کہ انکے ساتھ اپنے
دین کو ظاہر کرونگا اور کلمہ حق کو انکے ساتھ بلند کرونگا اور انکے آخر سے یعنی مہدی سے
زمین کو دشمنون سے پاک کرونگا اور اوسکو مشرق سے مغرب تک سب زمین پر مسلط کرونگا
اور ہوا کو انکے تابع کرونگا اور ابرہائے صعب کو انکی ذلیل گردانونگا اور آسمانون پر
اوسکو لیجاونگا اور اپنے لشکر سے انکی یاری کرونگا اور ملائکہ کو اوسکا مددگار کرونگا یہانتک
کہ دین حق بلند ہو اور جمیع خلق ساتھ یگانگی کے اقرار کریں اور اوسکے ملک اور بادشاہی کو
ہمیشہ اور دائم کرونگا اور قیامت تک دوستوں میرے سے دولت حق کی زائل نہوگی
اور یہی کتب اہل سنت میں مثل بخاری وغیرہ کے حال خیبر میں لکھا ہے کہ جب جناب
رسولخداؐ نے دیکھا کہ ابوبکر اور عمر کفار خیبر سے ہزیمت پاکر بھاگ آئے تو جناب امیرؑ کو بھیجا
جب اوس جناب نے نزد قلعہ پہنچکر علم نصرت شیم کو گاڑا تو ایک خیبری نے قلعہ سے پوچھا کہ اے
صاحب رایت تیرا کیا نام ہے آپ نے فرمایا کہ انا علی بن ابی طالب یہودی نے یہ سنکر کہا

کہ قسم توریت کی کہ ہم سب مغلوب ہونگے غرض اوّل حارث مع فوج کثیر آپ کے مقابل ہوا اور دو
آدمی کو اہل اسلام سے شہید کیا جناب امیرؑ نے اُس کافر کو ایک ضرب ذوالفقار کے ساتھ راہی جہنم
کیا جب کہ اس رئیس اور حارث کا بھائی تھا بہت سے شجاعان مشہور اور جوانان جنگ
آزمودہ کو اپنے ہمراہ لیکر میدان میں آیا اور رجز پڑھی اور وہ ملعون میان دلیران مشہور اور شجاعت
میں بے مثل و بے نظیر تھا اور دو زرہ پہنے اور دو تیغ حمائل کیے اور مغفر فولاد پر پہنے
اور دو عمامے سر پہ خود سنگین فرق پر تین من کی سنان ہاتھ میں غرض کسی اہل اسلام کو اُس
سے مقابلہ اور مقاتلہ کی تاب طاقت نہ تھی جناب امیرؑ نے اُسکے مقابل آنکر رجز زبان معجز
بیان پر جاری کی اور فرمایا انا الذی سمتنی امی حیدرہ یعنے میں وہ ہوں کہ نام رکھا میری
ماں نے میرا حیدر جیسا کہ شیخ طوسی رح نے بیان کیا ہے پس مرحب نے آپکا نام سنکر ارادہ بھاگنے
کا کیا کہ شیطان بصورت راہب بنکر آیا اور پوچھا کہ اے مرحب تو کیوں بھاگتا ہے اُسنے
کہا کہ میں نے عالم رویا میں اپنی ماں کو دیکھا کہ وہ کہتی ہے کہ شیر تجھپر حملہ کریگا اور فلاں کاہن
نے بھی کہا کہ جسکا نام شیر ہو اور خصلت شیر کی رکھتا ہو اُس سے تو پرہیز کرنا شیطان نے کہا کیا
دنیا میں ایک ہی شخص کا نام حیدر ہے تعجب ہے کہ تو عورتوں کے کہنے پر عمل کرتا ہے اور عار فرار کو قرار
پر ترجیح دیتا ہے پھر جا کہ میں تیرے پیچھے کمک کو اور شجاع بھیجتا ہوں یہ سنکر حمیت جاہلی دامن
گیر اُسکی ہوئی اور قریب میں شیطان کے آگے چلا کہ شمشیر حوالہ فرق جناب امیرؑ کرے کہ اُس
جناب نے ایک ہاتھ ذوالفقار کا اُسکے سر پر مارا کہ خود و مغفر سے گزر کر قربوس زین پر جا ٹھہری
غرضکہ اُس جناب نے اُس قلعہ کو فتح کیا جیسا کہ اُسکا مفصل حال آگے معجزات میں آئیگا منقول
ہے کہ ایک روز جبرئیل امین پیش رسول رب العالمین روئے مبارک جناب امیرؑ دیکھتے تھے اور
تبسم کرتے تھے جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم جو علیؑ کو دیکھکر تبسم کرتے ہو اسکا کیا

سبب یہ جبرئیل نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب حکم خالق قہار کا مجکو ہوا کہ سات شہر کو قوم
لوط کے اوپر لیجا کر الٹ دی چنانچہ حسب الحکم میں اون ساتوں شہروں کو اتنا بلند لیگیا کہ ملائکہ آسمان
نے آواز کتوں اور مرغوں کی سنی وہاں سے لیکے اون کو الٹ دیا مگر مجھے اوس روز انکے الٹنے
مین ایسی مشقت و تعب نہ معلوم ہوئی تہی جیسے تعب و مشقت اوس روز ہوئی کہ جب علی نے
ذوالفقار بلند کی اور چاہا کہ مرحب کے سر پر مارے کہ مجھے خداوند عالم کا حکم ہوا کہ جلد زمین
پر پہنچ اور شمشیر علی کو نگاہ رکہہ کیونکہ قریب ہے کہ اثر اوسکی شمشیر کا ماہی تک جو کہ گاو زمین کو
اوٹہائے ہے پہنچے یہ حکم سنکر فوراً مین آیا اور شمشیر علی کو زمین کے اندر جانے سے روکا پس اوسکے
روکنے میں مجھے اس قدر تعب پہنچی کہ اوسدن شہروں کے اوپر لیجانے اور اولٹنے میں نہ پہنچی
تہی پس اس امر کا خیال او سوقت مجھے آیا اور تعجب سے ہنسی آئی اور بہی کتاب مناقب مین
مروی ہے کہ ایک شخص زمانہ خلافت خلیفہ ثانی میں خلیفہ صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اے
خلیفہ مین حق سے بیزار ہون و فتنہ کو دوست رکہتا ہوں اور مرغ بے ذبح کو کہاتا ہون اور بلا دید
کی گواہی دیتا ہوں اور مُردے کو اپنا امام کرتا ہون خلیفہ صاحب نے کہا کہ جو شخص اتنی برائیوں
کے ساتہ متصف ہو اور خود اقرار کرے قتل اوسکا واجب ہے اور اوسکے قتل کا حکم دیدیا یہ خبر جناب
امیر کو پہنچی آپنے کہلا بہیجا کہ جب تک میں نہ آلوں قتل نہ کرنا پس آپ دار الشرع مین تشریف لائے
اور فرمایا کہ اے ابا حفص تمنے اسکے قتل کا حکم کیوں دیا ہے عمر نے کہا کہ یہ ایسی ایسی باتین
کفر کی کہتا ہے آپنے فرمایا کہ یہ کفر کی باتیں نہیں کہتا جو کچھ کہ کہتا ہے سچ کہتا ہے اسواسطے
کہ یہ جو کہتا ہے کہ میں حق سے بیزار ہون سچ کہتا ہے اسواسطے کہ موت حق ہے اور آدمی اس سے
سب بیزار ہوتے ہیں اور یہ جو اسنے کہا کہ مین فتنہ کو دوست رکہتا ہوں یہ بہی سچ کہا ہے اسواسطے
کہ اولاد اور مال فتنہ مین جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ اور [illegible]

چیزون کو سب دوست رکھتے ہین اور جو اسنے کہا کہ مرغ بے ذبح کو کہاتا ہون سچ ہے کیونکہ مچھلی کو
سب کہاتے ہین اور ذبح اسکو کوئی نہین کرتا اور یہ جو اسنے کہا کہ نادیدہ کی گواہی دیتا ہون
خدا کے وجود کی سب گواہی دیتے ہین اور کسی نے اسکو آنکھ سے نہین دیکھا اور یہ جو اسنے
کہا کہ مرنے کو اپنا امام کرتا ہون سچ کہا قرآن سبکا امام ہے اور وہ ذی روح نہین یہ سنکر عمر نے
کہا کہ لولا علی لہلک عمر سبحان اللہ کیا اچہے خلیفے تہے کہ جنکی حیات ممات جناب امیرؑ کے ہاتہ مین تہی
اور بہی محمد بن خالد ضبی سے مروی ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب نے خطبہ پڑہا اور کہا
کہ اگر مین تمکو پہیر دون اسچیز سے کہ جسکو تم جانتے ہو طرف اس چیز کے کہ جسکو تم برا جانتے ہو
یعنے طرف کفر کے تو پس تم کیا کرو کسی نے کچہ جواب نہ دیا تین دفعہ اسی طرح کہا اور کسی نے جواب
نہ دیا کہ جناب امیرؑ کہڑے ہوے اور فرمایا کہ اے عمر اگر تو ایسا کرے تو اول ہم تجہہ سے توبہ
چاہین پس اگر توبہ کرے تو توبہ کو تیری قبول کرین عمر نے کہا کہ اگر مین توبہ نکرون تو فرمایا
کہ مارین ہم تیری اس چیز کو کہ جسمین تمہاری آنکہین ہین یعنی تیرے منہ پر اسقدر طمانچہ مارین کہ
تیری آنکہین بہوش جائین اور تو اندہا ہو جائے اور بہی مناقب خوارزمی مین ہے
کہ سلمان فارسی نے کہا کہ سنا مینے رسول خدا سے کہ فرمایا اے سب آدمیون تحقیق کہ واجب اور
لازم ہے تم سب پر کہ تم متابعت کرو علی بن ابی طالب کی اور لازم پکڑو اسکو اور وہ مولا
تمہارا ہے پس دوست رکہو اسکو اور وہ بزرگ تمہارا ہے پس اطاعت کرو اسکی اور وہ عالم تمہارا ہے پس بزرگی کرو اسکی اور وہ
کہینچنے والا ہے تمکو طرف جنت کے پس عزت کرو اسکی اور عزیز جانو تم اسکو اور جسوقت تمکو پکارے اور بلاوے تو اجابت
کرو تم اسکی اور جسوقت تمہین حکم کرے کسی چیز کا تو اطاعت کرو تم اسکے حکم کی اور دوست رکہو تم اسکے حکم کو اور محبت کرو
تم اسکی محبت میری اور اکرام کرو تم اسکو ساتہ اکرام میرے کے اور نہین کہین مینے تم سے یہ باتین اپنی طرف سے بلکہ واسطے سبب
اسکے حکم کیا مجکو میرے رب نے کہ کہین تمسے اسکی خوبیان تمکو اور تمکو نصیحت کرین اور بہی ابن عباس سے منقول ہے

ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ مجھے جس شب آسمان پر لیگئے اور میں جنت میں داخل ہوا تو ایک نور کو
دیکھا جبرئیل سے مینے پوچھا کہ یہ نور کیسا ہے جبرئیل نے کہا کہ اے محمد یہ نور شمس و قمر کا نہیں ہے بلکہ
یہ نور ہے ایک جاریہ کا جو ری علی بن ابی طالب ہے کہ اسوقت اسکی نظر مجھ پر پڑی وہ خوش ہوکر
ہنسے اُسکے منہ سے نور نکلا اور ہمیشہ یہ جاریہ جنت میں رہا کرتی ہے اور اسیطرح سے رہا کریگی
جبتک کہ علی جنت میں داخل ہوں اور بھی حسین ابن علی سے مروی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ
ایک روز صبح کے وقت جبرئیل میرے پاس خندان اور مسرور آئے مینے پوچھا کہ اے جبرئیل
کیا باعث ہے کہ میں تمہیں خوش و خرسند دیکھتا ہوں جبرئیل نے کہا کہ کیونکر ایسا نہو کہ آج
میری خنکی چشم اس کرامت کو دیکھکر کہ جو تمہارے بھائی اور تمہارے وصی اور تمہارے
امت کے امام علی ابن ابی طالب کو خدا تعالے نے اکرام کی ہے مینے پوچھا کہ کیا چیز اکرام کی ہے کہا
کہ مباہات کی خدا تعالے نے ملائکہ اور حاملان عرش پر انکی عبادت صبح کے ساتھ اور کہا کہ اے
ملائکہ میرے نظر کرو طرف میری حجت کے جو بیچ زمین کے ہے بعد میرے نبی کے کیا خاک آلودہ کیا
ہے اُسنے اپنے رخساروں کو واسطے تواضع اور عظمت اور جلالت میری کے گواہ لیتا ہوں میں
تمکو کہ وہ امام ہے میری خلق کا اور مولا ہے بریہ کا مترجم کہتا ہے کہ اگر اہل فرق مختلف
خالی ہوکر تعصب و عناد سے ان فضائل میں جناب امیر کے کہ جو نصوص قاطعہ ہیں اُس
جناب کی امامت بلا فصل پر نظر کریں تو بیشک سوائے امامت و وصایت اُس جناب کے اور
کی امامت و خلافت کو باطل جانیں کیونکہ یہ فضائل و کرامات و معجزات اور کسی میں پائے
نہیں جاتے اور بھی جابر سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ جبکہ خلق کیا خدا تعالے نے
نے آسمان کو اور زمین کو اور عرض کیا اُنپر تولا اور ولایت علی کو پس قبول کیا انہوں نے اُسکو
پھر خلق کیا خلائق کو اور سپرد کیا ہمکو امر دین کا پس سعید ہوا وہ شخص کہ جس نے

سعادت پائی ہمارے ساتھ اور شقی اور بدبخت ہوا وہ شخص کہ جسنے شقاوت کی ساتھ ہمارے
اور ہم ہیں حلال کرنیوالے حلال اللہ کو اور حرام کرنیوالے حرام اللہ کو اور بھی ابوبکر سے مروی
ہے کہ رسولخدا نے سورہ برات دیکر اُنکو اہل مکہ کیطرف بھیجا تاکہ اُن سے جاکر کہیں کہ بعد اس
سال کے کوئی مشرک حج خانہ کعبہ کا نہ کرے اور نہ برہنہ طواف خانہ کعبہ کا کرے اور جنت
میں داخل نہوگا مگر وہ شخص جو اسلام لایا ہوگا اور خدا و رسول بری ہیں مشرکین سے پس
جب ابوبکر روانہ ہوئے تو پھر رسولخدا نے فرمایا کہ اے علیؑ تم جاؤ اور ابوبکر سے راہ میں ملو
اور اُن سے سورہ برات کو لیکر اُسکو واپس بھیجدو کہ تم جاکر اہل مکہ پر اُسکو پڑھو غرض جناب
امیرؑ گئے اور سورہ کو لیکر ابوبکر کو جناب رسولخدا کی خدمت میں بھیجدیا ابوبکر روتے ہوئے
جناب رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا کچھ مجھسے خطا ہوئی
آپ نے فرمایا کہ نہیں مگر مجھے حکم ہوا ہے جانب خدا سے کہ نہ پہنچاوے اُسکو کوئی شخص مگر
میں یا وہ شخص کہ جو مجھسے ہو سو واسطے مینے علیؑ کو بھیجا کہ وہ مجھسے ہے اب دیکھو کس قدر
خدا کو حفظ ما تقدم منظور تھا کہ ایک سورہ کا پہنچانا بھی منظور نہوا تاکہ آئندہ اپنی خلافت
پر اِس امر کو دلیل نہ گردانے پس صاحب عقل و فہم کے نزدیک یہی دلیل اُس جناب کی امامت بلا
فصل کیواسطے کافی ہے اور بھی مروی ہے ابوسعید تیمی سے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ عہد
لیا مجھسے رسولخدا نے کہ مقاتلہ کروں میں ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے کسی نے پوچھا
کہ یا امیرالمومنین کون ہیں یہ فرمایا کہ ناکثین اہل جمل ہیں اور مارقین خوارج ہیں اور قاسطین
معاویہ اور اُسکے اصحاب ہیں اور بھی منقول ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ فرمایا
رسولخدا نے کہ آئے ایک روز جبرئیل ایک برگ آس سبز لیکر کہ اُسپر لکھا ہوا تھا سفیدی سے
کہ مینے فرض کی ہے محبت علی بن ابی طالب کی سب خلق پر پس پہنچا اُنکو یہ خبر۔

فصل چھٹی بیچ اس امر کے کہ علم جناب امیرؑ کا بموجب فرمودہ جناب رسولخداؐ انا مدینۃ العلم
وعلی بابہا کے تمام خلائق سے زیادہ تر تہا اور کوئی شخص آپکے علم کے برابر علم نہ رکھتا تہا مگر
مراد علم سے یہان علم دینیہ ہے نہ علم حکمت و فلسفہ و صاحب مدارک نے بہی اپنے مذہب کے
علما اور مفسرین کی تبعیت سے بیچ تفسیر آیہ ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کے یہی لکہا ہے
کہ مراد حکمت سے علم قرآن وعلم سنت ہے یا علم نافع کہ جو پہنچانیوالا ہو طرف خوشنودی
خدا کے اور عمل ساتہ اسکے اور حکیم کے معنی عالم اور عامل کے ہیں انتہی غرض وہ جناب علم
دینیہ مین فائق تہے سب اور علم سنت کا جو آپ کو حاصل تہا اور کسیکو حاصل نہ تہا پس وہ جناب
علم میں سب سے افضل تہے اور دلائل و براہین اسکے بہت ہیں اول تو حدیث میں مذکور ہے
انا مدینۃ العلم الخ دوسرے یہ کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا اور جامع بیاض براہمی شکر اللہ سعیہ نے
کنز العمال سے بیچ ذیل احادیث مستفیضہ در باب تمسک بہ ثقلین اس حدیث کو نقل کیا کہ آپنے
فرمایا کہ میں تمہارے واسطے پیش رو ہوں اور تم آؤگے میرے پاس حوض کوثر پر کہ عرض
اسکا مثل صنعا اور بصری کے ہے اور اسکے پیالے ہیں چاندی اور سونیکے مثل شمار
ستارگان سما پس کیونکر سلوک کروگے تم ثقلین سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ کون ہیں ثقلین
فرمایا کہ ثقل اکبر تو کتاب خدا ہے کہ جسکی ایک طرف سبب خدا کے ہاتہ میں ہے اور طرف دوسری اسکی
تمہارے ہاتہ میں ہے تمسک کرو ساتہ اسکے کبہی گمراہ نہو گے تم اور ثقل اصغر عترت میری
ہے اور وہ دونوں جدا نہونگے آپس سے یہانتک کہ وارد ہوں میرے پاس حوض کوثر پر
پوچہا ہے مینے اسکو باپنے سے پس نہ تقدیم اور پیش دستی کرو ان دونوں پر ورنہ ہلاک ہوگے
اور نہ تعلیم کرو انکو کہ وہ دونوں عالم اور دانا تر ہیں تمسے غرض اس سے بہی اعلمیت آنجناب
کی واضح ہے کیونکہ جبکہ اعلمیت عترت طاہرہ کی بارشاد مخبر صادق متحقق ہے اور کسیکو

علمائے فریقین سے اس امر میں خلاف نہیں کہ سید الوصیین افضل عترت اطہار ہیں تو ہر
اعلم بھی کافہ خلائق سے ہونگے اور بھی اول دلیل اُس جناب کی اعلمیت پر یہ ہے کہ آپ خود جنگ
معرکۂ صفین میں فرماتے ہیں کہ ہذا قرآن صامت و انا قرآن ناطق یہ قرآن صامت ہے یعنی
گویا نہیں اور میں قرآن ناطق ہوں جیسا کہ شاہ ولی اللہ الدشاہ عبد العزیز نے ازالۃ الخفا
میں ذکر کیا ہے اور بھی جناب سرورکائنات نے فرمایا علی مع القرآن و القرآن مع علی لا یفترقان حتی
یردا علی الحوض اور مراد عدم افتراق باہمی سے یہ ہے کہ جو کچھ کہ مصحف میں ہے وہ سینۂ
گنجینۂ علوم امیر المومنین میں ہے اور جو کچھ کہ سینہ مخزن علوم ظاہر و باطن یعنی وحی مطلق میں
ہے وہ قرآن میں ہے نہ اتحاد حقیقی کہ جو مدلول لفظی اس حدیث کا ہے کہ وہ محال ہے جیسا
کہ صواعق محرقہ میں بیچ فصل ثانی باب تاسع کے لکھا ہے اور بھی ابی طفیل نے جناب
امیر سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا واللہ ما نزلت آیۃ الا و قد علمت فیما نزلت و این
نزلت و علی من نزلت ان ربی وھب لی قلبا عقولا و لسانا ناطقا یعنے بخدا کہ نہیں نازل ہوا
ہوا کوئی آیہ مگر بہ تحقیق جانتا ہوں میں کہ کس چیز میں نازل ہوا اور کس جگہ نازل ہوا اور کس پر
نازل ہوا بہ تحقیق کہ خدائے عزوجل نے بخشا ہے واسطے میرے قلب فہمی عقل و زبان گویا
اور بھی فرمایا اُس جناب نے کہ سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس من آیۃ الا و قد عرفت بلیل
نزلت ام فی نہار ام فی سہل ام فی جبل یعنے پوچھو مجھے کتاب اللہ سے پس بہ تحقیق کہ نہیں
ہے کوئی آیہ مگر یہ کہ جانتا ہوں میں کہ شب کو نازل ہوا ہے وہ آیہ یا دن کو بیچ دریا کے نازل
ہوا ہے یا بیچ پہاڑ کے اور بھی فصل الخطاب میں عبد اللہ بن مسعود سے منقول ہے کہ قرآن
نازل ہوا ہے اوپر سات حرف کے نہیں ہے کوئی حرف اُس کا مگر یہ کہ واسطے اُس کے ظاہر
بھی ہے اور باطن بھی ہے اور بہ تحقیق کہ علی ابن ابی طالب عالم میں ہر حرف کے ظاہر سے بھی

اور باطن کے بھی اور بھی صاحب الصواعق نے اس حدیث متفق علیہ کو لکھا ہے کہ رسول
خدا نے جناب امیرؑ کے حق میں دعا کی کہ اللھم ادر الحق معه حیث دار یعنی اے بار خدا پھیر تو حق کو
ساتھ علیؑ کے جسطرف کہ وہ پھرے پھر صاحب صواعق بعد اسکے لکھتا ہے کہ علیؑ ایک علمائے صحابہ
اور شجعان مشہورین اور خطبا معروفین اور حفظۃ القرآن سے تھا اور تھا وہ اقضے صحابہ
کا اور علم انکا واقعی وہ جناب ایسے ہی تھے کہ سب لوگونکی رجوع آپ کی ہی طرف ہوتی
ہے خصوص اصحاب ثلثہ کہ ہر مسئلہ میں آپ کیطرف رجوع لاتے تھے اور جب کسی مسئلہ
میں خطا کرتے تھے تو آپ انکی اصلاح فرماتے تھے اور جب کوئی غیر ملت والا حضرات خلفہ
سے سوال کرتا تھا اور یہ حضرات انکے جواب دینے سے عاجز ہوتے تھے تو وہ جناب انکو جواب
دیتے تھے چنانچہ چند قضیے جو آپ نے فیصل کیئے اور چند جواب جو یہود و نصاریٰ کو دئے
انکو میں لکھتا ہوں تا سب پر ظاہر ہو جائے کہ وہ جناب اعلم تھے سب سے اور جب اعلم تھے
سب سے تو مستحق خلافت بھی آپ ہی تھے اسواسطے کہ خدا تعالے فرماتا ہے۔ افمن یہدی
الی الحق احق ان یتبع امن لا یہدی الا ان یہدے فما لکم کیف تحکمون۔ یعنی آیا جو شخص ہدایت
کرتا ہے طرف حق کے لائق ہے کہ تابعداری کیا جاوے وہ یعنی لوگ اسکی تابعداری
کریں یا وہ کہ نہیں ہدایت کرتا مگر یہ کہ ہدایت کیا جائے پس کیا ہے تمہیں تم کیا حکم کرتے ہو
اور بھی فرمایا ہے کہ قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کہو اے محمد کیا برابر ہیں
وہ لوگ کہ جانتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہیں جانتے حاصل اسکا یہ ہے عالم افضل ہے جاہل سے
اور جاہل کسیطرح برابری عالم کی نہیں کر سکتا اور وجہ اعلمیت اور وقفیت جمیع قضایا اور
احکامات جناب امیرؑ کی یہ ہے کہ ایکبار رسولمختار نے امیر عرب کو حکم دیا کہ تم یمن میں جاکر
اہل یمن کو مسائل حلال و حرام کی تعلیم کرو اور انکے قضیوں کو فیصل کرو اور احکامات قرآنی

کو اُنپر جاری کرو جناب امیرؑ نے عذر پیش کیا کہ یا رسول اللہ میں جوان ہوں مجھے ہر قضیہ کا
علم نہیں جناب رسول مقبول نے فرمایا ادن منی فدنا منہ فضرب صدرہ بیدہ وقال اللھم اہد قلبہ
وثبت لسانہ یعنے نزدیک آ میرے پس میں اُس جناب کے پاس گیا اُس جناب نے میرے سینہ پر ہاتھ
مارا اور کہا کہ بار خدایا ہدایت کر اسکے قلب کو اور ثابت رکھ اسکی زبان کو جناب امیرؑ فرماتے ہیں
کہ اُس روز سے کبھی کسی قضیہ میں مجھے شک نہیں پڑا **فصل** بیچ اُن قضایا کے کہ جنکو
جناب امیرؑ نے فیصل کیا اور اوروں کو انکا فیصل کرنا نصیب نہوا **قضیہ اول** منقول ہے
کہ ایکبار چند آدمیوں نے شیر کے پکڑنے کے واسطے صحرا کے بیچ میں ایک گھر اگڑھا کھودا اتفاقاً
ایک شیر اُسمیں آ گرا جب یہ خبر شہر میں مشہور ہوئی تو اہل شہر اسکے دیکھنے کو آئے اور کنارے
پر اُس گڑھے کے کھڑے ہو کر اُسکو دیکھنے لگے قضارا اُنمیں سے ایک شخص کا پاؤں کنارے سے
پر پھسلا اور جب وہ گرنے لگا تو اُسنے دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا دوسرے نے تیسرے
شخص کا ہاتھ پکڑا تیسرے نے چوتھے شخص کا ہاتھ پکڑا الغرض چاروں شخص اُس گڑھے میں
گر پڑے اور شیر نے اُن چاروں شخصوں کو ہلاک کیا اور یہ قضیہ جناب امیرؑ کے روبرو
پیش ہوا اور اُس جناب نے فرمایا کہ شخص اول تو شکار شیر کا تھا پس اُسپر ایک ثلث دیت
واسطے دوسرے شخص کے ہے اور دوسرے پر دو ثلث دیت واسطے تیسرے کے اور تیسرے پر دیت
کامل ہے واسطے چوتھے کے یہ خبر جو رسول خدا کو پہنچی تو فرمایا کہ ابو الحسن نے انمیں حکم موافق حکم
خدا کے کیا جو اُسنے عرش پر کیا ہے **قضیہ دوم** دو شخص آپسمیں جھگڑتے ہوئے رسول خدا
کی خدمتمیں حاضر ہوئے پس ایک نے اُنمیں سے کہا کہ یا رسول اللہ اس شخص کی گائے نے میرے گدھے
کو ہلاک کیا آپنے فرمایا کہ تم دونوں ابو بکر کے پاس جا کر اپنا قضیہ بیان کرو اور اُس سے انمیں
حکم چاہو پس وہ دونوں ابوبکر کے پاس گئے اور اپنا قضیہ بیان کیا ابوبکر نے کہا کہ تم رسول خدا

کو چھوڑ کر میرے پاس کیونکر آئے انہوں نے کہا کہ ہمیں رسولخدا ہی نے تمہارے پاس بھیجا ہے
ابو بکر نے کہا کہ جانور نے جانور کو مارا اُسکے مالک پر کوئی چیز عاید نہیں ہوتی وہ دونوں یہ
حکم لیکر پھر رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ابو بکر نے یہ حکم دیا ہے آپنے فرمایا
کہ اب تم عمر کے پاس جاؤ وہ عمر کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں رسولخدا نے تمہارے پاس اس
غرض سے بھیجا ہے کہ تم ہمارے قضیہ میں کچھ حکم دو عمر نے بھی وہی جواب دیا کہ جو ابو بکر نے دیا
تہا وہ پھر رسولخدا کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا کہ اب تم علی ابن ابی طالب کے پاس جاؤ
وہ آپکی خدمتمیں حاضر ہوئے آپ نے اُنکا قضیہ سنکر ارشاد فرمایا کہ اگر گائے نے گدہے کو
تہان پر جہاں وہ بندھا رہتا تہا جاکر اُسکو مارا ہے تو اُسکے صاحب پر قیمت اُس گدہے کی
ہے اور اگر حمار گیا تہا گائے کے پاس تو اُسکے صاحب یعنی گائے کے مالک پر کچھ نہیں یہ
سنکر وہ دونوں رسولخدا کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا علی نے حکم کیا تمہیں
ساتھ حکم اللہ عز اسمہ کے اور پھر فرمایا کہ حمد ہے خدا کو کہ پیدا کیا ہم اہلبیت میں اُس شخص
جو حکم کرتا ہے اوپر طریقہ داؤد کے بیچ قضایا میں **قضیہ تیسرا** اوپر طریقہ عامہ خاصہ کے
منقول ہے کہ ایک شخص کو ابو بکر کے پاس لائے کہ اُسنے شراب پی تہی پس ابو بکر نے ارادہ
کیا کہ اُسپر حد کو قائم کرے اُس شخص نے کہا کہ مجھے علم اسکی حرمت کا نہ تہا اور مین نجانتا
تہا کہ یہ حرام ہے اسواسطے کہ مینے اس قوم مین پرورش پائی ہے کہ جنکے نزدیک شراب حلال ہے
اور مجھے ابتک اسکی حرمت کا علم نہیں ہوا پس یہ سنکر ابو بکر متردد ہوا اور کہا کہ اسکے باب
میں کیا حکم کیا جائے ایک شخص نے جو اسوقت حاضر تہا کہا کہ اس حکم کو علی ابن ابی طالب سے پوچھو
پس آپسے پوچھا کہ اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جناب امیر نے فرمایا کہ دو آدمی مسلمان
ثقہ کو حکم کر کہ وہ مجالس مہاجر و انصار میں جائیں اور اُنکو قسم دیکر پوچھیں کہ آیا تم میں سے کسی نے اس

شخص پر اپنی تحریم کو پڑہا ہے اور حرمت شراب کی اسکو خبر دی ہے اگر کوئی اقرار نکرے تو
تو اس سے توبہ کرا کے چھوڑ دے غرضکہ ابوبکر نے ایسا ہی کیا کہ سب پوچھکر اسکو چھوڑ دیا
قضیہ چوتھا مروی ہے کہ ایک یہودی ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا تو ہی
ہے خلیفہ اس امت کا خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ہان مین ہی ہون اسنے کہا کہ مینے توریت
مین دیکھا ہے کہ انبیا کے خلیفہ سب امت سے اعلم تر ہوتے ہین اگر تم خلیفہ ہو تو مجھے بتاؤ
کہ خدا کہاں ہے آسمان میں یا زمین میں حضرت خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ آسمان میں عرش
پر یہودی نے کہا تو پس زمین اس سے خالی ہے اور وہ ایک مکان میں ہے نہ دوسرے
مکان میں ابوبکر نے کہا کہ یہ کلام زنادقہ کا سا ہے اے شخص تو میرے پاس سے چلا جا
والا مین تجھے قتل کرونگا وہ شخص یہ سنکر نہایت متعجب و حیران خلیفہ صاحب کے پاس سے
نکلا اور اسلام پر استہزا کرتا تھا کہ راہ میں جناب امیر سے ملاقات ہوئی آپنے فرمایا کہ اے
یہودی میں نے جانا جو کچھ کہ تو نے ابوبکر سے سوال کیا اور اسنے تجھے جواب دیا مگر میں
یہ کہتا ہون کہ خدا تعالے نے معین کیا ہے مکان کو [illegible] پس نہین ہے مکان واسطے اسکے
اور برتر ہے اس سے کہ گھیرے اسکو مکان اور وہ بیچ ہر مکان کے ہے بغیر اسکے کہ مس
کرے مکان کو یا مجاور ہو مکان کا احاطہ کرتا ہے علم اسکا ہر چیز کو کہ جو مکان میں ہے اور نہین
خالی ہے تدبیر اسکی سے کوئی شے مکانات سے اور اگر میں خبر دون تجھے اس چیز سے کہ جو تیری
کتابوں میں ہے آیا تو اسکی تصدیق کریگا اور تو مجھ پر ایمان لائیگا یہودی نے کہا کہ ہاں میں ایمان
لاؤنگا آپنے فرمایا آیا تو نے کہیں اپنی کتابوں میں کہ موسی بن عمران ایک روز بیٹھے تھے کہ ایک فرشتہ جانب مشرق سے
آیا موسی نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا کہا اسی کے نزدیک خدا سے پھر دوسرا فرشتہ آیا جانب مغرب سے حضرت موسی نے پوچھا کہ کہاں سے آتا
تو اسنے کہا کہ خدا کے پاس سے پھر ایک اور فرشتہ آیا اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اسنے کہا کہ آسمان سے خدا کے پاس سے

پھر ایک اور فرشتہ آیا اُس سے پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہے اُسنے کہا ساتوین زمین سے خدا کے نزدیک سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ منزہ اور پاک ہے وہ شخص کہ نہیں خالی ہے جس سے مکان اور نہیں ہے طرف مکان کے کہ اقرب ہو مکان سے پس یہودی نے کہا کہ اشہد ان ہذا ہو الحق وانک احق بمقام نبیک من استوی علیہ یعنی گواہی دیتا ہوں مین کہ بتحقیق کہ یہی امر حق ہے اور تو احق اور لائق ہے واسطے جگہ نبی اپنے کے اُن لوگوں سے کہ جو غالب ہوئے اُسپر اور بتغلب اُسکی جگہ بیٹھ گئے ہیں **قضیہ پانچواں** مروی ہے کہ ایک مجنونہ سے زمانہ خلافت عمر مین کسی شخص نے زنا کیا اُسکو خلیفہ صاحب کے پاس پکڑ لائے اور گواہوں نے اُسپر گواہی دی خلیفہ صاحب نے اُسپر کوڑے مارنے کا حکم دیا پس اُسکو جناب امیر کے پاس لائے تا وہ جناب اُسپر حد جاری کریں آپنے پوچھا مجنونہ آل فلاں سے کیا قصور ہوا لوگوں نے عرض کی کہ کسی شخص نے اُس سے زنا کیا ہے اور وہ بھاگ گیا ہے اور بینہ اُسپر قائم ہوئی ہے اسواسطے عمر نے اُسپر کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اسکو پھر لیجاؤ عمر کے پاس اور کہو اُس سے آیا نہین جانتا تو کہ یہ مجنونہ ہے آل فلاں کی اور بتحقیق کہ نبی نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون حتی یفیق یعنی اٹھا لیا گئی ہے قلم مجنون سے تا اینکہ افاقہ پائے لانہا مغلوبۃ علی عقلہا ونفسہا۔ اسواسطے کہ وہ مجنونہ مغلوب العقل اور مغلوب النفس ہے پس اُسکو عمر کے پاس پھیر لیگئے اور جو کچھ کہ جناب امیر نے فرمایا تھا عمر سے کہا عمر نے کہا کہ فرج اللہ عنہ فرجا لقد کدت ان اہلکت فی جلدہا خوش ہوا اللہ اُس سے قریب تھا کہ میں ہلاک ہوتا بسبب کوڑے مارنیکے غرض خلیفہ صاحب نے حد کو اُسپر سے موقوف کیا **قضیہ چھٹا** مروی ہے کہ ایک عورت حاملہ کو عمر کے پاس لائے اور کہا کہ اسنے زنا کیا ہے خلیفہ صاحب نے اُسکے رجم کا حکم دیا جناب امیر نے خلیفہ جیو سے فرمایا کہ ہاں اس عورت پر تو تجھے سبیل ہے مگر کیا سبیل ہو تیرے لیے اُس طفل پر کہ جو اُسکے

شکر میں یہ جملہ ہے کہ خدا تعالے فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ عمر نے یہ سنکر کہا کہ لا عشت لمعضلۃ
لا یکون لہا ابو الحسن یعنی زندہ نہ رہوں میں واسطے مشکل کے کہ نہ ہو ابو الحسن واسطے اُسکے پھر عمر نے پوچھا
کہ اب اسکے باب میں کیا کرنا چاہیے آپنے فرمایا کہ تو اسکی محافظت و نگہبانی جتنے تک کہ وہ جن چکے
پھر جب جن چکے اور دودھ پلا وے اپنے فرزند کے لیے کسی عورت کو کہ اسکی کفالت کرے تو پھر تو اُسپر حد جاری
کرنا یہ سنکر عمر خوش ہوا اور جناب امیرؑ پر حکم اسکا محول کیا **قضیہ ساتواں** مروی ہے
کہ دو عورتیں ایک لڑکے پر جھگڑا کرتی ہوئی آئیں اور پیش عمر ہر واحد نے اُس لڑکے کا دعویٰ
کیا یعنی ایک نے یہ کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور دوسری نے کہا کہ یہ لڑکا میرا ہے چونکہ گواہ دونوں کے
پاس نہ تھے حضرت خلیفہ صاحب پر حکم اونکا مشتبہ ہوا یعنے یہ نہ جانا کہ ان کے واسطے
کیا حکم ہے اور خوف کیا جناب امیرؑ سے بھی اسواسطے خلیفہ صاحب کچھ جواب نہ دے سکے
اور بلایا جناب امیرؑ کو اور قصہ ونکا بیان کیا آپنے اُن دونوں عورتوں کو اوّلاً نصیحت کی
اور خدا کا خوف دلایا اور بہت سمجھایا اور ڈرایا مگر وہ عورتیں اپنے دعوی سے دست بردار
نہ ہوئیں پس جب جناب امیرؑ نے یہ دیکھا کہ وہ عورتیں کسیطرح نہیں سمجھتیں اور دعوی سے دست بردار
نہیں ہوتیں تو حکم دیا کہ ایک آرہ لاؤ اُن عورتوں نے پوچھا کہ آپ آرے کو کیوں منگواتے ہیں
کیا کرینگے فرمایا کہ اس لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے ایک ایک ٹکڑا اوسکا تم دونوں کو دیدیا
جائیگا یہ سنکر ایک تو چپ ہو رہی مگر دوسری عورت نے کہا کہ یا امیر المومنین واسطے اللہ کے
میں اس لڑکے سے دست بردار ہوئی آپ یہ لڑکا اسی عورت کو دیدیں میں اسکا چرنا
اور دو ٹکڑے ہونا نہیں چاہتی جناب امیرؑ نے جب یہ حال اُسکا دیکھا تو فرمایا کہ یہ لڑکا بیشک
تیرا ہی ہے نہ اُسکا اگر اسکا ہوتا تو اُسکو بھی اُسپر رحم آتا اور اسکے چرنے پر راضی نہ ہوتی پھر
اُس عورت دوسری نے بھی اقرار کیا کہ یہ عورت حق پر ہے اور یہ لڑکا اسی کا ہے نہ میرا

غرض آپنے وہ لڑکا اسکی ماں کو دیدیا خلیفہ صاحب یہ دیکھکر کمال خوش ہوگئے اور جناب امیرؑ
کے حق میں بہت سی دعائیں دیں **قضیہ آٹھواں** مذکور ہے کہ ایک روز دار الشرع میں
پانچ شخصوں کو بجرم زنا خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب کے پاس پکڑ کے لائے خلیفہ صاحب نے پانچوں
کے واسطے حد جاری کرنیکا حکم دیدیا اتفاقاً جناب امیرؑ تشریف لائے آپنے اس حکم کو موقوف
کرکے ایک کیواسطے گردن مارنیکا حکم دیا اور دوسرے کے واسطے سنگسار کرنیکا اور تیسرے
کے لیئے حد جاری کرنیکا اور چوتھے کے لیئے نصف حد مارنیکا اور پانچویں کے لیے کچھ
تعزیر دینے کا حکم دیا خلیفہ صاحب نے پوچھا کہ یا ابو الحسن یہ پانچوں ایک علت میں گرفتار ہو
آئے ہیں اور آپ نے ہر ایک کے لیئے جدا جدا حکم دیا اسکا کیا باعث ہے فرمایا کہ باعث
اسکا یہ ہے کہ جسکے لیئے میں نے گردن مارنیکا حکم دیا وہ ذمّی ہے اور مسلمانوں سے اُسنے زنا
کیا ہے اور جسکے لیئے سنگسار کرنیکا حکم دیا ہے وہ محصن ہے یعنے جورو رکھتا ہے اور جسپر میں نے
حد جاری کرنیکا حکم دیا ہے وہ مجرد ہے یعنے جورو نہیں رکھتا اور جسپر نصف حد کا حکم
دیا وہ غلام ہے اسپر نصف حد چاہیئے اور جسکے واسطے تعزیر کا حکم دیا وہ دیوانہ ہے
اور مجنون کو تعزیر ہی چاہیئے جب یہ خلیفہ جی نے سُنا اور موافق فرمانے آپکے اُن پانچوں
کا حال پایا تو کہا لولا علی لہلک عمر **قضیہ نواں** مروی ہے ابن عباس سے کہ عہد خلافت
عمر میں ایک جوان کہتا تھا کہ اے احکم الحاکمین حکم کر مابین میرے اور میری ماں کے عمر نے پوچھا کہ
کیا حال ہے تیرا اُسنے کہا کہ میری ماں نے مجھے اپنے پاس سے نکال دیا ہے اور کہتی ہے کہ میں تجھے
نہیں پہچانتی اور تو میرا بیٹا نہیں ہے عمر نے اُسکی ماں کو بلوایا اور پوچھا کہ آیا یہ تیرا بیٹا ہے یا
نہیں اُسنے کہا کہ اے خلیفہ میں اسے نہیں جانتی کہ یہ کون ہے اور اپنے چار بھائی اور
چالیس ہمسایوں کو گواہ لائی اور سب نے کہا کہ یہ عورت اسکو نہیں جانتی اور یہ اسکا بیٹا نہیں ہے

اسواسطے کہ اس عورت نے کبھی شوہر نہیں کیا یہ شخص اسکو رسوا کرنا چاہتا ہے عمر نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس شخص کو قید کرو جب اُس شخص کو قید خانہ کیطرف لے چلے تو اثنا راہ میں جناب امیرؑ سے اُس شخص کی ملاقات ہوئی وہ شخص پکار اکیا امیر المومنین مین مظلوم ہوں عمر نے مجھے ناحق قید خانہ میں بھیجا ہے اور ظلم سے قید کیا ہے' ور اپنا قضیہ جناب امیرؑ سے بیان کیا آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ اسکو مسجد میں پھیر لے چلو جب مسجد مین اُسکو لیگئے تو عمر نے پوچھا کہ تم اسکو کیوں پھیر لائے اُنہوں نے کہا کہ تم ہی نے تو کہا ہے کہ علیؑ کی نافرمانی نہ کرنا پس اُنہوں نے پھیر لانے کا حکم دیا ہم اسکو پھیر لائے اسمین جناب امیرؑ بھی تشریف لے آئے خلیفہ صاحب اُس جناب کو دیکھکر اپنے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے آپنے اُنسے پوچھا کہ اے عمر آیا اذن دیتا ہے تو کہ میں ان دونوں میں حکم کروں عمر نے کہا کہ سبحان اللہ کیونکر اجازت نہ دوں میں کہ میں نے رسول خدا سے سُنا ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اُس شہر کا ہے اور بھی اُس جناب نے فرمایا کہ عالم ترین تم سب کا علی ہے یہ سنکر جناب امیر نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو اُس شخص کے حق میں کیا کہتی ہے اُسنے وہی کہا کہ یہ فرزند میرا نہیں ہے اور اُن سب گواہوں نے بھی یہی گواہی دی جناب امیرؑ نے اُس عورت اور اُن گواہوں سے کہا کہ آیا میرا حکم تمپر نافذ اور جاری ہے اُن سب نے عرض کی ہاں حکم خدا کیواسطے اور تمہارے واسطے ہے اُس جناب نے فرمایا کہ پس میں نے یہ عورت اس مرد کو دی اور چار سو درم اسکے مہر کے مقرر کئے اور مہر اسکا میرے ذمہ ہے اے قنبر تو جا کر چار سو درم لے آ قنبر حسب الحکم ایک کیسہ جا کر لے آیا جناب امیرؑ نے چار سو درہم اُس لڑکے کو دیے اور فرمایا کہ یہ درہم اس عورت کو دے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر گھر میں لیجا اور میرے پاس نہ آئیو جب تک کہ اثر غسل کا تجھپر ظاہر نہو وہ لڑکا اُٹھا اور اُس عورت کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اُٹھ اور تو میرے ساتھ چل وہ درہم

اُسکی گود میں ڈالدیے جب اُس عورت نے یہ حال دیکھا تو فریاد کی کہ الحذار الحذار اے پسرِ عمِ رسولِ خدا تم مجھے میرے بیٹے کو دیتے ہو بخدا کہ یہ فرزند میرا ہے اور روشنیِ چشم اور میوۂ دل میرا ہے ان بھائیوں نے میرا اس لڑکے کے باپ سے عقد کیا تہا اور جب یہ لڑکا پیدا ہوا تہا تو مینے اسکی پرورش کی تہی پس جب یہ بڑا ہوا تو ان میرے بھائیوں نے مجھے کہا کہ تو اسکو نکال دے اور اس سے انکار کر ڈالا یہ اپنے باپ کا سب مال تجھسے چھین لیگا اس سبب مینے اس سے انکار کیا تہا پھر جناب امیرؑ نے اُس عورت پر اور اُسکے گواہان مذکورین پر حد جاری کی سب آدمیوں نے یہ دیکھکر رسولِ خدا پر درود بھیجا اور عمر نے کہا کہ اے علی خدا تعالے تمکو میری جانب سے جزاے خیر دے تم اہلبیت برحق اور معدنِ علم لدنی ہو **قضیہ دسئول** عمار یاسر اور زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ روز دوشنبہ سترہویں ماہ صفر ہم سب خدمت میں جناب امیرؑ کے حاضر تہے کہ دروازے پر مسجد کے ایک غوغائے عظیم پیدا ہوا اور خبر آئی کہ ہزار آدمی تلواریں کھینچے دروازے پر مسجد کے کہڑے ہیں اور منتظر ہیں رخصت کے پس جناب نے عمار یاسر کو ارشاد کیا کہ انکو مسجد میں آنیکی رخصت دو اور تم گہر پر جاکر ذوالفقار لے آؤ غرض عمار نے حسب فرمودہ جناب کے آکر غیر وابغہ ذوالفقار لاکر آپکے روبرو رکھدی اور منادی نے کوفہ میں ندا دی کہ سب آدمی آنکر جمع ہوئے اور اُس گروہ میں ایک ہودج تہا اسمیں ایک دختر خوبرو کہتی تہی کہ اے کسِ بیکساں اور اے دستگیرِ درماندگاں میں تیرے ولی کیطرف پناہ لائی ہوں تا مجھے روسفید کرے پس جب جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انپر سلام کیا اور روکر کہا کہ اے امام زماں والے پیشوائے متقیاں تمہاری بارگاہ خلائق پناہ میں آئی ہوں میری مشکل کو حل کرو کہ تمکو اُسکے حل کرنے پر قدرت ہے اور تمہیں علم ہے ہر چیز کا جو کہ گذر چکی اور جو کہ ہوگی روز قیامت تک اس بعد ایک پیر پشت خمیدہ بارِ غم سے کبیدہ آگے آیا

اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین و یا کنز الطالبین و یا مفرج الکرب وغم میری یہ دختر میری ناکہ خدا ہے کہ اسکی خواستگاری شاہزادے کرتے تھے اسنے مجھے قوم و قبیلہ میں رسوا کیا ہے اور جسقدر میں اپنے عشیرہ اور کنبہ میں خوبی کے ساتھ مشہور تہا اسی قدر اسنے مجھے فضیحت کیا کہ باوجود نہونے کد خدا کے اسکا حمل ظاہر ہوتا ہے میں اسمیں حیران ہوں کہ اسکو حل کیونکر کروں اے مولا اس غم کو میرے دل سے دور کرو کہ تم امام زمان ہو اس جناب نے یہ سنکر اس دختر سے پوچھا کہ تو اسمیں کیا کہتی ہے اس دختر نے کہا کہ اے مولا جو کچھ کہ میرا باپ کہتا ہے کہ میری دختر حاملہ ہے اور مجھے رسوا کیا اور میری عاق ہے سچ کہتا ہے لیکن مجھے قسم ہے آپکے حق کی کہ تم مولا میرے اور مقتدا میرے ہو مجھے کسی طرح کی خیانت سرزد نہیں ہوئی اور وہ چیز کہ جو موجب غضب خدا و رسول ہو مجھے فعل میں نہیں آئی اور تم میری راستی قول پر علم رکھتے ہو مجھے اس حال سے رہائی بخشو آپنے یہ سنکر ذوالفقار ہاتھ میں لیکر منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ اللہ اکبر جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور حکم دیا کہ دو دایہ کوفہ میں سے تلاش کر لاؤ اور ایک خیمہ الگ کہڑا کرو اور جب دایہ آئیں تو آپنے انکو حکم دیا کہ اس دختر کو خیمہ میں لیجاؤ اور دیکھو کہ یہ دختر حاملہ ہے یا نہیں دائیوں نے دیکھکر آکر عرض کیا کہ ہاں البتہ حاملہ ہے یہ سنکر اس جناب نے اس پیر سے فرمایا کہ آیا تو فلاں دہ کا رہنے والا نہیں ہے کہ جو توابع دمشق سے ہے اسنے عرض کی کہ ہاں یا امیر المومنین فرمایا کہ تمہارے جبال میں برف بہت ہوتی ہے عرض کی ہاں یا ولی اللہ فرمایا تم میں کوئی ایسا ہے کہ تھوڑا برف کا لائے عرض کی کہ یہاں سے جہاں برف ہے عرصہ بہت دور کا ہے فرمایا کہ ہاں یہاں سے ڈہائی سو فرسخ پر وہ جگہ ہے اب تم دیکھو اس چیز کو کہ جو خدا تعالے نے اپنے بندے علی ابن ابی طالب کو اپنے علم میں سے عطا فرمائی ہے اور وہ

علم ہے کہ جسکو خدا اور رسول نے مجھے دیا ہے یہ فرما کر اُس جانب سمت مبارک کو دراز کیا اور لب اقدس کو جنبش دی اور جب ہاتھ کو اپنی طرف کھینچا تو ہمنے دیکھا کہ ایک قطعہ برف کا ٹکڑا آپکے ہاتھ پر رکھا ہوا ہے اور پانی اُس سے ٹپکتا ہے اہل مسجد سے ایک فریاد بلند ہوئی آپنے فرمایا کہ تم سب چپ رہو کہ اگر علی چاہے تو پہاڑ کو مع برف اِس جگہ بلائے اور وہ حاضر ہو جائے پس دایہ کو حکم کیا کہ اُس دختر اور اِس برف کو خیمہ میں لیجا اور اِس برف پر اُس دختر کو بیٹھا اور نیچے اسکے ایک طشت رکھدے ایک کیڑا استاون درم اور دو دانگ کا اسکے رحم سے نکل کر اِس طشت میں گریگا اُسکو تولے آئیو دایہ نے ایسا ہی کیا اور جب اُس کیڑے کو لیکر آئی اور اُسکو تولا تو جسقدر آپنے فرمایا تھا اُسیقدر وزن میں نکلا آپنے اُس بڈھے سے کہا کہ اپنی دختر کو لیجا کہ اسنے خیانت نہیں کی ہے بلکہ حال اسکا اسطرح پر ہے کہ یہ دختر بسن پنج سالگی ایک تالاب میں نہانے گئی تھی ایک کیڑا ضعیف کو جونک اسکے پیٹ میں چلا گیا تھا اور وہ شکم میں بڑھتا تھا تا اینکہ اسقدر مدت میں اسقدر ہو گیا پیر نے گواہی دی کہ تم عالم ہو اُن چیزونکے کہ جو عالم میں ہیں اور چیزیں جو نہیں ہیں اور جو چیزیں کہ خاطر میں خطور کرتی ہیں بتحقیق حق تعالٰی نے ہر چیز کا علم عنایت کیا ہے اور سب آدمی ایکبار آپ کی دعا و ثنا کہنے لگے **قضیہ گیارہواں** ایک شیخ کبیر نے ایک عورت جوان سے نکاح کیا اتفاقاً وہ عورت حاملہ ہو گئی چونکہ شیخ سے ازالہ بکارت کا نہوا تھا اس سبب اسکو شک ہوا اور اُسنے حمل سے انکار کیا اور کہا کہ یہ حمل میرا نہیں ہے پس قضیہ عثمان کے پاس آیا اُنپر کچھ حال اسکا نہ کھلا مشتبہ ہی رہا لاچار ہو کر اُس عورت سے پوچھا کہ شیخ نے تیری بکارت کا ازالہ کیا تھا اُسنے کہا کہ نہیں یہ سنکر عثمان کو زنا کا یقین ہو گیا حکم دیا کہ اِس عورت پر حد جاری کریں جناب امیرؑ نے اُنسے ارشاد کیا کہ اے عثمان بدون تحقیق کے حد جاری کرنا نچاہیے اسواسطے کہ عورت کے دو رستہ ہوتے ہیں ایک رستہ حیض کا اور ایک رستہ بول کا پس شاید کہ شیخ پہنچا ہو بول کے رستہ پر اور

اور مُنزل ہوا ہو اُسمیں اور منی اُسکی اُس رستہ سے اُسکے رحم میں پہنچ گئی اور اِس سبب حمل رہگیا ہو پوچھو اس عورت سے کہ آیا تیرے قبل میں منزل ہوا ہے بغیر اسکے کہ ازالہ بکارت کی ہو عورت نے اسکا اقرار کیا پس جناب امیرؑ نے فرمایا کہ یہ حمل شیخ ہی کا ہے اور یہ فرزند بھی اسی کا ہے پس عثمان نے آپکے فرمانے پر عمل کیا اور اُس عورت کو چھوڑ دیا قضیہ[۱۲] بارہواں

ہشام بن کلبی نے محمد بن عبیدہ زہری سے روایت کی ہے کہ زمانہ خلافت حضرت خلیفہ ثانی میں بیچ دارالقضا کے ایک شخص کو لائے کہ جسکے دو سر دو دہن چار چشم چار پاؤں دو قبل دو دبر ایک تن تہا اور پوچھا کہ اُسکو میراث کیونکر دیجائے خلیفہ صاحب متفکر و متحیر ہوئے اور کہا کہ میں نے اسکے حکم کو کتابِ خدا میں نہیں دیکھا اور نہ اُسمیں اسکے واسطے کچھ حق پاتا ہوں یہ کام سوائے علی کے اور کسیکا نہیں اُنکو بلاؤ کہ وہ غموں کو زائل کرتے ہیں پس جناب امام حسنؑ کو بھیجا شاہزادے نے اُس حلال مشکلات کو باغ خرما میں پایا اور دیکھا کہ وہ جناب اصلاح باغ اور بیلچہ زنی میں مشغول ہیں عرض کی کہ بابا جان خلیفہ کو ایک مشکل پیش آئی ہے کہ جسکے حل میں اُنکو تردد ہوا ہے اُس مشکل کے حل کرنیکے لئے آپ کو بلایا ہے۔ اور اس قضیہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے فرزند کیا مشکل ہے بجز اسکے اس سے زیادہ تر مشکلیں مجھے پیش آئی ہیں اور با مداد خداوند عالم اُن سبکو حل کیا ہے یہ فرما کر آپ نے وضو کیا اور کپڑے پہنے اور دارالقضا میں تشریف لائے اہل مجلس نے تعظیم دی عمر بن الخطاب نے مصافحہ کیا اور عرض کی کہ اے ابوالحسن اس قضیہ یا انجیل کے فیصل کرنیکے لئے آپ کو تکلیف دی ہے آپنے فرمایا کہ یہ قضایا مجھپر کچھ دشوار و مشکل نہیں ہیں تم اُسکو اول سلاؤ پس اگر ایک دفعہ ہی سو جائیں اور ایک دفعہ ہی جاگ اُٹھیں تو یہ ایک تن ہیں والا دو شخص ہیں پھر دوسرے اُنکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ پھر اُنکو واسطے قضائے حاجت کے بھیجو اور دیکھو اگر دونوں مخرج سے ساتھ ہی پیشاب آئے اور ساتھ ہی منقطع ہو جائے تو ایک ہیں اور جو پہلے

ایک مخرج سے پیشاب آئے اور پھر دو کرتے تو دو شخص ہیں غرض حسب فرمودہ جناب امیر جو آزمائش کی تو دو شخص نکلے مسلمانوں نے اور خلیفہ صاحب نے اٹھکر جبین انور پر بوسہ دیا غرض کچھ روز بعد پھر دو شخص خلیفہ صاحب کے پاس آئے اور استدعا نکاح کی کی انہوں نے سنکر کہا کہ یہ مرحلہ اول سے بھی مشکل تر ہے بخدا میں اسمیں کچھ حکم نہیں دے سکتا امیر المومنین کو بلاؤ کہ وہی اس مشکل کو بھی حل کریں گے جب آپ کو بلا کر کہا کہ یہ نکاح کرنیکی خواہش کرتے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں آپنے ارشاد کیا کہ انکو نکاح کرنا درست نہیں کیونکہ ایک کی فرج دوسرے کی فرج کو پہنچیگی اور ہر واحد غیر کی فرج پر نظر کریگا یعنے ہر واحد کی بی بی غیر ہوگی دوسرے سے پھر آپ نے فرمایا کہ جب انمیں شہوت پیدا ہوگی تو جلد مر جائیں گے پس ایسا ہی ہوا کہ ایک پہلے مرا تھوڑے عرصہ کے بعد دوسرا بھی مر گیا

قضیہ تیرھواں انس ابن مالک سے روایت ہے کہ زمانہ خلافت جناب عمر ابن الخطاب میں ایک فقیر کے پاس ایک گوسپند تھی کہ اسکا وہ دودھ پیا کرتا تھا اور اسکی پشم سے لباس بنایا کرتا تھا ایک روز وہ گوسپند کوشبے سے گر کے مشرف بہلاکت ہوئی درویش دلریش نے اسکو ذبح کیا اور کارد خون آلودہ ہاتھ میں لئے باہر آیا تا کسی کو لاکر اسکا پوست جدا کرائے اتفاقاً پیشاب نے اسپر غلبہ کیا واسطے رفع حاجت کے خرابہ میں گیا وہاں ایک مرد کو سربریدہ خون تازہ نکلے سے بہتا پڑا دیکھا یہ شخص وہاں کھڑا ہو کر حیران ہوا اور اسکو دیکھنے لگا اور چھری خون آلودہ ہاتھ میں تھی کہ ناگاہ دو شخص انصار بھی واسطے قضائے حاجت کے اس خرابہ میں آئے یہ معاملہ دیکھکر اس شخص کو پکڑ کر مع کشتہ مسجد نبوی میں لائے اور کہا کہ اس شخص نے اسکو ذبح کیا ہے خلیفہ صاحب نے اس مرد سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ ایسا ہی ہے جو کچھ یہ کہتے ہیں حضرت فاروق نے حکم دیا کہ کشتہ کو دفن کریں اور اس مرد کی گردن ماریں غرض اس شخص کو باہر لیگئے اور جلاد نے تلوار کھینچی تا اسکی گردن مارے کہ ایک جوان نے اس مجمع میں گھسکر سیاف کا ہاتھ پکڑ لیا

اور کہا کہ اسکو نہ مار بجز اسکے کہ اس شخص نے اسکو نہیں مارا جسنے اسکو مارا ہے لوگوں نے خلیفہ صاحب کو
اسکی خبر دی اُنہوں نے حکم دیا کہ اس شخص کو چھوڑ دو اور دوسرے شخص کو قتل کرو کہ ناگاہ جناب امیر
اُس طرف سے تشریف لاتے تھے لوگوں نے حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑ دو کہ
قتل اسکا واجب نہیں غرض اسکو چھوڑ دیا خلیفہ صاحب نے سنکر کہا کہ سبحان اللہ قاتل مقر ہو اُسکو آپ
نے کس سبب چھوڑ دیا کہ اسمیں جناب امیر بھی مسجد میں تشریف لائے عمر نے اور سب اہل مسجد نے
تعظیم دی ابن کہتا ہے کہ بجد رفتار آپ کی مشابہ تھی ساتھ رفتار رسول مختار کے پس عمر نے
آپ کی گردن میں ہاتھ ڈالدیا اور اپنے پہلو میں بٹھلایا اور پوچھا کہ اے ابو الحسن آپنے کس سبب سے
اُس کو رہا کیا حالانکہ وہ اپنے قتل کرنے پر مقر تھا آپنے فرمایا کہ تو نے قول خدا تعالے کا
نہیں سُنا کہ من احیاہا فکانما احی الناس جمیعا یعنے جسنے کہ ایک نفس کو زندہ کیا گویا اُسنے زندہ
کیا سب آدمیوں کو پس بنا بریں اُسکا قتل واجب نہیں ہے جناب فاروق نے کہا کہ سچ ہے قول
رسول مقبول انا مدینۃ العلم وعلی بابہا یعنے میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اُسکا ہے پھر عمر نے
کہا کہ خدا وہ روز نہ کرے کہ تو نہو **قضیہ چودہواں** [۱۴] ابن عباس سے منقول ہے کہ زمانہ
خلافت حضرت فاروق سفیان بن ایک دختر یتیم کو بتہمت زنا گرفتار کرکے پیش خلیفہ صاحب
لائے اور اُسپر زنا کی گواہی دی اور وہ ایک دختر یتیم تھی کہ ایک مرد نے اسکو اپنے گھر میں رکھکر
پرورش کیا تھا مگر وہ شخص اکثر سفر میں رہتا تھا جب وہ یتیم کہ نہایت حسین اور خوبصورت
تھی بالغ ہوئی تو اُس مرد کی بی بی کو یہ خیال ہوا کہ مبادا شوہر میرا آئے اور اس سے نکاح کرلے
بایں خیال بکر و فن اُس یتیم کو اُس عورت نے اول شراب پلائی اور زنان ہمسایہ کو بلا کر اسکو پکڑ
وا دیا اور اپنی انگشت سبابہ سے اُسکی بکارت کو زائل کیا جب شوہر اُسکا آیا تو اُس سے کہا
کہ اس دختر نے زنا کیا ہے اور گواہ زنان ہمسایہ نے اُسپر گواہی دی اس مرد نے اس قصہ کو

خلیفہ صاحب کے روبرو دار کیا خلیفہ صاحب حیران ہوگئے کہ انمین کیا حکم دون اُس مرد نے
کہا کہ اے خلیفہ اگر تمکو اسکا حکم معلوم نہیں ہے تو ہمکو پسر عم رسولؐ کی خدمت مین بھیجدو کہ وہ انمین حکم مناسب
دینگے پس خلیفہ صاحب مع حاضرین جلسہ و متخاصمین و شہود در دولت جناب امیر المومنینؑ پر حاضر
ہوئے اور قصہ اُن لوگون کا پیش کیا جناب امیرؑ نے زن مدعیہ سے کہا کہ تو اپنے دعوی پر گواہ
رکھتی ہے اُسنے کہا کہ یہ زنان ہمسایہ میرے دعوی کے گواہ ہیں اُس جناب نے مدعیہ اور مدعا علیہا
کو مع گواہان دوسرے گھر مین بھیجدیا پھر ایک عورت کو گواہوں میں سے بلایا اور آپ دو زانو ہو بیٹھے
اور اُس عورت سے فرمایا کہ تو مجھے جانتی ہے کہ مین امیر المومنینؑ ہوں اور یہ ہے ذوالفقار میری
اور مینے زن مدعیہ کو بہت پند و نصیحت کی مگر وہ اپنے دعوی سے باز نہیں آتی و حق کی
طرف رجوع نہیں کرتی اگر تو سچ نہ کہیگی تو تجھے قتل کرونگا اُس عورت نے عمر کیطرف دیکھکر کہا کہ
اے خلیفہ اماں کس چیز میں ہے کہا سچ کہنے میں اے عمر سچ کہا کہ یا حضرت یہ مدعیہ جھوٹ کہتی ہے
اس دختر نے زنا نہیں کیا اور اصل قصہ آپ کے روبرو بیان کیا پھر آپنے دوسری گواہ کو بلایا
اور اُس سے بھی یہی فرمایا اُسنے بھی مثل گواہ اول سارا قصہ بیان کیا آپ نے اُسوقت تکبیر
کہی اور فرمایا کہ بعد دانیال پیغمبر کے اسطرح سے گواہوں کی تصدیق مینے ہی کی ہے پھر چار سو درہم
مہر دختر اُس عورت مدعیہ کے ذمہ پر واجب کرکے اُسکو شوہر سے طلاق دلوا کر شہر سے نکلوادیا
اور اُس مرد سے اُس دختر کا نکاح کردیا اور مہر اُسکا بیت المال سے ادا کیا اور بعض روایت میں ہے
کہ اُس عورت پر اور اُن عورتوں پر کہ جنہوں نے اس امر میں اسکی اعانت کی تھی حد جاری کی
پھر عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا علی حدیث دانیال پیغمبر کی ہمسے آپ بیان کریں کہ انہوں نے کیا کیا
تھا جناب امیر نے فرمایا کہ زمانہ دانیال پیغمبر میں ایک یتیم بے پدر تھا کہ اسکو ایک زن بنی اسرائیل نے
پرورش کیا تھا اُس شہر میں دو قاضی تھے کہ انمین دوستی رکھتے تھے جب وہ یتیم جوان ہوا اور

جوان بھی صالح ہوا تو ایک زن صالحہ سے اُسکا نکاح ہوا وہ عورت بھی عفت اور پاکدامنی کے
ساتھ مشہور اور معروف تھی اتفاقاً وہ مرد صالح بادشاہ کا مصاحب اور ندیم ہو گیا ایک وزیر بادشاہ
کو ایک مہم پر کسی شخص کے بھیجنے کی ضرورت ہوئی دونو قاضیوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ مرد
صالح البتہ اس لائق رکھتا ہے بادشاہ نے اُس مرد کو حکم جانے کا دیا اُسنے اپنی زن صالحہ
عفیفہ کو قاضیوں کے سپرد کیا اور بہت سفارش اُسکی کی اور کہا کہ اسکو میرے بعد کسیطرح کی
تکلیف نہونے پائے اسکی خبر رکھنا قاضیوں نے قبول کیا اور ہر روز اُسکے دروازے پر جاکر
اسکی خبر لے آتے تھے ایک روز نظر قاضیوں کی اُسکے روئے زیبا اور قد رعنا پر جا پڑی فریفتہ
دونوں اسپر عاشق ہو گئے اور اُسکو پیغام وصل اور ہم آغوشی کا بھیجا کہ اگر تو اسکو قبول نکریگی
تو ہم تجھپر پیش بادشاہ تہمت زنا کی کرینگے اور رجم کا حکم لیکر تجھے سنگسار کرینگے اُس عفیفہ پاک
دامن نے اس سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ جو چاہو میرے حق میں کرو مجھسے ایسا فعل شنیع
نہو سکیگا قاضیوں نے یہ سنکر بادشاہ سے کہا کہ فلاں صالح کی زوجہ نے زنا کیا اور ہم اسکے
گواہ ہیں بادشاہ کو یہ سنکر بسبب اُسکی عفت اور صلاحیت مشہورہ کے حکم دینے میں تردد واقع
ہوا اور سوچ و فکر میں گیا کہ یہ سانحہ کیا ہے آخر کار نہایت غمناک اور ملول ہو کر قاضیوں سے
کہا کہ تین روز کی اُس عورت کو مہلت دی گئی ہے بعد تین روز کے حکم مناسب دیا جائیگا
پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کریں کہ فلاں زن عابد نے زنا کیا ہے اور قاضیوں
نے اسپر گواہی دی ہے سب آکر حاضر ہوں غرض سب آدمی آپس میں گفتگو اور قیل و قال
کرتے ہوئے آئے اور سب نے پیش بادشاہ سخنان حیرت خیز تردد آمیز بہت سے بیان کیے بادشاہ نے
وزیر سے کہا کہ آخر اسمیں کچھ فکر و اندیشہ کرنا چاہیے وزیر روز سوم باہر نکلا دیکھا کہ ایک جماعت
لڑکوں کی کھیل رہی ہے اور دانیال پیغمبر بھی انکے پاس کھڑے ہیں وزیر بھی کھڑا ہو گیا

حضرت دانیالؑ نے اُن لڑکوں سے کہا کہ آؤ میں تمہارا بادشاہ ہوں اور تو اے لڑکے فلاں عابد
کے زوجہ بن اور تم فلاں فلاں دو قاضی ہو جاؤ کہ گواہی دیتے ہیں اُس عورت پر زنا کی اور
تھوڑی سی خاک جمع کی اور تلوار نرسل کی بنائی اور دونوں قاضیوں کو دو جگہ الگ
الگ بھیجدیا پھر ایک کو اُن دونوں قاضیوں سے اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا کہ اگر تو سچ نہ
کہیگا تو میں تجھے قتل کرونگا تو اس عورت پر کیا گواہی دیتا ہے اُسنے کہا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے
دانیالؑ نے پوچھا کہ کس وقت کہا فلاں روز پھر پوچھا کس جگہ کہا فلاں جگہ پھر پوچھا کس سے کہا
فلاں شخص سے دانیالؑ نے حکم دیا کہ اسکو اُس جگہ لیجاؤ پھر دوسرے لڑکے کو کہ دوسرا قاضی بنا تھا
بلایا اور اُس سے بھی یہی سوال کیے اُس نے بھی جواب دیے مگر دونوں کے جواب میں اختلاف پیدا
ہوا دانیالؑ نے کہا کہ اللہ اکبر جھوٹی گواہی دی اُس عورت پر قاضیوں کو قتل کرنا چاہیے
وزیر نے یہ سنکر اور دیکھکر بادشاہ سے سارا قصہ بیان کیا بادشاہ نے بھی قاضیوں کو بلا کر جدا جدا
رکھا اور پھر ایک ایک کو بلا کر پوچھا دونوں کے کلام میں اختلاف واقع ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ سب
لوگ جمع ہوں اور پھر قاضیوں کو قتل کیا سب کے روبرو تا عوام الناس کو عبرت ہو۔ **فصل**
ساتویں در ضمن ہو کہ اکثر اُس جناب نے غیب کی خبریں دی ہیں لہٰذا منجملہ چند خبریں اس رسالہ
مختصر میں مندرج کیجاتی ہیں **اول** یہ کہ کتاب خرائج میں مذکور ہے کہ ایک شخص جناب امیرؑ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تمہارے دوستوں میں سے ہوں آپ نے
فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے مخنث اور دیوث اور ولد الزنا مجھے دوست نہیں رکھتا بعد چند روز
کے قصہ صفین کا پیش آیا تو وہی شخص یاوران معاویہ سے تھا اور وہیں مارا گیا اور جہنم واصل
ہوا **دوسرا** اسی کتاب میں منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے وقت رحلت اپنے فرزندوں کو کہ
بارہ تھے جمع کیا اور کہا کہ خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہے کہ میں وہ سنت یعقوبؑ نبی کی

جوان ہی صالح ہوا تو ایک زن صالحہ سے اُسکا نکاح ہوا وہ عورت بہی عفت اور پاکدامنی کے
ساتہ مشہور اور معروف تہی اتفاقاً وہ مرد صالح بادشاہ کا مصاحب اور ندیم ہو گیا ایک روز بادشاہ
کو ایک مہم پر کسی شخص کے بہیجنے کی ضرورت ہوئی دونو قاضیوں نے بادشاہ سے عرض کی کہ وہ مرد
صالح اہلیت اس لڑکی رکہتا ہے بادشاہ نے اُس مرد کو حکم جانے کا دیا اُسنے اپنی زن صالحہ
عفیفہ کو قاضیوں کے سپرد کیا اور بہت سفارش اُنکی کی اور کہا کہ اسکو میرے بعد کسیطرح کی
تکلیف نہونے پائے اُنکی خبر رکہنا قاضیوں نے قبول کیا اور ہر روز اُسکے دروازے پر جاکر
اُسکی خبر لے آتے تہے ایک روز نظر قاضیوں کی اُسکے روئے زیبا اور قد رعنا پر جا پڑی فریفتہ
دونوں اُسپر عاشق ہو گئے اور اُسکو پیغام وصل اور ہم آغوشی کا بہیجا کہ اگر تو اسکو قبول نکریگی
تو ہم تجہپر پیش بادشاہ تہمت زنا کی کرینگے اور رجم کا حکم لیکر تجہے سنگسار کرینگے اُس عفیفہ پاک
دامنہ نے اس سے انکار کیا اور کہلا بہیجا کہ جو چاہو میرے حق میں کرو مجہسے ایسا فعل شنیع
نہو سکیگا قاضیوں نے یہ سنکر بادشاہ سے کہا کہ فلاں صالح کی زوجہ نے زنا کیا اور ہم اسکے
گواہ ہیں بادشاہ کو یہ سنکر بسبب اُسکی عفت اور صلاحیت مشہورہ کے حکم دینے میں تردد واقع
ہوا اور سوچ و فکر میں گیا کہ یہ سانحہ کیا ہے آخر کار نہایت غمناک اور ملول ہو کر قاضیوں سے
کہا کہ تین روز کی اُس عورت کو مہلت دی گئی ہے بعد تین روز کے حکم مناسب دیا جائیگا
پہر بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کریں کہ فلاں زن عابدہ نے زنا کیا ہے اور قاضیوں
نے اُسپر گواہی دی ہے سب آنکر حاضر ہوں غرض سب آدمی آپس میں گفتگو اور قیل و قال
کرتے ہوئے آتے اور سب پیش بادشاہ یا سخنان حیرت خیز تردد آمیز بہت سے بیان کیے بادشاہ نے
وزیر سے کہا کہ آخر اسمیں کچہ فکر و اندیشہ کرنا چاہیے وزیر روز سوم باہر نکلا دیکہا کہ ایک جماعت
لڑکوں کی کہیل رہی ہے اور دانیال پیغمبر بہی اُنکے پاس کہڑے ہیں وزیر بہی کہڑا ہو گیا

حضرت دانیالؑ نے اُن لڑکوں سے کہا کہ آؤ میں تمہارا بادشاہ ہوں اور تو اے لڑکے فلاں علیہ
کے زوجہ بن اور تم فلاں فلاں دو قاضی ہو جاؤ کہ گواہی دیتے ہیں اُس عورت پر زنا کی اور
تھوڑی سی خاک جمع کی او تلوار ترسل کی بنائی اور دونوں قاضیوں کو دو جگہ الگ
الگ بھیجدیا پھر ایک کو اُن دونوں قاضیوں سے اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا کہ اگر تو سچ نہ
کہیگا تو میں تجھے قتل کرونگا تو اس عورت پر کیا گواہی دیتا ہے اُسنے کہا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے
دانیال نے پوچھا کہ کس روز کہا فلاں روز پھر پوچھا کس جگہ کہا فلاں جگہ پھر پوچھا کس سے کہا
فلاں شخص سے دانیالؑ نے حکم دیا کہ اسکو اُس جگہ لیجاؤ پھر دوسرے لڑکے کو کہ دوسرا قاضی بنا تھا
بلایا اور اُس سے بھی یہی سوال کیے اُسنے بھی جواب دیے مگر دونوں کے جواب میں اختلاف پیدا
ہوا دانیال نے کہا کہ اللہ اکبر جھوٹی گواہی دی اُس عورت پر قاضیوں کو قتل کرنا چاہئے
وزیر نے یہ سنکر اور دیکھکر بادشاہ سے سارا قصہ بیان کیا بادشاہ نے بھی قاضیوں کو بلا کر جدا جدا
رکھا اور پھر ایک ایک کو بلا کر پوچھا دونوں کے کلام میں اختلاف واقع ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ سب
لوگ جمع ہوں اور پھر قاضیوں کو قتل کیا سب کے روبرو تا عوام الناس کو عبرت ہو۔ **فصل**
ساتویں درج ہو کہ اکثر اس جناب نے غیب کی خبریں دی ہیں از انجملہ چند خبریں اس سالہ
مختصر میں مندرج کیجاتی ہیں **اول** یہ کہ کتاب خرائج میں مذکور ہے کہ ایک شخص جناب امیرؑ
کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تمہارے دوستوں میں سے ہوں آپ نے
فرمایا تو جھوٹ کہتا ہے مخنث اور دیوث اور ولد الزنا مجھے دوست نہیں رکھتا بعد چند روز
کے قصہ صفین کا پیش آیا تو وہی شخص یا وران معاویہ سے تھا اور وہیں مارا گیا اور جہنم واصل
ہوا **دوسرا** اسی کتاب میں منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے وقت رحلت اپنے فرزندوں کو کہ
بارہ تھے جمع کیا اور کہا کہ خدا تعالے دوست رکھتا ہے کہ میں وہ سنت یعقوبؑ نبی کے

عمل کریں کہ اُنہوں نے وقت رحلت اپنے فرزندوں کو کہ بارہ ۱۲ تھے واسطے اطاعت اور
فرمانبرداری حضرت یوسف کے وصیت کی تھی اور کہا تھا کہ اُسکے حکم سے باہر نہ ہونا۔
میں بھی تمکو واسطے اطاعت و فرمانبرداری حسنین کے وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ
تم بھی انکے حکم اور اوامر و نواہی سے باہر نہ جانا پس ایک نے آپ کے فرزندوں میں سے کہ عبداللہ
نام تھا کہا کہ باوجود محمد حنفیہ کے انکی اطاعت کیجائے اُس جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ تو میرے
حضور اور روبرو اور میری حیات میں ایسی جرأت کرتا ہے اور خلاف میرے قول کے کہتا
ہے میں تمکو کہتا ہوں تجھے خیمہ میں کشتہ پڑا ہوا اور کوئی نہ جانیگا کہ کشندہ تیرا کون ہے اور
کس نے تجھے مارا ہے پس جب زمانہ مختار ثقفی کا ہوا تو عبداللہ مصعب بن زبیر کے پاس
گیا اور سرداری لشکر کی لی تاکہ لشکر مختار سے محاربہ کرے اثناء راہ میں ایک شب عبداللہ
اپنے خیمہ میں مارا گیا اور وقت صبح جب لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہ اپنے خیمہ سے نہیں نکلا تو
خیمے میں آئے دیکھا کہ وہ قتل ہوا پڑا ہے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے اُسکو قتل کیا ہے
ابن طلحہ شامی نے اپنی کتاب میں تاریخ فتوح شام سے نقل کی ہے کہ جب خوارج جناب امیر کے
قتل کرنے پر ایکدل اور ہمعہد ہوئے اور وہ جناب بقصد قتال اُنکی طرف روانہ ہوئے
تو راہ میں ایک سوار دور سے پیدا ہوا اور جناب امیرؑ کے پاس آنکر کہا کہ خوارج آپ کے آنے کی
خبر سنکر نہر سے عبور کر گئے اور بھاگ گئے آپ نے پوچھا کہ تو نے اپنی آنکھ سے اُنکو عبور کرتے
دیکھا کہا ہاں فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے محمدؐ کو براستی مبعوث کیا اُنہوں
نے ہرگز نہر سے عبور نہیں کیا اور قصر و بیت تک کوئی نہ پہنچیگا تا اینکہ سب میرے ہاتھ سے
مارے جائیں بجز بارہ ۱۲ آدمیوں کے کہ وہ بھاگ جائیں اور میرے اصحاب مارے نہ جائیں
مگر کمتر دس آدمیوں سے پس جب کنارہ نہر پر پہنچے تو جو آپ نے فرمایا تھا وہ ہی ظہور میں آیا

چوتھی جندب بن عبد اللہ ازدی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جناب امیرؑ کے ہمراہ
رہتا جنگِ جمل وصفین میں پس جناب امیرؑ نے جبکہ نہروان پر نزول کیا تو میرے دلمیں شک
پیدا ہوا کہ یہ جماعت سب زہاد اور قرّا اور عباد ہیں انکے ساتھ قتال اور جدال مشکل ہے پس
کو مینے نیزہ اور مطہرہ پانی کا لیکر لشکر سے دور جا کر نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور سپر کو سر پر سایہ
کر کے بیٹھ گیا اور فکر میں تھا اس امر کے کہ ناگاہ جناب امیرؑ کا گزر میری طرف ہوا اور مجھے
پوچھا کہ آیا تیرے پاس پانی ہے مینے کہا کہ ہاں آپ نے وہ مطہرہ اٹھا کر طہارت کی پھر آکر
سپر کے نیچے میرے پاس بیٹھ گئے کہ ناگاہ ایک سوار دور سے نمودار ہوا آپنے فرمایا کہ
اس سوار کو اسطرف بلالے مینے سوار کو بلایا جب وہ آیا تو اُسنے کہا کہ اے امیر المومنینؑ قوم
نے نہر سے عبور کیا آپ نے فرمایا کہ عبور نہیں کیا کہ اتنے میں ایک اور سوار آیا اور اُسنے بھی
یہی کہا کہ قوم نے نہر سے عبور کیا اور دونوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ جب وہ عبور کر چکے ہیں
تب ہم اسطرف کو روانہ ہوئے ہیں آپنے فرمایا کہ ہرگز اُنہوں نے عبور نہیں کیا تم خلاف
کہتے ہو اور وہ اسیطرف مارے جائینگے یہ فرما کر وہ جناب کھڑے ہو گئے اور میں بھی ساتھ کھڑا
ہو گیا اور اپنے دلمیں کہا کہ الحمد للہ خدا تعالےٰ نے مجھے اس مرد کے حال پر آگاہ کیا پس اگر
یہ امر مطابق ہوا اسکے کہنے کے اور اُنہوں نے نہر سے عبور نہیں کیا تو میں اسکی خدمت میں
بجان کوشش کرونگا اور اگر کہنا اسکا خلاف ہوا تو اول جو اسکے ساتھ قتال کریگا میں
ہونگا غرض جب ہم کنارے پر نہر کے پہنچے تو دیکھا کہ قوم اسیطرف نہر کے ٹھیری ہوئی ہے
اور اُس سے عبور نہیں کیا پس اُس جناب نے میری گردن پکڑ کے آگے کو گھسیٹا اور کہا اب بھی
حال میرا تجھپر روشن ہوا یا نہیں مینے عرض کی کہ ہاں یا امیر المومنینؑ آپ نے فرمایا کہ اب تجھے
اختیار ہے جہاد کرنے میں اور نہ کرنے میں غرض میں میدان میں آیا اور بہت سے خوارج کو قتل

کیا اور بہت کوشش کی تا اینکہ جہاد سے فارغ ہوئے اور یہ خبر ناقلان اخبار میں شایع اور مشہور
ہوئی پانچویں کشف الغمہ میں مذکور ہے کہ جب جناب امیرؑ کا صحرائے کربلا میں گزر ہوا تو زار
زار رونے لگے اصحاب نے جو سبب رونیکا پوچھا تو فرمایا یہ زمین کربلا ہے اسمیں ایک جماعت
ناحق شہید ہوگی اور بے حساب بہشت میں جائینگی اور ہر ایک کو محل خیام اور مکان
جنگ اور جائے شہادت انکی دکھلائی اور ایسا روئے کہ آپکے رونے پر سب رفقا بھی رونے
لگے غرض یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہوئے مگر کوئی شخص تاویل آپکے اس قول کی نہ جانتا تھا
جبکہ واقعہ ہائلہ شاہِ شہدا ابا عبد اللہ الحسینؑ واقع ہوا اسوقت سب کو آپ کے ہمراہیوں سے
معلوم ہوا اور سب پر حال کھلا کہ اس جناب کی اس واقعہ سے یہ مراد تھی اور بھی جامع
الاسرار میں منقول ہے کہ ایکبار جناب امیرؑ لشکر لیکر خوارج نہروان سے لڑنے جاتے تھے اثناء
راہیں گزر آپکا ایک دیر پر ہوا پیر دیرانی نے کہا کہ اے سردار لشکر کہاں کا ارادہ ہے آپنے فرمایا
کہ میں دشمنوں سے لڑنے جاتا ہوں پیر دیرانی نے کہا ابھی نجاؤ ایک زمانہ توقف کرو اور اپنے
لشکر کو بھی حکم دو کہ ابھی متوجہ حرب مخالفین کے نہووی کیونکہ اس زمانہ میں ستارہ مسلمانوں
کا ہبوط میں ہے اور طالع ملت اسلام کا ضعیف چند روز صبر کرو تا کہ ستارۂ اہل اسلام کا ہبوط
سے رو طرف صعود کے کرے اور طالع انکا قوت پکڑے اس جناب نے فرمایا کہ تو دعوی علم
آسمانی کا کرتا ہے مجھے بتا کہ فلاں ستارہ کہاں ہے اسنے کہا حقا میں نے کبھی اس ستارہ کا نام بھی
نہیں سنا پھر اس سے ایک اور سوال کیا اسکو بھی نہ بتا سکا آپ نے فرمایا کہ تو آسمان کا حال
سے چنداں وقوف نہیں رکھتا میں زمین کا کچھ حال تجھ سے پوچھتا ہوں بتا کہ تیرے پاؤں کے
نیچے کیا شے مدفون ہے اسنے کہا کہ میں نہیں جانتا آپنے فرمایا کہ ایک ظرف ہے کہ اسمیں
اسقدر دینار ہیں اور یہ سکہ انپر ہے پیر نے کہا کہ تم یہ کہاں سے کہتے ہو فرمایا کہ مجھے رسول خدا

نے اسکی خبر دی ہے کہ تو قوم خوارج سے لڑیگا اور تیرے لشکر میں سے دس آدمیوں سے کم مارے جائینگے
اور لشکر مخالف سے کم دس سے زندہ بھاگینگے پھر بعد کو آپ کی ان باتوں نے متحیر ہوا اور کہا کہ تیرے
قدموں کے نیچے کھود جب کھودا تو وہی ظرف نکلا اور جسقدر دینار آپنے حسین بتائے تھے اوسی قدر
نکلے پھر مسیو قتیر سے نیچے آیا اور اس جناب کے ہاتھوں پر ایمان لایا پھر وہ جناب متوجہ نہروان
کے ہوئے اور خوارجین کو قتل کیا **اور بھی** مروی ہے کہ ایک بار جناب سید المرسلین کے ایک قلبی پیدا
ہوا اور اسکے سبب تپ محرقہ عارض ہوئی تھی آپنے جناب امیر سے کہا کہ مجھے اس مرض کے سبب کمال
ایذا ہے جناب امیر نے دست راست اپنا سینہ اقدس جناب ختمی مآب کے رکھکر کہا کہ یا داء اخرجی
فانہ عبد اللہ و رسولہ راوی کہتا ہے کہ جناب رسولخدا اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ اے علی خدا تعالےٰ نے
جو فضائل کہ تجکو عنایت کئے ہیں اونمیں سے ایک یہ بھی ہے کہ سب دردوں اور بیماریوں کو
تیرا مطیع اور فرمانبردار کیا ہے اور کوئی شے ایسا نہیں ہے کہ جو تیرے حکم کی مخالفت کرے

فصل ۳ ان جوابات میں کہ جو جناب امیر نے یہود وغیرہ کو دئے ہیں اور کسی سے انکے سوالات کا
جواب نہ دیا گیا چنانچہ معارج النبوۃ اور زہرۃ الریاض میں مسطور ہے کہ جب جناب رسالتمآب نے اس
دار ناپائدار سے انتقال فرمایا تو بعد دس روز کے آپ کی وفات سے ایک اعرابی تازیانہ ہاتھ میں لیے
اور نقاب منہ پر ڈالے مسجد میں آیا اور کہا السلام علیک یا اصحاب رسول اللہ خبر کہ تمسے فوت
ہوئی خدا تعالےٰ عوض اسکا تمکو ارزانی فرمائے ان کان محمد قد مات فان اللہ حی لا یموت بدر واعظم اللہ
اجرکم وغفر ذنبکم و ما اعظم مصیبتکم بموت سیدکم یہ کہکر پوچھا وصی پیغمبر تم میں سے کون ہے ابوبکر نے
جناب علی کیطرف اشارہ کیا کہ یہ شخص وصی اس جناب کا ہے وہ عرب جناب امیر کے پاس آیا
اور کہا السلام علیک یا وصی رسول اللہ جناب امیر نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ علیکم السلام یا
معشر صاحب الامیر ابوبکر اور حاضرین مجلس اس جواب کو سنکر متحیر ہوئے اعرابی نے کہا کہ اے جوان

میرا نام سُنتے کیونکر جانا اور مجھے صاحب سِر کیونکر کہا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میرے بھائی محمد مصطفیٰ
نے مجھے خبر دی تھی اور سب کیفیت تیرے حال کی بیان کی تھی اگر تو چاہے تو میں اُسے بیان کروں
معصیر نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے کہا کہ علی ابن ابی طالب یہ کہکر ارشاد کیا کہ سُن تو عربی نژاد ہے
نام تیرا معصیر ہے اور تیرے باپ کا نام وادم ہے تین سو ساٹھہ برس تیری عمر سے گزرے ہیں
اور اُس زمانہ میں کہ سو برس تیری عمر سے گزرے تھے کہ تو نے اپنی قوم کو ظہور رسالت سید کائنات
کی بشارت دی تھی اور کہا تھا کہ ایک مرد ایسا پیدا ہوگا کہ رخسارے اُسکے ماہ سے نورانی تر
اور سخن اوسکا عسل سے شیریں تر ہوگا پس جو کوئی کہ اُسکے ساتھ تمسک کریگا دارین میں نجات
پاویگا اور وہ شخص پدر یتیموں اور مسکینوں کا ہوگا اور صاحب شمشیر ہوگا اور دراز گوش پر سواری
کریگا کفش اُسکی پیوند زدہ ہوگی شراب اور زنا کو حرام کریگا قتل اور سود سے منع کریگا خاتم انبیا
ہوگا اُمت اُسکی پانچ وقت نماز پڑھے گی اور ماہ رمضان کے روزے رکھے گی اور حج بیت الحرام
کا بجا لائیگی اے گروہ اُسکے ساتھ ایمان لاؤ پس جب تو نے اونکو اس امر کی طرف دلالت کی
تو تیری قوم تجھپر ہجوم لائی اور درپے تیری ایذا اور آزار کی ہوئی اور چاہا کہ تجھے ہلاک کریں اور
بسبب اسکے تجھے ایک چاہ عمیق میں گرا دیا اور اپنی خاطر تیری طرف سے مطمئن کی اور تو جب
اُس چاہ عمیق میں محبوس تھا جبکہ جناب رسالت مآبؐ نے انتقال فرمایا تو تیری قوم کو خدا تعالےٰ نے
ہلاک کیا اور تجھے اُس چاہ کی قید سے نجات بخشی بعد اسکے تجھے عالم غیب سے ندا پہنچی کہ اے معصیر محمدؐ
نے دار دنیا سے طرف عقبیٰ کے انتقال کیا اور تو اُنکے اصحابوں میں سے ہے مدینہ میں اُنکی قبر
کی زیارت کر اسواسطے تو قطع مراحل و منازل کر کے یہاں پہنچا ہے تاکہ زیارت قبر شریف اُس
حضرت سے مشرف ہووے معصیر نے جو یہ باتیں سُنیں تو رو دیا اور پوچھا کہ آپ کو اس میرے قصے سے کسنے
آگاہ کیا فرمایا کہ سرور کائنات نے مجھے خبر دی تھی کہ معصیر بعد وفات میری تیرے پاس آئیگا

تو میرا اُس سے سلام کہنا جب نصیر نے سلام سُنا تو کھڑا ہوا اور اُس جناب کے پاس آ کر فرق مبارک کو
بوسہ دیا اور بیٹھ گیا جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ اے نصیر تو نقاب اپنے منہ پر سے اُٹھا دے جونہی
نقاب اُس نے اپنے منہ پر سے اُٹھائی ایک نور اُسکے جبین سے ساطع ہوا کہ تمام مسجد روشن ہو گئی نصیر نے
عرض کی کہ یا حضرت میں کئی سوال کرتا ہوں کہ انپر کوئی اطلاع نہیں رکھتا مگر نبی یا وصی نبی جناب
امیرؑ نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتا ہے اُس نے عرض کی کہ یا علیؑ مجھے خبر دیجیے کہ وہ نر کونسا ہے کہ
جو بے ماں اور بے باپ کے پیدا ہوا اور وہ مادہ کونسی ہے کہ جو بے ماں اور بے باپ کے پیدا ہوئی
اور وہ نر کونسا ہے کہ جو بے باپ کے پیدا ہوا اور خبر دو مجھے اُس رسول سے کہ نہ وہ قبیل انس سے
ہے اور نہ قسم جن سے اور نہ نوع ملائکہ سے اور نہ بہائم سے اور نہ سباع سے اور وہ قبر کونسی ہے کہ
جس نے اپنے صاحب کو اپنے میں سیر کرائی اور وہ حیوان کونسا ہے کہ جس نے اپنے صاحب پر رحم
کیا اور وہ کونسا جسم ہے کہ جسے کھایا تو مگر پیا نہیں اور وہ کونسی زمین ہے کہ جس پر ایک دفعہ آفتاب
چمکا اور پھر اوس پر کبھی نہ چمکیگا اور وہ کونسا جماد ہے کہ جس نے زندہ جنا اور وہ کونسی عورت ہے
کہ جس نے ایک ساعت میں بچہ جنا اور وہ دو ساکن کونسے ہیں کہ جو کبھی حرکت نہ کریں گے اور وہ
دو متحرک کونسے ہیں کہ جو کبھی ساکن نہیں ہونگے اور وہ کونسے دوست ہیں کہ جو کبھی دشمن نہ ہونگے
اور وہ دو دشمن کونسے ہیں کہ کبھی دوست نہ ہونگے اور خبر دو مجھے شئی اور لاشئی اور خوب
ترین اشیاء اور زشت ترین اشیاء سے اور اول حمل میں کیا شئے منعقد ہوتی ہے اور قبر میں کیا شئے
سب سے آخر گرتی ہے پس جب نصیر نے یہ سب سوال عرض کیے تو جناب امیرؑ نے اونکا جواب بہ تفصیل
بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ وہ نر کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوا وہ حضرت آدمؑ ہیں اور وہ مادہ
کہ جو بے ماں باپ کے پیدا ہوئی وہ حضرت حواؑ ہیں اور وہ نر کہ بے باپ کے پیدا ہوا وہ
حضرت عیسیٰؑ ہیں اور وہ رسول کہ نہ قبیل انس سے ہے اور نہ جن اور نہ ملائکہ سے ہے اور نہ بہائم

وہ غراب ہے کہ خدا تعالے نے واسطے تعلیم قابیل کے بہیجا تہا جیسا کہ فرماتا ہے خدا تعالے
فبعث اللہ غرابا یبحث فی الارض اور وہ قبر کہ جسنے اپنے صاحب کو سیر کروائی وہ ماہی تہی کہ یونس
کو تین دن تک اپنے پیٹ میں رکہا اور اطراف و جوانب بحر میں سیر کرتی پہری اور وہ حیوان
کہ جسنے اپنی قوم پر رحم کیا وہ چیونٹی تہی کہ واسطے طلب رزق کے اپنی قوم کے ساتہ باہر گہر
سے نکلی تہی اور سب چیونٹیاں ستون پر کہ حضرت سلیمان اسکے نیچے سوتے تہے چڑہیں
چیونٹی نے اپنی قوم سے کہا کہ خبردار مٹی حضرت سلیمان کے سر پر گرنے نپائے کہ پیغمبر خدا کے
متاذی ہو اور وہ جسم کہ جسنے کہایا تو مگر پیا نہیں وہ عصا حضرت موسیٰ کا تہا کہ سحر ساحروں
کا نگل گیا اور وہ بقعہ کہ جسپر ایکدفعہ آفتاب چمکا اور پہر نہ چمکیگا وہ دریائے نیل ہے کہ جب
خدا تعالے نے واسطے قوم موسیٰ کے شگافتہ کیا اور قعر یعنی تہ زمین اسکی ظاہر ہوئی تو
آفتاب کا ظل یعنے دہوپ اسپر پڑی یہانتک کہ گرد اس سے اڑی اور جب سب اس سے
نکل گئے تو پہر پانی دریا کا مل گیا اور وہ جماد کہ جس سے حیوان پیدا ہوا وہ پتہر تہا کہ جس سے ناقہ
صالح پیدا ہوا اور وہ دو ساکن کہ کبہی متحرک نہونگے آسمان و زمین ہیں اور مراد حرکت سے
حرکت این ہے یعنے انتقال کرنا مکان سے طرف مکان کے اور وہ دو متحرک کہ ساکن نہ
ہونگے وہ چاند اور سورج ہیں اور وہ عورت کہ تین ساعت میں بچہ جنے وہ حضرت مریم ہیں
کہ ایک ساعت میں حاملہ ہوئیں اور ایک ساعت درد زہ میں مبتلا رہیں اور ایک ساعت میں
حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے اور وہ دو دوست کہ کبہی دشمن نہونگے جسم و جان ہیں اور وہ دو دشمن
کہ کبہی دوست نہونگے وہ موت و حیات ہے وہ شی مومن ہے اور لاشی کافر ہے اور احسن
اشیا صورت انسان کی ہے اور اقبح اشیا بدن بے سر ہے اور اول جسم میں جو چیز منعقد ہوتی
ہے انگشت شہادت ہے اور آخر بدن سے وہ چیز کہ جو قبر میں گرتی ہے وہ بدی ہے کہ جو انتہائی پشت

میں بھی۔ مصیر نے جو یہ جواب اپنے سوالات کے پائے اُٹھ کھڑا ہوا اور بوسہ اوپر فرق مبارک
اور جبین مبین کے دیا اور سب اصحاب نے بھی حضرت کے دست مبارک چومے و رزبان تعریف
و توصیف کی کھولی مصیر نے کہا کہ یا علی مجھے مرقد منور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر لیجلو کہ میں اُس جناب کی زیارت سے مشرف ہوں وہ جناب مرقد منور جناب ختمی مآب پر اسکو
لیگئے اُسنے قبر مبارک کو بغل میں لیا اور سینہ بے کینہ سے اپنے اُسکو مس کیا جناب امیرؑ نے
سب سے ارشاد کیا کہ اس کے پاس سے دور ہو جاؤ کہ اسکا وقت مفارقت دنیا سے نزدیک ہے سب
ہٹ گئے پھر بعد ایک ساعت کے جو سب اُس کے پاس آئے تو اُسے دیکھا کہ طائر روح اُسکا
قفس عنصری سے مفارقت کر گیا اور بھی کتاب مذکور میں ابو یعلی سے منقول ہے کہ بادشاہ
روم نے بہت سامان واسطے رسول مقبول کے بھیجا مگر وکیل اُسکا اوس وقت مدینہ میں پہنچا کہ
جناب رسولخدا انتقال فرما چکے تھے وکیل مذکور نے یہ حال بادشاہ کی خدمت میں لکھا بادشاہ روم نے
حکم دیا کہ جو کوئی ان تین مسئلوں کا جواب دے وہ وصی رسول کا ہے اُسکو مال سپرد کر دینا اور
اگر کوئی شخص انکا جواب نہ دے تو مال کو واپس لے آنا غرض وہ رسول قیصر ابوبکر کے پاس آیا اور کہا
کہ تو خلیفہ رسول اللہ کا ہے اُسنے کہا کہ ہاں اُسنے کہا کہ اگر تو خلیفہ برحق ہے تو تین چیز کا مجھے
جواب دے۔ اول وہ کیا چیز ہے کہ جو خدا تعالے کے واسطے نہیں۔ دوسری وہ کیا چیز ہے کہ جو
خدا تعالے کے نزدیک نہیں۔ تیسرے وہ کیا چیز ہے کہ جسکو خدا تعالے نہیں جانتا یہ مسئلے ابوبکر
خفا ہوا اور درشتی اور سختی سے کہنے لگا کہ یہ کفر کی باتیں تو کہتا ہے اور عمر نے ابوبکر سے بھی زیادہ
اُسپر سختی اور درشتی کی اور کہا کہ یہ سب تیری باتیں کفر کی ہیں ابن عباس نے سنکر کہا کہ تمہاری
کمال بے انصافی ہے کہ سائل سے درشتی اور سختی سے پیش آتے ہو اور اسکو سرزنش کرتے ہو
کیوں نہیں کہدیتے کہ ہم نہیں جانتے شیخین نے کہا جزاک اللہ سچ کہا تمنے غرض ابن عباس

رسول کے پیش جناب امیر لائے اور وہ وقت تہا کہ وہ جناب قرآن کے لکھنے اور جمع کرنے سے فارغ
ہو چکے تھے رسول قیصر نے بعد ادائے تحیتُ سلام تینوں سوال عرض کیے حضرت نے فرمایا کہ اے
شخص سُن وہ چیز خدا کیواسطے نہیں ہے وہ شریک ہے کہ خدا کا کوئی شریک نہیں وہ وحدہٗ لا
شریک ہے اور وہ چیز کہ جسکو خدا نہیں جانتا وہ قول تمہارا ہے کہ تم کہتے ہو کہ عیسیٰ بیٹا خدا
کا ہے اور خدا نہیں جانتا کہ اُسکے واسطے بیٹا ہے جیسا کہ فرماتا ہے لا یعلم ما فی السمٰوٰت والارض
یعنے نہیں جانتا ہے خدا کہ اُسکے واسطے پسر ہے بیچ آسمانوں کے اور زمین کے اور وہ چیز کہ خدا تعالے
کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے کہ خدا کے پاس نہیں ہے یعنی کسی پر وہ ظلم و تعدی نہیں کرتا رسول
قیصر نے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ و اشہد انک وصی رسول اللہ اور مال
جناب امیر کو دیدیا اُس جناب نے وہ سب مال ارباب ایمان پر تقسیم کر دیا اور بہی اسی کتاب میں ابن
عباس سے منقول ہے کہ زمان خلیفہ ثانی عمر بن الخطاب میں ایک شخص عجمی آذربائیجان میں
ایک اونٹ اپنے پاس رکھتا تہا کہ معاش اُسکی عیال و اطفال کی اُسی کے کرایہ پر موقوف
تہی اتفاقاً وہ شتر حالت مستی میں مہار توڑ کر صحرا کیطرف چلا گیا اُس شخص نے ہر چند اُسکے پکڑنے
میں سعی کی کچھ مفید نہوئی اُسکے اقربا نے اُس سے کہا کہ ہمنے سُنا ہے کہ زمانہ جناب رسول مقبول میں
جب کسیکو ایسی مشکل پیش آتی تہی تو وہ شخص حضرت کی خدمتمیں جاکر عرض کرتا تہا اور بہ برکت
دعاے آنحضرت وہ مطلب کو پہنچ جاتا تہا اور اب اگرچہ وہ جناب زندہ نہیں ہیں مگر اُس جناب کا
جانشین موجود ہے تو اُسکے پاس جاکر التماس کر کہ وہ تیرے واسطے دعا کریں شاید کہ برکت دعا
اُس خلیفہ کے تو اپنے مطلب کو پہنچے اور وہ شتر رمیدہ مطیع و رام اور فرمانبردار ہو جائے غرضکہ یہ
سنکر وہ صاحب شتر مدینہ میں آیا اور خلیفہ ثانی سے اظہار حال کیا عمر نے کہا کہ تو کسی تدبیر سے
اُسکو گرفتار کر اُسنے کہا کہ میں نے بہت سی تدبیریں کیں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی خلیفہ جی نے

کہا کہ میں ایک رقعہ لکھتا ہوں تو اُس رقعہ کو دلیرانہ جا کر اُس شتر کے آگے ڈالدے کہ وہ تیرا تابعدار ہو جائیگا یہ کہکر لکھا کہ یہ مکتوب ہے امیر المومنین عمر کی جانب سے اے گروہ جنات و گروہ شیاطین کے اس شتر رمیدہ کو تم صاحب شتر کے تابع اور رام کردو اور اگر تم اس حکم کی مخالفت کروگے اور شتر کو مطیع اور منقاد نکردوگے تو سزا دیجائیگی وہ شخص اوس مکتوب کو تعویذ جان اپنا کر کر آذربایجان کو روانہ ہوا راوی کہتا ہے کہ مینے جناب علی ابن ابی طالب سے یہ حال بیان کیا فرمایا کہ مثل نبی کے معجزہ اور کرامت ظاہر نہیں ہوتی مگر اُسکے وصی برحق سے راوی کہتا ہے کہ مینے یہ سنکر چاہا کہ اگر کوئی شخص آذربایجان سے آوے تو اُس سے حال صاحب شتر کا پوچھوں اور سب کیفیت دریافت کروں اتفاقاً ایک روز مینے دیکھا کہ وہی شخص چلا آتا ہے مینے دوڑ کر اُس سے ملاقات کی اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ اے شخص جسوقت مینے وہ خط اُس شتر کے روبرو ڈالا تو اُسنے مجھپر حملہ کرکے پکڑ لیا اور چاہا کہ ہلاک کرے اور زمین پر دے پٹکے کہ اسمیں میرا بھائی بہت سے آدمی لیکر پہنچا اور بزور تمام مجھے اُسکے ہاتھ سے چھوڑایا اور یہ زخم جو میرے مُنہ پر دیکھتا ہے اُسی روز کا ہے اب میں آیا ہوں تا خلیفہ سے یہ سب حال بیان کرکے کچھ اپنے واسطے معیشت مقرر کراؤں غرض وہ شخص دار الشرع میں آیا اور خلیفہ صاحب سے حال بیان کیا عمر نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے مینے رقعہ تمکو نہیں دیا تھا اُس شخص نے قسمیں غلاظ و شداد کھائیں کہ میں جھوٹ نہیں کہتا ہوں وہ رقعہ تمہارا تمکو دکھایا تھا خلیفہ صاحب نے اُسکو دار الشرع میں سے نکلوا دیا ابن عباس کہتے ہیں کہ میں اوسکو امیر برحق و وصی مطلق علی ابن ابی طالب کی خدمت میں لیگیا اُس جناب نے دیکھکر تبسم فرمایا اور کہا کہ اے ابن عباس مینے پہلے نہ کہا تھا کہ وہ شخص عنقریب خائب اور خاسر بے حصول مقصد معاودت کریگا

اور اُس مصیبت زدہ کی دلداری کرکے فرمایا کہ تو اُسجگہہ جا اور یہ دعا کو پڑھ اللہم انی اتوجہ

اليك بنبيك نبي الرحمة واهل بيته الذي اخترتهم على العالمين اللهم ذلل لي صعوبتها واكفني شرها فانك
الكافي المعافي الغالب القاهر۔ غرض وہ شخص اپنے گھر چلا گیا دوسرے برس پھر وہ آیا اور بہت سے
شتر اُسکے ساتھ تھے اور زر کرایہ اُنکا جناب امیرؑ کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ
آپ اس زر کے قبول کرنے میں اس غلام پر احسان کریں کہ یہ زر آپکے تصدق کو لایا ہوں حضرتؑ
جناب نے فرمایا کہ میں نے قبول کیا اور تجھی کو بخشا اور جو حال کہ اُنھیں اور شتر میں گزرا تھا بیان
فرمایا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت گویا آپ میرے ہمراہی تھے یا امیر المومنینؑ جب میں نے جا کر وہ دعا
پڑھی اور آپ کا اسم مبارک لیا تو اونٹ فوراً سر جھکائے گردن نیہوڑائے حکم کا میرا فرمانبردار آیا اور ایسا
ہو گیا کہ گویا مجھ میں اور اُنھیں کچھ کدورت ہی نہ تھی آپنے فرمایا کہ اب آئندہ تو اور اور اہل و عیال
تیرے کسی طرح کی صعوبت نہ اُٹھائیں گے اور جب تجھے کوئی صعوبت اور دشواری پیش آئے
تو اُس دعا کو پڑھیو وہ دشواری آسان ہو جائیگی غرض وہ شخص جب تک زندہ رہا ہمیشہ ہر
سال حج کو آتا تھا اور اُسکے پاس بہت سا مال و اسباب جمع ہو گیا اور بھی ابن بابویہ نے
بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد علماء یہود سے خدمت میں جناب امیرؑ
کے حاضر ہوا اور کئی مسئلے پوچھے ازانجملہ ایک بات یہ بھی پوچھی کہ تمہارے پیغمبر کا وصی بعد
اُسکے کتنی مدت تک زندگانی کریگا فرمایا کہ تیس برس پھر اُسنے پوچھا کہ وہ اپنی موت سے مریگا
یا مارا جائیگا فرمایا کہ بلکہ مقتول ہوگا اور اُسکے سر پر بدبخت ترین امت ایک ضرب لگائیگا
کہ ریش اُنکی اُسکے سر کے خون سے خضاب ہوگی یہودی نے کہا بخدا سوگند کہ سچ کہا یہی
اس کتاب میں کہ جسکو حضرت موسیٰ نے اور حضرت ہارون نے لکھا ہے ایسا ہی پڑھا ہے
اور بھی منقول ہے کہ ایک شخص علماء یہود سے خدمت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا اور یہ وقت
تھا کہ وہ جناب جنگ خوارج نہروان سے مراجعت کر کے تشریف لاتے تھے پس اُس یہودی

نے پوچھا کہ یا علیؑ تو ہی ہے وصی پیغمبر آخر الزماں کا حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی ہوں اس یہودی نے کہا کہ ہر وصی پیغمبر پر سات بلائیں اور امتحان وارد ہوتے ہیں حیات پیغمبر میں اور سات بعد ممات اس پیغمبر کے تم بیان کرو کہ تم پر کیا کیا بلائیں وارد ہوئی ہیں فرمایا کہ ہاں وہ سب مجھ پر ہی وارد ہوئیں ہیں اور ایک ایک کو بیان کیا اور پھر فرمایا کہ ایک انھیں سے باقی رہی ہے سب نے پوچھا تو فرمایا کہ وہ بلیہ اخیر یہ ہے کہ یہ ریش اس سر کے خون سے خضاب ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر سب رونے لگے اور صدا ہائے ہائے کی مسجد میں بلند ہوئی اور ایسا ماتم اور شیون برپا ہوا کہ کوئی گھر کوفہ میں نہ تھا کہ جسمیں آواز گریہ و زاری نہ پہنچی تھی یہانتک کہ سب آدمی یہ آواز گریہ سنکر خوف کے مارے گھروں سے اپنے نکلکر مسجد کیطرف بھاگے اور وہ یہودی اسیوقت مسلمان ہوا اور وہ شخص اس جناب کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہا تا اینکہ وہ جناب بدرجہ رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے پس وہ یہودی اسوقت حاضر تھا کہ ابن ملجم کو پکڑ کے جناب امام حسنؑ کی خدمت میں لائے اس یہودی نے کہا کہ اے ابو محمد قتل کرو اس ملعون شقی کو خدا قتل کرے اس لعین کو بدرستیکہ پڑھا ہے میں نے کتاب آسمانی میں کہ گناہ اس بدبخت کا زیادہ ہے پسر آدم سے کہ جسنے اپنے بھائی کو قتل کیا اور زیادہ ہے پے کنندہ ناقہ صالحؑ سے بھی اور بھی بحار اور مجالس وغیرہ کتب معتبرین فرقہ حقہ شیعہ میں مروی ہے کہ روایت کی احمد بن ابی عبد اللہ برقی نے اور انھوں نے ابوہاشم سے اور انھوں نے داؤد ابن قاسم جعفری سے اور انھوں نے ابو جعفر ثانی محمد بن علی الجواد سے کہ اس جناب نے فرمایا کہ ایک روز جناب امیر المومنینؑ سلمان فارسی پر تکیہ کیے مع جناب امام حسنؑ مسجد حرام میں تشریف لائے کہ اسمیں ایک شخص حسن الہیئۃ نیکو صورت بالباس فاخرہ مسجد میں آیا اور جناب امیرؑ پر سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ میں تین سوال آپ سے کرتا ہوں اگر آپ نے ان سب کا جواب دیا تو میں جانوں گا کہ ان لوگوں نے جو کچھ آپ سے معاملہ کیا اور غصب کیا آپ سے خلافت کو دین و دنیا کو

انکے خراب ہوئے اور اگر آپ انکا جواب نہ دینگے تو میں جانونگا کہ تم اور وہ سب برابر ہیں کوئی تم
میں خلیفہ برحق نہیں جناب امیرؑ نے فرمایا پوچھ جو تیرا جی چاہے اس شخص نے کہا کہ اول آپ بیان
کریں کہ آدمی جب سو جاتا ہے تو اسکی روح کہاں جاتی ہے اور آدمی کو کیونکر بھولی ہوئی چیز یاد
آجاتی ہے اور کیونکر چیز کو بھول جاتا ہے اور کیا سبب ہے کہ کسی شخص کا بچہ تو مشابہ ہوتا
ساتھ چچا کے اور کسیکا مشابہ ہوتا ہے ساتھ ماموں کے یہ سنکر جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ اے
ابا محمدؑ اسکا تم جواب دو جناب امام حسنؑ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو یہ پوچھا کہ انسان کی روح سوتے
میں کہاں جاتی ہے حال یہ ہے کہ سوتے کے وقت روح انسان کی ہوا کے ساتھ متعلق ہوتی ہے ساتھ ریح
اور ریح متعلق ہوتی ہے ساتھ ہوا کے جب تک کہ وہ جاگے پس اگر خداوند عالم کا اذن ہوتا ہے
کہ روح اسکی پھیری جائے اوسکے بدن کیطرف تو کھینچتی ہے ہوا ریح کو اور ریح کھینچتی ہے روح کو
پس داخل ہوتی ہے روح بدن میں صاحب نوم کے اور وہ بیدار ہوجاتا ہے اور جو حکم نہیں ہوتا
واسطے پھرنے روح کے تو نہ ہوا ریح کو جذب کرتی ہے نہ ریح روح کو پس وہ شخص مرجاتا ہے اور یہ جو
تو پوچھا کہ انسان کیونکر یاد کرتا ہے اور کیوں کر بھول جاتا ہے اسکا حال یہ ہے کہ دل انسان کا بیچ حقے
کے ہے یعنے ڈبے میں اور اس حقہ پر سرپوش ہے پس جبکہ اسکی خاطر سے کوئی چیز نکلجاتی ہے
یعنے اسکو بھولجاتا ہے اور وہ درود بھیجتا ہے محمد پر درود کامل یعنی مع آل کے تو کھلجاتا ہے طبق
اس حقہ سے پس روشن ہوجاتا ہے قلب پس یاد کرتا ہے وہ شخص اس چیز کو کہ جسکو بھول جاتا ہے
اور اگر درود کامل نہیں بھیجتا یعنے آل کو درود میں نہیں شریک کرتا اللھم صل علی محمد ہی کہکر رہجاتا
ہے تو ڈھک جاتا ہے یہ طبق حقہ پر پس تاریک ہوجاتا ہے قلب اوسکا پس نہیں یاد کرتا اس چیز کو
کہ جسکو بھول گیا ہے اور یہ جو تو نے پوچھا کہ کبھی لڑکا چچا کی شبیہ اور کبھی ماموں کی شبیہ
پیدا ہوتا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ مرد جسوقت آتا ہے اپنی بی بی کے پاس اور اس سے صحبت

کرتا ہے ساتھ قلب ساکن اور مطمئن خاطر اور عروق غیر متحرک اور بدن غیر مضطرب کے تو ساکن
رہتا ہے یہ نطفہ اور قرار پکڑتا ہے نطفہ بیچ جوف رحم کے پس پیدا ہوتا ہے لڑکا شبیہ اپنے
ماں باپ کی اور اگر صحبت کرتا ہے ساتھ قلب غیر ساکن اور بدن مضطرب اور عروق متحرک
کے تو مضطرب ہوتا ہے یہ نطفہ پس واقع ہوتا ہے حالت اضطراب میں ساتھ متحرک کے اور قرار پکڑتا
ہے رگوں میں پس اگر واقع ہوتا ہے اوپر عروق کے عروق اعمام سے تو لڑکا شبیہ ہوتا ہے
ساتھ اعمام کے اور اگر واقع ہوتا ہے اوپر عروق کے عروق اخوال سے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے
شبیہ اخوال کی یہ سنکر اُس مرد نے کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ولم ازل اشہد بہا یعنی گواہی دیتا
ہوں میں کہ نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر خدائے یگانہ اور ہمیشہ گواہی دونگا میں ساتھ اُسکے و
اشہد ان محمداً رسول اللہ ولم ازل اشہد بہا اور گواہی دیتا ہوں میں کہ محمد رسول اللہ کا ہے
اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتھ اُسکے و اشہد انک وصی رسول اللہ والقائم بحجتہ ولم ازل اشہد بہا
اور گواہی دیتا ہوں میں کہ تو وصی رسول اللہ کا ہے اور قائم ہے ساتھ حجت اُسکے کے اور اشارہ
کیا طرف جناب امیرؑ کے اور ہمیشہ گواہی دونگا ساتھ اُسکے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ تم
اے حسنؑ وصی اُنکے اور حجت اُنکی ہو اور حسینؑ ابن علیؑ وصی ہیں اپنے باپ کے اور حجت ہیں انکی
بعد اُنکے اور علی ابن الحسینؑ قائم ہیں ساتھ امر حسینؑ کے بعد اُنکے اور علی محمد بن علیؑ قائم ہیں ساتھ
امر علی ابن الحسینؑ کے بعد اُنکے اور علی جعفر بن محمدؑ قائم ہیں ساتھ امر محمد بن علیؑ کے اور علی موسیٰ
بن جعفرؑ قائم ہیں ساتھ جعفر بن محمدؑ کے اور علی ابن موسےؑ قائم ہیں ساتھ امر موسیٰ بن جعفرؑ کے
اور علی محمد بن علیؑ قائم ہیں ساتھ امر علی ابن موسیٰؑ کے اور علی ابن محمدؑ قائم ہیں ساتھ امر محمد بن علیؑ کے
اور حسنؑ بن علیؑ قائم ہیں ساتھ امر علی ابن محمدؑ کے اور گواہی دیتا ہوں میں اوپر اس شخص کے کہ وہ اولاد
حسینؑ سے ہے کہ نہ کنیت کیا جاتا ہے اور نہ نام لیا جاتا ہے یہاں تک کہ ظاہر ہووے امر اُسکا پس بھر دیگا

زمین کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و جور سے اور سلام تجھپر اے امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہ کہکر وہ شخص چلا گیا جناب امیر نے جناب امام حسن سے کہا کہ اے فرزند دیکھو تو یہ شخص کدہر جاتا ہے جناب امام حسن دیکھکر آئے اور عرض کی کہ یا ابتا مسجد کے دروازہ تک تو اسکے پاؤں کا نشان معلوم ہوا اور پھر آگے اسکے کہیں اسکا نشان نہ ملا کہ وہ کدہر گیا آپ نے فرمایا کہ اے حسن تمنے جانا کہ وہ کون تھا عرض کی اللہ اور رسول اور امیر المومنین بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے فرزند وہ خضر تھے

فصل نویں بیچ بیان حال سخاوت جناب امیر کے اور اہلبیت علیہم السلام کے

واضح ہو کہ حال سخاوت کا اہلبیت کی یہ تھا کہ آپ فاقہ پر فاقہ کرتے تھے اور اپنے اہل و عیال کو بھی بھوکا رکھتے تھے مگر فقیر اور مسکین اور محتاج کو بھوکا نہ رکھتے تھے اونکو سیر کر دیتے تھے چنانچہ صدوق نے امالی میں بدو سند جناب امام بحق ناطق امام جعفر صادق سے اور ابن عباس سے آیہ کریمہ یوفون بالنذر میں روایت کی ہے کہ ایکبار جناب حسنین کو زمانہ طفولیت میں بیماری عارض ہوئی جناب مستطاب رسالت مآب آنحضرت در شاہوار رسالت و امامت کی عیادت کو تشریف لائے دو شخص اور بھی اُس جناب کی ہمراہ تھے ایک نے اُنمیں سے عرض کی یا ابا الحسن آپ کوئی چیز نذر کریں کہ تا خداوند عالم انکو جلد شفا عنایت کرے جناب امیر اور جناب فاطمہ اور حسنین اور فضہ نے تین تین روزے نذر کیے مگر اُس روز جناب معصومہ کے گھر میں کچھ کھانے کو نہ تھا جناب امیر شمعون یہودی کے گھر تشریف لیگئے اور اُس سے کہا کہ اے شمعون آیا تو تھوڑا سا صوف دیتا ہے کہ دختر رسول خدا تین صاع جو کے عوض اوسکو کاتے عرض کی اچھا بہتر اور تھوڑا سا صوف اور تین صاع جو جناب امیر کو اُسنے دیئے اور اُس جناب نے انکو جناب سیدہ کو لا کر دیا اور حال بیان کیا جناب معصومہ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو کو پیسکر پانچ قرص نان اسکی پکائی اور بعد افطار جب سب صاحب کھانے کو بیٹھے تو ایک مسکین نے دروازہ کی

پرآنکر آواز دی کہ السلام علیک یا اہلبیت محمدؐ میں مسکین ہوں مجہو اپنے کہانے میں سے کہانا دو خدا تعالےٰ تمہیں بہشت کے نعمت عطا کریگا جناب امیرؑ نے یہ سنکر لقمہ ہاتہ سے رکہدیا اور فرمایا کہ اے فاطمہ صاحب جود و سخا اور اے دختر رسول خدا ایک فقیر مسکین ہمارے پاس التجا لایا ہے اور بہوک سے خدا کیجانب درہمے شکایت کرتا ہے پس جو شخص کار خیر کرتا ہے وہ دائم عیش و عشرت میں رہتا ہے اور بہشت اسکا وعدہ گاہ ہے اور وہ نعمتیں بہشت کی اسکو نصیب ہوتی ہیں کہ جو بخیل پر حرام ہیں اور بخیل ہمیشہ عذاب میں رہیگا اور جہنم میں داخل ہوگا جناب معصومہ نے عرض کی کہ میں تمہاری تابع فرماں ہوں اور بخیل نہیں ہوں بلکہ آرزو کرتی ہوں کہ خدا تعالےٰ عوض اس بہوک کے مجہے اپنے دوستوں کے ہمراہ بہشت میں داخل کرے یا سفارش کرکے گنہگاران امت کو بخشواؤں غرض سب جاجونے حتے کہ حسنینؑ نے بہی باوجود صغر سنی اپنی اپنی روٹی اس مسکین کو اٹہا دی اور سوائے پانی کے اور کچہ نہ چکہا اور بہوکے سو رہے دوسرے دن پہر سب نے روزہ رکہا جناب معصومہ نے ایک حصہ صوف کا کاتا اور ایک صاع جو اسکی مزدوری کے پیسے اور پانچ گردہ نان پکائے اور جب بعد افطار کہانیکو بیٹہے تو ناگاہ ایک یتیم نے آنکر سوال کیا جناب امیرؑ نے ہاتہ سے لقمہ ڈالکر جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ اے دختر سید انبیا و اے لخت جگر پیغمبر صاحب جود و سخا یہ مومنت وردہ ہے جانب خدا سے ہمارے واسطے جو شخص کسی پر رحم کریگا دنیا میں خدا تعالےٰ اسپر رحم کریگا آخرت میں اور میعاد اسکا بہشت نعیم ہے کہ خدا نے اسکو بخیل اور لئیم پر حرام کیا ہے اور بخیل و لئیم قیامت میں نہ کہڑے ہونگے مگر نادم اور پشیمان مذمت کئے ہوئے اور آتش جہنم میں داخل ہوکر بجائے آب چرک صدید و آب گندیدہ پئیں گے یہ سنکر جناب فاطمہؑ نے عرض کی کہ میں عنقریب دیتی ہوں اور کچہ پرواہ نکرونگی اور رضا اور خوشنودی خدا تعالےٰ کو اپنے اطفال پر اختیار کرونگی میرے فرزندوں نے شب بسر کی ہے

حالت گرسنگی میں کو جیک انکا بیٹے حسینؑ کربلا میں شہید ہوگا بمکر و حیلہ اور اُسکے قاتل کے بیچ ویل
ہے اور وبال عظیم اور وہ داخل ہوگا جہنم میں غل و زنجیر آتشین میں جکڑا ہوا یہ فرماکر وہ گرد یا روٹی
نان اُس سائل کو اٹھا دیئے اور اُس شب بھی سب نے کچھ نہ کھایا سوائے آب پانی کے تیسرے روز بعد افطار
جب خوان لاکر آگے رکھا اور سب صاحبوں نے قصد کھانیکا کیا اور لقمہ توڑا کہ ایک قیدی آنکر پکارا
کہ السلام علیک یا اہلبیت محمدؐ ہمکو اسیر کرتے ہو اور پھر ہمیں کچھ کھانیکو نہیں دیتے جناب امیرؑ نے
یہ سنکر لقمہ ہاتھ سے ڈالدیا اور کہا کہ اے فاطمہؑ دختر پیغمبر بزرگ عظیم الشان تمہارے پاس ایک
اسیر آیا ہے کہ کہیں نہیں جا سکتا اور ایک بندۂ خدا ہے غل و زنجیر میں مقید اور شکایت کرتا
اپنی بھوک سے جو شخص آج کے دن اسکو کھانا دیگا قیامت کے روز خدا تعالٰی سے جزا اسکی پاویگا
کھیتی ہوتا ہے اور زراعت کرتا ہے وہ جلد اسکو درو کرتا ہے پس اسکو کچھ دیدو اور محروم نہ پھیرو
جناب فاطمہؑ نے فرمایا ہاتھ چکی پیسنے سے مجروح ہوگئے ہیں اور ایک صاع کے سوا اور کچھ باقی
نہیں رہا اور میرے فرزند نہایت گرسنہ اور بھوکے ہو رہے ہیں خداوندا تو انکو ضائع نہ کرنا کہ انکا
باپ صاحب خیر و معروف ہے اور کشادہ دست یہ فرماکر سب روٹیاں اسیر کو اٹھا دیں اور سوائے
پانی کے اُس روز بھی کچھ نہ چکھا اور چونکہ تینوں روزے تمام ہو چکے تھے تو صبح کو سب برنج فاقہ
پیدا ہوئی اور جناب امیرؑ حسنینؑ کو لیکر رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حسنینؑ کا بھوک کے
مارے عجب حال تھا کہ ضعف کے سبب کانپتے تھے جناب رسولخداؐ نے جو یہ حال انکا دیکھا تو فرمایا
کہ اے ابو الحسن بہت سخت ہے مجھپر کہ میں یہ حال تمہارا دیکھوں چلو فاطمہؑ کے پاس غرضکہ حضرات
اُس معصومہ کے پاس آئے تو اس سیدہ کو محراب عبادت میں کھڑا پایا کہ شکم مبارک بھوک کے سبب پشت
سے لگ گیا تھا اور آنکھیں گڑھے میں گھس گئی تھیں پس جب رسولخداؐ نے یہ حال معصومہ کا
دیکھا تو انکو سینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ میں پناہ لیجاتا ہوں تمہارے اس حال سے خداوند سے اُس وقت

جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد جو کچھ کہ خدا تعالے نے تمہارے واسطے مہیا
کیا ہے اسکو لو پس حضرت نے پوچھا کہ کیا چیز لوں اے جبرئیل کہا ہل اتی علی الانسان حین من الدہر
یہانتک کہ اس آیہ کو پڑھا ان ہذا کان لکم جزاء وکان سعیکم مشکورا اور ایک روایت میں وارد ہے
کہ جب رسولخدا جناب فاطمہ کے گھر میں تشریف لائے اور انکو اس حال میں دیکھا تو روئے اور کہا
کہ تم تین روز سے گرسنہ ہو اور یہ حالت تمہاری تھی اور میں غافل ہوں کہ جبرئیل امین یہ آیات لیکر

نازل ہوئے ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافورا عینا یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا
تفجیرا یعنے بہ تحقیق کہ ابرار اور نیکوکار پئیں گے کاسونسے کہ ہوگا مزاج انکا مثل کافور کے
چشمہ کے کہ پئیں گے اس سے بندے خدا کے پھاڑینگے اس چشمے کو پھاڑنا کر راوی کہتا ہے کہ
یہ چشمہ جناب رسولخدا کے گھر میں ہے کہ اس سے اور چشمے جدا ہوئے ہیں اور اور پیغمبروں اور
مومنوں کے گھر میں بہتے ہیں یوفون بالنذر پورا کرتے ہیں نذر کو مراد اس سے علیؑ اور فاطمہؑ
اور حسنینؑ ہیں ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ڈرتے ہیں اس روز سے کہ شر اس روز کا عظیم
ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا اور دیتے ہیں کھانا نیکو راہ خدا میں اسکی محبت
میں مسکین کو اور یتیم کو اور اسیر کو انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا اور سمجھتے ہیں یہ سوائے
اسکے نہیں کہ ہم تمہیں کھانا دیتے ہیں واسطے خدا کے اور نہیں چاہتے ہم تم سے یہ کہ مکافات
اور بدلا کرو اسکا اور نہیں چاہتے ہم اسپر شکر کہ تم ہماری تعریف کرو حضرت فرماتے ہیں کہ
یہ بات انہوں نے زبان سے نہیں کہی لیکن دلمیں رکھتے تھے خدا تعالے نے انکو دل کی بات کی
خبر دی کہ یہ قصد رکھتے ہیں فوقہم اللہ شر ذلک الیوم پس نگاہ رکھا خدا نے انکو اس
روز کے شر سے اور انکو دی نضرت اور سرور اور شادی دنیا میں اور جزا دی انکو بسبب صبر کے آخرت
میں بہشت کہ رہویں اسمیں اور حریر کہ فرش کریں اسمیں اور بیٹھیں اس حال میں کہ تکیہ کیے ہیں

اوپر تختوں کے اور کرسیوں کے حوروں کے ساتھ اور نہیں دیکھتے ہیں بہشت میں آفتاب کو اور نہ زمہریر
کو ابن عباس سے منقول ہے کہ بہشتی ایک روشنی دیکھیں گے بہشت میں مثل روشنی آفتاب کی کہیں گے کہ الٰہی تو نے
فرمایا تھا کہ لا یرون فیہا شمسا یعنے نہ دیکھیں گے اسمیں آفتاب کو پس یہ کیا روشنی ہے اسوقت جبرئیل
انکے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ یہ نور آفتاب کا نہیں ہے بلکہ یہ نور ہے فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ
کے تبسم کرنیکا کہ یہ حضرات اسوقت آپس میں ہنستے ہیں اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں روایت کی ہے
کہ ذکر کیا ہے اس روایت کو ابو صالح اور مجاہد اور ضحاک اور حسن اور عطا اور قتادہ اور مقاتل
اور لیث اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن جبیر اور عمرو بن شعیب اور حسن بن مہران اور نقاش اور
ثعلبی اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں اور صاحب اسباب نزول اور خطیب مکی نے اربعین میں
اور ابو بکر شیرازی نے اور ابو بکر احمد بن فضل نے اس طرح پر کہ کتاب عروس میں روایت کی ہے
اصبغ وغیرہ سے اور علمائے اہلبیت عصمت و طہارت نے امام محمد باقر سے اس حدیث کو اس طرح پر روایت
کیا ہے کہ جب رسولخدا نے ان سب کو بھوکا دیکھا تو جبرئیل نازل ہوئے اور انکے پاس ایک طبق طلا
کا پر از طعام تھا پس سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا یہانتک کہ خوب سیر ہوگئے اور کچھ اسمیں سے کم
نہ ہوا امام حسین باہر تشریف لیگئے اور ایک ٹکڑا گوشت کا حضرت کے ہاتھ میں تھا ایک زن یہودیہ نے
اُنسے وہ ٹکڑا طلب کیا حضرت امام حسین نے ہاتھ اُسکو دینے کو بڑھایا اور چاہا کہ وہ پارہ لحم
اُسکو عنایت کریں کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور دست مبارک سے اُس پارہ لحم کو لیلیا اور اُس
طبق کو آسمان پر لیگئے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اگر حسین اُس یہودیہ کے دینے کا ارادہ نہ کرتے تو
وہ طبق تا روز قیامت ہمارے پاس رہتا اور ہم ہمیشہ اسمیں سے کھاتے اور پھر اسمیں سے کچھ کم نہ
ہوتا اور آیۂ شریفہ یوفون بالنذر نازل ہوا۔ اور علی ابن ابراہیم نے تفسیر کریمہ ویطعمون
الطعام میں جناب مستطاب جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ جناب

معصومہ کے پاس خدری جو تھے اُس سے عصیدہ کہ قسم طعام سے ہے مہیا کیا اور وقت سب حضرت تناول کرنیکو بیٹھے کہ مسکین آیا اور اُسنے سوال کیا وہ سب عصیدہ سبنے اسکو دیدیا پھر دوسرے دن یتیم آیا اور تیسرے دن مسکین آیا اور آن حضرات نے اپنا اپنا حصہ اسکو دیدیا اور آپ تین روز تک بھوکے رہے کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوا وسعیکم مشکورا مترجم کہتا ہے کہ یہ واقعہ غیر واقعہ سابق کا ہے اور یہ دوبارہ معاملہ ہوا ہے کتاب خرایج میں قطب راوندی نے اسطرح روایت کی ہے کہ جب تین روز اسطرح گذرے اور یہ بدگور ہوگئے گذری اور آن حضرات پر بھوک نے غلبہ کیا اور جناب رسولخدا کو بھی جو تہا روز فاقہ کو تھا اور حضرت نے بسبب گرسنگی کے پتھر شکم مبارک پر باندھ رکھا تھا اور اپنے اہلبیت کا بھی حال حضرت پر منکشف تھا پس وہ جناب حضرت امیر کو ہمراہ لیکر مقداد کے باغ میں تشریف لائے اور اُس زمانہ میں کسی درخت خرما پر پھل نہ تھا اور موسم خرمے کا ہوچکا تھا آپ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن یہ ٹوکرا لیکر اس درخت کے تلے جاؤ اور کہو اُس سے کہ رسولخدا کہتا ہے کہ بحق خداوند عالم میوہ اپنا ہمیں دے جناب امیر فرماتے ہیں کہ جب مینے یہ پیغام حضرت کا پہنچایا تو درخت نے سر اپنا نیچے جھکا دیا مینے دیکھا کہ اسمیں میوہ ایسا لگا ہوا ہے کہ مثل اسکے کسی نے نہ دیکھا ہوگا عرض کہ مینے اسمیں سے اچھے اچھے خرمے توڑ لیے اور حضرت کی خدمت میں لاکر حاضر کیے پس حضرت نے بھی کھائے اور مینے بھی کھائے اور مقداد کو مع حصہ اسکے عیال کے دیے اور موافق ضرورت جناب معصومہ اور حسنین کے گھر میں لیکر آئے دیکھا کہ جناب سیدہ درد سر سے کمال متاذی ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے فاطمہ خوشخبری ہو تجھے اور صبر کر ان مراتب کو جو تیرے لیے خداوند عالم کے نزدیک مہیا ہیں نہ پہنچی گی بجز صبر کے پس جبرئیل سورہ ہل اتے لیکر نازل ہوا اور ثعلبی نے بھی طرائف میں ثعلبی سے اور اُسنے ابن عباس سے اس حدیث اور نزول سورہ ہل اتے کو ان حضرات کے حق میں روایت کیا ہے اور بعد اسکے کہا کہ موافق اُس خبر کے کہ

ثعلبی نے غزالی سے اپنی کتاب میں کہ معروف بہ سقہ ہے نقل کی ہے کہ ان حضرت پر آسمان سے مائدہ
اترا اور سات روز تک ان سب نے اس سے تناول کیا اور پھر کہا ہے کہ حدیث مائدہ و نزول اُسکا ان
حضرات پر سب کتابوں میں مذکور ہے اور بھی سید نے کہا ہے کہ خطیب خوارزم نے اپنی کتاب میں
حدیث مائدہ کو نقل کیا ہے اور واحدی نے اپنی تفسیر میں حدیث نزول سورۂ مذکور کو ذکر کیا ہے
اور زمخشری نے کشاف میں اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور اوروں نے بھی اسکو نقل کیا
ہے اور ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُن جناب نے اپنے آبا کرام سے مثل
روایت سابقہ کے لکھا ہے کہ اُس روایت میں یہ بات اور زیادہ ہے کہ جناب امیرؑ بعد تین دن کے
ابو حبیلہ انصاری کے پاس تشریف لیگئے اور اُس سے ایک دینار قرض لیا اور بازار مدینہ میں تشریف
لائے تاکہ کچھ قسم طعام سے خریدیں کہ مقداد بن اسود سے ملاقات ہوئی وہ بھی بازار میں بیٹھے
تھے جناب امیرؑ اُنکے پاس تشریف لیگئے اور سلام کیا اور باعث حزن و اندوہ کا پوچھا مقداد
نے عرض کی کہ میں کہتا ہوں جو کچھ کہ بندہ صالح موسیٰ بن عمران نے کہا تھا کہ رب انی لما انزلت
الی من خیر فقیر یعنی اے پروردگار میرے بدرستیکہ میں ساتھ اس چیز کے کہ تو نے نازل کیا طرف میری
نیکیوں اور خیرات سے محتاج ہوں جناب امیرؑ نے پوچھا کہ تمہیں کے روز سے فاقہ ہے عرض
کی کہ چار دن سے حضرت نے فرمایا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر آل محمد تو تین روز سے فاقہ میں اور تو چار روز
سے ہے پس تو ہم سے زیادہ اس دینار کا سزاوار اور مستحق ہے راوی کہتا ہے کہ اُس جناب نے
وہ دینار مقداد کو دیدیا اور رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مسجد میں تشریف رکھتے
تھے جب حضرت عبادت سے فارغ ہوئے تو دست مبارک دوش جناب امیرؑ پر رکھکر ارشاد کیا
کہ علی میں تمہارے ساتھ تمہارے گھر چلتا ہوں شاید کہ کچھ کھانا میسر ہو اسواسطے کہ مینے سنا ہے
کہ تم نے ابو حبیلہ سے ایک دینار قرض لیا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ جناب تشریف لیچلے اور جناب

انگیر کو جیاد منگیر تہی کہ دینار تو مقداد کو دیدیا اور حضرتؑ فرماتے ہیں اور حال جناب رسولِ خدا
کا یہ تھا کہ بسبب غلبہ بھوک کے پتھر شکم مبارک پر باندھے ہوئے تھے تا اینکہ جناب فاطمہؑ پہنچے
اور دروازے کو ہلایا جناب معصومہ دروازے پر تشریف لائیں اور دروازہ کھولا جب نظر جناب
معصومہ کی روئے مبارک جناب رسالت مآب پر پڑی اور اثر بھوک کا اُس سرور انبیا کے بشرے
پر نمایاں دیکھا تو گھبرا کر گھر میں تشریف لائیں اور کہا واسوتاہ من اللہ و رسولہ اے ابوالحسنؑ تین
روز سے ہمارے پاس کچھ نہیں یہ کہکر حجرۂ طاہرہ میں تشریف لیگئیں اور دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بحضور
خالقِ کون و مکاں دستِ دعا دراز کیے اور کہا کہ اے ربّ الصلوٰۃ یہ محمد پیغمبر تیرا ہے اور فاطمہؑ دختر
تیرے پیغمبر کی ہے اور علی تیرے پیغمبر کا داماد بھی ہے اور پسر عم بھی اُسکا ہے اور یہ حسنؑ اور حسینؑ دونوں
فرزند تیرے پیغمبر کے ہیں بارِ خدایا بدرستیکہ بنی اسرائیل نے تجھسے سوال کیا کہ ہمپر مائدہ کو نازل
کر خداوندا تو نے اُنکے سوال کو پورا کیا اور اُنپر مائدہ کو نازل کیا اور اُنہوں نے کفرانِ نعمت کیا
خداوندا آلِ محمد کفرانِ نعمت تیرا نکریں گے یہ کہکر سلام پھیرا اُسوقت ایک طبق مملو کھانے
آگے رکھا ہوا دیکھا اُسکو اُٹھا کر رسولِ خدا کی خدمت میں لائیں اُس جنابنے ہاتھ طبق کیطرف بڑھایا
کہ اُس طبق اور طعام نے تسبیح کی جناب رسولِ خدا نے آیہ وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ تلاوت فرمایا
اور ارشاد کیا کہ اے علی کھاؤ مگر اُسکے اطراف سے کھانا اور بیچ سے نہ کھانا کہ بیچ میں اُسکے برکت
ہے پس جناب رسولِ خدا اور علی مرتضےٰ اور فاطمہؑ زہرا اور حسنینؑ نے تناول کیا پس جناب پیغمبر کھاتے
جاتے تھے اور رخِ انور علی پر نظر کرتے جاتے تھے اور تبسم فرماتے تھے اور جناب علیؑ نظر تعجب جناب
فاطمہ زہرا پر کرتے تھے حضرت نے فرمایا کہ اے علی کھاؤ اور فاطمہؑ سے کچھ نہ پوچھو میں حمد
کرتا ہوں اُس خدا کو کہ جسنے مثل تیرے اور فاطمہؑ کے مثل مریم دختر عمران اور زکریا کے ہے

کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ ان اللہ

یہ رزق من اللہ بغیر حساب ہے اے علی یہ کرامت اور منزلت تیرے واسطے بسبب اس دینار کے ہے کہ جو
تو نے مقداد کو قرض دیا اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں زید بن ربیع سے روایت کی ہے
کہ رسولخدا نے بسبب گرسنگی کے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا پس جناب فاطمہ زہرا کے گھر تشریف
لائے اور حسنین حضرت کی دوش مبارک پر سوار ہوئے اور کہتے تھے کہ یا جداہ ہمیں کھانا عنایت
ہو رسولخدا نے جناب معصومہ سے ارشاد کیا کہ انکو کھانا دو فاطمہ نے عرض کی کہ یا ابتا غیر از برکت
رسولخدا گھر میں کوئی چیز کھانیکی قسم سے نہیں ہے حضرت نے یہ سنکر اور کمال اشفاق کر کے اپنے آب
دہن سے انکو خوب مطعوم کیا کہ وہ دونوں شہزادے سیر ہو کر سو رہے پس جناب امیر فرماتے ہیں
کہ میں تین گردہ نان ہمسایہ سے قرض لئے اور وقت افطار کا آیا تو روزہ افطار کر کے آگے
رسولخدا کے وہ تینوں گردہ نان رکھی اور ارادہ تناول کا کیا ایک سائل نے آنکر سوال کیا پس ایک
گردہ نان اسکو اٹھا دیا اور اسیطرح وہ دو گردہ نان باقی بھی دو دفعہ میں سائلوں کو عنایت
کر دیا اور سب صاحب بھوکے رہے کہ آیہ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا نازل
ہوا اور پھر عبداللہ بن ربیع نے اپنے پدر اور اپنے جد سے اسطرح روایت کی ہے کہ حذیفہ نے جناب
رسولخدا کی دعوت کی حضرت ان کو رخصت کر کے اسکے گھر تشریف لیگئے اور تھوڑی ہی دیر ٹھہر کر
تشریف لے آئے حذیفہ نے نصف ترید یعنی ایک قسم کا کھانا حضرت کے واسطے بھجوا دیا
آں جناب نے اسکے تین حصے کیئے ایک اپنے واسطے اور ایک فاطمہ کے واسطے اور ایک اپنے
خادم کیواسطے اور تینوں دفعہ سائلوں کو دیدیے پس آیہ مذکور نازل ہوا اور اسطرح کی
روایتیں بہت سی وارد ہوئی ہیں غرضکہ اتفاق ہے فریقین کا اسپر کہ سورہ ہل اتی شان میں
اہلبیت کے نازل ہوا ہے اسصورت میں کہ تین روز تک فاقہ سے رہے اور سائلوں کو اپنا
کھانا دیدیا اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں ذکر کیا ہے کہ آیہ وافی ہل اتی علی الانسان

حین من الدہر لم یکن شیئا مذکورا تفسیر المطالب میں اسطرح وارد ہے کہ ما اتی علی الانسان زمان من
الدہر الا وکان فیہ شیئا مذکورا یعنی نہیں گزرا اوپر انسان کے کوئی زمانہ دہر کا مگر یہ کہ انسان
بیچ اُس زمانہ کے ایک چیز تہا مذکور اور کیونکر مذکور نہو کہ نام اُسکا لکہا ہوا تہا ساق عرش اور
در بہشت پر اور دلیل اسپر یہ ہے کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ ہمنے پیدا
کیا انسان کو نطفہ سے اور معلوم ہے کہ حضرت آدم نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے پس مراد انسان
سے اسجگہ جناب امیر ہیں المختصر جبکہ یہ ثابت ہوا روایات طرفین سے اور اجماع مفسرین اور محدثین
سے کہ یہ سورہ مبارک شان میں اہلکسا آل عبا کے وارد ہوا ہے تو کوئی صاحب عقل اور ذی علم
شک نکریگا اسمیں کہ یہ فضیلت سوائے ان حضرات کے اور کسی میں پائی نہیں جاتی نزول اس
سورہ کا اور اُترنا مائدہ کا دلالت کرتا ہے کمال جلالت بلندی اور بزرگواری ان حضرات پر نزدیک
خدا کے اور یہ بہی معلوم ہے کہ مخصوص ہونا ان بزرگوں کا مکارم اور مفاخر کے ساتھ دلیل
واضح ہے کہ تقدیم اُنپر اُن لوگوں کی کہ جو ایسے نہ تہے نہایت قبیح اور بغایت شنیع ہے اور بعض
مخالفین سے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوا ہے اور یہ قصہ مدینہ کا ہے پس یہ سورہ کیونکر
اہلبیت کی شان میں نازل ہوا جواب اُسکا یہ ہے کہ وہ غلط کہتے ہیں کہ سورہ مکیہ ہے
یعنی مکہ میں نازل ہوا ہے بلکہ یہ سورہ مدنیہ ہے اوّل تو اسواسطے کہ ابو حمزہ ثمالی نے اپنی تفسیر میں
ابو عبد اللہ بن الحسن سے روایت کی ہے کہ یہ سورہ مدنی ہے اور شان میں علی اور فاطمہ کے یہ
سورہ نازل ہوا ہے اور بعد اسکے کہا ہے کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اوّل سورہ کہ مکہ میں نازل
ہوا ہے اقرا باسم ربک ہے اور پہر سورہ مکیہ کا شمار کیا ہے کہ وہ پچاسی ۸۵ سورے ہیں اور پہر سورہ
مدینہ کو گنا ہے اور کہا ہے کہ اٹہائیس سورے ہیں کہ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور اونکی تفصیل
لکہی کہ انمیں سورہ ہل اتی کو بہی گنا ہے اور ایسی ہی احمد نے ذکر کیا اور حسن بصری سے روایت

کی ہے کہ اُنہوں نے ہل اتی کو سورہ مدنیہ میں شمار کیا ہے اور پھر احمد زاہد نے موافق ایک روایت
کے کتاب ایضاح میں عثمان عطا سے اور اُنے اپنی باپ سے اور اوسنے ابن عباس سے روایت کیا ہے
اس مضمون کو ساتہ زیادتی کے کہ جسوقت شروع کسی سورہ کا مکہ میں ہوتا تہا تو اُسکو مکی کہتے تہے
اور جب خدا تعالے اُسمیں زیادتی کرنا چاہتا تہا تو مدنیہ میں زیادتی کرتا تہا اور پہر سعد بن خبیر نے
روایت کی ہے کہ اُسنے جناب مستطاب علی ابن ابی طالب سے نقل کی ہے اور اُنجنابنے فرمایا کہ پیغمبر
ہو چار رسولخدا سے ثواب قرآن کا اُس جنابنے بعد بیان ثواب سب سورے قرآن کے جسطرح پر کہ آسمان سے
نازل ہوئی تہی ارشاد کیے تا اینکہ ہل اتی کو سورہ مدنیہ میں گنا اور بعض معاندین اہلبیت نے خوب تعجب
کیا ہے کہ کیونکر جائز ہے صدقہ دینا ایسے شخص پر کہ جو خود بھی محتاج ہو اور بہوکا اور عیال بہی بہوکے
بہوکے ہوں اور قریب ہلاکت کے جواب سکا یہ ہے کہ شاید اس شخص نے یہ آیہ قرآن شریف اور
فرقان مجید کا نہیں دیکہا اور نہیں پڑہا کہ ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنے اختیار
اور ایثار کرتے ہیں اپنے پر اوروں کو اگرچہ ان کیواسطے ہی احتیاج ہو یعنے باوجود اسکے کہ خود بھی
محتاج ہیں مگر اپنے احتیاج پر اوروں کی احتیاج کو مقدم رکہتے ہیں آپ نہیں کہاتے اوروں کو کہلا دیتے
ہیں دوسرے یہ کہ اوپر جو روایتیں گزریں اور اخبار متواترہ کتب طرفین سے روایات مقبولہ جانبین
سے مذکور ہوئیں اُنمیں یہی لکہا ہے کہ یہ سورہ اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوا ہے پس اگر
نزول سورہ مذکورہ کا مکہ میں ہوتا تو یہ روایتیں کیونکر صحیح ہوتیں شیخ شرف الدین نے کنز میں ابو ہریرہ
سے روایت کی ہے کہ ایک شخص خدمت رسولخدا میں حاضر ہوا اور بہوک سے اُسنے شکایت
کی اُس جنابنے اپنی بیبیوں اور ازواج کے گہر کہلا بہیجا کہ ایک بہوکا شخص بہوک سے شکایت
کرتا ہے اگر کسیکو کچہہ میسر ہو تو اسکو دیدے سب بیبیوں نے کہلا بہیجا کہ ہمارے پاس سوا پانی کے
اور کچہہ نہیں ہے یہ جواب سنکر حضرت نے فرمایا کہ آج کی شب کون شخص اسکا متکفل ہوتا ہے جناب

مستطاب علی مرتضےٰ نے عرض کی کہ میں اسکو مہمان اپنا کرتا ہوں یا رسول اللہ پس جناب امیر یہ فرما کر
جناب فاطمہ زہرا کے پاس تشریف لائے اور اس ماجرے سے آپ کو آگاہ کیا جناب معصومہ نے یہ سنکر ارشاد
کیا کہ بجز قوت اطفال کے اور میرے پاس کچھ نہیں مگر میں مہمان کو اپنے فرزندوں پر اختیار کرتی ہوں
حضرت نے فرمایا کہ اطفال کو تو بہلا کے سلا دو اور اُس مرد کا پیٹ بھر دو پس جناب سیدہ نے ایسا ہی
کیا جب وقت صبح کا ہوا اور جناب امیر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خداوند عالم نے یہ آیہ
نازل کیا کہ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصہ یعنے اختیار کرتے ہیں اپنے اوپر اگرچہ آپ
محتاج ہوں اور بھی جناب مستطاب جعفر محمد صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک دن جناب فاطمہ
نے حضرت علی سے کہا کہ تم میرے پدر عالیقدر کی خدمت میں جاؤ اور میرے واسطے کچھ اُنسے
طلب کرو چنانچہ جناب رسول خدا نے ایک دینار دیا اور فرمایا کہ اے علی جاؤ اور اپنے عیال کے لیے
کچھ خریدو پس وہ جناب دینار لیکر رخصت ہوئے اثنائے راہ میں مقداد بن اسود کندی سے ملاقات ہوئی
اُنہوں نے اپنی احتیاج عرض کی اُس جناب نے وہ دینار مقداد کو دیدیا اور مسجد میں آنکر سو رہے جناب
رسول مقبول نے آپ کا بہت انتظار کیا جب آنے میں دیر ہوئی تو مضطر ہو کر کھڑے ہو گئے اور
مسجد میں ٹہلنے لگے ناگاہ دیکھا کہ علی خواب استراحت میں ہیں آپ نے انکو بیدار کیا جب وہ
بیدار ہو کر روبرو آپ کے بیٹھے تو حضرت نے پوچھا کہ یا علی تم نے آج کیا کام کیا آپ نے عرض کی
کہ جب میں آپ سے رخصت ہوا تو مجھے راہ میں مقداد ملا اور اپنی احتیاج ظاہر کی میں نے وہ دینار
اُسکو دیدیا حضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے اُسکی خبر دی ہے اور آیہ یؤثرون تمہاری
شان میں لایا ہے اور پھر اسی کتاب میں جابر سے اور اُنسے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت
کی ہے کہ کچھ مال اور چند حلے رسول خدا کی خدمت میں کہیں سے آئے حضرت نے اُس مال کو اُن پر قسمت کیا
جب بانٹ چکے تو ایک شخص فقرائے مہاجرین سے کہ وقت تقسیم حاضر نہ تھا آیا رسول خدا نے ارشاد کیا

کہ کون شخص تم میں سے اس مرد کو اپنے پر اختیار کرتا ہے اور حصہ اپنا اسکو دیتا ہے جناب سلطانؑ
نے عرض کی کہ یہ حصہ میرا حاضر ہے اسکو آپ دیدیں جناب رسولخداؐ نے وہ حصہ حضرت کا اُس فقیر کو
دیدیا اور فرمایا کہ اے علی بدرستیکہ تجھے خدا نے کیا ہے سبقت کرنیوالا ساتھ خیرات کے اور بخشش
کرنیوالا ہے ساتھ مال اپنے کے تو اے علی یعسوب اور بادشاہ مومنوں کا ہے اور ظالم وہ شخص ہے
کہ جو تجھپر حسد کرے اور تجھپر پیشی اور تقدیم ڈھونڈے اور تجھپر زیادتی لیجائے اور تیرے حق کو منع
کرے بعد میرے اور بہی جابرؓ سے اور اُنسے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ایک
دن جناب اقدس نبوی بیٹھے تھے اور اصحاب حضرت کے گرد جمع تھے کہ اسمیں جناب امیر المومنینؑ
تشریف لائے اور جامہ کہنہ پارہ پارہ پہنے ہوئے تھے کہ اکثر جا سے بدن مبارک نمایاں تہا جناب
رسولخداؐ نے حضرت علیؑ کیطرف نظر رافت و شفقت فرماکر آیہ یوثرون تلاوت فرمایا اور کہا
کہ اے علیؑ بدرستیکہ تو اس روز بزرگ اور سید اور امام اُس جماعت کا ہے کہ جسکی شان میں یہ آیہ
نازل ہوا بعد اُسکے رسولخداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ وہ حلہ اور وہ کپڑے کہ جنکو تمہیں پہنائے تھے
وہ کہاں ہیں عرض کی کہ یا حضرت بعض اصحاب آپکے میرے پاس آئے اور اپنی بہوک کی اور
اپنے عیال کی بہوک کی شکایت کی میں نے انکو اپنے پر ترجیح دی اور وہ کپڑے انکو دیئے حضرت
نے فرمایا کہ اے علیؑ خدا تعالے نے تیرے واسطے بعوض اُس جامہ کے حلہ سبز استبرق بہشت سے
تیار اور مہیا کیا ہے کہ اطراف اُسکے مرصع ہیں در و یاقوت و زبرجد سے پس خوب عطا ہے عطا
پروردگار تیری کہ بعوض تیری جوانمردی اور سخاوت کے اور تیرے صبر کرنے پر اوپر اُس جامہ
کہنہ کے عطا کی ہے جناب امیرؑ یہ سنکر خوشحال و شادان ہوئے اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں
حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آیہ مثل الذین ینفقون اموالہم ابتغاء مرضات اللہ شان میں
حضرت علیؑ کے نازل ہوا ہے اور یہی کتاب ارشاد القلوب وغیرہ کتب معتبرہ شیعہ میں مسطور ہے

ہے کہ ایکبار جناب حیدر کرار غیر فرار مکہ معظمہ زادالله شرفہا کے زیارت کو تشریف لیگئے تھے
ایک اعرابی کو دیکھا کہ دامن جامہ کعبہ کا پکڑے خداوند عالم سے چار ہزار درہم مانگتا ہے جناب
امیر نے اُس اعرابی سے پوچھا کہ تو اسقدر درہم کیا کریگا اُسنے کہا کہ تم کون ہو اور کیوں
پوچھتے ہو اُس جناب نے فرمایا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں یہ سُنکر کہا اُسنے کہ انت و الله حاجتی
یعنے بخدا کہ تم ہی حاجت میری ہو یا حضرت چار حاجتیں میری ہیں اونکے واسطے چار ہزار
درہم مانگتا ہوں ایک تو ہزار درہم مہر زوجہ کا میرے ذمہ پر ہے اُسکو ادا کرنا چاہتا ہوں دوسرے
ایک مکان اپنے رہنے کیواسطے ہزار درہم میں بنانا چاہتا ہوں اور ہزار درہم مجھپر قرض ہیں
اونکو ادا کرنا چاہتا ہوں باقی رہے ہزار درہم اونمیں اپنی باقی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں اسواسطے
چار ہزار درہم طلب کرتا ہوں حضرت نے یہ سُنکر فرمایا کہ انصفت یا اعرابی اذا خرجت من مکۃ
فاسئل عن داری بمدینۃ الرسول یعنے بہت انصاف کیا تو نے اور کچھ زیادہ طلبی نہیں کی اے
اعرابی جب تو مکہ سے مراجعت کرے تو مدینہ رسول میں آکر میرا گھر پوچھ لینا الحاصل اعرابی بعد
ایک ہفتہ کے مدینہ منورہ میں آیا اور بازار میں کھڑے رہکر پکارا کہ آیا کوئی شخص ایسا ہے کہ مجھے
گھر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بتادے اتفاقاً حسنین علیہما السلام تشریف لاتے تھے اعرابی کی
آواز سُنکر ارشاد کیا کہ آتو ہمارے ساتھ ہم تجھے اُس جناب کے گھر لیچلیں اُس مرد عرب نے اُنکی طرف
دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا حسب و نسب رکھتے ہو فرمایا کہ ہم نواسے ہیں رسول مقبول
کے اور فرزند ہیں اُس امیر کے کہ جسکا تو گھر پوچھتا ہے پس جب اعرابی نے یہ جانا کہ یہ دونوں
گوہر شاہوار بحرین نبوت و امامت ہیں تو اُنکے ساتھ مولائے کونین کے گھر پر آیا اور دونوں
شاہزادوں سے عرض کی کہ آپ خدمت فیض درجت امیر عرب میں جاکر میری طرف سے عرض
کریں کہ جس اعرابی سے آپنے وعدہ کیا تھا وہ در دولت پر حاضر ہے غرض وہ جناب یہ سُنکر

باہر تشریف لائے اور سلمان سے ارشاد کیا کہ وہ باغ کہ جسکو رسول خدا نے میرے واسطے لگایا تھا خریداروں پر عرض کر پس سلمان حسب حکم قضا جریان بارہ ہزار درہم اُس باغ کو بیچکر لائے جناب امیر نے اُنمیں سے چار ہزار درہم اس عرب کو دیے مساکین اور محتاجین عرب کو یہ خبر پہنچی کہ اُس جناب نے اپنا باغ بیچا ہے ہر طرف سے دوڑے اور اُس جناب کو چار طرف سے گھیر لیا اُس ابر کرم اور دریائے سخا نے ایک ایک مشت زر سبکو دینی شروع کی تا اینکہ باقی سب درہم اُنپر تقسیم کر دیے اور کچھ باقی نہ رہا بعد تقسیم جب دولت سرا میں تشریف لائے تو جناب معصومہ سیدۃ النسا فاطمہ زہرا نے پوچھا کہ یا ابنِ عم میں نے سنا ہے کہ تمنے اپنا باغ بیچا فرمایا کہ ہاں بیچا تجھیز کے ساتھ کہ جو دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے جناب سیدہ نے حق میں جناب امیر کے دعا خیر کی اور کہا کہ میں اور دونوں فرزند میرے گرسنہ ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ تم بھی مثل ہمارے فاقہ سے ہو یہ سنکر وہ جناب گھر سے باہر تشریف لائے تا کسی سے کچھ قرض لیکر اپنے عیال کی فاقہ شکنی کریں اس اثنا میں جناب رسالت مآب خانۂ ملائک کاشانہ جناب فاطمہ زہرا میں تشریف لائے اور پوچھا کہ پسر عم میرا کہاں ہے عرض کی کہ باہر تشریف لیگئے ہیں جناب رسول خدا نے سات درہم جناب معصومہ کو دیے اور فرمایا کہ یہ میرے ابن عم کو دینا کہ تمہارے واسطے تدبیر کھانے کی کریں یہ فرماکر تشریف لیگئے کہ جناب امیر تشریف لائے اور کہا کہ شاید میرے ابن عم تشریف لائے تھے کہ بوئے خوش میرے مشام میں آتی ہے جناب معصومہ نے کہا کہ ہاں اور وہ درہم حضرت کو دئے اور فرمانے کو جناب رسول خدا کے عرض کیا جناب امیر نے اپنے فرزند حسن سے فرمایا کہ آؤ میرے ساتھ جب بازار میں آئے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ من یقرض الوفی الملی یعنی کون شخص ہے کہ قرض دے خدائے وفا کنندۂ وعدہ کو کہ خزانہ امکان اُسکا مال و نعمت سے بھرا ہوا ہے یعنی جو کوئی کہ مجکو دیگا ایسا ہے کہ گویا خدا تعالے کو اُسنے قرض دیا اور عوض اُسکا پائیگا جناب امیر نے یہ سنکر امام حسن سے پوچھا کہ یا بنی اعطیہ الدراہم اے فرزند عزیز یہ درہم اسکو دیدیں

امام حسنؑ نے کہا بہتر اے پدر بزرگوار پس اُس جناب نے وہ درہم اُسکو دیدیے اور ارادہ کیا کہ ایک شخص
کے پاس جا کر کچھ قرض لیں راہ میں ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اور اُس پاس ایک ناقہ تھا اُسنے کہا
کہ یا حضرت اس ناقہ کو آپ خرید کرتے ہیں فرمایا لیس معی ثمنہا یعنے میرے پاس اسکی قیمت نہیں ہے
اُسنے عرض کی کہ آپ قرض لیلیں جب آپکے پاس ہوگا عنایت کر دیجیگا حضرت نے فرمایا کہ کتنے
کو دیگا عرض کی کہ سَو درہم کو فرمایا کہ اے حسنؑ اس ناقہ کو لیلو جب آگے تشریف لیگئے تو ایک
اور اعرابی ملا اُسنے عرض کی کہ اے علیؑ اسکو بیچتے ہو فرمایا ہاں مگر تو اسکو لیکر کیا کریگا عرض کی کہ
اسپر سوار ہو کر تمہارے ابن عم کے ہمراہ کفار سے جہاد کرونگا فرمایا کہ اگر تو قبول کرے تو میں تجھے بلا قیمت
ہی دیدوں اور بخشدوں اُسنے عرض کی کہ ایک سَو ستر درہم اُسکی قیمت نذر کرتا ہوں فرمایا کہ
اے حسنؑ درہم اس سے لیکر ناقہ اسکو دیدو اور چلو کہ اس اعرابی کو ڈھونڈ کر اُسکے درہم اسکو دیدیں
پس اُسکی تلاش میں چلے جناب رسول خداؐ کو ایک جگہ کھڑے دیکھا کہ پہلے اس سے اُسجگہہ اُس جناب کو
کبھی نہ دیکھا تھا آنحضرت جناب نے دیکھکر تبسم کیا اور کہا کہ اے ابوالحسن اُس اعرابی کو ڈھونڈتے ہو کہ جسنے
تمہارے ہاتھ ناقہ بیچا تھا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ اے ابوالحسن وہ نوع بشر سے
نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل تھا جسنے تمہارے ہاتھ ناقہ بیچا اور وہ میکائیل تھا جسنے تم سے خریدا اور وہ ناقہ تھا
بہشت سے تھا اور وہ درہم خداوند عالم کے نزدیک تھے کہ وہ ملی و وفی ہے یہ اشارہ ہے اُس
عبارت کیطرف کہ جو سائل نے کہا تھا کہ من یقرض الوفی الملی انتہے پس اب اس روایت دیلمی اور
ارشاد القلوب کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ کیسی فضیلت پر اُس جناب کی دلالت کرتی ہے اسواسطے
کہ خدا کی راہ میں دینا وہ امر ہے کہ جسکے حسن پر عقل و نقل دونوں متفق ہیں اور سورہ ہل اتی اس کا
بہ گواہ صادق ہے اور آیات و احادیث بھی بیچ میں اس صفت حسنہ کے اسقدر وارد ہیں کہ
احصاء اُنکا ممکن نہیں اور نہ کوئی اہل اسلام اُنکا انکار کر سکتا ہے اور بھی منقول ہے کہ

ایک مشرک نے عین حرب اور گرمی کارزار میں اُس بحر جود و سخا سے شمشیر مانگی اُس جناب نے اپنی تلوار
اُس کافر غدار کے آگے پھینکدی وہ متحیر ہوکر بولا کہ اے صاحب ذوالفقار ایسی گرمی ہنگامہ اور وقت
کارزار میں تمنے اپنی تلوار مجھکو دیدی آج تک کسی نے ایسے وقت میں یہ جرأت نہیں کی جو تمنے کی آپنے
فرمایا کہ جبکہ تونے تلوار مانگی تو میرے کرم سے بہت بعید تھا کہ میں تیرے سوال کو رد کرتا اور پھر انکار کرتا
مشرک نے جو یہ حال آپ کی سخاوت کا دیکھا تو دوڑکر قدم اقدس پر گر پڑا اور اسلام کو قبول کیا اور
ہمیشہ آپکے ہمراہ رہا اور بھی منقول ہے کہ ایک سفر میں دراثناء راہ ایک فقیر نے اُس بادشاہ
دین و دنیا سے ایک روٹی مانگی آپ نے قنبر سے ارشاد کیا کہ اسکو روٹی دیدے قنبر نے عرض کی کہ
روٹیاں دسترخوان میں بندھی ہیں فرمایا کہ مع دسترخوان اسکو دیدے عرض کی کہ دسترخوان اونٹ
پر بندھا ہے فرمایا مع اونٹ دیدے عرض کی کہ وہ اونٹ قطار میں بندھا چلا جاتا ہے فرمایا کہ سارا
قطار ہی فقیر کو دیدے قنبر یہ سنکر اونٹ پر سے کود کر خایف قطار سے دور جا کھڑا ہوا فقیر نے
مہار اُس قطار کی پکڑ لی جناب امیر نے قنبر سے پوچھا کہ تو ایسا کیوں گھبرایا قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت
مجھے خوف ہوا کہ مبادا دریائے کرم جوش میں آئے اور آپ مجھے بھی قطار کے ساتھ فقیر کو بخشدیں

فصل دسویں

بیچ بیان تواضع اور زہد جناب امیر علیہ السلام کے حال اُس جناب کی تواضع
اور فروتنی کا یہ تھا جیسا کہ محمد بن مسلم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث طولانی
کہ جسمیں حال تواضع جناب رسول خدا و علی مرتضٰے کا بیان کیا ہے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ
ایکروز میں خدمتمیں جناب امام محمد باقر کے حاضر ہوا وہ جناب طعام تناول فرما رہے تھے مجھے بھی تکلیف
کھانیکی دی پھر ارشاد کیا کہ آیا تجھے گمان ہے کہ جناب رسول خدا نے جس روز سے کہ مبعوث ہوئے
اُس روز تک کہ دنیا سے تشریف لیگئے کبھی تکیہ کر کے کوئی چیز تناول کی ہے لا واللہ کبھی ایسا نہیں
ہوا کہ اُس جناب نے تکیہ کر کے کھانا ہو پھر فرمایا کہ اور بھی کبھی اُس جناب نے نان گندم تین روز پے

درپے شکم سیر ہو کر نہیں کہاتی مگر نہ اس راہ سے کہ اس جناب کو کچھ میسر نہ تہا کیونکہ وہ جناب استطاعت
قدرت رکہتے تہے کہ اگر چاہتے تو ایک شخص کو ایک وقت میں سو شتر مرو دیتے اور اگر چاہتے تو طعام
لذیذ ہر روز تناول فرماتے ایک روز جبرئیل امین کنجیاں خزائن زمین کی آپ کے پاس لائے اور کہا
کہ یا حضرت خدا تعالے فرماتا ہے کہ اگر تمہارا جی چاہے تو ان کنجیوں کو قبول کرو اور جو کچھ کہ تمہارے
واسطے عقبے میں ہمنے مقرر کیا ہے اسمیں سے کچھ کم نہ کیا جائیگا مگر اس جناب نے انکو قبول نہ کیا بلکہ کم
کہانا فقط از راہ زہد و خوف خدا سے تہا اور یہی یہ حال اس جناب کا تہا کہ اگر کسی شخص نے آپ سے کچھ
طلب کیا اور کسی چیز کا سائل ہوا اور وہ چیز آپ کے پاس موجود ہوئی تو بلا تامل اسکو دیدی ورنہ
اس سے وعدہ کیا کہ تو صبر کر جب وہ چیز میرے پاس آئیگی تو میں تجہے دونگا اور جب کوئی چیز خدا
تعالے آپ کو عطا کرتا تہا تو آپ بالضرور اسکو تقسیم کرتے تہے اور کبھی ایسا ہوتا تہا کہ کسیکے لیے بہشت
کی ضمانت کرتے تہے اور بہشت عطا فرماتے تہے اور خدا تعالے قبول فرما لیتا تہا محمد بن سلیم کہتا ہے
کہ امام محمد باقر جب حال رسول خدا کا بیان فرما چکے تو پہر حال جناب امیر کا ارشاد کیا اسطرح پر کہ ہاتھ
میرا پکڑا اور کہا کہ امام تمہارے حضرت امیر المؤمنین مثل بندوں کے بیٹہتے تہے اور مثل بندوں کے
طعام تناول کرتے تہے اور لوگوں کو گوشت و نان عنایت کرتے تہے اور آپ گہر میں آکر نان جو و
روغن زیت نوش فرماتے تہے اور دو پیراہن خریدتے تہے اور بہتر انمیں سے اپنے غلام کو پہناتے
تہے اور زبون تر انکا آپ پہنتے تہے اور اگر پیراہن کی آستینیں دراز ہوتی تہیں تو انکو ترشوا دیتے
تہے اور اگر پیراہن دراز ہوتا تہا تو اسکو کوتاہ کر دیتے تہے اور جب کبھی حضرت پر دو امر وارد ہوتے تہے
تو جسمیں مشقت زیادہ ہوتی تہی اسکو اختیار کرتے تہے اور پچیس برس آپنے بادشاہت کی مگر کبھی
خشت پر خشت اور اینٹ پر اینٹ نہ رکھوائی اور کبھی اپنے واسطے کوئی قطعہ زمین کا نہ خریدا اور زر
سرخ و سفید حضرت سے میراث نہ رہی بجز سات سو درہم کے کہ وہ حضرت نے رکہے تہے کہ

اپنے اہل کیواسطے کپڑے خریدیں اور کوئی شخص آپکی سی عبادت کی طاقت نرکھتا تھا ایکبار حضرت علی
بن الحسین اونکے احوال کی کتاب ملاحظہ کرتے تھے اور ہر بار حضرت اسکو دیکھتے تھے اور زمین پر
رکھدیتے تھے اور فرماتے تھے کہ کون شخص طاقت اُس حضرت کی عبادت کی رکھتا ہے ایک روز جناب
امیرؑ ایک بزاز کی دکان پر کپڑا خریدنے کو تشریف لیگئے اور اُس سے ارشاد کیا کہ دو جامے مجھے
ہاتھ بیچ اُس مرد نے کہا کہ یا امیر المومنین جو چیز کہ آپ چاہتے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے جب اُن
جناب نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے پہچانا تو دوسری دکان پر تشریف لیگئے ایک لڑکا اُس دکان
پر بیٹھا تھا حضرت نے دو جامے اُس سے خریدے ایک تین درہم کو ایک دو درہم کو وہ جو تین درہم کو خریدا تھا
وہ تو قنبر کو عنایت کیا اور فرمایا کہ اسکو تو پہن اُسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ جامہ نفیس ہے
آپ کے قابل ہے اسکو آپ پہنیں کہ آپ مجلس میں مجمع کثیر میں منبر پر تشریف لیجا کر خطبہ ارشاد کرتے
ہیں حضرت نے فرمایا کہ اے قنبر تو جوان ہے اور جوانوں کو پوشاک نفیس کی خواہش زیادہ تر
ہوتی ہے اور خدا سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں پوشش میں تجھپر زیادتی لیجاؤں اسواسطے کہ میں نے
جناب رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے حکم کیا ہے کہ جو کپڑا آپ پہنے وہی اپنے لونڈی اور غلاموں
کو پہناوے اور جو آپ کھاوے وہی اپنے غلاموں کو کھلاوے غرضکہ کمتر جامہ آپ پہنا اور قنبر کو بہتر
پہنایا اور یہ بھی منقول ہے کہ جب جناب پیراہن پہنتے تھے اور لمبیانا اُنکی آستین دراز ہوتی تھی
تو اسکو ترشوا کر اُنکی ٹوپیاں بنوا کر فقرا پر تقسیم کر دیتے تھے الغرض جب اُس لڑکے کا باپ دکان پر آیا
اور اُسنے سنا کہ جناب امیرؑ دو جامے پانچ درہم کو خرید کر لیگئے ہیں اُسنے دو درہم لیئے اور خدمت میں
مولائے کونین کے حاضر کیئے اور عرض کی کہ میرے بیٹے نے آپ کو نہ پہچانا تھا کہ یہ دو درہم آپ سے
نفع میں لیئے حضرت نے فرمایا کہ میں اسی قیمت پر راضی ہو کر لایا ہوں اور ہم دی ہوئی چیز کو پھر
نہیں لیتے اور یہ بھی منقول ہے کہ ایکدن عمرو بن حریث ہنگام چاشت خدمت میں جناب امیر کے

آیا اور دیکھا کہ فضہ ایک تھیلا لیکر آئے کہ اوپر مہر مبارک حضرت کی لگی ہوئی تھی جب اُس جناب
نے اسکو کھولا تو مینے دیکھا کہ حضرت نے ایک نان خشک بھُسی آٹے کی نکالی عمرو کہتا ہے کہ
مینے عرض کی کہ اے فضہ کسواسطے تمنے اس آٹے کو نہ چھانا اور پاکیزہ نہ کیا اُسنے کہا کہ میں پہلے
آٹا چھانکر پکایا کرتی تھی حضرت نے مجھے منع فرمایا اور کبھی میں حضرت کے کھانیکو لذیذ بھی کردیتی
تھی پس جب حضرت نے اسپر مہر کرنی شروع کی پس اُس جناب نے اُس نان خشک کو ریزہ کیا اور اُسپر
پانی ڈالا اور نمک چھڑک کر تناول کیا پھر فرمایا کہ اے عمرو بن حریث اجل نزدیک پہنچی ہے اور دست
مبارک محاسن شریف پر پھیرا اور فرمایا کہ اس ریش کو اشنا آگ کے ساتھ رنگ دیکھا اور یہی مجھ سے کہا گیا
ہے اور بھی منقول ہے کہ سوید بن عقلہ وقت عید خدمت جناب امیر کے حاضر ہوا اُسنے دیکھا کہ نان
خشک اور آرد شیر میں پکا ہوا حضرت کے روبرو رکھا ہوا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپنے بروز
عید بھی ایسی چیز کو اپنے پاس رکھا ہے فرمایا کہ عید اُس شخص کے واسطے ہے کہ جو گناہ سے پاک اور
عصیان سے آمرزیدہ ہوا اور بھی جناب حسن عسکری سے منقول ہے کہ ایک روز ایک باپ اور لڑکا بیٹا
جناب امیر کے گھر میں وارد ہوئے پس حضرت انکو دیکھکر کھڑے ہو گئے اور انکی تعظیم و تکریم کرکے صدر
میں بٹھایا اور آپ انکے پاس پائیں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ انکے واسطے کھانا لاؤ پس جب وہ کھانا
کھا چکے تو قنبر طشت و آفتابہ انکے ہاتھ دھلانیکو اور رومال ہاتھ پونچھنے کو لایا پس جناب امیر
کھڑے ہوئے اور آفتابہ قنبر کے ہاتھ سے لیکر باپ کے ہاتھ دھلانے پر مستعد ہوئے وہ قدم مبارک پر گر پڑا
اور عرض کی کیا امیر المومنین میں کیونکر راضی ہوں اسپر کہ خداوند عالم دیکھے کہ آپ میرے ہاتھ پر پانی
ڈال رہے ہیں آپنے فرمایا کہ تو بیٹھ جا میں دوست رکھتا ہوں اس امر کو کہ خدا دیکھے کہ تیرا بھائی مومن
تیری خدمت کرتا ہے تا خدا تعالے اسکو بہشت میں دس برابر دنیا کے خدمتگار اور غلام عنایت کرے
پس وہ شخص بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ تجھے قسم دیتا ہوں میں اس عظمت کی کہ جو تجھپر میں رکھتا ہوں

تو اطمینان خاطر سے ہاتھ دھو جیسا کہ قنبر تیرے ہاتھ دُھلاتا اور تو اطمینان سے وضو کرتا جب
آپ ہاتھ دہلانے سے فارغ ہوئے تو محمد حنفیہ سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کے تم ہاتھ دہلاؤ اسواسطے کہ اگر یہ پسر
اپنے پدر کے ساتھ نہوتا تو میں ہی اسکے ہاتھ پر پانی ڈالتا لیکن خدا راضی نہیں ہوتا کہ باپ اور بیٹے
کی حرمت برابر کیجائے جب دونوں ہمراہ ہوں پس جبکہ باپ نے باپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا ہو تو چاہیے
کہ بیٹا ہاتھ پر بیٹے کے پانی ڈالے **اور بھی** منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے بازار کوفہ میں خرمے خریدے
اور انکو ردا میں باندھکر گھر کیطرف تشریف فرما ہوئے اصحاب نے جو دیکھا تو چاہا کہ آپکے ہاتھ سے انکو
لیلیں فرمایا کہ صاحب عیال سزاوار و احق ہے کہ بار اپنے عیال کا آپ اٹھائے اور دوسری روایت میں
ہے کہ فرمایا کہ کمال کامل کا اس چیز سے کم نہیں ہوتا کہ اپنے عیال کو نفع پہنچائے **اور بھی** منقول
ہے کہ جناب امیرؑ پانچ وقت پابرہنہ جاتے تھے اور نعلین دست چپ میں لے لیتے تھے۔ بروز
عید اضحیٰ اور بروز عید الفطر جبکہ نماز عیدین کو جاتے تھے اور بروز جمعہ جبکہ نماز جمعہ کو جاتے
تھے اور چوتھے جب کسی بیمار کی عیادت کو جاتے تھے پانچویں جب کسی جنازے کی مشایعت کرتے
تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ میں واسطے خدا کے جاتا ہوں چاہتا ہوں کہ پابرہنہ ہوں **اور بھی**
منقول ہے کہ وہ جناب پیادہ اور تنہا بازاروں میں تشریف لیجاتے تھے اور اگر کسیکو دیکھتے تھے کہ
اسنے راہ کو گم کیا اور رستہ بھول گیا ہے تو اسکو رستہ بتا دیتے تھے بلکہ راہ پر پہنچا دیتے تھے کہ
اگر کسی ضعیف سے ملتے تھے تو اسکی اعانت کرتے تھے اور اگر بازار میں کوئی قرآن غلط پڑھتا
تھا تو اسکو تعلیم کرتے تھے اور اس آیہ کو کہ جسکا مضمون یہ ہے تلاوت فرماتے تھے یعنی یہ ہے خانہ
آخرت اس جماعت کیواسطے مقرر کیا ہے کہ جو بلندی اور فساد کو زمین میں طلب نکرے اور
جنکی آخرت کی واسطے پرہیزگاروں کے ہے **فصل گیارہویں** بیچ بیان فضائل شیعیان جناب امیرالمومنین
اور شیعیان اہلبیتؑ کے روایت کی ہے ابی عبداللہ جدلی سے کہ جناب امیرؑ نے اس سے ارشاد کیا

کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھے خبر دوں اُس حسنہ کی کہ جسکے پاس وہ حسنہ ہوگا تو قیامت میں اسکی واسطے کسطرح کا خوف و بیم و عذاب نہو گا اور خبر دوں تجھے اُس گناہ کی کہ جو شخص وہ گناہ رکھتا ہوگا تو اسکو آتش جہنم میں ڈالینگے میں نے عرض کی کہ ہاں یا امیر عرب فرمایا کہ حسنہ محبت ہماری ہے، اور وہ گناہ دشمنی ہماری ہے اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکروز ہم مسجد میں رسولخدا کی خدمتمیں حاضر تھے کہ جناب امیر تشریف لائے جناب رسولخدا کے ہاتھ میں سنگریزے تھے اون سنگریزوں کو آپنے جناب امیر کے ہاتھ میں دیا ناگاہ وہ سنگریزے گویا ہوئے اور کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان علیا ولی اللہ راضی ہیں ہم ساتھ پروردگاری خدا اور پیغمبری محمد اور ولایت علی کے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جو کہ تم میں سے صبح کرے اور ساتھ خدا اور رسول اور ولایت علی کے راضی ہو خوف عذاب خدا سے امین اور بیخوف ہوگا اور بھی ابن بابویہ نے باسانید لیا جناب امام رضا سے اور اُس جناب نے اپنے آبائے طاہرین سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے ارشاد کیا کہ خداوند عالم نے جبرئیل اور میکائیل و اسرافیل اور لوح و قلم سے فرمایا کہ ولایت علی کی حصن حصین و قلعہ متین میرا ہے پس جو شخص کہ داخل ہوگا اُس حصن میں ہوگا بیخوف میرے عذاب سے اور بھی کتب طرفین میں احادیث متکاثرہ باین معنی مرقوم ہیں کہ اگر سب آدمی ولایت علی پر جمع ہوتے تو خداتعالے جہنم کو خلق نکرتا اور بھی جناب امام رضا سے منقول ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسولخدا کے ساتھ نزدیک خانہ کعبہ کے بیٹھا تھا کہ ایک مرد پیر آیا کہ پیری سے پشت خم تھی اور ابرو اسکی آنکھوں پر پڑی تھی اور عصا ہاتھ میں تھا اور کلاہ سرخ سر پر اور پیراہن سوف پہنے ہوئے اور رسولخدا سے کہا کہ آپ دعا کریں میرے حق میں کہ خدا مجھے بخشے آپ نے فرمایا کہ امید تیری روا نہیں اور عمل تیرا کچھ فائدہ نہیں بخشتا یہ سنکر اُسنے پشت پھیری کہ جناب رسولخدا نے مجھ سے فرمایا کہ تمنے اسکو پہچانا عرض کی کہ نہیں فرمایا کہ یہ شیطان ہے یہ سنکر جناب امیر نے دوڑکر اسکو پکڑ لیا اور زمین

اور اگر کتا گھونسا اور چاہا میں نے کہ اسکو ہلاک کروں کہ اُسنے کہا کہ یا امیر مجھے ہلاک کرنیکا ارادہ نکرو کہ
خداتعالے نے مجھے قیامت تک کی مہلت دی ہے اور اے علیؑ واللہ کہ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں
اور جو تمہیں دشمن رکھتا ہے اسکی ان کے نطفہ میں شریک ہوجاتا ہوں بسبب حرامزادہ ہوتا ہے یہ سنکر
جناب امیرؑ نے تبسم کیا اور اسکو چھوڑدیا اور بھی ابن بابویہ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے اور انہوں
جنابنے اپنے آبائے کرام سے روایت کی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ محبت میری اور میرے اہلبیت کی
سات جگہ پر نفع دیگی کہ ہول اور وحشت ان مواطن کی عظیم ہے وقت مرنیکے اور قبر میں اور
وقت مبعوث ہونیکے اور جسوقت کہ نامہ اعمال دست چپ و راست میں دیے جاوینگے اور وقت
حساب کے اور نزدیک میزان کے جسوقت کہ اعمال خلائق کے وزن کیے جاتے ہونگے اور نزدیک
صراط کے اور حارث ہمدانی کہتا ہے کہ ایک دن میں خدمت میں جناب امیرؑ کے حاضر ہوا اُس جناب نے
پوچھا کہ کیا چیز تجھے یہاں لائی ہے میں نے عرض کی کہ محبت آپکی اے امیرالمؤمنین فرمایا کہ اے حارث
تو مجھے دوست رکھتا ہے میں نے کہا کہ ہاں واللہ اے امیرالمؤمنین میں آپکو بہت دوست رکھتا ہوں
فرمایا کہ جسوقت جان تیری سینہ میں پہنچے گی تو اوسوقت تو مجھے دیکھیگا اور جب تو دیکھیگا کہ
میں دشمنوں کو حوض کوثر سے ہٹاتا ہوں اور دور کرتا ہوں تو تو مجھے دیکھکر بہت خوش ہوگا
اور جب دیکھیگا کہ میں صراط پر گذرتا ہوں اور علم حمد میرے ہاتھ میں ہے اور میں جناب رسولخدا کے آگے جاتا
ہوں تو تو اوسوقت شاد ہوگا اور باسانید معتبرہ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب
رسولخدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن چار طرح کے آدمیوں کی شفاعت کرونگا اگرچہ گناہ اونکے برابر
گناہ اہل زمین کے ہونگے ایک جسنے کہ میرے اہلبیت کی اعانت کی ہوگی دوسرے جسنے کہ اونکے حوائج کو
اونکے وقت اضطرار کے روا کیا ہوگا تیسرے وہ شخص کہ جسنے انکو زبان اور دل سے دوست رکھا
ہوگا چوتھے جسنے کہ ہاتھ سے انکے ضرر کو دفع کیا ہوگا اور بھی انہیں جنابنے فرمایا کہ جو کہ میرے

اہلبیت کو دوست رکھیگا خدا تعالیٰ اُسکو قیامت میں امین مبعوث کریگا کہ کچھ خوف اُسکو نہوگا۔ اور
کتاب بصائر الدرجات میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا
کہ اے علیؑ عالم ارواح میں مجھے سب میری اُمّت کو دکھلایا پس میں نے اُنکے صغیر اور کبیر چھوٹوں اور
بڑوں کو دیکھا اور تیری طرف اور تیرے شیعوں کی طرف میرا گزر ہوا تم سب کے واسطے میں نے استغفار کی
جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرتؐ زیادہ اس سے کچھ فضیلت میری شیعوں کی ارشاد ہو فرمایا کہ اے
علیؑ تو اور شیعہ تیرے قبروں سے باہر آئینگے کہ مانند چودھویں رات کے چاند کے مُنہ اُنکے تاباں اور
درخشاں ہونگے اور جمیع شدائد اور غم تم سب سے دور ہوگا اور سایۂ عرش الٰہی میں ہونگے اور تم سب
بیخوف و بے ہراس ہونگے اور سب انبیاء وہیں ہونگے اور تم مسرور ہوگے اور تمہارے واسطے خوان
نعمتوں کے آئینگے اور سب لوگ مشغول ہونگے حساب میں اور یہی جناب امیر المومنینؑ قسیم ہیں
نار اور جنت کے یعنے اپنے دوستوں کو بہشت میں لیجائینگے اور اپنے دشمنوں کو نار میں اور علل
شرایع میں کہ کتب معتبر اہل تشیع سے ہے فضل ابن عمر سے اسکی وجہ بھی لکھی ہے اور وہ یہ ہے
کہ فضل کہتا ہے کہ میں نے جناب صادقؑ سے پوچھا کہ علیؑ کس وجہ سے قاسم بہشت و دوزخ کے ہیں آپ نے
فرمایا لان حبہ ایمان و بغضہ کفر اسواسطے کہ محبت اُس امام آفاق کی ایمان ہے اور دشمنی اُسکی کفر ہے
اور بہشت خلق نہیں ہوا مگر واسطے اہل ایمان کے اور جہنم مخلوق نہیں ہوا مگر واسطے کفار کے اس
سبب علیؑ قسیم جنت و نار کا ہے پس بہشت میں داخل نہوگا مگر دوست علیؑ کا اور جہنم میں نہجائیگا
مگر دشمن علیؑ کا شاعر کہتا ہے کہ علی حبہ جُنّہ یعنے محبت علیؑ کی سپر ہے جیسے سپر آدمی کو بچاتی ہے
ویسی ہی محبت علیؑ کی آتش دوزخ سے بچاتی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ روز قیامت جبکہ
بعد حساب و کتاب آتش جہنم کو حکم اہلبیت کا ہوگا کہ تو دشمنوں کو اہل محشر سے چن لے تو ایک شعلہ
اُس سے نکلیگا اور جتنے دشمنان اہلبیت ہونگے انکو اسطرح چن لیگا جیسے مرغ دانہ کو چن لیتا ہے

اور دوستی جناب امیرؑ اور اہلبیتؑ کی ہر مومن کو چار طرف سے احاطہ کر لیگی اور اثر گرمی اور لپٹ کا
اُن تک آنے نہ دیگی اور ساتھ امن و اماں کے بہشت میں داخل ہو جائینگے اور یہ بھی حدیث میں وارد ہے کہ حبّ
علیؑ یاکل الذنوب کما یاکل النار الحطب یعنی دوستی علیؑ کی کھا جاتی ہے گناہ کو جیسے کہ کھاتی ہے آگ
ہیزم خشک کو چنانچہ حدیث قدسی میں وارد ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ البتہ بخشونگا میں اُس گروہ
کو اہل اسلام سے کہ جسنے تابعداری کی ہوگی امام عادل کی کہ وہ امام مقرر کیا گیا ہے جانب خدا
سے اگرچہ رعیت اپنے نفسوں پر ظلم کرنیوالی ہوگی یعنی گناہگار ہوگی اور البتہ عذاب کرونگا اُس
گروہ پر اہل اسلام سے کہ جسنے متابعت کی ہوگی امام جابر کی کہ وہ امام جانب خدا سے مقرر نہ کیا
گیا ہوگا اگرچہ وہ گروہ اپنے اعمال میں نیکوکار پرہیزگار ہوگی اور یہ بھی منقول ہے کہ جناب
علیؑ مؤذن ہونگے جنت میں جیسا کہ علی ابن ابراہیم نے تفسیر آیہ مبارک فاذن مؤذن بینہم ان لعنة
اللہ علی الظالمین کہا ہے پس ندا کی ندا کرنیوالے نے درمیان انکے کہ لعنت خدا اوپر اُس جماعت
کے کہ ظلم کرنیوالی ہے پس مراد مؤذن سے علی بن ابی طالب ہیں جیسا کہ حضرت ابو الحسن موسی بن جعفر
الکاظمؑ سے روایت کی ہے کہ مؤذن جناب مقدس نبوی امیر المومنینؑ ہونگے کہ ندا کرینگے ایسی
آواز بلند سے کہ تمام خلق سنے گی اور ابن شہر آشوب نے مناقب میں جناب امام محمد باقرؑ اور امام
جعفر صادقؑ سے بیچ آیہ شریفہ فلما راہ زلفة سیئت وجوہ الذین کفروا کے کہ جسکا مضمون یہ ہے
کہ جب دیکھا عذاب کو نزدیک سیاہ ہو گئے منہ اُس گروہ کے کہ کافر ہوئے روایت کی ہے کہ فرمایا
نازل ہوا آیہ شان میں امیر المومنینؑ کے بسبب اسکے کہ جب اُس جناب کو روز قیامت دیکھینگے
تو سیاہ ہو جائینگے منہ کفار کے بسبب دیکھنے مرتبہ و مکان اُس جناب کے نزدیک خداوند غفار کے
اور کاٹینگے انگلیاں اپنی بسبب اُس تقصیر کے کہ بیچ مقدمہ ولایت اُس جناب کے ہوگی اور علی بن
عیسے نے کشف الغمہ میں ابن مردویہ سے اور اُسنے جابر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے

فرمایا کہ اول بہشت میں علیؑ داخل ہونگے اور سب پیغمبروں پر اور امم سابقہ پر داخل ہونا بہشت میں حرام
نہوگا جبتک کہ میری امت داخل نہوگی اور ایک لوائے نور اور ایک عمود یاقوت کا ہے کہ اسپر لکہا ہوا
کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آل محمد خیر البریہ پس اس لوا کو بروز قیامت صاحب لوا آگے آگے آدمیوں
کے لیکر چلیگا یہ فرما کر دست مبارک اوپر پشت جناب امیرؑ کے مارا اور فرمایا کہ وہ صاحب لوا یہ ہوگا کہ
قیامت کے دن سبکے آگے آگے چلیگا پس جناب امیرؑ خوشحال ہوئے اور فرمایا کہ میں حمد کرتا ہوں
اُس خدا کی کہ جسنے شرف اور بزرگی دی مجھکو بسبب تمہارے اُسوقت جناب رسولؐ خدا نے
فرمایا کہ خوشخبری دیتا ہوں میں تجھے اے علیؑ کہ کوئی بندہ نہیں ہے کہ محبت تیری رکھتا ہو مگر یہ کہ مبعوث
کریگا خدا اُسکو روز حشر ہمارے ساتھ من بعد یہ آیہ تلاوت فرمایا کہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر
اور شیخ شرف الدین نے بہی کنز میں مثل اسی کے روایت کی ہے اور شیخ طوسی نے جابر سے کشف الحق
میں جناب رسولخدا سے روایت کی ہے کہ آپنے فرمایا کہ اے علیؑ جو تجھے دوست رکھیگا اور اپنا امام
واجب الاطاعت جانیگا خدا تعالے اُسکو ہمارے ساتھ بہشت میں جگہ دیگا اور پھر آیہ مذکورہ کو تلاوت
فرمایا اور کشف الغمہ میں ابن مردویہ نے تفسیر کریمہ طوبے لہم وحسن مآب میں لکہا ہے کہ طوبے
ایک درخت ہے بہشت میں کہ اصل اُسکی خانہ علیؑ میں ہے اور ایک ایک شاخ اُسکی ہر حجرے میں ہے
بہشت کے اور کنز میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ راہ میں تشریف لیے جاتے تھے کہ ایک
جماعت قریش کی اُس جناب کو دیکھکر چشمک اور استہزا کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ محمدؐ نے
اسی شخص کو برگزیدہ کیا ہے اور اپنے اہل میں سے اُسکو اختیار کیا ہے پس اُسوقت یہ آیہ نازل ہوا کہ ان الذین
اجرموا کانوا من الذین آمنوا یضحکون اور مجاہد سے نقل کی ہے کہ ایک گروہ قریش کی خانہ کعبہ کے نزدیک
بیٹھے اصحاب رسولخدا پر چشمک کرتے تھے اور کلمات استہزا اور تمسخر کے آپکے حق میں بیان کرتے تھے
کہ جناب امیرؑ کا ایک گروہ صحابہ کے ساتھ اُنپر گزر ہوا وہ لوگ حضرت پر بہی ہنسنے لگے کہ یہی ہے

بہائی محمد کا پس خداوند عالم نے آیہ مذکورہ نازل کیا اور جب قیامت قائم ہوگی تو جناب علی المرتضیٰ
ایک گروہ کے ہمراہ کہ آنحضرت جناب کے ساتھ داخل بہشت ہوئے ہونگے ان کفار پر گزریں گے اور ان پر خندہ
کرینگے اور انکے ساتھ استہزا کرینگے پس یہ ہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون کے اور
جناب مستطاب سید الساجدین سے روایت ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو ایک مسند بہشت سے
لا کر کنارے پر جہنم کے بچھائیں گے اور جناب امیر اس مسند پر آنکر جلوس فرمائینگے اور تبسم کرینگے اسوقت
جہنم حضرت کے خندہ کرنے سے تہ و بالا ہونے لگیگا پھر دشمنان اہلبیت علیہ السلام کو اسکے سر در کر کے
لا کر حاضر کرینگے وہ کہیں گے کہ ای امیر المومنان اے وصی پیغمبر آخر الزمان ہم پر تم اسوقت رحم نہیں
کرتے اور اپنے پروردگار سے ہماری سفارش نہیں فرماتے یہ سنکر وہ جناب ہنسیں گے اور انکی بہشت
میں تشریف لیجائیں گے اور انکے کہنے کیطرف کچھ التفات نفرماینگے اور فرشتے اس مسند کو اٹھا کر
بہشت میں لیجائیں گے پس یہ ہیں معنی آیہ فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون یعنی جو لوگ کہ ایمان
لائے ہیں اسروز کفار پر ہنسیں گے اور کتاب کنز میں جناب علی موسیٰ الرضا سے اور آنجناب نے اپنے
آبائے کرام سے بیچ تفسیر آیہ فاما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشۃ الراضیۃ کے فرمایا کہ یہ آیہ بیچ شان
جناب امیر المومنان کے نازل ہوا ہے مضمون اسکا یہ ہے کہ لیکن وہ شخص کہ گران اور بھاری ہوئی
ترازو عمل اسکی وہ بیچ عیش پسندیدہ کے ہے اور آیہ واما من خفت موازینہ فامہ ھاویہ بیچ حق
اہلبیت و اعدائے جناب امیر المومنین کے نازل ہوا ہے یعنے وہ لوگ کہ سبک اور ہلکی ہوئی ترازو
عمل انکی پس مسکن اور ماوا اور جائگہ انکی جہنم ہے اور بھی روایت میں ہے کہ حضرت نبوی نے
فرمایا کہ میرے اور علی کے نور کو چالیس ہزار برس پہلے حضرت آدم کے خلق کیا تہا اور ہم تسبیح
اور تہلیل اور تکبیر اور تمجید خداتعالےٰ کی جانب راست عرش کرتے تہے اور ملائکہ بھی ہمارے
ساتھ تسبیح کرتے تہے اور سب اشیاء کو ہمسے پیچھے پیدا کیا اور ان سبکو ہمارے نور سے منور کیا

اور مقرر کیا ہے خدا نے کہ ہمارا اور علی کا دوست جہنم میں نجایگا اور دشمن ہمارا اور علی کا بہشت میں نجایگا اور کئی فرشتے پیدا کئے ہیں کہ اُنکے ہاتھوں میں آفتابے بہشت کے چاندی کے ہیں اور انمیں آب حیات بھرا ہوا ہے اور وہ ایک چشمہ ہے فردوس جنت میں پس جب کسی شیعہ کا باپ اُسکی ماں سے ارادہ مقاربت کا کرتا ہے تو ایک فرشتہ اُن فرشتوں میں سے آتا ہے اور قدرے آبحیات اُس پانی میں کہ وہ شخص اُسوقت پینا چاہتا ہے ملا دیتا ہے پس وہ پانی اُسکے نطفہ سے مخلوط ہوجاتا ہے اور اُس نطفہ سے محب علی کا پیدا ہوتا ہے پہر حضرت نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خالق کا کہ جسنے علی کی محبت کو اور اولاد کے ایمان کو سبب کیا ہے دخول بہشت کا اور نجات کا جہنم سے اور ابن طاؤس نے روایت کی ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ ایک روز جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی بشارت دیتا ہوں میں تجھکو کہ جس چیز کی جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اے محمد بیشک نجات نہیں پائی ذریت آدم سے مگر اُس شخص نے کہ ولایت اُنکی وصی شیث کی اختیار کی اور شیث نے بسبب اپنے پدر آدم کے نجات پائی اور آدم نے ساتھ خداوند عالم کے اور قوم نوح سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ ولایت اُنکی وصی سام کی اختیار کی اور سام نے ساتھ نوح کے نجات پائی اور نوح نے ساتھ حق تعالے کے نجات پائی اور قوم ابراہیم سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ ولایت اسماعیل کی اختیار کی اور اسمعیل نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور قوم موسیٰ سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ اُنکے وصی یوشع کی ولایت اختیار کی اور یوشع نے موسیٰ کے ساتھ اور موسیٰ نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور قوم عیسےٰ سے کسی نے نجات نہیں پائی مگر اُس شخص نے کہ جسنے اُنکے وصی شمعون کی ولایت اختیار کی اور شمعون نے عیسےٰ کے ساتھ اور عیسیٰ نے خداوند جلیل کے ساتھ نجات پائی اور تمہاری اُمت میں سے وہ شخص نجات پائیگا

کہ جو علیؑ کی ولایت اختیار کریگا اور وہ وزیر تمہارا ہے تمہاری حیات میں اور وصی تمہارا ہے بعد
تمہاری ممات کے اور علیؑ تجھسے نجات پائیگا اور تو خدا تعالیٰ کے ساتھ نجات پائیگا اے محمدؐ خدا
تعالیٰ نے تمہیں بہترین پیغمبروں کا اور علیؑ کو بہترین اوصیائے پیغمبران سلف کا کیا ہے اور ائمہ
اور پیشوا دین تمہاری ذریت ہی سے مقرر کیے ہیں روز قیامت تک ہیں جب جناب امیرؑ نے یہ بشارت
سنی تو سجدہ شکر کا بجا لائے اور یہی منقول ہے جناب امام محمد باقرؑ سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ واللہ
آسمان پر ستر صنف ہیں ملائکہ کی کہ اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر انکا شمار کرنا چاہیں تو ایک صنف
کو بھی اُسکے شمار نہ کر سکیں اور یہ سب ملائکہ ہماری دوستی اور ولایت کے ساتھ عبادت خدا کی کرتے
ہیں اور یہی شیخ طوسی نے میثم تمار سے روایت کی ہے کہ ایک شب میں خدمت میں جناب
امیرؑ کے حاضر تھا کہ اُس جناب نے فرمایا کہ نہیں کوئی بندہ کہ جسکے ایمان کو خدا نے آزمایا ہو اور
اُسکا امتحان کیا ہو مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہے تو ہماری محبت اور دوستی اپنے دل میں پاتا ہے اور
نہیں ہے کوئی بندہ کہ جس پر خدا تعالیٰ غضبناک ہوا ہو مگر یہ کہ جب وہ صبح کرتا ہے تو ہماری عداوت
اور دشمنی کو دل میں پاتا ہے اور جب ہم صبح کرتے ہیں تو اپنے دوستوں کی محبت کو اور اپنے دشمنوں
کی دشمنی کو جانتے ہیں اور ہمارے دوست جب صبح کرتے ہیں تو رحمت الٰہی میں مستغرق ہوتے ہیں
اور جب دشمن ہمارے صبح کرتے ہیں تو کنارے پر جہنم کے کھڑے ہوتے ہیں کہ بمجرد مرنے کے
داخل جہنم ہوں اور ہمارے دوستوں کے لیے دروازے رحمت کے مفتوح ہوتے ہیں گوارا ہو
انکو رحمت خدا کی اور وائے ہے ہمارے دشمنوں پر اور ہمارا دوست نہیں ہے وہ شخص جو ہمارے دشمن
کو دوست رکھتا ہے کیونکہ دوستی ہماری اور ہمارے دشمن کی ایک دل میں جمع نہیں ہوتی پس
ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ ہماری دوستی کو مثل طلائے خالص کے بیغش کریں اسواسطے
کہ ہم ہیں برگزیدہ خدا کے اور فرزند ہمارے فرزند ہیں پیغمبروں کے اور ہم میں ہیں وصی اوصیا کے

اور ہم میں یاور خدا و رسول کے اور محارب و مجادل ہمارے حزب و لشکر شیطان ہیں اور جو شخص
چاہے کہ اپنا حال ہماری محبت میں دریافت کرے تو وہ اپنے دل کا امتحان کرے پس اگر ہمارے دشمنوں کی محبت
اپنے دل میں پائے تو جانے کہ خدا و رسول اور جبرئیل و میکائیل اُسکے دشمن ہیں اور خدا دشمن ہے
کافروں کا اور یہی سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ ایک روز شیطان کا گذر ایک جماعت
پر ہوا کہ وہ جناب امیرؑ کی مذمت کر رہے تھے اور آپ کو برا کہتے تھے شیطان بھی اُنکے پاس
کھڑا ہو گیا اور اُنسے پوچھا کہ تم کیا کہہ رہے ہو اُنہوں نے کہا کہ تو کون ہے کہا میں ابو مرہ ہوں
اُنہوں نے کہا کہ تو نے نہیں سنا کہ ہم کیا کہتے ہیں شیطان نے کہا کہ تم میری قوم ہو اور بد حال
ہے تمہارا کہ تم اپنے مولا علیؑ ابن ابی طالب کو ناسزا اور برا کہتے ہو اُنہوں نے کہا کہ تو نے کیونکر جانا
کہ وہ مولا ہمارا ہے شیطان نے کہا کہ تمہارے پیغمبر کے کہنے سے کہ اُس جناب نے فرمایا کہ جسکا میں
مولا ہوں اُسکا علی بھی مولا ہے خداوندا دوست رکھ اُسکو جو کہ علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن
رکھ اُسکو جو علی کو دشمن سمجھے اُنہوں نے پوچھا کہ تو بھی اُنکے شیعوں میں سے ہے کہا نہیں لیکن
اُنکو دوست رکھتا ہوں اور جو کہ اُنکا دشمن ہے اُسکے فرزند اور اُسکے مال میں شریک ہو جاتا
ہوں اُنہوں نے پوچھا کہ اے ابو مرہ اور بھی کوئی فضیلت اُنکی تجھے معلوم ہے شیطان نے کہا
کہ سنو مجھسے اے قوم قاسطین و ناکثین و فاسقین و مارقین کہ تمنے پہچان اُسکا نور اور ظلم اُسپر خروج
کیا اور دائرہ ایمان سے خارج ہوئے بدرستیکہ میں نے قوم بنی جان میں بارہ ہزار برس خدا کی عبادت
کی اور جب خدا تعالیٰ نے اُس قوم کو ہلاک کیا تو میں نے اپنی تنہائی کی شکایت خدا سے کی مجھے خدا
تعالیٰ نے آسمان اول پر بلایا بارہ ہزار سال اُسپر عبادت کی درمیان ملائکہ کے کہ ایک روز ہم
تقدیس و تسبیح خدا میں مشغول تھے کہ ایک شعاع نور کمال روشن ہم پر تابان و درخشان ہوا ملائکہ اُس
نور کو دیکھکر سجدے میں جھک گئے اور کہا سبوح قدوس یہ نور کسی ملک مقرب کا ہے یا کسی

پیغمبر مرسل کا جانب رب العزت سے آواز آئی کہ یہ نور طینت یعنی خاک علی بن ابی طالب کا ہے
اور بھی عین الحیات میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص خدمت میں جناب رسولخدا کے حاضر
ہوا اور عرض کی کہ فلاں تاجر بہت قلیل اسباب اور تھوڑی پونجی لیکر چین میں گیا تھا اور تھوڑے
سے عرصے میں کثیر مال و اسباب لیکر آیا ہے آپنے فرمایا کہ جسقدر مال دنیا کثیر ہوتا ہے اسیقدر رنج
مال پر محنت و بلا زیادہ ہوتی ہے اور چاہیے کہ کوئی شخص آرزو مال کی نکرے مگر وہ شخص کہ جو
اسکو راہ خدا میں صرف کرنا چاہے پھر آپ نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ میں خبر دوں اس شخص
کی کہ جسکی پونجی کمتر تھی اور وہ جلد تر پھرا اور منفعت و فائدہ اسکو بہت کثیر بہم پہنچا اور جو کچھ اسکو
فائدہ ہوا وہ سب خزانہ الٰہی میں مخزون ہوکر محافظت کیا گیا عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ
فرمایا کہ نظر کرو اس شخص پر کہ جو آتا ہے سب نے جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک شخص ژندہ پوش
چلا آتا ہے رسولخدا نے فرمایا کہ ملا آج اسکا ثواب آسمان تک بقدر یکہ ہیں کہ اگر وہ ثواب سب اہل
زمین پر تقسیم کریں تو کمتر حصہ ہر ایک کا یہ ہو کہ سب گناہ ہر ایک کے بخشے جاویں اور بہشت ہر ایک
پر واجب ہو صحابہ نے کہا اس سے کہ بشارت ہو تجھے کرامت الٰہی کی آج تو نے کیا کام نیک کیا
ہے اُسنے کہا کہ بغیر اسکے اور کوئی کام نہیں کیا کہ میں گھر سے اپنی ایک حاجت کیواسطے نکلا تھا
اور چونکہ مجھے دیر ہوگئی تھی تو گمان یہ ہوا کہ شاید وہ کام فوت ہوگیا ہو اپنے دل سے کہا کہ عوض
حاجت کے میں جاتا ہوں اور روئے مبارک علی پر نظر کرتا ہوں کیونکہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ
نظر کرنا روئے علی پر عبادت ہے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ واللہ عبادت ہے اور بڑی عبادت ہے
اے عبداللہ تو اسواسطے جاتا تھا کہ ایک دینار اپنے عیال کے واسطے حاصل کرکے لاوے اور تجھے
وہ امر فوت ہوا اور اسکی عوض میں تو نے روئے علی پر نظر کی از روئے محبت کے اور اسکی فضیلت
جانکر پس امر تیرے واسطے بہتر ہے اس سے کہ اگر تمام دنیا سونا ہو جاوے اور تو اسکو راہ خدا میں خرچ

کرے اور بھی تو شفاعت کریگا گناہگاروں کی بعدد ہر نفس کے کہ انمیں وہ تنفس لیے ہونگے
ہزار ہزار کے کہ وہ سب بسبب تیری شفاعت کے آتش جہنم سے آزاد ہوجائینگے اور بھی عین الحیات
میں ہے کہ ایک روز جبرئیل امین رسول خدا کے پاس آئے اور کہا کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد
کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے مینے ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور اُن چیزوں کو کہ جو
انمیں ہیں پیدا کیا ہے اور کسی جگہ کو بہتر رکن اور مقام ابراہیم سے پیدا نہیں کیا پس اگر کوئی بندہ
میرا ابتدا پیدائش عالم سے تا انقراض عالم رکن و مقام میں میری عبادت کرے اور اقرار ولایت
علی ابن ابی طالب کا نہ رکھتا ہو تو اسکو سرنگوں جہنم میں ڈالدونگا اور بھی اسی کتاب میں ہے کہ خدا
تعالےٰ نے وحی کی طرف اپنے پیغمبر کے کہ اے محمد اگر کوئی بندہ میرا اسقدر عبادت کرے کہ بدن
اسکا بوسیدہ ہوکر جابجا سے شق ہوجاے اور مثل مشک بوسیدہ کے پھٹ جائے اور منکر ہو تیرے
اہلبیت کی ولایت کا تو اسکو اپنی بہشت میں جگہ نہ دونگا اور اپنے عرش کے سایہ میں نہ لاؤنگا
اور بھی جناب علی ابن الحسین سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اُس
خدا کی کہ جسکی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر کوئی بندہ قیامت کے روز عرصہ
محشر میں آئے اور عمل ستر پیغمبر کا رکھتا ہو اور اہلبیت کی ولایت کا منکر ہو اور اُنسے محبت نہ رکھتا ہو تو
ایک عمل بھی اسکا مقبول خدا نہ ہوگا اور بھی جناب امام زین العابدین سے مروی ہے کہ آپ نے
فرمایا کہ بہترین بقاع زمین درمیان رکن حجر و مقام ابراہیم ہے پس اگر کوئی شخص بقدر عمر نوح کے
ساڑھے نوسو برس کی عمر اُسکی ہووے اُس مقام میں عبادت خدا کرے اور دنوں میں روزے رکھے
اور راتوں کو عبادت خدا میں صبح کرے پھر خدا سے ملاقات کرے اُس حال میں کہ دوستی اور ولا
میرے اہلبیت کی نہ رکھتا ہو تو اسکو وہ عبادت کچھ نفع نہ دیگی اور بھی انس سے روایت کی ہے
کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ روز قیامت ایک جماعت کو مبعوث کریگا کہ منہ اُنکے

نور سے روشن ہونگے اور اوپر کرسی نور کے بیٹھے ہونگے اور جامے نور کے پہنے ہونگے اور مثل
پیغمبروں کے سایہ عرش الٰہی میں ہونگے گو پیغمبر نہونگے اور بمنزلہ شہدا کے ہونگے مگر شہید نہونگے
یہ فرماکر جناب رسولخدا نے ہاتھ اوپر سر مبارک علی کے رکھا اور فرمایا کہ یہ اور شیعہ اسکے ہونگے
اور شیخ طوسی نے جناب امام رضا سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ روز
قیامت خداتعالے بعد فارغ ہونے حساب کے کنجیاں بہشت و دوزخ کی مجھے دیگا اور میں تجھکو دونگا
اور کہونگا کہ جسکو چاہ جہنم میں بھیج اور جسکو چاہ بہشت میں داخل کر اور بھی جناب امام محمد باقر
سے اور حسن جناب نے اپنے آبا طاہرین سے روایت کی ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ محبت ہم اہلبیت
کی سات جگہ کہ دہشت اُن جگہوں کی زیادہ تر ہے نفع دیگی وقت مرنے کے اور قبر میں اور
وقت مبعوث ہونیکے اور جسوقت کہ نامہ اعمال کو دست راست و چپ میں دینگے اور روز
حساب کے اور نزدیک میزان کے کہ اعمال خلائق کے وزن کئے جاوینگے اور نزدیک صراط کے جب
کہ پہلے ذکر ہوچکا اور بھی فرمایا رسولخدا نے کہ اے علی جسکے دلمیں تیری محبت ہوگی اگر اسکا
ایک پاؤں صراط پر سے لغزش کریگا تو البتہ دوسرا پاؤں اسکا جم جائیگا حاصل یہ کہ صراط پر
سے دوست علی کا جہنم میں نگریگا اور بھی مناقب اخطب میں مذکور ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ
جبرئیل جانب رب جلیل سے ایک ورق سبز پر سفیدی سے یہ لکھا ہوا لائے کہ میں نے فرض کی ہے
خلائق پر محبت علی بن ابی طالب کی پس پہنچا تو اُس حکم کو اور کہدے اس امر کو انکی سب امت سے
اور بھی اسی کتاب میں ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ خداتعالے ارشاد کرتا ہے کہ جسنے حق علی کا مانا
وہ پاک و خوش ہوا اور جسنے انکار کیا اُسکے حق کا وہ ملعون اور زیانکار ہوا قسم ہے مجھے اپنی عزت
و جلالت کی کہ داخل کرونگا میں جہنم میں اس شخص کو جو نافرمانی کریگا علی کی اگرچہ میری نافرمانی نکری
دیکھو کہ اخطب خوارزم نے باوجود کہ سنی المذہب ہے ان احادیث کو لکھا ہے اور بھی شیخ طوسی

نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ تمہیں
خوشخبری دوں اے علیؑ عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا کہ اے علیؑ مجھکو اور تجھکو ایک طینت یعنی ایک خاک
سے پیدا کیا ہے اور ہماری خاک میں سے جو کچھ بچ رہی تھی اس سے ہمارے شیعہ پیدا ہوئے ہیں اور روز
قیامت سب کو ماں کے نام سے پکارینگے مگر ہمارے شیعوں کو کہ انکو انکے باپ کے نام سے پکارینگے
اسواسطے کہ شیعہ ہمارے حلال زادے ہوتے ہیں اور اے علیؑ خداوند عالم نے فرزندان آدم کو درختوں
مختلف سے پیدا کیا ہے پس میں اصل اُس درخت کی ہوں اور تو فرع انکی ہے اور حسنؑ و حسینؑ شاخیں
انکی ہیں اور شیعہ ہمارے ورق اسکے ہیں پس جو شخص چنگل مارےگا انکی شاخوں کے ساتھ خدا تعالے
اسکو بہشت میں داخل کریگا **اور یہی** کتاب الفردوس میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ رسولخداؐ نے
فرمایا کہ میں میزان علم کی ہوں اور علیؑ دونوں پلّے اسکے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ ڈوریاں اسکی ہیں
اور فاطمہؑ علاقہ یعنے شاہین اسکی ہے اور ائمہ میری ذریت سے عمود اسکے ہیں وزن کیے جاتے ہیں
اُنمیں اعمال ہمارے دوستوں کے اور دشمنوں کے پس جسکے موازین بیچ محبت علیؑ کے بھاری
ہونگے پس وہ بیچ زندگانی پسندیدہ کے ہوگا اور جسکے موازین خفیف اور سبک ہونگے بسبب دشمنی
علیؑ کے اور بباعث انکار کرنے انکی ولایت اور امامت کے پس ماوا اسکا جہنم ہے **اور یہی** انس
سے مروی ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ روز قیامت پکارینگے علیؑ کو ان سات ناموں کے ساتھ
اور کہیں گے یا صدیق یا عابد یا دال یا ہادی یا مہدی یا فتی یا علی مر انت و شیعتک الی الجنة
بلاحساب یعنی جا تو اور شیعہ تیرے جنت میں بغیر حساب **فصل بارھویں** بیچ ذکر اولاد جناب
علی بن ابی طالبؑ کے اور انکے عدد اور اسامی میں واضح ہو کہ آپ کی اولاد ستائیس تھیں گیارہ بیٹے
اور سولہ بیٹیاں پس بیٹے اول امام حسنؑ دوسرے امام حسینؑ والدہ ماجدہ انکی فاطمہ زہرا بنت جناب
سید المرسلین تھیں تیسرے محمد کنیت انکی ابو القاسم والدہ انکی خولہ بنت جعفر بن قیس الحنفیہ ہیں

چوتھے حضرت عباسؑ پانچویں جعفر چھٹے عثمان ساتویں عبداللہ والدہ ان چاروں صاحبوں کی ام البنین بنت حزام بن خالد بن دارم تھیں اور یہ سب صاحب جناب امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے جناب عباس کی کنیت ابا فربہ تھی اور آپ کو سقاء اہلبیت بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ وہ جناب پائے فرات سے فرزندان جناب امام حسینؑ کے لیئے مشک پانی کی بھر لائے تھے مگر راہ میں شہید ہوئے اور خیمہ تک اسکو پہنچا نہ سکے اور عمر جناب عباس کی چونتیس ۳۴ برس کی تھی اور فضائل آپکے بہت ہیں اور عمر عبداللہ کی پچیس برس کی تھی اور عمر جعفر کی انیس برس کی تھی آٹھوین عمر والدہ انکی ام حبیب بنت ربیعہ تھیں یہ اور بہن انکی رقیہ توام پیدا ہوئی تھی نوین محمد اصغر کنیت انکی ابوبکر تھے دسوین عبداللہ والدہ ان دونوں صاحبوں کی لیلے بنت مسعود دارمیہ تھیں اور یہ دونوں بھائی بھی کربلا میں جناب امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے گیارہوین یحیی والدہ انکی اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں اور چھوٹے ہی پن میں جناب امیرؑ کے سامنے انتقال کر گئے تھے اور یحیی ماں کی طرف کے بھائی یعنے برادران اخیافی عبداللہ اور محمد اور عون بیٹے جعفر بن ابی طالب کے تھے اور محمد بن ابی بکر بھی برادر مادری تھا اور بیٹیاں آپ کی پس ایک زینب کبریٰ تھیں اور دوسری زینب صغریٰ کنیت انکی ام کلثوم والدہ ان دونوں کی جناب فاطمہ تھیں تیسری رقیہ بنت ام حبیب بنت ربیعہ چوتھی ام الحسن پانچویں رملہ والدہ ان دونوں کی ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی تھیں چھٹی نفیسہ اور یہ ام کلثوم صغریٰ تھیں ساتویں زینب صغریٰ آٹھویں ام ہانی نوین ام الکرام دسوین جمانہ کنیت ان کی ام جعفر تھے گیارہوین امامہ بارہوین ام سلمہ تیرہوین زینب صغریٰ چودہوین میمونہ پندرہوین خدیجہ سولہوین فاطمہ یہ سب کئی ماں سے تھیں اور کتب طرفین میں مذکور ہے کہ تھی جناب فاطمہ کا حمل کہ جسکا نام رسول اللہ نے محسن رکھا تھا ساقط ہوا تھا پس اوپر اس تقدیر کے اٹھائیس اولاد آپ کی ہونگی نہ ستائیس اور حال ترویج بعض دختر جناب امیرؑ کا یہ ہے کہ زینب

زینب کبریٰ بنت جناب فاطمہؑ بنت رسول اللہ تو منسوب تھیں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے
اور اولاد انکی علی اور جعفر اور عون اکبر اور ام کلثوم ہوئیں اور جناب زینب کبریٰ نے اپنی والدہ ماجدہ
فاطمہ زہراؑ سے بہت اخبار و احادیث بیان کی ہیں اور زینب صغریٰ کہ جنکو ام کلثوم کہتے ہیں وہ
منسوب ہوئیں ساتھ محمد بن عقیل کے اور رقیہ بنت علی منسوب ہوئیں ساتھ مسلم بن عقیل کے اور
پیدا ہوئے انسے عبداللہ اور یہ شہید ہوئے کربلا میں اور علی محمد پسران مسلم اور ام ہانی پس منسوب
ہوئیں ساتھ عبداللہ اکبر بیٹے عقیل سے پیدا ہوئے انسے محمد اور قتل ہوئے کربلا میں اور دوسرے
عبدالرحمن اور میمونہ بنت علی منسوب ہوئیں عبداللہ اکبر بن عقیل سے انسے عقیل ابن عبداللہ
اور نفیسہ منسوب ہوئیں عبداللہ اکبر بن عقیل سے پیدا ہوئیں انسے ام عقیل اور زینب صغریٰ
منسوب ہوئیں عبدالرحمان بن عقیل سے پیدا ہوئیں انسے حمیدہ اور امامہ بنت علی منسوب ہوئیں
صلت بن عبداللہ بن نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب سے پیدا ہوئیں انسے نفیسہ۔

باب تیسرا بیچ بیان معجزات جناب امیرؑ کے

معجزہ اول واضح ہو کہ معجزہ ماخوذ ہے عجز سے اور عجز کے معنے لغت میں ناتوانی کے ہیں اور معجزہ
اسم فاعل ہے باب افعال سے اور اعجاز کے معنی ناتوان اور عاجز کرنیکے ہیں اور معجزات جمع ہے معجزہ کی
اور معجزہ کے معنے اصطلاح میں امر خارق عادت کے ہیں کہ جو مقرون ہوں ساتھ دعوت نبوت
اور امامت کے اور خارق کے معنے پھاڑنیوالے کے ہیں اور چونکہ کرامت ولی کی بھی عادت کو پھاڑتی
ہے یعنے عادت کے خلاف ہوتی ہے اسواسطے اسکو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں پھر جو شخص دعویٰ
کرے نبوت یا امامت کا اور اپنے دعویٰ کی تصدیق کے لیے جو عادت کے خلاف ہو یعنی

اور کسی سے وہ امر نہ ہو سکے دکھلائی اُسکا نام معجزہ ہے اور بعض علمانے معجزہ اور کرامت میں
فرق کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ معجزہ وہ شے ہے کہ جو مقرون بدعوی نبوت یا امامت ہو اور کرامت
وہ خرق عادت ہے کہ جو بلا دعوی مذکور ہو اور اکثر معتزلہ اور قدمائے شیعہ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں
کرتے اور بعضی معتزلہ ان دونوں امر کو مخصوص پیغمبروں کے جانتے ہیں بخلاف علمائے فرقہ شیعہ کہ
اُنکے نزدیک یہ دونوں امر مخصوص ہیں انبیا اور اوصیائے انبیا کے پس بنابر مذہب معتزلہ اور فرقہ
شیعہ لازم نہیں کہ معجزات اور کرامت نزدیک دعوی نبوت یا امامت کے ہو لہذا ہمارے علمائے شیعہ
اُس چیز کو کہ جو قبیل خورق عادت ہو انبیا اور اوصیائے قبل دعوت بلکہ پیش از ولادت یا بعد وفات انکے
ظہور میں آئے اُسکو معجزہ کہتے ہیں اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جو معجزات خدا تعالےٰ نے سب انبیا اور
اُنکے اوصیا کو دیئے تھے وہ سب ہمارے پیغمبر اور اُنکے اوصیا کو بھی دیے تھے اور سوا اُسکے
اور معجزات اور فضائل ہمارے پیغمبر اور ہمارے ائمہ کو ایسے دئے تھے کہ وہ کسی پیغمبر اور وصی پیغمبر کو نہیں
دئیے تھے اور معجزات و کرامات جناب رسالت مآب و اہلبیت عصمت و طہارت کے اسقدر ہیں
کہ کوئی شخص انکا حصر نہیں کر سکتا اور کسیکو اُن سب پر اطلاع حاصل نہیں ہو سکتی مگر اسقدر کہ
جو اخبار و احادیث سے متتبعین اخبار کو فی الجملہ اطلاع حاصل ہوئی از انجملہ چند معجزات اس رسالہ میں
درج کئے جاتے ہیں **معجزہ اول** اگرچہ یہ معجزہ متعلق ہے حال ولادت جناب امیرؑ پر مگر چونکہ یہ روایت
غیر مشہور ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ سب امور کعبہ کے اندر ہی ہوئے تھے لہذا اسکو باب معجزات میں لکھا
ہے پس روضۃ الواعظین میں اور بعض کتاب میں جابر سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ پوچھا میں نے
رسولِ خدا سے حال ولادت جناب امیرؑ کا فرمایا آپ نے کہ اے جابر تو نے سوال کیا بہتر مولود کا کہ مثل عیسیٰ
کے جو بعد میرے متولد ہوا ہے اور سنت حضرت عیسیٰ کی اُسمیں جاری ہوگی بدرستیکہ خدا تعالےٰ نے
پیدا کیا تھا مجھے اور علی کو ایک نور سے پہلے سب چیز کے پیدا ہونے سے پس ہم عالم ملکوت میں

تسبیح اور تقدیس حی لایموت کی کرتے تھے جب خدا تعالےٰ نے پانچہزار برس بعد پیدا ہونے ہمارے نور
کے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ہمکو اُنکے صلب میں ودیعت رکھا پس میں جانب راست تھا اُنکے قرار پکڑا اور
علی نے جانب چپ اُنکے پھر نقل کیا اُس نور نے اُنکے صلب سے طرف اصلاب طاہرہ اور ارحام مطہرہ کے
تا اینکہ مجھے صلب پاکیزہ عبداللہ ابن عبدالمطلب سے خارج کیا اور بہترین رحم میں کہ رحم آمنہ کا تھا
قرار دیا اور علی کو صلب پاک ابوطالب سے خارج کیا اور رحم پاکیزہ میں کہ وہ رحم فاطمہ بنت اسد کا تھا
قرار دیا پس جناب محمد مصطفےٰ نے فرمایا کہ اے جابر پہلے اس سے کہ علی شکم مادر میں قرار پکڑے اُس زمانہ میں
ایک عابد تھا مسمے مثرم بن وعب عبادت و زہد میں شہرہ آفاق ایک سو نوے برس اپنی عمر کے
اُسنے عبادت خدا میں بسر کیے تھے اور بکمال اخلاص اور صدق دل سے عبادت کرتا تھا مگر اُس
مدت عمر میں اپنی کوئی حاجت خدا تعالےٰ سے طلب نہ کی تھی ایک روز اُسنے خداوند جلیل سے
سوال کیا کہ اے معبود حق مجھے کسی اپنے دوست کی زیارت کرا خدا تعالےٰ نے ابو
طالب کو اُسکے پاس بھیجا مثرم نے جو ابوطالب کو دیکھا اور انوار جلالت کو اُنکی جبین مبین سے
مشاہدہ کیا تو اُٹھ کھڑا ہوا اور پیشانی نورانی پر اُنکے بوسہ دیا اور اپنے روبرو بٹھلایا اور پوچھا کہ
تم کون ہو ابوطالب نے کہا کہ میں ایک مرد ہوں اہل تہامہ سے کہا کونسے تہامہ سے ابو
طالب نے فرمایا کہ عبد مناف سے کہا کونسے شعبہ عبد مناف سے ہو کہا فرزندان ہاشم سے
راہب نے جو یہ سُنا تو پھر اُٹھکر دوبارہ اُس جناب کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ حمد و شکر اُس
خدا کو جسنے میرے سوال کو عطا کیا اپنے دنیا سے مجھے نہ لیگیا جب تک کہ اپنے دوستوں میں
سے ایک دوست کو نہ دکھلا لیا پھر مثرم نے کہا کہ بشارت ہو تجھے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے تیرے
باب میں ایک بشارت الہام کی ہے ابوطالب نے پوچھا کہ وہ کیا ہے مثرم نے کہا کہ تیری صلب سے
ایک فرزند وجود میں آئیگا کہ وہ ولی ہوگا خدا کا اور پیشوا ہوگا متقیوں کا اور وصی ہوگا

رسول پروردگار عالمیاں کا پس جب اُس فرزند کو پاؤ تو تو سلام میرا اُسکو پہنچانا اور کہنا کہ مُثرم
نے تمہیں سلام کہا ہے اور گواہی دیتا ہے وحدانیت خدا کی کہ کوئی اُسکا شریک نہیں اور گواہی دیتا ہے
کہ محمد بندہ اور رسول اُسکا ہے اور تو ولی اور وصی برحق اُسکا ہے اور محمدؐ پر تمام ہوتی ہے پیغمبری
اور تجھپر اور گیارہ تیرے فرزندوں پر تمام ہوئی ہے وصیت ابو طالب یہ بشارت سنکر رو پڑے
اور پوچھا کہ اُس فرزند کا کیا نام ہوگا اُسنے کہا کہ نام اُسکا علیؑ ہوگا ابو طالب نے کہا کہ اے مُثرم
تیری ان باتوں کی حقیقت مجھپر جب ظاہر ہوگی تب کوئی اور برہان ہویدا اور دلیل واضح دیکھوں
مُثرم نے کہا کہ پھر تم اسوقت مجھسے کیا چیز چاہتے ہو کہ تامیں خدا تعالے سے تمہارے لیے
وہ چیز طلب کروں اور وہ تمہیں عطا کرے تا میرا صدق تمپر ظاہر ہو ابو طالب نے کہا کہ میں اسوقت
طعام بہشت چاہتا ہوں راہب نے دعا کی ہنوز اُسکی دعا تمام نہوئی تھی کہ ایک طبق انگور اور رطب
اور انار بہشت سے ابو طالب کے پاس حاضر ہوا ابو طالب نے اُسمیں سے ایک انار اُٹھالیا اور خندان
اپنی دولت سرا کو مراجعت کی اور گھر میں آکر اُسکو تناول کیا خدا تعالے نے اُس انار سے نطفہ
اُنکے صلب میں قرار دیا اُسی شب فاطمہ بنت اسد کو جناب امیرؑ کا حمل ہوا پس مہابت اور شوکت سے
اُس جناب کی زمین حرکت میں آئی اور کئی روز تک لرزاں رہی اور قریش پر اس سبب سے خوف
عظیم طاری ہوا سبنے مشورہ کیا کہ اپنے بتوں کو کوہ پر لیچل کر اُنسے سوال کریں شاید کہ زلزلہ
ہمپر سے دور ہوجائے پس جب قریش بتوں کو کوہ ابو قبیس پر لیگئے زلزلے نے اور شدت کی
اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور بت منہ کے بل گر پڑے قریش یہحال دیکھکر کمال متحیر ہوئے
اور کہا کہ اس بلا سے ہمیں رہائی ممکن نہیں ہے اسی اثنا میں ابو طالب پہاڑ پر آئے اور اُن سب
سے کہا کہ اے گروہ قریش بدرستیکہ خدا تعالے نے اس شب ایک بندہ مبارک کو پیدا کیا ہے کہ اگر تم
اُسکی طاعت اور اُسکی ولایت کا اقرار نکروگے اور اُسکی امامت کی شہادت نہ دوگے تو یہ زلزلہ تم

سے دور نہوگا اور کوئی گھر تہامہ میں تمہارے واسطے باقی نہ رہیگا سب نے کہا کہ اے ابوطالب جو
کچھ کہ تم فرماؤ گے ہم وہی کرینگے یہ سنکر ابوطالب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور رو کر کہا کہ الٰہی
و سیدی اسئلک بالمحمدیۃ المحمودیۃ والعلویۃ العالیۃ والفاطمیۃ البیضاء الا تفضلت علی تہامۃ بالرأفۃ
والرحمۃ یعنے اے خدا میرے اور اے سید میرے سوال کرتا ہوں میں تجھسے بحق آنحضرت محمدؐ کے کہ پسندیدہ
ہے اور طریقہ علیؑ کے کہ بلند مرتبہ ہے اور طریقہ فاطمہؑ کے کہ روشن ہے اور نورانی ہے کہ البتہ تفضل کر تو اوپر اہل تہامہ کے
ساتھ تفضل اور رحمت کے راوی کہتا ہے کہ پس جناب رسولخدا نے قسم یاد فرمائی اور کہا کہ بحق اس خداوند
عالم کے کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور گیاہ کو اُس سے باہر لایا اور سب خلق کو اُسنے پیدا کیا کہ سب عرب
نے ان کلمات کو لکھا اور جب کسیکو کسی جگہ کوئی شدت رو دیتی تھی تو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتا
تھا پس فوراً دعا اُسکی قبول ہوتی تھی حالانکہ ان کلمات کے معنی کی حقیقت نہ جانتے تھے پس جب
جناب پیغمبر متولد ہوئے تو ایک روشنی عظیم آسمان میں پیدا ہوئی اور نور کو ستاروں کے مضاعف کر دیا
قریش یہ حال دیکھکر متعجب ہوئے اور کہا کہ آسمان میں کوئی حادثہ نیا پیدا ہوا ہے اسوقت ابوطالب گھر
سے باہر آئے اور بازاروں اور کوچوں میں مکہ کے پھرتے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے کہ ایہا الناس
تمام ہوئی ہے حجت خدا کی ابوطالب کو جو لوگوں نے دیکھا تو سب اُنکی طرف دوڑے اور پوچھا
کہ یہ نور کیسا ہے کہ ہم آسمان میں اسوقت دیکھتے ہیں ابوطالب نے کہا بشارت ہو تمہیں کہ پیدا
ہوا ہے اس شب کو دوستان خدا سے کہ خدا تعالے کامل کریگا اُسمیں خصلتیں نیک اور بھلے
ساتھ ختم کریگا اوصیائے پیغمبران سلف کو اور وہ پیشوا ہوگا متقیوں کا اور یاری کرنیوالا دین خدا
کا اور برانداز شیطان کا اور خشم میں لانیوالا منافقوں کا زینت عبادت کرنیوالوں کا وصی پیغمبر
آخرالزمان کا پیشوا راہ پانیوالوں کا نجم فلک رفعت کا کلید علم و حکمت کا دور کرنیوالا شرک کا
پس ابوطالب پیوستہ ان کلمات کو کہتے تھے یہانتک کہ صبح ہوگئی پس ابوطالب غایب ہوگئے اور

اور چالیس دن تک غائب ہے جابر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ کہاں گئے تھے فرمایا کہ مثرم کے
ڈھونڈھنے کو گئے تھے اور وہ مر گیا تھا کوہ لکام میں راوی کہتا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے جابر
اس حدیث کو نااہل سے مخفی رکھنا کہ یہ اسرار مکتومہ اور علوم مخزونہ خدائے تعالیٰ سے ہے الغرض
بدرستیکہ مثرم نے ابوطالب سے وصف غار کا کہ کوہ لکام میں ہے بیان کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ اس
جگہ تم آنا پس مجھے زندہ اور مردہ وہاں پاؤ گے اور وہ کوہ چالیس منزل تھا مکہ معظمہ سے جب
ابوطالبؑ وہاں گئے اور غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مثرم ایک چادر میں لپٹا اور قبلہ رو
پڑا ہے اور دو مار ایک سیاہ اور دوسرا سفید اسکے نزدیک بیٹھے ہیں اور اسکی محافظت کرتے ہیں
تاکسی جانور سے اسکو آسیب پہنچے اور کوئی شی اسکو گزند پہنچائے وہ سانپ ابوطالب
کو دیکھکر غار میں چھپ گئے ابوطالب مثرم کے پاس گئے اور کہا کہ السلام علیک یا ولی اللہ ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ پس خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مثرم کو زندہ کیا پس وہ اٹھا اور ہاتھ منہ پر پھیر کر
کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان علیا ولی اللہ والامام بعد نبی
اللہ ابوطالب نے مثرم سے کہا کہ بشارت ہو تجھے اے مثرم کہ علیؑ زمین پر آیا مثرم نے پوچھا
کہ کیا علامت ظاہر ہوئی ابوطالب نے کہا کہ دو ثلث شب گزری تھی کہ فاطمہ بنت اسد کو درد
زہ عارض ہوا میں نے پوچھا انسے کہ اے بہترین زنان عالم تمکو کیا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ اس وقت
میں اپنے میں ایک اضطراب مشاہدہ کرتی ہوں میں نے انپر اسم اعظم الہی کو پڑھا کہ انکا اضطراب
ساکن ہو پھر میں نے انسے کہا کہ اگر تم کہو تو میں کچھ عورتوں کو بلا لاؤں تاکہ وہ اس وقت میں تمہاری
معاون ہوں انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم مناسب سمجھو وہ کرو پس جب میں اٹھا کہ کسیکو لے آؤں
ناگاہ ایک گوشہ خانہ سے صدا آئی کہ اے ابوطالب ٹھہر جاؤ کہ انکے بدن کو دست آلودہ نگاہ
مس نکریگا نے ہی میں چار عورتیں اور ایک روایت میں ہے کہ یہ چاروں عورتیں کعبے سے آئیں

تھیں جامہ حریر سفید کے پہنے ہوئیں کہ خوشبو انکی بہتر مشک و زعفران سے تھی پس انھوں نے
آنکر کہا کہ السلام علیک اے حبیبۂ خدا فاطمہؑ نے بھی انکے سلام کا جواب دیا پس انکے روبرو بیٹھ گئیں
اور غالیہ و ابریق نقرئی آب کوثر سے بھرا ہوا نکالا اور فاطمہ کی بہت دلداری کی یہانتک کہ امیر المومنین
متولد ہوئے اور جب وہ پیدا ہو چکے تو میں بیتاب ہو کر انکے نزدیک گیا ناگاہ دیکھا میں نے کہ وہ
سجدے میں گرے ہیں اور مثل خورشید تاباں کے نور اُس سے ساطع ہے اور وہ کہتا ہے اشہد
ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ وان علیاً وصی محمد رسول اللہ بمحمد یختم اللہ النبوۃ وبی یتم الوصیۃ
وانا امیر المومنین پس ایک عورت نے انمیں سے ہاتھ دراز کر کے اسکو زمین پر سے اٹھا لیا اور اپنے دامن
میں رکھا جب اُس حضرت کی نظر اُس عورت پر پڑی تو بزبان فصیح و بلیغ کہا کہ السلام علیک یا ام
انہوں نے بھی جواب سلام کا دیا اور کہا کہ علیک السلام اے فرزند گرامی حضرت نے کہا کہ کچھ
میرے پدر عالی قدر کی خبر رکھتی ہو اُس بی بی نے کہا کہ ہاں نعمتوں میں حق تعالیٰ کی پھرتا ہے اور
تقرب اسکے وصال کی کرتا ہے میں نے جو یہ بات سنی تو بیتاب ہو کر پوچھا کہ اے فرزند آیا میں باپ
تیرا نہیں ہوں اُسنے کہا کہ ہاں تم میرے باپ ہو مگر میں اور تم دونو صلب آدم سے پیدا ہوئے
ہیں اور یہ ماں میری خواہر ہیں میں نے جو سنا تو مارے شرم کے دامن سے منہ چھپا لیا اور گوشہ خانہ میں
جا کر چھپ گیا پس ایک اور عورت اُس طفل کے نزدیک آئی اور ظرف غالیہ کا ہاتھ میں اسکے تھا
اُسنے علی کو لیا علیؑ نے اسی دیکھکر کہا کہ السلام علیک اے خواہر اس عورت نے بھی کہا کہ علیک السلام
اے برادر پس علیؑ نے پوچھا کہ میرے عم سے خبر رکھتی ہو اُس بی بی نے کہا وہ حال نیک ہیں اور
تمکو سلام کہا ہے میں نے پوچھا کہ اے فرزند یہ خواہر تمہاری کون ہے اور وہ عم تمہارا کون ہے کہا
کہ یہ مریم دختر عمران ہے اور عم میرے عیسیٰ بن مریم ہیں پس اُس بی بی نے بوسہ خوشی اُس ظرف
غالیہ سے نکالکر اسکو خوشبو کیا پس تیسری بی بی نے اسکو اپنی گود میں لیا اور ایک جامہ میں کم

اپنے ساتھ لائیں نہیں اُسکو لپیٹا ابوطالب کہتے ہیں کہ بیٹے نے اپنے دلمیں کہا کہ اگر اسوقت میں اسکا ختنہ کرا دیتا تو اُسپر آسان ہو جاتا اور اُسوقت میں سنت عرب کی تھی کہ پیدا ہوتے ہی لڑکے کی ختنہ کرا دیتے تھے اُس عورت نے کہا کہ اے ابوطالب یہ فرزند طاہر و مطہر پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ آہن کی نہ چکھیگا مگر ہاتھ سے ایک مرد کے کہ خدا اور رسول و ملائکہ آسمان اور پہاڑ اور دریا اُنکو دشمن رکھتے ہیں اور اُسپر لعنت کرتے ہیں اور آتش جہنم اُسکی مشتاق ہے ابوطالب نے پوچھا کہ وہ مرد کون ہے کہا کہ وہ ابن ملجم علیہ اللعنتہ ہے کہ اُسکو مسجد میں شہید کریگا وفات جناب رسولخدا کے تیس برس بعد کہ اسی میں جناب رسولخدا تشریف لائے اور علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کچھ باتیں آپ کے کان میں کہیں اور علی نے بھی کچھ اسرار حضرت سے عرض کیے پس وہ دو عورتیں غائب ہو گئیں بیٹے نے اپنے دل میں کہا کہ کاش میں اُن دو عورتوں باقیہ کو بھی پہچانتا کہ جناب امیرؑ نے بالہام خدا کہا کہ اے پدر بزرگوار ان میں اوّل حوّا مادر عالمیان تھیں اور دوسری مریم دختر عمران تھیں اور جس عورت نے کہ مجھے چادر میں لپیٹا تھا وہ آسیہ زن فرعون تھی اور جسنے مجھے خوشبو لیا تھا وہ مادر موسی بن عمران تھی پھر مجھے کہا کہ تم مشرم کے پاس جاؤ اور اُسکو بشارت دو میری پیدائش کی اور جو کچھ دیکھا ہے اور سنا ہے بیان کرو اور اُسکو فلاں موضع میں تم پاؤگے اور ان سانپوں کی بھی مجھے خبر دی تھی پس میں بموجب اُنکے فرمانیکے یہاں آیا ہوں اور وہ طفل جب بہت اسرار جناب رسولخدا سے کہہ چکا تو پھر طرف حالت طفولیت کے رجوع کی اور ساکت ہو گیا مشرم یہ سنکر سجدے میں گیا اور خدا تعالے کا شکر بجا لایا اور رو بقبلہ لیٹ گیا اور ابوطالب سے کہا کہ میرے مُنہ پر چادر ڈالدو بیٹے جو میں جامہ اُسکے مُنہ پر ڈالا وہ مسرا باقی کو رحلت کر گیا تین روز بعد اُسکے اور میں وہاں ٹھیرا رہا اور ہر چند کہ میں مشرم سے باتیں کرتا تھا کچھ جواب نہ پاتا تھا پس وہ دونوں سانپ باہر آئے اور مجھپر سلام

کیا اور کہا کہ اب تم جاؤ اور ولی خدا سے تحقیق ہو کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم اعمال اُسکے شبیہ
ہیں خداتعالیٰ نے ہمکو اُسکے اعمال نیک سے پیدا کیا ہے تا ہم قیامت تک اُسکی محافظت
کیا کریں اور جب دن قیامت کا ہوگا تو ایک ہم میں سے اُسکے آگے ہوگا اور ایک اسکے پیچھے
اور اسکی رہنمائی کرینگے بہشت کیطرف پس ابوطالب مکہ کی طرف پھرے جابر کہتا ہے کہ
جب ابوطالب نے جناب رسولخدا سے یہ ماجرا عرض کیا تو مینے کہا کہ اللہ اکبر آدمی کہتے ہیں
کہ ابوطالب کافر تھے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے جابر پروردگار عالم داناتر ہے ساتھ
غیب کے اے جابر شب معراج جو میں نے عرش پر پہنچا تو چار نور دیکھے مینے کہا کہ الٰہی یہ نور
کیسے ہیں ندا آئی کہ اے محمد صلعم ایک عبدالمطلب اور دوسرا عم تیرا ابوطالب ہے اور تیسرا باپ تیرا
عبداللہ ہے اور چوتھا بھائی تیرا طالب ہے ایک روایت میں جعفر ابن ابی طالب ہے حضرت
فرماتے ہیں کہ مینے کہا کہ پروردگارا انہوں نے کس سبب سے یہ درجہ پایا خداتعالیٰ نے فرمایا اس سبب
سے کہ یہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے اور اپنی قوم سے تقیہ کرتے تھے اور اونکی آزار پر صبر کرتے
تھے یہانتک کہ دنیا سے انہوں نے رحلت کی اور بعض معجزات مشہورہ جناب امیر سے ایک معجزہ
بساط ہے اور بطریق اہل سنت کے انکی بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے مگر مختلف طریقوں سے
از انجملہ انس بن مالک سے منقول ہے اُنسے کہا کہ ایک روز کسی قبیلہ سے ایک بساط یعنی فرش رسولخدا
کے واسطے آیا آپ نے انس سے فرمایا کہ اسکو بچھاؤ اور اُن دس آدمیوں کو کہ جو عشرہ مبشرہ
ہیں بلا کر اس بساط پر بٹھلاؤ پس مینے اونکو بلا کر اُسپر بٹھلایا پھر امیرالمومنین کو بلایا اور تنہا دیر تک اُنسے
آپنے سرگوشی کی بعد جناب امیر بھی اُس بساط پر آ کر بیٹھے اور ہوا کو حکم دیا کہ ہمکو اوڑا کر
لیچل ہوا ہمکو اوٹھا کر بہت تیزی اور تندی کے ساتھ لیچلی پھر اُس جناب نے ایک جگہ پہنچ کر ہوا سے
ارشاد کیا کہ ہمیں اس زمین پر اوتار دے جب ہم وہاں اوترے تو آپ نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کونسی

جگہ ہے ہمنے عرض کی کہ ہم نہیں جانتے فرمایا کہ یہ جگہ کہف و رقیم ہے کہ اصحاب کہف اسی جگہ
سوتے ہیں تم اٹھو اور اُنپر سلام کرو ہم میں سے ایک ایک اٹھا اور اُنپر سلام کیا وہاں سے
کچھ جواب نہ آیا پھر جناب امیرؑ اُٹھے اور فرمایا کہ السلام علیکم یا معاشر الصدیقین والشہدا
ہمنے سنا کہ سب نے جواب دیا اور کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمنے اُس جناب سے عرض
کی کہ کیا سبب ہے کہ انہوں نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا اور آپ کے سلام کا جواب دیا جناب امیر
نے اصحاب کہف سے وجہ اسکی پوچھی اُنہوں نے کہا کہ ہم گروہ اصدقا اور شہدا کو حکم ہے
کہ مرنے کے بعد کسی سے تم کلام نکرو مگر پیغمبر سے یا وصی پیغمبر سے یہ سنکر جناب امیر نے
ہوا کو حکم کیا کہ اب ہمیں لیچل ہوا اٹھا کر لیچلی تھوڑی دیر کے بعد بولے فرمایا کہ ہمیں یہاں
اُتار دے اُسنے ہمیں جب اوتارا تو ہمنے اپنے تئیں زمین مدینہ میں پایا اور جناب امیر نے
فرمایا کہ تم رسولخدا صلعم کو آخر رکعت نماز میں پاؤگے پس جب ہم آئے تو اُس جناب کو آخر
رکعت میں دیکھا کہ سورہ کہف کو تلاوت فرماتے ہیں اور اس آیہ پر پہنچے ہیں کہ ام حسبت ان اصحاب
الکہف الخ انتہا اور ثعلبی نے بھی کہ معتبرین مفسرین اہل سنت سے ہے اس روایت کو اسیطرح
پر نقل کیا ہے مگر اسمیں اسقدر اور زیادہ ہے کہ پھر اصحاب کہف نے رجوع کی طرف حالت
خوابیدہ کی کی یعنے پھر سو رہے اور سویا کرینگے تا وقتیکہ مہدی ہادیؑ خروج کریں جب وہ
جناب خروج کرینگے تو اصحاب کہف پھر بیدار ہو نگے اور خدا تعالے اونکو زندہ کریگا اور
جناب کے سلام کا جواب دینگے اور پھر سو رہیں گے اور قیامت تک سویا کرینگے اور جب
قیامت برپا ہوگی تو یہ محشور ہوکر عرصہ قیامت میں آئیں گے اور باسناد صحیح ابن جعدہ سے
مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمنے بصرے میں ایک مجلس میں دیکھا کہ انس بن مالک اسمیں حدیث
بیان کر رہا ہے کہ ایک شخص مجلس میں سے کھڑا ہوا اور کہا اے انس صاحب رسول اللہ

یہ مرض برص تجھے کیونکر ہوا حالانکہ میں نے اپنے باپ سے سُنا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے
کہ مومن برص و جذام میں مبتلا نہو گا انس نے کہا کہ یہ بسبب بد دعاے بندہ و صالح کے ہے کہ دعا
اُسکی میرے حق میں قبول ہوئی یہ سُنکر سب لوگ اُٹھکر انس کے پاس آئے اور حال پوچھا انس نے
قصہ بیان کیا کہ ایک روز طرف مشرق کے ایک بساط رسول مقبول کی واسطے آئی جناب
رسول خدا نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ اے علی عشرہ مبشرہ کو اصحاب کہف کی زیارت کرا
لاؤ اور مجھسے بھی کہا کہ اے انس تو بھی انکے ساتھ جا اور جو کچھ تو دیکھے اُسکو مجھسے آکر بیان
کر عرض ہم سب بساط پر جا بیٹھے اور جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا اور ہوا البساط کو لیکر بلند ہوئی
اسقدر کہ ہمیں ستارے دکھائی دینے لگے اور ہم ایک مکان سے دوسرے مکان پر گزر
جاتے تھے تا اینکہ جناب امیر نے ہوا کو حکم کیا کہ یا ریح ضعینا اے ریح ہمیں اسجگہ اوتارے
جب ہم زمین پر اُترے تو اُس جناب نے فرمایا کہ یہی جگہ اصحاب کہف کی ہے جاؤ اور اُنپر
سلام کرو پس حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور طلحہ اور زبیر وغیرہ سب نے جاکر اُنپر
سلام کیا اور میں نے بھی جاکر سلام کیا کسی کے سلام کا جواب نہ آیا تب حضرت امیر علی بن ابی طالب اُٹھے اور جاکر
کہا کہ السلام علیکم یا اصحاب الکہف والرقیم الذین کانوا من آیاتنا عجبا پس اُن سب نے پکار کر کہا
علیک السلام یا وصی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سب اصحاب کو خیال ہوا کہ اُنہوں نے
ہمارے سلام کا جواب کیوں نہ دیا حالانکہ جواب سلام کا واجب ہے جناب امیر نے باعجاز
انکے خیال کا حال معلوم کرکے اصحاب کہف سے پوچھا کہ تم نے ان اصحاب رسول کے سلام کا
جواب کیوں نہ دیا اُن سب نے ایکدفعہ کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہم ایک گروہ ہیں کہ خدا
پر ایمان لائے ہیں اور اللہ نے ہمیں ہدایت کی ہے اور ہمیں حکم نہیں ہے کہ کسیکے سلام
کا جواب دیں مگر نبی کا یا وصی نبی کا اور چونکہ تم وصی ہو خاتم رسل کے اور سید وصیین ہو

اسواسطے ہمنے تمہارے سلام کا جواب دیا یہ سُنکر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے اصحاب رسول خدا
سُنا تمنے عرض کی ہاں سُنا فرمایا اب تم سب بساط پر جا بیٹھو اور ہوا کو حکم دیا کہ ہمیں لیچل ہوا
اوڑا کر لیچلی ایکدم میں پہنچکر اُس جناب نے حکم کیا کہ یہاں ہمیں اُتار دے جب ہم وہاں اُترے
تو دیکھا کہ رنگت زمین کی زعفرانی ہے اور گیاہ سوا شیح یعنے درمنہ کے اور کچھ نہیں ہے
اور نہ کوئی چشمہ ہے اُسمیں اور نہ چاہ اور نہ پانی کہیں دکھائی دیتا ہے ہمنے کہا کہ اے امیر المومنین
وقت نماز کا پہنچا اور پانی اِس سرزمین میں کہیں نہیں ہے کہ ہم وضو کریں پس اُس جناب
نے اُٹھکر ہر طرف نظر کی جب پانی نہ دیکھا تو زمین پر ایک لات ماری ایک چشمہ پانی کا
پیدا ہوا نہایت شیریں خوشگوار ہمنے اُس سے پانی بھی پیا اور وضو بھی کیا آپ نے فرمایا
اگر یہ چشمہ نہوتا تو جبرئیل تمہارے واسطے بہشت سے پانی لاتا غرض ہمنے نماز پڑھی اور
وہ جناب تا نصف شب عبادت خدا میں مصروف رہے پھر فرمایا کہ اب بساط پر جا بیٹھو اور چلو اور
نماز صبح کی ایک رکعت رسول خدا کے ساتھ پاؤ گے غرض ایسا ہی ہوا کہ ہم نماز صبح میں جناب رسول خدا
کے ساتھ شریک ہوئے اور ایک رکعت آپ کے ساتھ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر رسول خدا میری
طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کہ اے انس جسوقت میرا ابن عم تجھسے ان امور کی کہ جو تو اسکی کرامات
اور معجزات سے دیکھکر آیا ہے گواہی طلب کرے تو تو گواہی دیگا میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ
پس جب بعد رحلت جناب رسول خدا حضرت ابو بکر بالقہر و غلبہ متولی امامت کے ہوئے تو جناب امیر نے
بحضور جماعت کہا کہ اے انس حکایت بساط و چشمہ آب کو نقل کر اور سچی گواہی دے میں نے اُسوقت
گواہی چھپائی اور کہا کہ اے علی بسبب پیری اور بڑھاپے کے مسلوب الحواس ہو گیا ہوں و نیز سب
چیزوں کو بھول گیا کوئی چیز مجھے یاد نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ اے انس اگر تو نے عمداً
کیا اور دانستہ گواہی کو چھپایا تو خدا تعالے تیرے مُنہ پر سفیدی ظاہر کرے اور تیرے پیٹ میں

ایک آگ مشتعل اور آنکھیں تیری نابینا کرے کہ تو ان عیبوں کو چھپا نہ سکے انس کہتا ہے کہ میں
میں اُس مجلس سے اُٹھنے نہ پایا تھا کہ دعا اُس حضرت کی قبول ہوئی اور یہ تینوں مرض مجھے
عارض ہوگئے اور اب میں ذرہ روزہ رکھنے پر ماہ رمضان کے قادر نہیں ہوں اسواسطے کہ کھانا میرے
معدے میں قرار نہیں پکڑتا اور اسی حال پر رہا یہاں تک کہ مرگیا اور عجیب یہ ہے کہ سُنا گیا اولاد
علی الرادی کہ اولاد بھی انکی ایسی ہی ہوتی ہے یہ تو اوپر طریقہ اہل سنن کے مذکور ہے اور اوپر طریقہ
حقہ امامیہ کثرہم اللہ کے اسطرح پر ہے جیسا کہ کتاب مجمع الرائق میں کہ بظاہر وہ منجملہ مصنفات
صدوق ابن بابویہ کے ہے ہی مذکور ہے کہ ابن بابویہ نے بسند اپنے سلمان فارسی سے نقل کی
ہے کہ ایک روز میں اپنے مولائی کونین امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور وہ
وہ زمانہ تھا کہ آدمی عمر ابن الخطاب سے بیعت کرتے تھے اور اُسوقت حضرت کے پاس محمد بن
حنفیہ اور محمد بن ابی بکر اور عمار یاسر اور مقداد بھی تھے اور ہر باب سے سخن جاری تھا کہ اتنے میں
امام حسن نے عرض کی کہ اے پدر عالیقدر جو کچھ ملک و دولت کہ سلیمان بن داود کو دی گئی
تھی آیا اس عطیہ میں سے کچھ بہرہ اور حصہ انکے وصی کو بھی پہنچا تھا یہ سُنکر آپنے تبسم فرمایا اور
کہا کہ قسم اُس معبود کی کہ جو دانہ خشک کو زمین میں سبز کرتا ہے اور قسم اُس قادر کی کہ جسنے حضرت
آدم کو پیدا کیا کہ جو کچھ کہ تیرے باپ کو دیا ہے کسیکو اولیا اور اوصیائے ماضیہ سے
نہیں دیا اور آیندہ بھی کسیکو نہ ملیگا اور کوئی اس کرامت سے فائز نہو گا یہ سُنکر امام حسن اور
اور حضار نے التماس کیا کہ یا حضرت ہم چاہتے ہیں کہ شمۂ اس چیز کا جو واہب العطایا نے
آپکو عطا کیا ہے ہم بھی مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ تا باعث ازدیاد ایمان کا اور موجب
تقویت ایقان کا ہو سید اوصیا نے فرمایا کہ حقا بکرامتہ میں ایسا ہی کرونگا اور تمہیں اُن
چیز اُن چیزوں میں سے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے کرامت فرمائی ہے دکھلاؤنگا پس حضرت میں

اٹھکر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور چند کلمہ زبان حقائق ترجمان پر جاری
کیے کہ کوئی شخص حاضرین میں سے نہ سمجھا اور وہاں سے خانہ ہیت کاشانہ میں تشریف
لائے اور دست حق پرست کو جانب مغرب دراز کیا بعد ایک لمحہ کے ہاتھ کو نیچے کیا ہمنے دیکھا
کہ دست مبارک پر ایک ٹکڑا ابر کا رکھا ہوا ہے اسکو نیچے رکھدیا اور پھر ہاتھ طرف مغرب کے
دراز کیا دوسرا ٹکڑا ابر کا ہاتھ پر دیکھا اسکو بھی نیچے رکھا سلمان کہتے ہیں کہ ہم سبنے سنا کہ جسوقت
پارہ ابر کف مبارک سے جدا ہوتا تھا تو کہتا تھا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
انک وصی نبی کریم من شک فیہ ہلک ومن تمسک بک فقد سلک سبیل النجات۔ یعنے گواہی دیتا ہوں
میں کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ کا ہے اور تو وصی نبی بزرگ کا ہے جسنے تیری
خلافت اور وصایت میں شک کیا وہ ہلاک ہوا اور جسنے عروۃ وثقائے محبت تیری میں
چنگل مارا اسنے نجات پائی پس ہمنے دیکھا کہ وہ دونوں ٹکڑے کشادہ ہوئے اور پھیل
گئے اور مثل بساط کے ہو گئے اور پھر دونوں آپس میں ملگئے اور اس ابر سے بوی مشک آتی
تھی حضرت نے فرمایا کہ اٹھو اور اس بساط پر بیٹھو ہم سب جا بیٹھے اصلح پر کہ ایک ٹکڑے پر
تو ہم سب بیٹھے اور ایک ٹکڑے پر وہ جناب تنہا بیٹھے پھر اس جناب نے کچھ ایسے کلمات ارشاد
کیے کہ ہم انکو نہ سمجھے اور ارشاد کیا طرف ابر کے کہ مغرب کی جانب روانہ ہو پس ہو چلی
اور اس ابر کو اور اڑا کر باہستگی تمام بلند کیا اور ہمنے اسوقت جو اس جناب کیطرف نگاہ کی
تو دیکھا کہ آپ کے بدن میں جامہ سبز ہے اور سر پہ کلاہ یاقوت سرخ کی ہے اور پاؤں میں
نعلین ہیں کہ بند انکے یاقوت آبدار سے ہیں اور ہاتھ میں انگشتری ہے مروارید سفید
ابراق کی کہ روشنی اسکی آنکھوں کو خیرہ کرتی ہے اور ایک کرسی نور پر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت
امام حسن نے عرض کی اس جناب سے کہ اے پدر بزرگوار سب مخلوقات تو حضرت سلیمان کی

بسبب انگشتری اطاعت کرتی تھی آپ کی کس سبب سے اطاعت کرتی ہے فرمایا کہ یا ولدی انا وجہ
وانا عین اللہ الناطق فی خلقہ وانا ولی اللہ وانا نور اللہ الذی لا یطفیٰ وانا باب اللہ الذی یؤتی منہ
وانا حجۃ اللہ علی عبادہ وانا کنز اللہ فی ارضہ وانا قسیم النار والجنۃ وانا ستۃ ذی القرنین یعنی اے
نور دیدہ میں وجہ اللہ کا ہوں اور میں زبان اللہ کی ہوں ناطق اسکی خلق میں یعنی جو کچھ میں
کہتا ہوں وہ خدا ہی کی جانب سے کہتا ہوں تو اوسکے حکم سے کہتا ہوں اور میں ولی اللہ
کا ہوں اور میں نور اللہ کا ہوں وہ نور کہ کبھی منطفی نہو گا اور میں باب اللہ ہوں یعنی در
کہ آوے گی خلق اس سے طرف خدا کے اور میں حجت اللہ کی ہوں اسکے بندوں پر اور میں خزانہ
اللہ کا ہوں اسکی زمین میں اور میں قسمت کرنیوالا ہوں بہشت و دوزخ کا اور میں ستۃ ذو القرنین
ہوں اے فرزند تو چاہتا ہے کہ میں تجھے خاتم سلیمان کی دکھلاؤں عرض کی کہ ہاں دیا
ابا حضرت نے دست مبارک بغل میں لیجا کر ایک انگشتری نکالی کہ وہ طلائے احمر سے تھی
اور نگینہ اسکا یاقوت سرخ سے فرمایا اے فرزند یہ خاتم سلیمان کی ہے اور یہ جو نام اسمیں
نقش کیے ہوے ہیں سب حاضرین کو اس سے کمال تعجب ہوا فرمایا حضرت نے کہ یا ایہا الناس
میرے باب میں ایسا تعجب نکرو بخدا سوگند کہ تمہیں میں آج ایسی چیز دکھاتا ہوں کہ میرے پہلے
کسی نے اسے کبھی ندیکھا ہو گا پس امام حسن نے عرض کی کہ ہماری آرزو یہ ہے کہ آپ یاجوج ماجوج
اور سد سکندری دکھلائیں آپنے فرمایا اچھا اور ہوا کو حکم کیا کہ ہمیں اسطرف لیچل کہ جسطرف
حسن کہتا ہے پس اسوقت ایک آواز مثل رعد ہوا سے ہمارے کانوں میں آئی اور ہمیں اوڑا لیچلی
تا اینکہ ایک پہاڑ پر ہمیں پہنچایا ایک درخت عظیم کو ہمنے اس کوہ پر دیکھا کہ وہ خشک ہو گیا
تھا اور سب پتے اسکے جھڑ گئے تھے ہمنے عرض کی کہ یا حضرت کیا باعث ہے کہ اس درخت کے
پتے جھڑ گئے ہیں اور خشک ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اس درخت سے تم پوچھ لو کہ یہی حال اپنا

بیان کر دیگا امام حسنؑ نے اُس درخت سے پوچھا کہ اے شجر کیا ہوا ہے تجھے کہ تیرے پتے جھڑ گئے ہیں
اور سبزی تجھ میں سے جاتی رہی ہے درخت نے کچھ جواب نہ دیا حضرتؑ نے فرمایا کہ اجبہم باذن
ایتہا الشجرۃ و اخبر ہم بخبرک اے درخت بفرمان الٰہی انکو جواب دے اور بیان کر اپنے حال اپنا سلمان
کہتے ہیں کہ بخدا سوگند درخت متکلم ہوا اور کہا لبیک یا وصی رسول اللہ و خلیفتہ من بعدٖ
حقا یعنے حاضر ہوں میں تیری خدمت میں اے وصی رسول اللہؐ اے خلیفہ حبیب اللہ پھر خطاب
کیا امام حسنؑ کیطرف اور کہا کہ اے ابا محمد ہر شب وقت سحر میرے پاس آپ کے پدر بزرگوار آیا کرتے
تھے اور دو رکعت نماز پڑھکر تہلیل اور تقدیس خدا تعالےٰ میں مشغول رہتے تھے پھر تشریف لیجاتے
تھے اور آتے جاتے میں اوپر کرسی سفید نور کے بیٹھے ہوتے تھے بوئے مشک انفاس اُس جناب کی
میرے دماغ میں پہنچتی تھی اور میں اُس جناب کی بوئے روح افزا کے سونگھنے سے اور اُس نور کے
سر سبز و شاداب تہا اب چالیس شب سے میرے پاس تشریف نہیں لائے اُنکی مفارقت سے میرا
یہ حال ہو گیا ہے اب میں اُمید وار ہوں کہ آپ میری سفارش اُس جناب سے کریں کہ اپنی
لطف سے اس مجبور کو دور نہ کہیں اور اپنی تشریف آوری سے مجھے پھر حالت اصلی پر لے
آویں یہ سُنکر شاہ ولایت اُس درخت کے پاس تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی اور دست
مبارک اُس درخت پر ملا سلمان کہتے ہیں بخدا سوگند کہ اُس درخت سے ایک نالہ مشتاقانہ
نکلا اور باعجاز جناب امیرؑ وہ سبز ہو گیا اور پتے اُسمیں نکل آئے اور میوہ جھوم نے لگا پس وہ جناب
اپنی کرسی پر بیٹھے اور ہوا اُسکو لیکر بلند ہوتی یہانتک کہ تمام دنیا ہماری نظر و نمیں مثل ایک گیند
کے دکہائی دینے لگی اور ہوا میں ایک فرشتہ کو دیکھا کہ سر اُسکا زیر قرص آفتاب ہے اور پاؤں
اُسکے قعر بحر محیط میں ہیں اور ایک ہاتھ مشرق میں اور ایک ہاتھ مغرب میں پس اُس فرشتے نے
جو ہمکو دیکھا تو کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ و اشہد انک

وصی نبی اللہ حقا حقا بغیر شک و من شک فیک فھو کافر میں نے جناب علیؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہے
حضرت نے فرمایا کہ ایک فرشتہ ہے کہ بحکم خدا میں نے اسکو اس جگہ نصب کیا ہے اور یہی اوپر روشنی
روز اور تاریکی شب کے موکل کیا ہے اور اسیطرح پر رہیگا قیامت تک اے فرزند خدا تعالےٰ نے
تیرے باپ کو تدبیر دنیا عطا کی ہے پھر ہوا ہمکو اوڑا کر یاجوج ماجوج کے ملک میں لیگئی جناب
امیرؑ نے ہوا سے حکم کیا کہ اھبطی تحت ھذا الجبل اے ابر تو نیچے اس پہاڑ کے اور وہ ایک پہاڑ
تھا نہایت بلند تیرہ مثل ایک قطعہ شب سیاہ کے ظلمانی سرشت و بدبوے بد ہمارے دماغ میں
اُس سے آتی تھی اور ہم قوم یاجوج کو دیکھتے تھے اور اُنکی کثرت سے تعجب کرتے تھے اور اُنکو
ہمنے تین صنف پر پایا ایک صنف ایسی تھی کہ اُنکے قد کا طول بیس گز کا تھا اور عرض دس گز
کا اور ایک صنف ایسی تھی کہ طول اُنکا سو گز کا تھا اور عرض ستر گز کا اور ایک صنف کے کان ایسے
بڑے بڑے تھے کہ ایک مثل لحاف کے اوڑھتے تھے اور دوسرے کو مثل توشک کے بچھاتے تھے
ہمنے اُنکے حال کو پوچھا حضرت نے فرمایا کہ ان سب کا حاکم میں ہوں اور سب تحت حکم میرے
ہیں من بعد ہوا کو حکم کیا کہ اُسنے ہمکو اوڑا کر کوہ قاف میں پہنچایا ہمنے پہاڑ دیکھا مثل یاقوت
سرخ کے کہ تمام دنیا کے محیط تھا اور ایک فرشتہ بصورت انسان اُسپر موکل تھا جب اُس فرشتہ
کی نظر ہم پر پڑی تو اُسنے کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین یہ کہکر رخصت طلب کی کہ مجھے
کچھ عرض کرنا ہے حکم ہو تو عرض کروں حضرت نے فرمایا کہو والا میں ہی کہدوں جو کچھ کہ تیرا مطلب
ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ ہی ارشاد فرمائیں فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کی
زیارت کو جائے اور یہی اجازت کا طالب ہے جا میں نے رخصت تجھے دی وہ فرشتہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم کہکر روانہ ہوا پھر وہاں بھی ایک درخت کو مثل درخت اول خشک دیکھا اور اُسی طریق
پر جواب و سوال واقع ہوا درخت نے عرض کی کہ ہر شب جناب امیرؑ میرے پاس تشریف لایا کرتے

تھے چالیس روز ہوئی کہ نہیں آئے اور انکی مفارقت میں میرا یہ حال ہوا جناب امام حسینؑ نے اپنے
پدر عالیقدر کی خدمت میں حال درخت کا بیان کیا وہ جناب اُسکے پاس تشریف لیگئے اور دست
مبارک اُسپر پھیرا درخت نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و انک امیر المومنین
وصی رب العالمین من تمسک بک نجی و من تخلف عنک ہوی اور فوراً وہ درخت بھی سرسبز و شاداب
ہوگیا ہم اُسکے نیچے بیٹھ گئے اور ایک ساعت آرام کیا پھر ہمنے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ یا امیر المومنین
وہ فرشتہ کہاں گیا فرمایا کہ کل مینے جبل ظلمت سے مجبور کیا تھا اُس فرشتہ نے کہ اُسپر موکل ہے
اس فرشتہ کی ملاقات کے لیئے رخصت لی تھی آج اُسنے اُنکی ملاقات کے لیئے رخصت
لی ایک نے اُنمیں سے پوچھا کہ یا حضرت سب فرشتے آپکے تابع ہیں فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی
کہ جسنے آسمان کو بے ستون قائم کیا کہ کوئی فرشتہ قدرت نہیں رکھتا کہ بے رخصت میری اپنی
جگہ سے دوسری جگہ حرکت کرے اور اگر بے اذن میرے کہیں جائے یا القدر نفس و جنبش کرے
تو خداوند عالم برق غضب سے اُسکو جلا دے اور بعد میرے میرے فرزند حسنؑ اور حسینؑ
اور بعد اُنکے معصومین کے نو امام باقی بھی ایسے ہی ہونگے پھر ایک شخص نے ہم میں سے پوچھا کہ کوہ
قاف کے فرشتہ کا کیا نام ہے فرمایا کہ برخائیل راوی کہتا ہے کہ ہمنے عرض کی کہ یا امیر المومنین
تعجب کی بات ہے کہ ہم ہمیشہ آپکی خدمت میں رہتے ہیں معلوم نہیں کہ کونسی وقت آپ اُس
کوہ میں تشریف لیجاتے تھے پھر حضرت نے فرمایا کہ تم اپنی آنکھوں کو بند کرلو ہم سب نے آنکھوں
کو بند کیا بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ آنکھوں کو کھولو جب ہمنے آنکھیں کھولیں تو اپنے تئیں
ایک اور ملک میں پایا ہمنے آپس میں کہا کہ ہم اس جگہ پہنچے اور ہمکو مطلق خبر نہ ہوئی یہ امر نہایت
عجیب و غریب ہے مگر وصی رسول خدا سے کچھ بعید اور عجیب نہیں من بعد مشہور سید ابن لاغی نے
فرمایا کہ واسعہ کہ میں چند چیز کا عالم ملکوت کے مالک ہوں کہ اگر تم اُنکو دیکھو تو کہو انت و

وحالانکہ میں ایک بندگان مخلوقات خدا تعالیٰ سے ہوں محتاج کرتا ہوں اور کہتا ہوں اور سنتا
ہوں بحق اس شخص کے جو دانہ کو شگافتہ کرتا ہے اور خلق کو پیدا کرتا ہے کہ ایسی چند چیزوں پر قادر
ہوں کہ اگر تمکو دکھلاؤں تو تحمل نکر سکو پھر فرمایا کہ اسم اعظم خدا تعالیٰ کے بہتر نوع پر ہیں ایک
نوع اس سے نزدیک آصف بن برخیا وزیر سلیمان کے تھا کہ جب اسکو آصف نے پڑھا تو تخت بلقیس
کا کئی ہزار کوس کے بعد اور دوری سے ایک چشم زدن میں آگے سلیمان کے لاکر حاضر کر دیا اور ہمارے
پاس کہ ہم صاحبان عصمت ہیں بہتر نوع اسم اعظم کے موجود ہے اور ایک نوع اسکے نزدیک حق سبحانہ
تعالیٰ کے مکنون محفوظ ہے کہ اسکو واسطے اپنے ذات مقدس کے اختیار کیا ہے اور کسی مخلوق کو اسکے
علم سے نصیبہ اور بہرہ نہیں حاصل ہے پھر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایک جماعت شیعہ
کی ہے کہ ہماری قدر و مرتبہ کو جانتی ہے اور ایک جماعت منافقین کی ہے کہ ہماری منزلت اور مرتبہ
کے منکر ہے یہ فرما کر ابر کو حکم کیا کہ ہمکو ایک باغ سبز و خرم میں پہنچا دے اسنے ہمکو پہنچایا ایسے باغ میں کہ مثل
باغ بہشت کے تھا اسمیں ایک جوان کو دیکھا کہ درمیان دو قبروں کے نماز پڑھتا ہے ہمنے جناب امیر سے
پوچھا کہ یہ جوان کون ہے فرمایا کہ یہ میرا بھائی صالح پیغمبر ہے اور یہ قبریں دونو انکے ماں باپ کی
ہیں حضرت صالح نماز پڑھکر جناب امیر کے پاس آئے اور بغلگیر ہوگئے اور رونے لگے اور زبان تکلم کی
کھولی جناب امیر نے انکی دلداری کی کہ وہ رونے سے خاموش ہوئے جب ہمنے حضرت صالح سے سبب
رونے کا پوچھا تو کہا کہ جناب امیر ہر روز وقت نماز صبح یہاں آنکر نماز صبح پڑھا کرتے تھے اور تسبیح
تہلیل میں مشغول رہتے تھے کہ انکی عبادت دیکھکر میری عبادت بھی زیادہ ہوتی تھی اب دس روز سے
وہ تشریف نہیں لائے تھے انکی مفارقت سے مجھے کمال حزن و ملال تھا اسوقت انکو دیکھکر مجھے ضبط
کا یارا نہ رہا اور شدت شوق سے میں رونے لگا پھر آپنے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ سلیمان بن داؤد کو
دیکھو ہمنے عرض کی کہ ہاں پس وہ جناب ہمکو ہمراہ لیکر کوہ قاف میں تشریف لائے اور وہاں ایک باغ

پس داخل ہوئے کہ ہمنے ایسا باغ طراوت اور سرسبزی اور خرمی میں کبھی نہ دیکھا تھا ہر قسم کے میوے لگے
ہوئے نہریں جاری فوارے چھوٹتے ہے طرح طرح کے جانور بیچ تسبیح اور تقدیس خدا تعالےٰ کے مشغول تھے
جب کہ نظر ان جانوروں کی جناب امیرؑ پر پڑی تو اڑکر آئی اور گرد سر پھرنے لگے اور دعا و ثنا
و ستائش آپ کی کرنے لگے پس جب ہم وسط باغ میں پہنچے تو ہمنے ایک تخت فیروزہ پر ایک شخص
کو سوتے ہوئے دیکھا کہ ہاتھ سینہ پر رکھے چت سوتا ہے مگر اسکے ہاتھ میں انگشتری نہیں اور اسکے سرہانے
اور پائینتی ایک ایک اژدہا اسکی محافظت کرتا ہے پس جب وہ اژدہے جناب امیرؑ کو دیکھا تو آکر آپکے قدم
مبارک پر سروں کو ملنے لگے سلمان کہتے ہیں کہ ہمنے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ سلیمان یہی ہیں آپ نے
فرمایا ہاں اسکے بعد انگشتری اپنے کیسہ سے نکالکر اسکے ہاتھ میں پہنا دی اور فرمایا قم باذن اللہ الذی
یحیی العظام وہی رمیم وہو الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم الواحد القہار رب السموات والارض رب ابائنا الاولین
پس سلیمان زندہ ہوکر اٹھ بیٹھے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و
رسولہ ارسلہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون و اشہد انک وصی رسول اللہ حقا و انت
الہادی المہدی الذی سالت اللہ بمحبتہ و محبت اہل بیتہ فاتانی الملک فصلی اللہ علیک و علی محبیک و انا
سالت اللہ بحکم اہل البیت فاعطیت فی ذلک الملک الذی اتانی اللہ سلمان کہتے ہیں کہ ہمنے جو یہ کلمات
حضرت سلیمان سے سنے تو اس جناب کے پائے مبارک کو بوسہ دیا پس وہ جناب ایک ساعت حضرت
سلیمان کے روبرو بیٹھے پھر سلیمان نے حالت اول کیطرف عود کیا سلمان کہتے ہیں کہ پھر ہمنے
جناب امیرؑ سے پوچھا کہ آیا عقب اس کوہ قاف کے اور شہر بھی ہیں فرمایا کہ چالیس شہر پیچھے اس
کوہ کے آباد ہیں کہ ہر شہر بڑا ہے چالیس حصہ اس دنیا کے اور علم میرا ان سبکو محیط ہے اور بعد میرے
میرے فرزندوں اور میری اوصیا کا علم انکو محیط ہوگا بلکہ تمام عالم کو پھر فرمایا کہ میں تمام اور عالم تر
ہوں ساتھ احوال آسمانوں کے زیادہ تر احوال زمین سے اور ہم ہیں اسرار مخزون و مکنون خداوند متعال

واسماء حسنیٰ ذی الجلال اور جب کہ ساتھ اُن ناموں کے دعا کیجاتی ہے تو خدا تعالےٰ اُس دعا کو قبول
کرتا ہے اور ہم وہ اسم اعظم ہیں کہ اگر برگ زیتون پر اسکو لکھکر آگ میں ڈالیں تو ہرگز آگ اسکو نہ جلائے
اور جب کہ شب پر لکھیں تو تاریک ہو جائے اور اگر دن پر لکھیں تو روشن ہو جائے ہم ہیں وہ محنت
عظمےٰ کہ کفار پر نازل ہوتی ہے ہم ہیں دابۃ الارض کہ نزدیک ہیں روز پر اعداء دین کے خروج
کرینگا اور جب ہمارے ناموں کو آسمانوں پر لکھا تو انہوں نے اپنی جگہ پر قرار پکڑا اور جب زمین پر لکھا
تو اُسنے اپنی جگہ قرار پکڑا اور ہمارے نام عرش پر لکھے ہوئے ہیں اور ہماری خاطر سے خدا تعالےٰ
نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو اور بہشت کو اور دوزخ کو اور اگر ہمیں خلق کو پیدا کرنا منظور
نہ ہوتا تو بمجوائے لولاک لما خلقت الافلاک کسی چیز کو پیدا نکرتا اور ملائکہ نے ہم ہی سے یاد
کیا ہے تسبیح اور تقدیس اور تہلیل اور تکبیر کو اور ہم وہ کلمات ہیں کہ حضرت آدم نے اسکو پیش خداوند
غفار شفیع اپنا کیا اور خدا تعالےٰ نے توبہ اُنکی قبول کی اور ہمارے ناموں کی برکت سے دو جلتی
ہے اور نور ہمارے ہی ناموں کی برکت سے روشن ہوتا ہے اور ہمارے نام اسرافیل کے پروں پر لکھے ہوئے
ہیں کہ ایک بازو اُسکا مشرق میں ہے اور ایک مغرب میں اور ذکر اسرافیل کا سبوح قدوس رب الملائکہ
والروح ہے یہ فرما کر اُس جناب نے کہا کہ تم آنکھیں اپنی بند کر لو اور پھر کھول دو جب ہمنے آنکھیں بند
کرکے کھولیں تو ایک شہر دیکھا کہ اُس سے کوئی شہر بڑا نظر آتا تھا بازار بہت کثرت سے معمور اور
آدمی اُس شہر کے طویل القامت مثل درخت خرما کے ہمنے پوچھا کہ یا حضرت یہ کون قوم ہیں
فرمایا یہ بقیہ قوم عاد میں ہیں اور یہ سب کافر ہیں اب میں تمہارے سامنے انسے مقاتلہ کرتا ہوں پس وہ
جناب اُنکے قریب تشریف لائے اور بنابر اتمام حجت اول اُنکو تکلیف اسلام کی دی جب اُنہوں نے
اسلام کو قبول نکیا تو اونپر حملہ کیا اور اُنہوں نے بھی آپ پر حملہ کیا سلمان کہتے ہیں کہ ہم تو اُس قوم
کو دیکھتے تھے مگر وہ ہمیں نہ دیکھتے تھے پھر وہ جناب ہمارے پاس آئے اور ہمارے سینہ و بدن پر ہاتھ پھیر

کر کچھ ایسے کلمات فرمائے کہ ہماری سمجھ میں نہ آئے پھر آپ نے جا کر اُس قوم کو دوبارہ اسلام کیطرف دعوت کیا انہوں نے پھر قبول نکیا سلمان کہتے ہیں کہ ہمنے دیکھا کہ گویا زمین اپنی جگہ سے حرکت کر گئی اور پہاڑ پھٹ گئے اور آسمان اپنی حالت سے منقلب ہو گیا اور صاعقہ قہر الہٰی اونپر گرا اور سب کو جلا کر واصل جہنم کیا ہمنے عرض کی کیا امیر المومنین خدا تعالےٰ نے اس جماعت کیا کیا فرمایا کہ سبکو ہلاک کر کے واصل جہنم کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ کوئی چیز عظیم تر اس سے تمہیں دکھاؤں ہمنے عرض کی کہ یا امیر المومنین ہمیں زیادہ تر اس کے طاقت دیکھنے ایسے امور عجیب و غریب کے نہیں لعنت خدا کی اُس شخص پر کہ جو خدا پر اور تجھ پر ایمان نہ لائے اب ہم چاہتے ہیں کہ اپنے وطن کیطرف رجوع کریں اور گھر چلیں فرمایا کہ ایسا ہی کرونگا اگر خواستہ خدا ہے تو پس ہم سب اُس پارہ ابر پر سوار ہوئے اور وہ جناب دوسرے ٹکڑے پر سوار ہوئے اور اُس ابر کو حکم کیا وہ ہمکو لیکر اوڑا اور اسقدر بلند ہوا کہ تمام روئے زمین مثل ایک درہم کے معلوم ہونے لگی اور ایک چشم زدن میں ہمکو جناب امیر المومنین کے گھر میں اُتار دیا اور اُسوقت اذان ہوئی نماز پیشین کی اور ہم وقت طلوع آفتاب گھر سے نکلے تھے ہمنے اپنے دل میں کہا کہ یہ امر بہت زیادہ عجیب ہے کہ قاف سے یہانتک پچاس برس کی راہ ہے اور ہم پانچ ساعت میں تمام آفاق عالم کی سیر کر آئے اور ان عجائبات کو دیکھ لیا اور پھر اپنی جگہ پر آ کر پہنچ گئے جناب امیر نے فرمایا کر بحق اُس شخص کے کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے خدا تعالےٰ نے اپنے لطف و کرم سے ایسی قدرت دی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک چشم زدن میں باذن خالق کون و مکاں و برکت رسول انس و جان جمیع دنیا اور تمامی آسمانوں کی اور زمینوں کی سیر کراؤں اور بعد رسول مختار کے میں وصی اور خلیفہ اُس حضرت کا ہوں لیکن اکثر مردم نہیں جانتے سلمان کہتے ہیں کہ یہ جملہ معجزات بزرگ شاہ ولایت سے ہے **معجزہ تیسرا** منقول ہے کہ ایکروز ماہ مبارک رمضان میں جناب رسول مقبول و جناب امیر مسجد میں تشریف فرما تھے اور بہت سے اصحاب بھی خدمت باعظمت

پس حاضر تھے کہ اسمیں ایک شخص اٹھکر جناب امیر کی خدمتمیں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں امیدوار ہوں کہ آج آپ روزہ فقیر خانہ پر افطار فرماکر ماحضر تناول کریں آپنے فرمایا اچھا جب وہ شخص چلا گیا تو دوسرا شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ حضور آج روزہ غریب خانہ پر افطار کریں آپنے اسکی دعوت بھی قبول کی غرض ستر آدمیوں نے ایک ہی روز آپکی دعوت کی اور آپنے سب سے اقرار کیا اور سب کی دعوت قبول کی پس جب شام ہوئی اور نماز مغرب جناب امیر نے جناب رسول خدا کے ہمراہ ادا کی تو جناب رسولخدا نے جناب امیر سے ارشاد کیا کہ اے علی آؤ آج روزہ ہمارے ہی ساتھ کھولو آپنے کہا بہتر پس جناب رسولخدا جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر دولتسرا میں تشریف لائے اور بعد افطار روزہ کھانا تناول فرمایا اور تا بہ نصف شب جناب رسولخدا کی خدمت فیضدرجت میں حاضر رہے من بعد دولتسرای میں تشریف لاکر صبح تک عبادت خدا میں مصروف رہے پھر واسطے نماز صبح کے مسجد میں تشریف لائے اور سب اصحاب بھی جمع ہوئے اور جناب امیر ہمراہ رسولخدا نماز ادا کرکے تشریف لیگئے اول اس شخص نے جسنے پہلے دعوت جناب امیر کی کی تھی بیان کیا کہ کل کیا سعادت دو جہانی مجھے حاصل ہوئی کہ جناب امیر نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا دوسرے شخص نے سنکر کہا کہ اے شخص تو نے کیا کہا تمام شب کو تو اس جناب نے میرے گھر روزہ افطار کیا ہے تیسرے شخص نے کہا کہ تم دونوں غلطی پر ہو کل اس جناب نے میرے گھر پر روزہ افطار کیا ہے غرض ستر آدمیوں نے یہی بیان کیا اور سب کو حیرت ہوئی غرض بعد قیل و قال بسیار واسطے تحقیق حال کے رسولخدا کے پاس اٹھکر گئے اور بیٹھے خادم خاص جو اس جناب کا تھا اس سے کہا کہ تم کیا آپس میں جھگڑ رہے ہو کل جناب امیر نے رسولخدا کے ساتھ روزہ کھولا ہے اور کھانا کھایا ہے اور میں نے ہی دسترخوان بچھایا اور اٹھایا ہے اور نصف شب تک اس جناب نے رسولخدا کے پاس تشریف رکھی یہ سنکر ان سب کو حیرت زیادہ ہوئی آخر ایک شخص نے جرأت کرکے رسولخدا سے پوچھا کہ یا حضرت ہو سکتا ہے کہ ایک شخص ان آدمیوں میں ستر جگہ روزہ کھولے آپنے فرمایا کہ تم علی کے باب میں حیرت اور تعجب کرتے ہو علی مظہر العجائب ہے

اور مظہر الغرائبات ہیں علیؑ کو خداوند عالم نے وہ کرامت و قدرت عنایت کی ہے کہ اگر ایک لاکھ
آدمی ایک وقت میں انکی دعوت کریں تو وہ اُسیوقت سب جگہ پہنچے کہ ہمیں جبرئیل امین جانب رب
جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے رسول رب العالمین پروردگار عالم بعد تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب
ہمارے ان لوگوں سے کہدو کہ تم علیؑ کی شان میں کیا گمان کرتے ہو علیؑ کو ہمنے وہ معجزات اور خرق عادات
اور قدرت اور طاقت دی ہے کہ اور کسیکو نہیں دی اور علیؑ تو کل ہمارا مہمان تہا اور بہشت میں ہمراہ
حور العین اُسنے روزہ افطار کیا تہا اور نعمات بہشت سے متنعم ہوا تہا یہ سنکر محبوں کو اعتقاد و
زیادہ ہوا اور منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا **معجزہ سوئم** مروی ہے کہ ایک وقت کسی کی کنیز
قصاب سے گوشت خرید رہی تہی قصاب نے گوشت اُسکو کم دیا اُس کنیز نے جناب امیرؑ سے قصاب
کی شکایت کی حضرت جناب اسکے ساتھ قصاب کے پاس آئے اور اُسکو نصیحت کرنے لگے اور ساتھ
راستی اور امانت کے وصیت فرمانے لگے اُس بے بصیرت نے کہ آپکو نہ پہچانتا تہا ہاتھ آپ کی طرف
اُٹھایا اور کہا کہ اے مرد تو چلا جا تجہے اس سے کیا کام اُس آسمان حلم و بردباری نے اُس بے ادب
کی اس حرکت بے ادبانہ پر کچھ خیال نکیا اور اپنے خانہ ملایک کاشانہ کیطرف مراجعت فرمائی جب اُس
قصاب کو لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ جناب امیر المومنینؑ تہے تو اپنی اس حرکت پر نادم ہو چھری سے اپنا
ہاتھ کاٹکر دوسرے ہاتھ میں اُسکو لیکر دوڑا اور آپ کی خدمت میں پہنچکر بہت عذر خواہی کی اور عرض
کی کہ یا امیر المومنینؑ مجہے معاف کیجیے کہ مینے آپ کو نہ پہچانا تہا آپنے از راہ ترحم کے کہا کہ اے بندہ
خدا تو نے اپنا ہاتھ کیوں کاٹا یہ فرما کر آپنے اُسکا ہاتھ کٹا ہوا زخم سے ملا کر دعا کی فوراً وہ ہاتھ
ایسا وصل ہوگیا اور ملگیا کہ نشان بھی قطع کا باقی نہ رہا **معجزہ چہارم** مروی ہے کہ جناب امیرؑ نے
براء بن عازب سے فرمایا کہ اے براء فرزند میرا حسینؑ قتل کیا جائیگا اور تو زندہ اور حاضر ہوگا اور اُسکی
نصرت نکریگا اور پھر پشیمان ہوگا اور پشیمانی تجہے کچھ فائدہ نہ دیگی پس جب امام مظلوم کو وہ وقعہ

پیش آیا تو وہ بے توفیق زندہ تھا آپ کے ساتھ شریک نہوا اور آپ کی امداد نہ کی تا آنکہ وہ جناب درجہ
رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے تو وہ بے توفیق ہر روز کہتا تہا کہ صدق علی قتل الحسین ولم انصرہ یعنی سچ
کہا تہا امیر المومنین نے کہ حسین شہید ہو نگے اور مینے انکی نصرت نہ کی اور اظہار حسرت و ندامت کا
کرتا تھا **معجزہ پنجم** خواجہ قمی رح نے باسناد متصل اصبغ بن کنانہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ
ایکروز مینے دیکہا کہ جناب امیر مسجد کوفہ میں مسند قضا پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک قوم ایک حبشی
کی مشکیں باندہے آپکے روبرو لائے اور عرض کی کہ یا حضرت اس شخص نے چوری کی ہے آپنے اس حبشی
سے پوچہا کہ تو نے چوری کی ہے اُسنے کہا کہ ہاں البتہ مینے چوری کی ہے آپنے فرمایا کہ میں پہر ایکبار
تجہسے اور پوچہتا ہوں اگر تو نے اقرار کیا تو تجہپر حد جاری کرونگا یعنے دست راست تیرا کاٹ ڈالونگا کیا
تو نے چوری کی ہے پہر اُسنے اقرار کیا کہ ہاں میں نے سچ چوری کی ہے آپنے پوچہا کہ تیرا کیا نام ہے اور تو
کس قبیلہ سے ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا عمرو بن کریب ہے اور قبیلہ بنی ثعلبہ سے ہوں پہر آپنے پوچہا کہ تو
کہ آیا جس مال کو تو نے چرایا ہے قیمت اسکی دو دانگ سکہ کی تہی کہا بلکہ زیادہ اس سے غرض آپنے یہ سنکر حکم
دست راست کو قطع کیا اس حبشی نے اس دست بریدہ خون چکیدہ کو دوسرے ہاتہ میں اٹھالیا اور
دار القضا سے باہر نکلا راہ میں عبد اللہ بن الکوا نے اس سے ملاقات کی اور پوچہا کہ یہ ہاتہ تیرا کسنے کاٹا ہے
کہا کہ امیر مومناں سید اوصیا بشیر و سید شبان اہل الجنۃ و امام شوہر بہترین زنان ع پیشوایان اہل حجاز
مؤید بجبرئیل منصور بمیکائیل مولا کونین وفی للعہد حسنین ع خلیفہ جانشین بلافصل رسول الثقلین علی
ابن ابی طالب نے میرا ہاتہ کاٹا ہے عبد اللہ نے اس سے یہ سنکر از راہ تعجب کہا کہ اے حبشی علی ابن ابی
طالب ہی نے تو تیرا ہاتہ کاٹا اور تو اُن ہی کی تعریف کرتا ہے اور یہ کلمات مدح اُنکے حق میں کہتا ہے
اُس حبشی نے کہا کہ میں مدح اُنکی کیونکر نہ کروں کہ دوستی اُس جناب کی میرے خون اور گوشت اور پوست
میں ملی ہوئی ہے اور میرا ہاتہ بیجبر نہیں کاٹا بلکہ اُس حق کی عوض کاٹا ہے کہ جو مجہپر واجب ہوا تہا

عبداللہ بن کو جناب امیر کی خدمت ہدایت منزلت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت اسوقت میں نے ایک حبشی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا دوسرے ہاتھ میں لیے آپ کی صفت وثنا و مدح کرتا جاتا تھا اور سارا حال اسکا بیان کیا آپنے فرمایا کہ ہمارے دوستوں کا یہ ہی حال ہے کہ اگر انکے ٹکڑے ٹکڑے بھی کیے جائیں تو بھی وہ ہماری دوستی سے دست بردار نہوں اور حال ہمارے دشمنوں کا یہ ہے کہ جسقدر انکو مال اور نعمت دنیا کی دیے جائیں اوسیقدر ہماری دشمنی اونکے دلوں میں اور زیادہ ہو پس امام حسین سے فرمایا کہ تم اس سیاہ کو ڈھونڈ کر میری پاس بلا لاؤ جب شاہزادہ آفاق نے اس سیاہ خالی از نفاق کو خدمت مولا امیر المومنین میں لا کر حاضر کیا تو آپنے فرمایا کہ اے اسود میں نے ہی تو تیرا ہاتھ قطع کیا اور تو میری ہی صفت و ثنا کرتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت کیونکر مدح آپ کی نہ کروں کہ آپ کی دوستی میرے خون اور گوشت میں ملی ہوئی ہے اور ہاتھ میرا آپنے حق پر کاٹا ہے خدا تعالے آپ کو اسکا اجر عنایت کرے اور نجات دی جیسا کہ مجھے آپنے عذاب اخروی سے نجات دی جناب امیر نے فرمایا کہ اپنا ہاتھ کٹا ہوا مجھے دے پس امیر بررہ قاتل کفرہ نے دست بریدہ کو اس سے لیکر اسکی جگہ پر رکھکر ردا مبارک اپنی اوسپر ڈالدی اور اٹھکر دو رکعت نماز ادا کی اور پھر دعا کی اس طرح کہ کسی کی سمجھ نجانا کہ آپنے کیا کہا مگر اتنا کہ زمین و آسمان سے ایک آواز پیدا ہوئی اور سبنے سنا کہ بہت سے لوگ آمین کہتے ہیں مگر کوئی دکھائی نہیں دیتا جب آپ دعا سے فارغ ہوئے اور ردا اس سے اٹھالی گئی تو دیکھا کہ اسکا ہاتھ ایسا درست ہو گیا ہے کہ گویا کٹا ہی نہ تھا **معجزہ ششم** ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے کہ جب امیر المومنین کوفہ میں پہنچے تو آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص کو خواہش نکاح کی ہوئی ایک عورت سے اُسنے نکاح کیا وقت صبح جناب امیر نے بعد ادائے نماز صبح ایک شخص کو حکم دیا کہ فلاں محل میں متصل مسجد ایک گھر ہے اور اسمیں ایک عورت اور ایک مرد باہمدگر رہتے ہیں ان دونوں کو میرے پاس بلا لا غرض جب وہ دونوں حاضر ہوئے تو آپنے اُنسے کہا کہ تم شب بھر آپس میں کیوں

جوان نے اس پر عرض کی کہ یا مولا میں نے اس عورت سے عقد کیا تھا جب میں نے اس سے ارادہ خلوت کا کیا
تو دفعۃً مجھے اس سے ایک ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ خلوت کرنے سے طبیعت نے تنفر کیا اور اسکے پاس جانیکو
جی نہ چاہا اگر مجھے قدرت ہوتی تو میں اسکو وقت شب ہی نکالدیتا جناب امیر نے اہل جلسہ سے ارشاد
کیا کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اوسکا کہنا حضور مردم مناسب نہیں ہوتا یہ سنکر سب اٹھ گئے آپ نے
اس عورت سے کہا کہ تو اس مرد سے آگاہ ہے عرض کی نہیں فرمایا میں تجھے آگاہ کرتا ہوں بشرطیکہ
تو حق بات کا انکار نکرے عرض کی کہ بیشک میں حق سے انکار نکرونگی آپ نے پوچھا کہ آیا تو فلان شخص کی
بیٹی نہیں ہے عرض کی کہ ہاں اوسکی بیٹی ہوں پھر فرمایا کہ تیرے ایک چچا کا بیٹا نہ تھا عرض کی کہ ہاں تھا
پھر پوچھا کہ آیا تم دونوں میں عشق پیدا نہیں ہوا تھا کہا ہاں آپ سچ ارشاد کرتے ہیں پھر فرمایا تیرا باپ
تمہیں باہم ملنے سے منع نکرتا تھا عرض کی کہ ہاں منع کرتا تھا پھر فرمایا کہ تو ایک شب واسطے قضائے
حاجت کے شہر سے باہر نکلی تھی اور اوسنے تجھے پکڑکر بجبر واکراہ تجھسے نزدیکی نکی تھی اور تو
اُسسے باردار ہوئی تھی اور تو اسکو اپنی ماں سے پوشیدہ رکھتی تھی یہانتک کہ جب زمانہ تیری وضع
حمل کا نزدیک ہوا تو تجھے تیری ماں نے گھر سے نکال دیا تھا اور جب تو جنی تھی تو تونے اوس لڑکے کو پارچہ
میں لپیٹکر جہاں سب آدمی قضائے حاجت کو جاتے تھے وہاں پھینکدیا تھا اوسوقت ایک
کتے نے آکر اسکو سونگھا اور تجھے خیال ہوا تھا کہ مبادا اوسکا اوسے کہا جاے ایک پتھر تونے اوس کتے کو
مارا تھا اور وہ پتھر اوس لڑکے کے سر پر آکر لگا تھا اور سر اوسکا پھوٹ گیا تھا پھر تونے اور تیری ماں نے دوڑ
جاکر ایک کپڑا اسکے سر پر باندھا تھا اور وہیں چھوڑکر چلی آئی تھی اور پھر تجھے آکر اسکا کچھ حال معلوم نہ
کہ کیا ہوا اوس دختر نے یہ سنکر کچھ جواب دیا اور شرم سے سر جھکالیا آپ نے فرمایا کہ اسکا جواب دے اور
حق کو نہ چھپا اُسنے عرض کی کہ یا امیر عرب آپ سچ کہتے ہیں یہی سب کچھ ہوا اسمیں ذرا فرق نہیں اور
اس امر کو سوا میرے اور میری ماں کے اور کوئی نہیں جانتا اور کسی پر نہیں کھلا حضرت نے فرمایا کہ

کہ اسکی خبر مجھے میرے خدا نے دی ہے اور آگے اس طفل کے خبر میں تجھے دیتا ہوں کہ جب اسکو
وہاں ڈالکر چلے آئی تو بعد تیرے فلاں شخص آیا اور اسکو اٹھا کر لیگیا اور اسکی پرورش کی اور کوفہ
میں اسکو لیکر آیا اور یہ جوان وہی لڑکا ہے اور یہ تیرا بیٹا ہے خدا نے تم دونوں کو حرام سے بچایا اب
تو سر اسکا کھولکر دیکھ جب اُسنے دیکھا تو نشان زخم کا پایا حضرت نے فرمایا کہ تو اسکو اپنے پاس
رکھ کہ یہ تیرا بیٹا ہے تم دونوں میں نکاح صحیح نہیں ہے **معجزہ ہفتم** محمد بن ابی بکر سے باسناد متصل
مروی ہے کہ ایکبار جناب امام حسنؑ بیمار تھے جناب امیرؑ سے انار مانگا آپنے ستون خانہ کیطرف ہاتھ
دراز کرکے دعا کی ایک شاخ انار کی اُس ستون سے پیدا ہوئی اور چار انار اُسمیں لگے ہوئے تھے آپ نے
اُنمیں سے ایک انار امام حسنؑ کو اور ایک امام حسینؑ کو توڑ کر دیا اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت کا ہے
عرض کی کہ یا امیرالمومنین تم اسپر قادر ہو فرمایا کہ نہ آخر میں قسیم ہوں بہشت اور دوزخ کا در
اُمت کے **معجزہ ہشتم** روایت باسناد متصل علی بن ابی طالب سے کہ وہ جناب بعض اصحاب کے ساتھ
کوفہ میں تھے ایک شخص نے کہا کہ تعجب کرتا ہوں میں اس دنیا سے کہ تمہارے مخالفوں کے ہاتھ میں
آئے اور تمہارے پاس نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا گمان تیرا یہ ہے کہ میں دنیا کو چاہتا ہوں اور دنیا
مجھے نہیں ملتی یہ فرماکر ایک مشت خاک زمین سے اٹھائی وہ خاک آپ کے ہاتھ میں گوہر شاہوار ہوگیا
اُس شخص کو دکھلا کر فرمایا کہ یہ کیا ہے عرض کی کہ جوہر بے بہا ہے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے
تو دنیا ہمارے بھی پاس ہوتی مگر دنیا کی خواہش ہمکو نہیں ہے یہ فرماکر وہ جوہر ہاتھ سے پھینکدیا
کہ وہ خاک ہوگئی جیسی کہ تھی **معجزہ نہم** منقول ہے کہ بغداد میں ایک مرد فاسق و فاجر شرابخوار
زانی قمار باز تھا کہ تمام عمر اُسکی افعال قبیحہ اور گردش شیعہ ہی میں بسر ہوئی تھی اور مال و منال دنیوی
سے بہرہ وافر رکھتا تھا جب اُسکی عمر کی مدت تمام ہوئی اور زمانہ سفر آخرت کا قریب پہنچا اور اسکو
مرنیکا یقین ہوا تو اپنے اہل و عیال سے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے غسل و کفن دیکر نجف

نجف اشرف میں دفن کرو شاید خدا تعالے اُسکی برکت اور بہ تصدق امیر عرب گناہ بخشدے اور مجھپر رحم کرے
غرض جب وہ شخص مرگیا تو اُسکے اقربا حسب وصیت اُسکے اُسکا تابوت اُٹھا کر نجف اشرف کو لیچلے شب کو
خدام روضۂ اقدس نے جناب امیرؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ صبح کو تابوت ایک مرد فاسق
وفاجر کا یہاں آئیگا چونکہ گناہ اُسکے ریگ بیابان اور برگ درختاں اور قطرہای باراں سے زیادہ
تر ہیں تو اُس تابوت کو سرزمین نجف میں نہ آنے دینا اور اُسکے دفن کرنے سے منع کرنا صبح سب خدام روضہ
متوجہ پئے تعمیل حکم انور قبر مطہر جناب امیرؑ پر جمع ہوئے اور سب نے شب کا خواب بیان کیا اور ہاتھوں میں
چوب وسنگ وخشت لیکر مستعد ہوگئے کہ جنازہ کو آنے نہ دینگے اتفاقاً اُس روز جنازہ نہ آیا تب
خدام کو تحیر ہوا اور فکر میں لگے کہ اس خواب کا ظہور کیوں نہ ہوا وہ حال اہل جنازہ کا یہ ہوا کہ چونکہ
جنازہ اُٹھا کر لاتے تھے تاریکی کے سبب راہ نجف کی گم کرکے راہ پر کربلا کے جا پڑے جب صبح ہوئی اور
جانا کہ ہم راہ نجف کی بھول گئے تو پھر اُس راہ کو چھوڑ کر راہ نجف کی اختیار کی خدام نے دوسری شب
پھر جناب امیرؑ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ صبحکو تم سب پیشوائی اُس جنازہ کی کہ جسکے آنیکو منع
کیا تھا جاؤ اور اسکو بکمال اعزاز واکرام اپنے ساتھ لیکر آؤ اور ایک ساعت میرے روضہ میں لاکر رکھو اور
پھر اچھی جگہہ اسکو دفن کرو خدام نے عرض کی کہ اے باعث نجات عاصیاں شب گذشتہ تو ہمکو
اسکی ممانعت ہوئی تھی کہ اسکو آنے نہ دینا اور امشب بطور شفقت اور رحمت یہ حکم ہوتا ہے اسکا
کیا باعث ہے آپ نے فرمایا کہ دیشب یہ قوم راہ نجف کی گم کرکے دشت کربلا میں جا پڑی تھی
اُس دشت کا گرد وغبار جو اُس گنہگار کے تابوت پر پڑا تو بخاطر حسینؑ وبہ برکت گرد وغبار خدا تعالے
نے سب گناہ اُسکے بخشدیے اور رحمت اپنی نازل کی غرض صبح سب خدام یہ خواب دیکھکر اُٹھے اور
باہر سے شہر کے اُس تابوت کو تعظیم وتکریم اور احترام کے ساتھ روضۂ اقدس میں لاکر اچھی جگہ دفن
کیا اور اُس قوم سے سب حال خواب کا بیان کیا **معجزہ دہم** منقول ہے کہ ایک مرد کو شہر شام

میں دیکھا کہ آدھا منہ اُسکا سیاہ ہو گیا تھا جب اُس سے اسکی وجہ پوچھی تو اُسنے بیان کیا کہ ہمیشہ میں
علی پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتا تھا اور ناسزا اور برا کہتا تھا اتفاقاً ایک شب مینے خواب میں دیکھا
کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ تو ہی ہے کہ علی بن ابی طالب کو برا کہتا ہے اور اُنپر طعن و
تشنیع کرتا ہے یہ کہکر میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ نصف منہ میرا سیاہ ہو گیا جیسا کہ تو دیکھتا ہے حارث
اعور کہتا ہے کہ ایک دفعہ جناب امیر روز جمعہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اژدہا باب الفیل سے
آیا آدمی دیکھکر اُسکو خوفناک ہوئے اور اُسکے دفع کرنیکا ارادہ کیا جناب امیر نے اُن سب کو منع کیا
کہ اسکو آنیسے منع نکرو آنے دو غرض وہ اژدہا سیدھا منبر کے پاس آیا اور جناب امیر کے کان میں کچھ
کہا اور آپنے اُسکو جواب دیا پھر وہ منبر سے اُتر کر چلا گیا جناب امیر نے پھر خطبہ شروع کیا پس جب
خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپسے پوچھا کہ اس اژدہے نے آپ سے کیا کہا اور آپنے اُس سے
کیا فرمایا ارشاد کیا کہ یہ ایک حاکم تھا جنوں کا ایک حکم اُسکو معلوم نہ تھا مجھسے اُسکو پوچھنے آیا تھا
مینے اُسکو بتا دیا اُسکو جب معلوم ہو گیا تو دعا کی اور چلا گیا پس یہ اژدہا نہ تھا اور حقیقت جن تھا
اصبغ بن نباتہ کہتا ہے کہ ایک روز جناب امیر گورستان میں تشریف لیگئے اور میں بھی آپکے ہمراہ
تھا مجھے فرمایا کہ میں تجھے کوئی آیت دکھلاؤں مینے عرض کی کہ بہتر آپ نے ایک گور پر کھڑے
ہو کر آواز دی اسمیں سے ایک مردہ نکلا اور آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین
و خلیفہ رسول رب العالمین میں عمر بن دینار ہمدانی ہوں کہ اصحاب معاویہ نے مجھے ناحق قتل کیا آپنے
فرمایا کہ اب تو اپنے اہل و عیال میں جا اور کہیو کہ مجھے علی نے زندہ کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے معجزہ
بیان دہم علی بن ابی حمزہ سے اور اُنسے جناب علی بن الحسین سے روایت کی ہے کہ جناب امیر المومنین
نے ندا کی کہ رسول خدا نے جس شخص سے کچھ وعدہ کیا ہو یا اسکا کچھ قرض اُس جناب پر آتا ہو تو وہ میرے
پاس آئے میں اُس عہد کیو اور اُس قرض کو ادا کروں گا یہ سنکر لوگ آنے لگے پس جو شخص آتا تھا

اور کہتا تہا کہ رسول خدا نے مجھے اسقدر دینار یا درہم دینے کئے تہے یا فلاں چیز کا وعدہ کیا تہا یا اسقدر
میرا اُس جناب پر قرض تہا تو جناب امیرؑ جا نماز کا سرا اُٹھا کر اُسکے نیچے سے اُسیقدر درہم و دینار
نکالدیتے تہے خلیفۂ ثانی نے ابو بکر سے کہا کہ تم بہی اسیطرح منادی کرادو اور اسیطرح سے اُس جناب
کے وعدہ اور قرض کو ادا کرو ورنہ لوگ تمپر طعن کرینگے اور قدر و منزلت تمہاری کم ہوجائیگی غرضکہ
ابو بکر نے بہی منادی کرائی کہ جس کسیکا قرض رسول خدا پر ہو یا اُس جناب نے اُس سے کچھ وعدہ کیا
ہو وہ آنکر مجھ سے لیلے جناب امیرؑ نے جو یہ منادی سُنی تو فرمایا کہ انشاء اللہ جلد پشیمان ہوگا جب
دوسرا دن ہوا تو ابو بکر ایک جماعت مہاجر و انصار کیساتھ بیٹھے تہے کہ ایک اعرابی آیا اور پوچھا
کہ تم میں سے کونسا شخص وصی اور ولی رسول خدا کا ہے لوگوں نے ابو بکر کیطرف اشارہ کیا اعرابی نے
اُسنے پوچھا کہ تم ہی ہو وصی اور ولی رسول خدا کے کہا ہاں اعرابی نے کہا کہ لاؤ وہ اسّی شتر سرخ
مو سیاہ چشم دو کوہاں والے جنکی رسول خدا نے مجھے ضمانت کی تہی یہ سنکر ابو بکر نے عمر سے کہا کہ
اب کیا کروں عمر نے کہا کہ اعراب جاہل ہوتے ہیں اُسنے گواہ طلب کرو ابو بکر نے اُس سے گواہ طلب کئے
اعرابی نے کہا کہ تو اُس چیز پر کہ جسکی رسول خدا نے ضمانت کی تہی گواہ طلب کرتا ہے بخدا تو وصی رسول خدا
کا نہیں ہے سلمان فارسی نے اُس سے کہا کہ اے اعرابی چل میرے ساتھ تا میں تجھے وصی رسول خدا پاس لیچلوں
غرض سلمان اُسکو جناب امیرؑ کے پاس لائے اُسنے اُس جناب سے پوچھا کہ تم وصی ہو رسول خدا کے
ہاں کہو جو کچھ کہ تجھے کہنا ہے کہا رسول خدا نے مجھ سے وعدہ کیا تہا اسّی اونٹوں سرخ مو سیاہ چشم
دو کوہاں والوں کا وہ مجکو دو آپنے اُس سے پوچھا کہ تو اسلام بہی لایا ہے اُسنے یہ سنکر کہا ہاں
بیشک تم وصی ہو رسول خدا کے اسواسطے کہ یہی شرط مجھ میں اور رسول خدا میں ہوئی تہی اور ہم
سب مسلمان ہوگئے ہیں یہ سنکر جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ سے ارشاد کیا کہ تم سلمان کو اور اس اعرابی کے
کو اپنے ساتھ فلاں وادی میں لیجاؤ اور آواز دو کہ اے صالح اے صالح جب وہ جواب دے تو اُس

کہنا کہ امیر المومنین نے تجھے بعد سلام کے کہا ہے کہ وہ اسی شتر کہ جنکا رسول خدا نے اس اعرابی سے وعدہ کیا تھا دی سلمان کہتے ہیں کہ ہم اس صحرا میں گئے اور امام حسنؑ نے اسکو آواز دی اسنے جواب دیا کہ لبیک یا ابن رسول اللہ جناب امام حسنؑ نے اس سے پیغام جناب امیرؑ کا بیان کیا اسنے کہا سمعاً وطاعۃً پس فوراً ایک مہار ناقہ کی زمین سے نکلی جناب امام حسنؑ نے اسکو لیکر اعرابی کے ہاتھ میں دی اعرابی نے اسکو کھینچا پس ناقے اسی صفت کے نکلنے شروع ہوئے کہ جنکا وعدہ رسول خدا نے کیا تھا اور اسی تک نکلی اعرابی اُن سب کو لیکر چلا گیا

معجزہ یازدہم اور یہ معجزہ بحدیث رشید مشہور ہے خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جناب امیرؑ مع ایک جماعت اصحاب کوفہ کے باہر ایک باغ میں تشریف لیگئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر اس سے خرمے جھاڑکر کھانے لگے رشید نے کہ ایک اصحاب جناب امیرؑ سے تھا کہا کہ یا امیر المومنینؑ یہ خرمے بہت اچھے ہیں آپنے فرمایا کہ اے رشید تجکو اس درخت کے تنہ پر سولی دیجاویگی رشید کہتا ہے کہ میں اسکے بعد ہر روز اس درخت کو جاکر پانی دیتا تھا اور اُسکی خبر رکھتا تھا تا اینکہ بعد وفات جناب امیرؑ جو میں ایکروز گیا تو دیکھا کہ شاخیں اُس درخت کی پژمردہ ہوگئیں ہیں اپنے دلمیں خیال کیا کہ اب اجل میری نزدیک پہنچی ہے دوسرے دن جو گیا تو دیکھا کہ آدھے سے درخت کو کاٹا ہے اور اُس سے چوب چرخ شاہی کی بنائی ہے من بعد ایک شخص آیا اور مجھسے کہا کہ تجھے امیرؑ بلاتا ہے یعنے عبید اللہ بن زیاد علیہ اللعنہ جب اُسکے دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ ہاں وہ چوب اُس نیمہ درخت کی پڑی ہے مینے اسکو ٹھوکر ماری اور کہا کہ تجھے میرے ہی واسطے لائے ہیں غرض مجھے ابن زیاد کے روبرو لیگئے اُسنے کہا اے رشید اپنے صاحب کی جھوٹی باتوں میں سے کوئی بات کہو رشید نے کہا کہ واسطے میرے صاحب نے یعنے علیؑ نے نہ کبھی جھوٹ کہا اور نہ میں جھوٹ کہتا ہوں میرے مولا نے مجھے خبر دی ہے کہ تو مجھے اس تنہ درخت خرما پر سولی دیگا اُسنے کہا کہ میں ایسا نکروں گا تا تیرے صاحب کا جھوٹ ظاہر ہو یہ کہکر اُسکے ہاتھ پاؤں

کاٹکر نکالدیا رشید نے حدیثیں فضائل جناب امیرؑ اور اہلبیت کے بیان کرنی شروع کیں اور سب سے
کہا کہ مجھے میرے علی بن ابی طالبؑ نے خبر دی ہے کہ ابن زیاد مجھے جیتا نہ چھوڑیگا سولی دیگا پس
جتنی حدیثیں کہ مجھے فضائل میں اہلبیت کے یاد ہیں انکو تم مجھسے لیلو یہ سنکر ایک شخص نے
ابن زیاد سے کہا کہ تو نے کیا کیا کہ اسکے ہاتھ پاؤں کاٹکر چھوڑ دیا وہ فضائل اہلبیت کے
بیان کرتا ہے لوگ تجھسے پھر جائینگے اور فساد پیدا ہوگا یہ سنکر ابن زیاد نے رشید کو اُسی
درخت کے تنہ پر کہ جسکی خبر جناب امیرؑ نے دی تھی سولی دیدی اور اونکو شہید کیا طائر روح
رحمۃ اللہ علیہ کا بہشت بریں کو پرواز کر گیا **معجزہ بارہواں** مروی ہے کہ ایک بار
کوفہ میں آب فرات نے اسقدر طغیانی اور زیادتی کی کہ آدمیوں کو خوف غرق ہونیکا ہوا
سب لوگ پناہ جناب امیرؑ کیطرف لائے اور حال بیان کیا یہ حال سنکر وہ جناب کنارہ پر فرات
کے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھکر چوب دستی کو کہ آپ کے ہاتھ میں تھی آب فرات پر مارا
فوراً آب فرات بیٹھ گیا اور اسقدر پانی کم ہو گیا کہ مچھلیاں دکھائی دینے لگیں اُن سب
مچھلیوں نے اُس جناب پر سلام کیا کہ سب حاضرین نے اُنکے سلام کو سُنا مگر مارماہی کہ اُسنے سلام
نکیا جب اصحاب نے باعث اُسکے سلام نکرنیکا پوچھا تو فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے حلال اور پاکیزہ
جانوروں کو گویا کیا کہ مجھپر سلام کریں نہ حرام اور پلید کو **معجزہ سیزدہم** جناب امام محمد باقرؑ
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے مارماہی کو پکڑا شاہ مرداں نے فرمایا چھوڑ اس ماہی کو اس شخص
نے ہاتھ میں پکڑا ہے اُس شخص نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ پانچ روز بعد دموال اس شخص سے
پیدا ہوگا اور یہ مرجائیگا پس ایسا ہی ہوا کہ بعد پانچ روز کے اوسکے سر و صدر میں سے دموال نکلا
اور وہ مر گیا جب اُسکو دفن کیا تو ایک خلایق کثیر اُسکی قبر پر جمع ہوئی اور جناب امیرؑ بھی اُسکی قبر پر
تشریف لے گئے اور ایک لات اُسکی قبر پر ماری کہ قبر پھٹ گئی اور وہ شخص زندہ ہوکر قبر سے نکلا اور

[illegible]

[illegible]

کہ جو شخص علی پر سبقت کریگا وہ خدا اور رسول پر رد کریگا جناب امیرؑ نے اُس سے فرمایا کہ اب تو قبر میں چلا جا وہ شخص قبر میں چلا گیا اور قبر مل گئی **معجزہ چہاردہم** مروی ہے کہ ایک شخص ایک خارجی کے ساتھ محاکمہ جناب امیرؑ کے روبرو لایا اُس جناب نے موافق شریعت غرّا اور سنت پیغمبرؐ کے حکم کیا اُس خارجی نے کہا کہ اے علی تمنے از روی عدالت کے حکم نہ کیا جناب امیرؑ نے فرمایا اخسئیا عدو اللہ اُسی وقت وہ خارجی کتا ہو گیا اور سب کپڑے اُسکے بدن سے گر پڑے پس وہ دم ہلاتا تھا اور مضطر اور بیقراری کرتا تھا اور روتا تھا جناب امیرؑ کو اُسپر رحم آیا اُسوقت واسطے اُسکے دعا کی کہ پھر وہ حالت اصلی پر آگیا اور انسان بن گیا اسکے بعد اُس جناب نے فرمایا کہ آصف برخیا وصی سلیمان کو قدرت اوپر نقل کرنے تخت بلقیس کے حاصل تھی جیسا کہ خدا تعالے کلام مجید میں فرماتا ہے کہ قال الذین عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک اب بتاؤ کہ آیا سلیمان افضل ہے نزدیک خدا تعالے کے یا محمدؐ سب نے عرض کی کہ محمدؐ افضل ہیں جناب امیر المؤمنین نے فرمایا کہ پس تعجب نہیں کہ اگر وصی محمدؐ سے کوئی معجزہ ظاہر ہو سب نے عرض کی کہ اے امیر عرب پھر تمکو کیا حاجت ہے معاویہ کے ساتھ قتال کرنیکی فرمایا کہ ہم خازن اسرار خدا ہیں نہ خازن زر و نقرہ مگر اظہار اُسکا موقوف ہے اُسکے اذن پر پس جس امر کا خدا سے ہم اذن پاتے ہیں اُسکو کرتے ہیں اور اُسکا فوراً اثر ظاہر ہو جاتا ہے اور ایک لحظہ اسمیں تاخیر نہیں ہوتی **معجزہ پانزدہم** شیخ صدوق نے فقیہ میں روایت کی ہے کہ آفتاب نے اُس امت میں کئی دفعہ واسطے جناب امیر المؤمنین کے رجعت کی ہے ایکبار حال حیات جناب رسول خدا میں تھی کہ جسکا حال بیان ہوگا اور دوسری بار جبکہ شاہ ولایت جنگ نہروان سے مراجعت کر کے زمین بابل میں وقت نماز عصر پہنچے اور آپ بھی اور سب لشکر آپ کا اُس زمین پر اُترا تو اُس جناب نے فرمایا کہ ایہا الناس یہ زمین ملعون ہے اور تین دفعہ اُسپر عذاب نازل ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دفعہ اُسپر عذاب نازل ہوا ہے —

اور تیسری دفعہ کے عذاب کے نازل ہونیکی توقع ہے اور یہ ایک شہر ہے قوم
قوم لوط کا کہ سرنگوں ہو گیا ہے یعنے الٹ گیا ہے اور یہ وہ شہر ہے کہ اول بت اسمیں
پوجے گئے ہیں اور بت پرستی یہیں سے شروع ہوئی ہے پس حلال نہیں ہے کہ کسی پیغمبر اور وصی
پیغمبر کو اس جگہ نماز پڑھیں مگر تمکو اختیار ہے کہ جسکا تم میں سے جی چاہے وہ یہاں نماز پڑھے
یعنے تمکو یہاں نماز پڑھنا حرام نہیں ہے پس سب آدمیوں نے راہ کو چھوڑ کر دونوں جانب نماز پڑھی اور وہ
جناب شتر رسولخدا پر سوار ہو کر روانہ ہوئے جویریہ کہ راوی اس حدیث کا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے
اپنے دل میں کہا کہ بخدا قسم میں تابع امیر المؤمنین کا ہونگا یعنے انکے ساتھ جاونگا اور اپنی نماز
کو انکی گردن پر ڈالونگا پس میں اس جناب کے پیچھے ہو لیا ہنوز پل سورا کہ ایک موضع ہے
نہ گزرے تھے کہ آفتاب نے غروب کیا پھر دل میں اس سبب شک پڑا جناب امیر نے میری طرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ آیا شک کیا تو نے اے جویریہ میں نے عرض کی کہ ہاں اے امیر المؤمنین
پس آپ ایک طرف تشریف لیجا کر اترے اور وضو کیا اور کھڑے ہو کر کچھ فرمایا کہ میں اچھی طرح
نہ سمجھا مگر اتنا جانا کہ زبان عبرانی میں کچھ کہا پس ناگاہ دیکھا میں نے کہ آفتاب دو پہاڑوں کے بیچ
میں سے نکلا اور اسمیں ایک آواز تھی شدت کی ساتھ پس اس جناب نے نماز عصر ادا کی اور میں نے بھی آپکے
ہمراہ نماز پڑھی جب فارغ ہوئے نماز سے تو آفتاب نے غروب کیا اور جسقدر شب تھی اسیقدر ہو گئی
پھر میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا کہ اے جویریہ خداتعالے فرماتا ہے کہ فسبح باسم ربک العظیم پس
میں نے سوال کیا خدا سے عزوجل کے ساتھ نام عظیم کے خداتعالے نے آفتاب کو میرے واسطے الٹا پھیر
جویریہ کہتا ہے کہ ظہور آفتاب سے شک و شبہ میری خاطر سے زائل ہو گیا اور تو وصی پیغمبر کا ہے قسم ہے
رب کعبہ کی اور تیسری بار پھر بابل میں آپکے واسطے رد شمس ہوا جیسا کہ ایک جماعت نے علماء
یاسر سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین بابل میں مشغول زراعت تھے اور آپ کو کسی عذر کے سبب

کے سبب وقت نماز عصر کا گزر گیا اور آفتاب قریب غروب کے پہنچا کہ ایک مرد آپ کے آگے آیا اور کہا
کہ اے امیر المومنین میں کثیر الاولاد اور کثیر العیال ہوں اور ہم سب بھوک سے ہلاک ہوتے ہیں آپ نے
پوچھا کہ کیا سبب عرض کی کہ میری زراعت تھی کہ اسمیں ہم سب کی اوقات بسر ہوتی تھی تین
سال ہوئے اسمیں شیر آگیا ہے باعث اس کے زمین میں کوئی کاشت کرنے کو نہیں جا سکتا آپنے پوچھا کہ وہ
صحرا کتنی دور ہے کہا بہت نزدیک ہے آپ نے عمار یاسر کو اپنی انگشتری دی اور فرمایا کہ اس شخص کے
ہمراہ جاؤ اور جب شیر کے نزدیک پہنچو تو یہ انگشتری اسکو دکھا کر کہو کہ حیدر نے تجھے کہا ہے کہ
ابھی تو اس صحرا سے نکل جا اور آئندہ پھر اسمیں قیام نہ کیجو اور نہ آئیو عمار کہتے ہیں کہ میں متحیر ہوا اور شیر
سے خوف معلوم ہوا مگر مخالفت آپکے حکم کی نہ کر سکا ناچار اس شخص کے ساتھ گیا مگر ڈرتا ڈرتا
جاتا تھا جب اس صحرا میں پہنچے تو اس شخص نے کہا کہ شیر اس ٹیلے کے نیچے رہتا ہے تم جاؤ اور میں شیر کے
خوف سے آگے نہیں جا سکتا یہ کہکر وہ شخص ایک مکان خراب کے کوٹھے پر چڑھ گیا اور میں تنہا
اور ازان اس ٹیلے پر چڑھا دیکھا کہ نیچے اسکے شیر سوتا ہے اور مثل گاؤمیش کے ہے اسکو دیکھکر
اور زیادہ خوف معلوم ہوا شیر نے جو مجھے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور میری طرف جست کی میں نے
کہا کہ بس اسنے مجھے اسی ساعت ہلاک کیا اب تو نہیں بچتا فوراً انگشتری جناب امیرؑ کی اسکو دکھا کر
اور پیغام بھی اس جناب کا دیا ہنوز پیغام تمام نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بسبب خوف کے وہ شیر کہ برابر
گاؤمیش کے تھا مثل بکری کے ہو گیا اور اپنے تئیں زمین پر گرا دیا اور منہ خاک پر ملنے لگا پھر اٹھکر
ایسا تند و تیز بھاگا کہ میں نے بجز اسکی گرد کے اور کچھ نہ دیکھا مجھے اس سے تعجب معلوم ہوا اور جو جو گمان
کہ میرے دلمیں گزرا تھا اس سے توبہ کی اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آفتاب غروب
ہونے کو تھا کہ آپ نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کئے اور لب مبارک کو جنبش دی اور آفتاب کی طرف
اشارہ کیا آفتاب لوٹا پھر کر اس برج میں آیا جسمیں وقت عصر کا ہوتا ہے پس اس جناب نے سب کے ساتھ

نماز عصر بجماعت ادا کی اور بعد سلام میری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے عمار اگر شیر سحر تہا تو کیا یہ رجعت
آفتاب بہی سحر ہے مینے عرض کی کہ یا مولا جس امر نے میری خاطر میں خطور کیا تہا اس سے میں آپ کے
ہاتہ پر توبہ کرتا ہوں کہ پہر اسکو اپنے دل میں راہ نہ دونگا جناب امیر نے فرمایا ان النفس لامارۃ بالسوء
الا ما رحم ربی **معجزہ شانزدہم** جویرہ بن قادر سے مروی ہے کہ ایک روز میں ہمراہ اپنے مولا
علی بن ابی طالب کے کوفہ سے باہر نکلا اور وہ جناب شتر خیر الانام پر سوار تہے اور پیراہن صوف
سعید کا پہنے ہوے تہے اور چپ و راست آپ کے حسنین اور محمد حنفیہ اور پیش شتر مالک اشتر
اور ایک جماعت صحابہ آپ کے اطراف و جوانب میں تہی ناگاہ لشکر پراگندہ ہوا اور اہل لشکر کو
تشویش پیدا ہوئی اور سب بہاگنے لگے یہ دیکھکر جناب امیر نے فرمایا کہ تم کہاں بہاگے جاتے
ہو اور کس سے ہزیمت اوٹہا کر فرار ہوتے ہو میں ہوں علی بن ابی طالب کرار غیر فرار سبنے
عرض کی کہ اے اسد اللہ الغالب راہ میں ایک شیر عظیم الجثہ ہمارے آگے آیا ہمکو دیکھکر سب اسپ و
شتر بہاگے آپ نے فرمایا کہ شیر میں ہوں شیر کو دفع کرونگا یہ فرما کر شیر کے قریب تشریف لائے
اور فرمایا کہ اے حیوان منفترس راہ سے دور ہو کہ میں وہ نہیں ہوں کہ جو تو نے دیکھا اور
مشاہدہ کیا بلکہ میں ہوں چشم خدا اس زمین میں ہوں میں گوش خدا یعنے سنتا ہوں اسکے سب
احکام کو میں ہوں صراط مستقیم میں ہوں حبل متین یعنی دست آویز محکم میں ہوں امیر مومنین
کا میں ہوں علی بن ابی طالب یہ سنکر شیر بیٹہ گیا اور بزبان فصیح کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ وانک ولیہ اے مولا میں ہوں ابو الوحش جیسے کہ آدم میں ابو البشر
بتحقیق کہ مینے اپنے فرزندوں سے عہد لیا ہے کہ کسیکو تیرے فرزندوں اور تیرے شیعوں سے
آزار نہ پہنچائیں اور نہ کہائیں اور مینے خدا تعالے سے درخواست کی تہی کہ تمہاری زیارت کر کے
مجہے مشرف اور میرے دل ظلمت سرشت کو نور رخ انور سے منور کرے سو آج اسنے دعا میری

کی اور آپ کی زیارت سے سعادت دارین حاصل ہوئی اب آپ خدا تعالے سے دعا کریں کہ مجھے
بخشدے پس جناب امیرؑ نے اُسکے واسطے دعا کی اور حسنینؑ نے آمین کہی پھر اُس سے جناب امیرؑ نے کہا کہ
خدا تعالے نے تیرے حق میں میری دعا قبول کی اور تجھے بخشدیا اُسنے عرض کی کہ آپ نے کیونکر
جانا کہ اُسنے مجھے بخشدیا آپ نے فرمایا کہ ہر امام کے دلمیں ایک عمود ہوتا ہے نور کا کہ اصل اُسکی
دل میں امام کے ہوتی ہے اور سر اُسکا زیر عرش ہوتا ہے جب کوئی امام کسی کیواسطے دعا کرتا ہے
اور خدا تعالے اُس دعا کو قبول کرتا ہے تو وہ عمود امام کے دلمیں جنبش میں آتا ہے پس وہ جان
لیتا ہے کہ خدا نے دعا میری قبول کی شیر نے سنکر عرض کی کہ یا امیر المومنین میں زیادہ اس سے
اپنی زندگی نہیں چاہتا آپ میرے واسطے دعا کریں کہ خدا تعالے آج ہی مرگ کو مجھپر مسلط کرے
اور اس آزار بیماری سے اُٹھائے اُس جناب نے پھر دعا کی اور فرمایا جا کہ وقت نماز عصر وفات تجھے
پہنچے گی جویریہ کہتا ہے کہ جناب امیرؑ نے مجھے ارشاد کیا کہ تو شیر کے ساتھ جا اور جب وہ مر جاوے
تو اُسکو دفن کرنا یہ فرما کر وہ جناب تشریف لیگئے اور مجھے شیر کے پاس چھوڑ گئے چونکہ مجھکو
اُس شیر سے خوف معلوم ہوا تو میں ایک ٹیلہ پر جا کر بیٹھا اور شیر دوسرے ٹیلہ پر جب وقت نماز عصر
کا ہوا تو ناگاہ شیر نے ایک چیخ ماری اور اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر گر پڑا اور جب وہ مر گیا تو میں نے
ارادہ کیا کہ نوک شمشیر سے گڑھا کھود کر اُسکو دفن کردوں ناگاہ پشت سر سے میں نے ہاتف کی آواز
سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے جویریہ ہم نے تیری کفایت کی میں نے جو مڑ کر دیکھا تو ایک گڑھا کھدا
ہوا پایا میں نے شیر کو اُسمیں دفن کردیا مگر میری خاطر میں اُس مرنے کہ جو مطلب یہاں ہی خطور کیا کہ
یہ خیال میں آیا کہ علی بن ابی طالب نے اس شیر پر سحر کیا غرض جب میں پھر کر جناب امیرؑ کی خدمت
میں آیا تو شب ہو گئی تھی میں نے اصحاب سے پوچھا کہ امیر مولا نے نماز پڑھی کہا نہیں کسی عذر
کے سبب نماز عصر کی پڑھی ہے اور نہ مغرب کی پس میں اُس جناب کے روبرو گیا میں نے دیکھا کہ

بسبب غصہ اور خشم کے روے انور سے قطرات عرق مثل مروارید کے ٹپکتے تھے میں غرض میں نے کہا
کہ میں شیر کو دفن کر آیا آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا پھر میں نے کہا پھر منہ میری جانب سے پھیر لیا
غرض تین چار بار اسیطرح سے میں نے کہا اور آپ نے منہ پھیر پھیر لیا پھر آپ کھڑے ہو کر فرات کیجانب
روانہ ہوئے میں بھی آپ کے ہمراہ ہو لیا کہ فرات پر آپ کے واسطے خیمہ برپا ہوا آپ نے وضو
کیا اور ہاتھ آسمان کیطرف بلند کر کے دعا کی آسمان میں ایک آواز مثل صدا پیدا ہوئی میں نے سر اٹھا کر
جو دیکھا تو آفتاب افق مغربی سے نکلا اس جگہہ آنکر ٹھہرا ہوا ہے جو وقت نماز عصر کا ہوتا ہے
جناب امیر نے نماز عصر باجماعت ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا اور ستارے نمود ہوئے پھر آپ نے
نماز شام پڑھی اور میری طرف دیکھکر فرمایا کہ اے جویریہ اگر میں نے سحر کیا شیر پر تو کیا آفتاب پر بھی
سحر کیا اے جویرہ اگر مجھے کراہیت نہ ہوتی اس سے کہ لوگ میرے حق میں وہ کہنے لگیں کہ جو میرے
بھائی عیسیٰ کے حق میں کہتے ہیں تو میں تمہارے سب حال کی خبر بیان کر دیتا کہ تم نے شب
کو یہ کہا ہے اور یہ کیا ہے اور یہ کام کئے ہیں بخدا کہ رسولخدا نے مجھے سب چیزوں کا علم دیدیا ہے

معجزہ ہفتم ہے آخوند ملا محمد باقر مجلسیؒ نے حق الیقین میں ارشاد کیا ہے کہ خاصہ و عامہ نے
اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول مقبول نے امیر عرب کو ایک کام
ضروری کیواسطے بھیجا جب اس کام کو کر کے تشریف لائے تو جناب رسولخدا نماز عصر پڑھ
چکے تھے غرض جب رسولخدا کے پاس آنکر بیٹھے تو آپ نے سر مبارک اپنا جناب امیر کی گود میں رکھکر
آرام کیا اتفاقاً اسی حال میں وحی نازل ہوئی اور آپ اتنی دیر وحی میں مصروف رہے کہ آفتاب
غروب ہو گیا جب وحی منقطع ہوئی تو جناب رسولخدا نے کہا کہ اے علی تم نے نماز عصر پڑھی عرض
کی کہ اے رسول مقبول مجھے ناگوار ہوا کہ سر مبارک کو دے اوتار کر زمین پر رکھوں یہ سنکر جناب
رسولخدا نے دست دعا جانب آسمان اٹھا کر خدا تعالے سے عرض کی کہ یا الٰہی علی تیری اور تیرے

رسول کی جماعت مصروف عبادت میں تھا تو آفتاب کو اُسپر سیر تا وہ نماز عصر کو ادا کرے اصحاب کہتے ہیں
کہ ہم نے دیکھا کہ آفتاب نے رجعت کی اور افق مغرب سے طلوع کر کے اسقدر بلند ہوا کہ وقت فضیلت
عصر کا ظاہر ہوا اور اُس جناب نے نماز عصر ادا کی اور پھر آفتاب غروب ہو گیا غرض کہ آفتاب نے کئی بار
جناب امیر کے واسطے رجعت کی ہے ایک دو بار تو روبرو رسول مختار کے اور کئی بار بعد رسول خدا
کے جیسا کہ اوپر گزرا پس بعض آدمی نافہم جو از راہ عداوت کے کہتے ہیں کہ رجعت کرنا آفتاب کا
بدعای رسولخدا تھا تو آپ ہی کا معجزہ ہوا نہ جناب علیؑ کا اور اسمیں کچھ انکی فضیلت نہیں ہے
کہنا انکا غلط ہو اسواسطے کہ کئی بار آفتاب نے فقط جناب امیرؑ ہی کی دعا سے رجوع کی ہے اور
اگر کوئی کہے کہ اس تاخیر کرنے میں نماز کے جناب علی گنہگار ہوئے ہونگے تو جواب اسکا یہ ہے کہ
ہو سکتا ہے کہ اُس جناب کو تاخیر نماز کی ایسے حال میں جائز ہو یا آپ نے بیٹھکر نماز پڑھی ہو
اور قیام و قعود وغیرہ افعال نماز کے ترک کرنے میں عند اللہ اُس جناب کا مقبول بارگاہ کبریائی ہو
اور یہ بھی احتمال ہے کہ تاخیر وقت فضیلت سے ہو نہ اصل نماز سے جیسا کہ بعض روایات سے
ثابت ہے کہ آفتاب قریب غروب پہنچا تھا غروب نہ ہوا تھا غرض رد شمس اُس جناب کیلئے یا تو
اسلئے ہوا ہو کہ جو افعال نماز کے ناقص ہوئے ہوں مثل ترک قیام و قعود وغیرہ وہ بطور کمال کے
بجا لائے جائیں اور انکا استدراک حاصل ہو جائے یا اس سبب ہو کہ فضیلت نماز کی حاصل ہو
واسطے تلافی معصیت کے اور اگر یہ امر معصیت ہوتا تو وہ جناب مورد عتاب ہوتے نہ مہبط فیوض الہی کے
اسواسطے کہ رد شمس سے سوالات کرنا ہے اُس جناب کے علو مرتبہ اور سمو رتبہ پر پیش خداوند ذی الجلال
اور سمجھا جاتا ہے کہ مرتبہ آپکا پیش خداوند عالم ایسا تھا کہ کئی مرتبہ انکی خاطر خدا نے شمس کو رد کیا
معجزہ ۹ جلد سوم شواہد النبوۃ میں مذکور ہے کہ جناب امیر نے جب اہل کوفہ کو واسطے مدد اور معاونت
محمد بن ابی بکر کے تحریص کی اور انہوں نے قبول نہ کیا تو آپ نے انکے حق میں بد دعا کی اور کہا

کہ خداوندا تو انپر ایسے شخص کو مسلط کر کہ اُنپر رحم نکرے اور ایک روایت میں ہے کہ آپنے بجائے اسی
کسی غلام کو قبیلہ بنی ثقیف سے انپر مقرر کریں اُسی شب حجاج علیہ اللعنۃ متولد ہوا اور آخر اُس
سے جو اہل کوفہ پر پہنچا پہنچا **معجزہ نوزدہم** مروی ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ رسولخدا نے
مجھے ارشاد کیا کہ بعد وفات میری سات مشک آب فلاں چاہ سے لاکر مجھے اُس سے غسل دینا
اور بعد از فراغ حاضرین خانہ کو باہر کر دینا اور اپنے دہن کو میرے دہن پر رکھکر پوچھنا اُن سب
چیزوں سے کہ جو قیامت تک ہونیوالی ہیں جناب امیر فرماتے ہیں کہ مینے ایسا ہی کیا پس
کوئی حق و باطل نرہا کہ جسکی خبر مجھکو رسولخدا نے نہ دی **معجزہ بستم** محمد بن صفار نے کتاب بصائر
الدرجات میں ایک ثقہ سے نقل کی ہے کہ ایکروز میں خدمت میں جناب امیر المومنین کے حاضر ہوا
ایک شخص خوشرو خوش لباس کو دیکھا کہ آپ سے باتیں کرتا ہے اور جب تک وہ شخص بیٹھا رہا
آپ اُسی سے باتوں میں مشغول رہے جب وہ شخص اُٹھکر چلا گیا تو مینے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ کون
شخص تھا فرمایا کہ یہ یوشع بن نون وصی موسیٰ بن عمران کا تھا **معجزہ بست و یکم** مروی
ہے کہ جبکہ جناب امیر المومنین نے جنگ صفین سے مراجعت کی تو در اثناء راہ ایک صحرا میں [illegible]
لشکر پر تشنگی نے ایسا غلبہ کیا کہ زبانیں پیاس کے مارے باہر نکل پڑیں اہل لشکر نے جناب امیر سے
تشنگی کی شکایت کی آپ اُٹھے اور سب طرف اُس صحرا میں نظر کی ایک طرف دیکھا کہ ایک سنگ عظیم
پڑا ہے آپ نے اُسکی طرف گھوڑا دوڑایا اور اُسکے پاس آکر ارشاد کیا کہ اے سنگ ہمکو خبر دی کہ اس
صحرا میں پانی کسجگہ ہے اُس سنگ نے آپ پر سلام کیا اور کہا کہ السلام علیک یا وارث علم النبوۃ و یا
وصی رسول سلام ہو تجھی پر یعنے سلام تجھپر اے وارث علم نبوۃ اور وصی رسول پانی میرے نیچے
ہے پس آپ نے سب کو حکم دیا کہ اس پتھر کو اٹھا دیں سو آدمی متوجہ اُسکے کھودنے اور اُٹھانے کے
ہوئے مگر کسیطرح اُسکے کھودنے پر قادر نہ ہو سکے جب اُس جناب نے اُنکا عجز دیکھا تو اُنکو اُسپر سے

ہٹا دیا اور لب ہائے مبارک کو حرکت دی اور دست خیبر کشا کو اُس پتھر پر مارا کہ وہ پتھر بقدرت الٰہی
اُسجگہ سے ایک فرسخ دور جا پڑا اور اُسکے نیچے سے پانی عسل سے شیریں تر اور برف سے سرد تر نکلا
سب آدمی اُسپر ہجوم لائے اور سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور جانوروں کو بھی پلایا اور مشکیں بھر لیں
بعد جناب امیرؑ نے سنگ کیطرف خطاب کیا کہ تو اپنی جگہ پر پھر آ ابن عباس کہتے ہیں کہ مینے
دیکھا کہ وہ پتھر مثل گیند کے لڑھکتا ہوا آنکر اپنی جگہ پر قایم ہو گیا اور سب لشکر شکر خدا کا بجا لائے معجزہ
بست و دوم اصبغ بن نباتہ روایت کرتا ہے کہ ایکروز میں جناب امیر المومنینؑ کے ہمراہ تھا کہ ایک
شخص قریش سے آپ کے آگے آیا اور کہا اے علیؑ تم نے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور بہت لڑکوں
کو یتیم کیا یہ سنکر وہ جناب غصہ ہوئے اور کہا اخسا یا کلب یعنی دور ہو اے کتے اُسیوقت وہ شخص
کتا سیاہ ہو گیا جب اُسنے اپنا یہ حال دیکھا تو دم ہلانے لگا اور فریاد و فغاں کرنے لگا اور بیحال
تضرع و زاری زمین پر لوٹنے لگا جناب امیرؑ کو اُسکی بیتابی دیکھکر رحم آیا اور اُسکے واسطے دعا
کی کہ پھر وہ انسان بن گیا اور ہاتھ اور پاؤں اُس جناب کے چوم کر توبہ کی ایک شخص نے عرض کی
کہ اے امیر المومنین تمکو خدا تعالے نے ایسے معجزات پر تو قدرت دی ہے پھر معاویہ آپسے مقام
مخالفت میں ہے کیوں دفع نہیں کرتے آپ نے فرمایا کہ اے شخص ہم بندہ گرامی خدا تعالے کے ہیں اور
ہم کوئی چیز بے حکم اُسکے نہیں کرتے بلکہ جو کچھ کرتے ہیں اُسکے حکم سے کرتے ہیں **معجزہ بست و
سوم** منقول ہے کہ ایک زن و مرد باہم خصومت رکھتے تھے وہ مخاصمہ اپنا جناب امیرؑ کے پاس
لائے اور ہر ایک نے دعویٰ اپنا بیان کیا مگر اُس مرد نے بیچ مخاصمہ میں غصہ میں آنکر اُس عورت
پر تیزی کی آپنے اُسکو منع کیا کہ تو اسپر تندی نکر چونکہ وہ مرد خارجی تھا آپکے فرمانے سے اور زیادہ
غصہ میں آیا آپنے فرمایا اخسا یا کلب اور یہ لفظ موضوع ہے واسطے ہنکانے اور دور کرنے کتے کے
اور معنے اُسکے دور ہونیکے ہیں یعنی دور ہو اے کتے وہ خارجی اُسیوقت کتے کی شکل ہو گیا آ

شخص نے حاضرین مجلس سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے لفظ افضا کا زبان مبارک سے فرمایا اور شخص
بن گیا آپ نے فرمایا کہ ہاں اُسنے عرض کی کہ پھر کون چیز مانع ہے آپ کو کہ آپ معاویہ کو دفع
نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ وائے تجہپر اگر میں چاہوں کہ معاویہ مع تخت یہاں چلا آئے تو ابہی خدا تعالے
سے دعا کرتا ہوں اور وہ میری دعا قبول کرتا ہے مگر ہم خازنان اسرار خدا ہیں نہ اسرار ز شقفہ
اور جو شخص کہ اسرار الٰہی سے انکار کرتا ہے کیا اُسنے یہ نہیں پڑھا کہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ
بالقول وہم بامرہ یعملون یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام بندگان گرامی ہیں نزدیک خدا کے اور وہ
سخن الہام غیبی اور بشارت لاریبی کے پیش دستی اور سبقت نہیں کرتے بلکہ اوپر فرمان الٰہی کے عمل
کرتے ہیں **معجزہ بست و چہارم** ابو الحسن علی بن ہرون منجم روایت کرتا ہے کہ ایک شخص
سے راضی خلفا بنی عباس سے کہتا تہا کہ علی بن ابی طالب نے جو معاویہ سے محاربہ کیا تو خطا کی
اور میں کہتا تہا کہ وہ جناب حق پر تہے اور دلیلیں اسپر تین بیان کرتا تہا اور وہ راضی نہوتا
تہا آخر مینے اُسکے پاس کا جانا چہوڑ دیا بعد چند روز کے جو اُس سے ملاقات ہوئی تو اُسنے کہا
مینے توبہ کی اپنے اُس اعتقاد فاسد سے جب سبب پوچہا تو کہا کہ مینے خواب میں ایک شخص کو
دیکہا کہ سر اُسکا مثل کتے کے تہا مینے جو سبب اسکا پوچہا تو کہا اُسنے کہ میں معاویہ کو حق پر کہتا
تہا اور علی کو ناحق پر اس سبب میری صورت ایسی ہوگئی یہ دیکہکر مجہے خوف معلوم ہوا تو
مینے توبہ کی **معجزہ بست و پنجم** جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جب سن مبارک جناب
فاطمہ زہرا سیدہ زنان عالمیان کا نو برس کا ہوا تو جبرئیل امین بحکم رب جلیل جناب رسول
مقبول کے پاس نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسول اللہ حق تعالے تمکو بعد تحفہ سلام کے ارشاد
کرتا ہے کہ اے حبیب میرے اپنی دختر نیک اختر کو شوہر دے اور یہی فرماتا ہے کہ ایک نور
کو دوسرے نور کے ساتھ وصل کر آپنے پوچہا کہ وہ دو نور کونسے ہیں جبرئیل امین نے کہا کہ نور اول

تمہاری دختر ہے اور نور ثانی علی بن ابی طالب ہے پس ان دونوں نوروں کو آپس میں ملا دے آپ نے
فرمایا سمعاً وطاعۃً اور صبحکو مسجد میں تشریف لائے اور نماز صبح ادا کرکے روئے مبارک طرف اصحاب کے کیا
اور فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے خداوند عالم کا کہ فاطمہ کا عقد کروں پس میں اسکا حکم بجا لاؤں گا
عبداللہ ابن عباس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ فاطمہ کو اصحاب کو دینگے یا ملوک و سلاطین و امرا کو
آپ نے جواب دیا کہ نہ سلاطین کو نہ امرا کو اور نہ اصحاب کو بلکہ جسکے لئے خداوند عالم کا حکم ہوگا
اسکو دونگا جبکہ اصحاب نے یہ سُنا تو سب کو طمع ہوئی وقت شب ابوبکر نے پیغام بھیجا اور خواستگاری
فاطمہ کی کی صبحکو عمر نے ایک شخص کو بھیجا بعد ایک لحظہ کے خالد نے کسیکو بھیجا بعد ایک ساعت
کے بشیر انصاری نے پیغام بھیجا الغرض سب اصحاب کی عرق طمع حرکت میں آئی اور سب نے خواستگاری
کی تا اینکہ ایک ہفتہ میں ایکہزار سات سو آدمیوں نے پیغام بھیجا اور خواستگاری کی جناب رسول
مقبول نے سبکو یہی جواب دیا کہ مجھے امر فاطمہ میں کچھ اختیار نہیں خداتعالے کو اختیار ہے جسکے
ساتھ حکم کریگا اسکے ساتھ فاطمہ کا عقد کیا جائیگا من بعد عبدالرحمن بن عوف نے کہ صاحب کرم
تھا اور طول و منال و حشمت و تجمل دنیا بہت رکھتا تھا چنانچہ اسکے حال میں لکھا ہے کہ ہزار آدمی تو
فقط واسطے تحصیل زر دیہات و جائداد کے اسکے پاس تھے اور ہزار غلام کمر بستہ اپنے پاس رکھتا
تھا اور تین سو تاجر اسکے مال کی تجارت کیا کرتے تھے اور تین سو پچاس قافلے تجارت کی مدینہ
اور طائف و شام وغیرہ میں اسکی تھیں اور اسکے گماشتے اور وکیل برسم تجارت دکانوں میں بیٹھ کر
تجارت کیا کرتے تھے القصہ اسنے بھی ایک شخص کو بھیجا اور جناب معصومہ کی خواستگاری کی
جناب رسول مقبول سنکر خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا عبدالرحمن نے جانا کہ خاموشی آپ کی از راہ
رضا کے ہے اور مجھ سے عقد کرنے پر راضی ہو گئے ہیں یہ گمان کرکے جناب رسالت مآب کی خدمت
میں کہلا بھیجا کہ جسقدر مال و اسباب شتر گاؤ و گوسفند کہ میرے پاس ہیں سب کو دینے آپ کی دختر

نیک اختر کے کابین میں دیا اور اسقدر مال و زر و اسباب آپکی خدمت میں حاضر کرونگا کہ جسکی شرح دشوار
ہوگی یہ سنکر وہ جناب غصہ میں آگئے اور عبدالرحمن کو پکڑا اور ایک مٹھی سنگریزوں کی زمین سے اٹھا کر
اور اسکی گود میں ڈالی راوی کہتا ہے کہ جب تک وہ سنگریزے آپکے ہاتھ میں تھے تسبیح خدا کی کرتے
تھے اور جب عبدالرحمن کی گود میں گئے تو درِ شاہوار ہو گئے پھر آپنے فرمایا کہ ان کو لیجا کہ مال و
زر تیرا زیادہ ہو جائیگا اور اے عبدالرحمن میں نے چند بار کہا ہے کہ یہ کام تعلق خداوند عالم سے رکھتا
ہے مجھے اسمیں کچھ دخل نہیں ہے اور اسنے جبرئیل کو بھیجا ہے کہ تو نور کو ساتھ نور کے مواصلت
کر پس نور اول تو فاطمہؑ ہے اور نور دوسرا بھی ایسا عظیم الشان ہو کہ جسکو خدا نے نور فرمایا ہے اور
نور ہونا متجمل و اسباب زر جواہر سے کچھ تعلق نہیں رکھتا واسطے کہ اگر کوئی شخص پھر بعد اسکے اس
مقدمہ میں مجھ سے کچھ کہیگا تو میں شکایت اسکی خدا تعالے سے کرونگا پس اسی شب جبرئیل
نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ خدا تعالے نے تمکو سلام ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ فاطمہؑ
زہرا اس شخص کو دو کہ جسکے گھر میں شب جمعہ ستارہ زہرا نازل ہووے پس فاطمہ کو اسی شخص کو دیا ہے
تم بھی اسی شخص کو دو اور عقد اسکا اس سے کر دو دوسرے دن جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے
اور فرمایا کہ ایہا الناس تم سب کو طمع تھی فاطمہؑ کی سو مجکو وحی جانب رب جلیل سے نازل ہوئی
ہے وہ تعالے فرماتا ہے کہ میں نے فاطمہؑ کا عقد اس شخص کے ساتھ کیا ہے کہ جسکے گھر میں شب جمعہ ستارہ
نازل ہوگا اور اسکے گھر کے کوٹھے پر اتریگا پس تو بھی اسکے ساتھ اسکا عقد کیجو عمر نے پوچھا کہ کیا
حضرت وہ آپکے اصحاب میں سے ہوگا یا غیر اصحاب میں سے فرمایا کہ اصحاب میں سے ہے بالجملہ سب اصحاب کو اس امر کی طمع
ہوئی اور شب کو سبنے اپنے گھروں کو زینت دی اور آراستہ کیا اور عود و عنبر و مشک کا مجمر روشن
میں بخور کیا اور شمعہائے کافوری اور مشعل و چراغ روشن کیے والا نو غرض ہر وقت جلتے تھے لیکن
غرض طرح طرح کی زینت اور انواع انواع کے سامان خوشی اور شادی کے مہیا اور آمادہ کیے جناب

رسول مقبول بھی بعد نماز صحن مسجد میں تشریف لائے اور ستارے کے انتظار میں آسمان کیطرف
دیکھتے تھے اور سب آدمی بھی کوٹھے پر چڑھے ہوئے دیکھ رہے تھے پھر جناب رسولخدا بھی اُم
خانہ پر تشریف لیگئے اور جناب سیدۃ نساء العالمین بھی عقب جناب رسول مقبول اُم خانہ پر تشریف
لائیں تاکہ سیر کریں کہ ستارہ آسمان سے کیونکر اُترتا ہے اور کسکے گھر میں گرتا ہے پس جبکہ نصف شب
ہوئی تو ستارہ زہرہ آسمان سے جدا ہو کر نیچے کو چلا اور جتنی دیر میں آنکر پہنچا کہ جتنی دیر میں
جناب ہر نے چونتیس ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہا اور نیچے پہنچکر سب کو ٹھونپر پھرنے لگا جب کوٹھے پر جناب
امیر کے پہنچا تو اُتر پڑا اور کوٹھے پر سے پھر صحن خانہ میں آکر جناب امیر پر سلام کیا اور مبارکباد
دی جب جناب فاطمہ نے یہ دیکھا کہ ستارہ جناب امیر کے گھر میں اُترا تو فرمایا الحمد للہ رب العالمین
میں بیگانوں اور غیر قبیلہ میں نہ گئی اور اسکے شکریہ میں تینتیس ۳۳ دفعہ الحمد للہ کہا اور جتنی ہی دیر
ستارہ بھی حضرت کے گھر میں رہا کہ جتنی دیر میں چونتیس ۳۴ بار الحمد للہ کہا مگر روشنی اس ستارہ میں
اسقدر تھی کہ شب تار مثل روز روشن کے پُر ضیا ہو گئی تھی مُرن بعد ایک صدائے عجیب ستارے سے
پیدا ہوئی اور جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے پھر اوپر چلا گیا پس جبکہ جناب معصومہ نے وقت
صعود ستارہ تجلی اور روشنی دیکھی تو از راہ تعجب تینتیس بار سبحان اللہ کہا پس سب نے ستارے کو
آسمان پر جاتے ہوئے دیکھا اسوقت طمع ہر ایک کی قطع ہوئی اور جب شب پنجشنبہ ہوتی تو
جبرئیل نازل ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ خدا تعالے نے خازنان بہشت کو فرمایا ہے کہ حلے
لاویں اور حور العین کو ارشاد کیا ہے کہ عطر اور خوشبوؤں کو بہشت سے باہر لائیں اور پراگندہ کریں
تا تمام عالم معطر ہو جائے اور سورہ یٰس اور حم اور طس کو پڑھیں اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آسمان
چہارم میں جمع ہوں اور صحن بیت المعمور میں کرسی نور کی بچھائیں اور ایک فرشتہ ہے کہ نام اسکا
راحیل ہے اور سب فرشتوں سے فصیح تر ہے اسکو حکم ہوا ہے کہ اس منبر پر جاکر خطبہ پڑھے پھر خدا

تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ملائکہ گواہ رہو کہ میں اپنی کنیز خاص فاطمہؑ زہرا اپنے خیر العباد علیؑ کو کہ ولی میرا
اور وصی اور برادر میرے رسول محمد مصطفےٰ کا ہے دیا پس اسوقت طوبیٰ نے اپنے زیور کو گرایا
اور حور العین نے نثار فاطمہؑ کو چنا اور ایک نے دوسرے کو وہ نثار قیامت تک ہدیہ بھیجیں گے اور فخر کرینگے
کہ یہ نثار ہے تزویج فاطمہؑ کا اسوقت ابر کو حکم دیا تا طومار مشک کی لاوے فرشتوں نے عرض کی
کہ خداوندا یہ طومار کیسے ہیں انکو جواب آیا کہ یہ برات نجات شیعیان علی بن ابی طالب ہے دوزخ
سے جو شخص علیؑ اور اولاد علیؑ سے ذرہ برابر بھی محبت رکھتا ہوگا فردای قیامت یہ خط آزادی
جہنم سے اسکو ملیگا اسمیں لکھا ہوا ہے کہ ہذہ براءۃ من اللہ الجبار لشیعۃ علیؑ و فاطمہؑ من النار یہ خبر دیکر
جبرئیل نے کہا کہ اے رسول مقبول اب تم نور کو نور کے سپرد کر دیجئے فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دو
پس جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور اصحاب کو جمع کر کے ایک خطبہ اور حمد و ثنائے خدا تعالےٰ
کی انشا کیا اور فرمایا کہ اے گروہ مہاجر و انصار مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ خدا تعالےٰ نے سب
فرشتوں کو آسمان میں قریب بیت المعمور کے جمع کر کے فاطمہؑ کا عقد علیؑ کے ساتھ کیا ہے اور مجھے بھی
حکم دیا ہے کہ میں بھی ان دونوں کا عقد کروں پس جناب امیرؑ کو حکم دیا کہ خطبہ تم بھی پڑھو پس ان
جناب نے بکمال فصاحت و بلاغت خطبہ ادا فرمایا پھر کہا کہ ایہا الناس تم گواہ رہو کہ رسول مقبول
نے مجھے ساتھ شرف دامادی اپنی کے مشرف اور مخصوص کیا اور بحکم خدا اپنی دختر فاطمہ زہرا کو
مجھ سے تزویج کیا یہ فرما کر سجدہ میں تشریف لیگئے اور کہا کہ الحمد للہ الذی حببنی و شرفنی الی خیر البریہ
محمد المصطفےٰ پھر جناب رسولخدا نے فرمایا کہ طبق خرما طبق جو ہدیہ طبق جگاہ بجمین لائیں پس انکو حاضر
کیا تو عبد اللہ ابن عباس اور عقیل اٹھے اور انکو سب پر تقسیم کیا کہ سب اصحاب کو پہنچگیا اور فرمایا
کہ سب اصحاب اپنے اطفال و عیال کیواسطے بھی بنا بر حسنا و تبرکا اپنے گھروں میں لیجائیں تا جو کوئی
کھائے وہ نیک دین ہو جاے پس جناب رسولخدا آئے اور جس حجرہ میں کہ عورتیں بیٹھی تہیں تشریف لیگئے

اور کہا کہ اٹھو اور فاطمہؑ کے پاس جاؤ اور مبارکباد دو اور خوشی کرو اور لباس خدیجہ کبریٰ مادر
فاطمہ زہراؑ کا اونکو پہناؤ اور کرسی پر بٹھاؤ اور تم سب گرد کرسی کے بیٹھو اور ذکر خدا کرو اور عطر اور خوشبو
اور بخورات جلاؤ اور فرش بچھاؤ یہ فرما کر باہر تشریف لائے اور جناب امیرؑ کو بلایا اور پیشانی پر بوسہ دیا
جناب امیرؑ نے عرض کیا کہ یا حضرت میں اپنی زرہ کو بازار میں بیچنے کو لیگیا تھا راہ میں ایک اعرابی
ملا اور پوچھا کہ ای علی تم اسکو بیچتے ہو میں نے کہا کہ ہاں بیچتا ہوں اسنے کہا کتنے کو بیچتے ہو میں نے
کہا کہ پانسو درہم کو اعرابی نے آستین میں سے وہ درہم نکالکر مجھے دیے یہ کہکر وہ درہم حضرت
کے روبرو رکھے آپنے فرمایا کہ اے علی تمنے جانا کہ وہ اعرابی کون تھا عرض کیا کہ خدا و رسول بہتر
جانتے ہیں فرمایا کہ وہ جبرئیل تھے اور پہلے اسکے کہ یہ درہم تم میرے پاس لاؤ وہ زرہ کو لاکر مجھے
دیگیا ہے القصہ جو کچھ ساز و سامان واسطے عروسی کے چاہیے اسکو خریدا اور اصحاب بہت تحفہ
اور ہدیا اور نگاؤ اور گوسفند و شتر و خرما و برنج و گندم و روغن حضرت کے پاس لائے اور جناب
رسولخدا نے ہر ایک اصحاب کو تھوڑا تھوڑا اٹھا دیا اور فرمایا کہ بروز جمعہ روٹیاں پکوا کر لائیں اور
جناب امیرؑ نے اس شب شتر اور گوسفند وغیرہ کو ذبح اور نحر کیا اور جناب رسولخدا نے خود اپنے دست
مبارک سے اس گوشت کے ٹکڑے کیے جب صبح ہوئی تو کھانا پکوا کر طیار کیا جناب رسولخدا نے
جناب امیرؑ کو حکم دیا کہ تم سب مہاجر و انصار کو قریب ہوں یا بعید دعوت کیواسطے جمع کرو جناب
امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرت میں سب کو کیونکر جمع کروں کہ بعض آدمی شہر کے باہر اپنی
زراعت و باغوں کے کاروبار و پانی دینے میں مشغول ہیں آپنے فرمایا کہ تم مسجد کے کوٹھے پر
چڑھکر باواز بلند کہو کہ اجیبوا رسول اللہ پس جناب امیرؑ مسجد کی سقف پر آئے اور ندا کی خدا تعالیٰ
نے ہوا کو حکم کیا کہ پانچ پانچ فرسخ تک اسنے آپکی آواز کو سبکے کانوں میں پہنچا دیا اور سب لوگ
اکٹھے جمع ہوگئے کہ شہر مدینہ میں کوئی آدمی اعلیٰ فقیر و امیر صغیر و کبیر باقی نہ رہا کہ جو انکا حاضر نہ ہو

پس آپنے ارشاد کیا کہ دسترخوان بچھواؤ اور سب کو بٹھلا کر روبرو ہر ایک کے کھانا چنو غرض سب نے خوب
سیر ہوکر کھایا اور پھر اپنی اپنی جگہ پر جا کر بیٹھے جناب رسولخدا نے ام سلمہ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور حفصہ
اور عائشہ اور اسما بنت عمیس زن جعفر طیار کو اور سب زنان ہاشمیہ کو اپنے ہمراہ فاطمہؑ کے گھر میں
لیجاؤ اور فاطمہؑ کو آراستہ کرکے اور حلل و زیور اور پوشاک خدیجۃ الکبریٰ کی پہناؤ اور عطر اور خوشبو
کرکے علیؑ کے گھر میں شادی و خرمی کرتے ہوئے پہنچاؤ پس سب عورتیں گئیں اور جو کچھ آپنے فرمایا
تھا اسپر عمل کیا جب شب ہوئی تو جناب رسول مقبول نے فرمایا تاکہ اسپ شہباز پر زین رکھا
اور جناب معصومہ کو اسپر سوار کیا اور سلمان کو فرمایا تاکہ لجام اسپ انہوں نے پکڑی اور سب خرمی
اور شادی کرتے ہوئے اور تکبیر پڑھتے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے درود و سرود ملا پیچھے پیچھے ہوئے
جناب امیرؑ کے گھر پہنچے پس مردان بنی ہاشم تو دروازے پر پہنچا کر پھر آئے اور زنان ہاشم گھر کے
اندر داخل ہوئیں منقول ہے کہ جبرئیل اور میکائیل اور دو صف ملائکہ کی کہ ہر صف میں ستر ہزار
فرشتے تھے خانہ جناب رسولؐ خدا سے تا بخانہ جناب امیرؑ ہو کر کھڑے رحمت و مغفرت و نور
نثار کرتے تھے پس جناب رسولخدا نے جناب امیرؑ کو مسجد سے بلوایا اور سلمان سے کہا کہ علیؑ کو گھر
میں بھیجو اور عورتوں کو رخصت کردو کہ اپنے اپنے گھر جائیں مگر اسما بنت عمیس کہ انکو رہنے دینا
اس واسطے کہ وصیت خدیجہ کبریٰ کی وقت وفات یہ تھی کہ فاطمہؑ کو وقت عروس تنہا نہ چھوڑنا
کہ وہ دلگیر نہو یہ کہکر وہ جناب رونے لگے غرض سب بیبیاں رخصت ہوئیں اور اسما بنت عمیس
موافق وصیت خدیجہؑ سات دن تک وہاں رہیں اور بعد تین روز کے جناب ختمی مآب جناب
معصومہؑ کے دیکھنے کو تشریف لائے جناب معصومہ اپنے پدر عالیقدر کی خدمت میں آنکر بیٹھیں آ
جناب نے مبارکباد دی جناب معصومہ نے غایت شرم سے سر جھکا لیا اور بعد ایک ساعت کے
سر اٹھا کر کہا اے رسولخدا عجب ہے آپنے بیجا تو صبح کو بہت سی عورتوں کو دیکھا کہ حسن و جمال کو

صورتیں و شمائل مشابہ زنان دنیا سے نہ تہیں اور زینت و لباس بہی انکا مثل زینت و لباس اہل
دنیا کے نہ تہا اور نہایت صفا اور خوشبو تہیں جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے نور چشم وہ حور العین
تہیں کہ تمہیں مبارکباد عروسی دینے آئی تہیں اتنے میں ایک شخص آیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا
زنان قریش تہنیت اور مبارکباد دینے کو باکمال زینت و آرایش آتی ہیں فرمایا آنے دو غرض وہ
سب زنان قریش آئیں اور مبارکباد دی جناب امیر اسوقت محراب عبادت پر پشت لگائے
بیٹھے تہے اور روبرو اس جناب کے ایک ستون تہا گوشہ چشم سے اس ستون کیطرف نظر فرما کر
آسمان کیطرف دیکہا اور لب مبارک کو جنبش دی اور کچہ دعا کی فوراً ستون شق ہوا اور دو شاخ
سبز اس میں سے باہر آئیں کہ انمیں طرح طرح کے میوے لگے ہوئے تہے جناب امیر نے سلمان سے
فرمایا کہ جسقدر میوے ان شاخوں میں لگے ہوئے ہیں انکو توڑکر ان عورتوں کو دو چنانچہ سلمان
نے میووں کو توڑکر طبق بہر کر ان عورتوں کے آگے لیجا کر رکہا پہر جناب امیر نے فرمایا کہ یہ
میوے مخصوص ہمارے دوستوں کے واسطے ہیں جو ہمارا محب صادق ہے اسکا ہاتہ تو انکی شاخوں
تک پہنچیگا اور جو ہمارا مخالف ہے اسکا ہاتہ نہ پہنچیگا اور ان میووں سے وہ محروم رہیگا غرض محبان
صادق تو خوش ہو ہو کر ان میووں کو توڑتے تہے اور کہاتے تہے اور ذخیرہ کرتے تہے
اور مخالفین کا ہاتہ ان تک نہ پہنچتا تہا وہ محروم رہتے تہے اور بجائے میوہ حسرت
کہاتے تہے اسوقت بعض نے تو یہ حال دیکہکر ولایت کا اس جناب کے اقرار کیا اور بعض کا کفر و نفاق
اور زیادہ ہوا **معجزہ بست و ششم** ذریعۃ النجاح میں منقول ہے کہ ملک حبشہ میں ایک بادشاہ
تہا عظیم الشان رفیع المکان شمکبوس نام اسکا ایک برادر زادہ حقیقی تہا قلاح نامی شجاع و دلیر
ابطال ہمیشہ ہمیں اور اسکے بہائی شمکبوس میں جنگ و جدال و نزاع و فساد واقع رہتا تہا ایک
روز شمکبوس نے قلاح سے کہا کہ جو تو ہر روز مجہسے قتال و جدال و جہگڑا اور قصہ کیا کرتا ہے

اور ہمیشہ آتش رنج پیچ و تاب رہتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور مقصد تیرا اس سے کیا ہے فتاح نے کہا کہ مجھ
سے دو مطلب ضروری ہیں اگر ان دونوں کو تو بر لائے تو میں تجھ سے دائم مقام صلح میں رہوں اور
کبھی کسیطرح کا تجھ سے فساد و نزاع نکروں ایک تو یہ کہ اپنی بیٹی کا مجھ سے عقد کر دے اور دوسرے یہ کہ
جسقدر میرے باپ کا تو نے مال و منال لیا ہے وہ مجھے دیدے اور بادشاہی بھی میرے نام پر مقرر
کر دے اشکبوس نے کہا کہ اے فتاح کوئی شخص بھی بغیر لیئے شیر بہا کے اپنی دختر کسیکو دیتا ہے فتاح
نے کہا کہ اے عم سارا ملک و مال میرے باپ کا تو تیرے قبضہ اختیار میں ہے میری پاس تو کیا چیز
ہے کہ جسکو میں تجھے شیر بہا میں دوں اشکبوس نے کہا کہ میں تجھ سے مال کا طالب نہیں ہوں بلکہ شیر بہا
تجھ سے یہ چاہتا ہوں کہ ایک بڑا دشمن میرا ہے کہ اسکا نام علیؑ ہے اسکا سر کاٹ کے تو مجھے لا دے
میں اپنی دختر کا عقد تجھ سے کر دونگا اور جسقدر تیرے باپ کا مال و اسباب ہے وہ بھی تجھے دیدونگا فتاح
نے چونکہ اسکی لڑکی پر عاشق تھا اس امر کو قبول کیا اور کہا کہ تو اپنے بیٹے فضل کو بھی مع سات ہزار
جوانان جرار کار آزمودہ جنگ دیدہ میرے ہمراہ کر تا میں مدینہ میں جا کر علیؑ کا سر کاٹ لاؤں اشکبوس
نے فضل کو مع سات ہزار سپاہ جرار بہادران روزگار فتاح کے ساتھ کر کے مدینہ کی طرف روانہ
کیا دو مہینے کے عرصہ میں یہ لوگ طے منازل و مراحل کر کے قرب مدینہ منورہ کے پہنچے اور ایک فرسخ
شہر سے دور خیمہ برپا کر کے اترے اور تھوڑی دیر استراحت و آسودگی حاصل کر کے فتاح نے ارادہ
کیا کہ شہر میں چلکر علیؑ کو دیکھیں کہ کس شان و شوکت کا جوان ہے غرض فتاح اور فضل اور بارہ نفر
اور قوی ہیکل و طاقتور کہ قوت و زور میں اپنا نظیر و ہمسر نہ رکھتے تھے اپنے ساتھ لیکر شہر کے دروازہ
پر پہنچے اتفاقاً جناب اسد اللہ شہر کے باہر آتے تھے اور ڈولچہ دوش مبارک پر رکھے نخلستان کو
پانی دینے تشریف لیئے جاتے تھے فتاح نے فضل سے کہا کہ اس جوان کو پکار لے تاکہ ہم اس سے حال
علیؑ کا پوچھیں فضل نے آواز دی کہ اے جوان ذرا ہمارے پاس ہوتا جا کہ ہمیں تجھ سے کچھ پوچھنا ہے

یہ سنکر وہ جناب اُسکے پاس تشریف لائے جونہی نظر مبارک آپکی قتاح پر پڑی فرمایا صدق رسول اللہ
قتاح نے پوچھا اے بندہ خدا علی ابن ابی طالب کو بھی تو جانتا ہے آپنے فرمایا کہ کوئی شخص علیؑ کو بہتر
مجھسے نہیں جانتا تیری غرض علیؑ سے کیا ہے اور کس مطلب کے واسطے تو اُسکو پوچھتا ہے قتاح نے
کہا کہ اے جوان میں بہت دور سے آیا ہوں فقط اسواسطے کہ علی کا سر کاٹ کر بادشاہ حبش کے لئے
تحفہ لیجاؤں آپ نے پوچھا کہ اے شخص علیؑ نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ جو تو اُسکا سر کاٹنے آیا
ہے قتاح نے سارا قصہ اپنا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ اے شخص اگر تو بت پرستی کو ترک کرے اور اسلام
لائے تو علی اپنے سر کو تجھپر فدا کرے قتاح نے کہا اے جوان پہلے تو ہیئت اور ترکیب اور صورت اور شکل
اُسکی بیان کر کیسی شکل و شمائل اور کس ہیئت کا وہ جوان ہے آپنے فرمایا کہ رنگت اُسکی رنگت میری سی ہے
اور قد اُسکا قد میرا سا ہے اور زور اُسکا زور میرا سا ہے غرض جو باتیں مجھ میں ہیں وہ ہی سب باتیں
علی میں بھی ہیں مجھ میں اور اُسمیں کسیطرح کا فرق نہیں ہے پس اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو علیؑ پر بھی
غالب آئیگا قتاح نے کہا کہ پس آمیں اور تو باہمدگر محاربہ کریں تا دیکھوں میں کہ علی کو مقابل
ہو سکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر قتاح نے ایک تلوار حوالہ فرق مبارک جناب امیرؑ کے کی آپنے ایک
بلچہ اُسکی تلوار پر مارا کہ وہ ٹکڑے ہو گئی قتاح نے اُسکو پھینک کر گرز گراں فرق مبارک پر آپ کے
مارا آپنے ہاتھ اُسکا پکڑ کر گرز کو چھین لیا اور فرمایا کہ اے جوان تو تو اپنے کئی وار کر چکا اب میں
تجھپر وار کرتا ہوں تو ہوشیار ہو جا قتاح نے سنکر سپر کو سر پر لیا جناب امیرؑ نے بلچہ اُسکی کمر پر مارا اُسنے
اپنے تئیں بچانا چاہا اُس جناب نے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر زین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے فرمایا
کہ اے قتاح مجھے تجھپر رحم آتا ہے یہ کہکر اُسکو زمین پر رکھدیا اور نقاب اپنے منہ سے اُٹھا دی تو دیکھا
کہ ایک مرد جوان سبزہ آغاز تیس تینتیس برس کا سن و سال ہے فرمایا کہ اے قتاح آ اور اسلام قبول
کر قتاح نے بھی جان لیا کہ یہی علی ابن ابی طالب ہیں عرض کی کہ اگر تین شرطیں میری آپ قبول

کریں تو میں اسلام لاؤں آپنے فرمایا کہ وہ کیا شرطیں ہیں عرض کیا کہ ایک شرط تو یہ ہے کہ مجھے اپنی غلامی میں آپ قبول کریں دوسری شرط یہ ہے کہ حلقہ اپنی بندگی کا میری گوش جان میں ڈالیں تیسری شرط یہ ہے کہ مجھے آپ کبھی اپنے سے جدا نکریں آپنے یہ سب شرطیں اسکی قبول فرمائیں قباح نے از روے اخلاص کلمہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ و وصی رسول اللہ فضل نے جو یہ حال قباح کا دیکھا تو مع سات ہزار جوانوں کے وہ بھی مسلمان ہوا اسوقت جناب امیرؑ نے قباح کا نام قنبر رکھا اور اسکو اور فضل کو مع جمیع لشکر رسول خدا کی خدمت میں بھیجا وہ جناب قنبر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے فضل نے جناب رسول خدا سے رخصت چاہی اور عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ حبشہ جا کر اپنے باپ کو بھی مسلمان کروں آنحضرت نے اسکو خلعت فاخرہ مرحمت فرما کر رخصت کیا پھر جناب امیرؑ سے بھی رخصت ہو کر اپنے شہر کو روانہ ہوا تین شخص حضرت کی خدمت میں باقی رہے ایک قنبر دوسرا نحیر تیسرا البصیر اور فضل مع لشکر بلحجاز جناب امیرؑ دوسرے ہی دن وقت صباح اپنے شہر میں جا پہنچا مگر جناب امیرؑ نے فضل سے وقت رخصت ارشاد کر دیا تھا کہ جب تجھے کوئی سختی پیش آئے تو مجھے یاد کر لینا جب فضل قریب حبشہ کے پہنچا تو وزیر اشکبوس نے اسکا استقبال کیا اور شہر میں لیگیا اور خلعت اور گھوڑا جو اسکے باپ نے اسکو بھیجا تھا پیشکش کیا فضل نے اسکو قبول نکیا اور کہا کہ بت پرستوں کا نجس ہے یہ خبر اشکبوس کو خبر دار نے پہنچائی کہ فضل نے تیرا خلعت نہیں پہنا خلعت محمد کا پہنے ہوئے ہے اور بتوں کو توڑ ڈالا ہے اشکبوس اس خبر کو سنکر متغیر ہوا کہ اس حال میں فضل مع لشکر دربار میں داخل ہوا اور کہا کہ سلام میرا اس مجلس میں اس شخص ہو کو جو یہ جانے کہ ہیجدہ ہزار عالم میں خدا ایک ہے اور محمد رسول اسکا ہے اور علی ولی خدا کا اور وصی اسکے رسول کا ہے اشکبوس نے پوچھا کہ اے پسر کس خدا کو تو کہتا ہے کہا اس خدا کو کہ جس

مجھے اور سب کو اور آسمان اور زمین اور سب مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور سب کو فنا اور زوال ہے مگر اُس اکیلی ذات کو کہ جسکو فنا اور زوال نہیں انکبوس نے کہا کہ اے پسر قتاح کیا ہوا کہ سعادت و جوانی کو فنا کیا اور اسلام لایا اور غلامی علی بن ابیطالب کو اختیار کیا یہ کہکر فضل نے اپنے باپ سے کہا کہ تو بھی اسلام کو قبول کر ورنہ میں تجھے بضرب شمشیر ہلاک کر دونگا انکبوس نے یہ سنکر کفار کو صدا دی کہ فضل کو گرفتار کر لو فضل نے سر آسمان کیطرف اُٹھا کر کہا کہ یا اللہ بحرمت محمدؐ و علیؑ مجھے قوت دے تا میں ان کفار کو اس بار سے نکالدوں اور توفیق کو رفیق کر کہ ایکبار پھر جمال علی ولی کا دیکھوں پس یہ کہکر فضل نے تلوار میان سے کھینچی اور ایک حملہ میں بیس کافروں کو جہنم میں پہنچایا انکبوس نے جو یہ حال دیکھا تو خود کھڑا ہو گیا اور باتفاق کفار فضل کو گرفتار کر لیا اور جلاد کو بلا کر کہا کہ اسکو لیجا کر قتل کر یہ دیکھکر سات ہزار فوج نے کہ ہمراہ فضل کے گئے تھے اور مسلمان ہو کر آئے تھے سب نے باتفاق کہا کہ اگر فضل کو قتل کرتے ہو تو پہلے ہمیں قتل کر لو تب اسکو قتل کرنا انکبوس نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ فضل کو قتل نکروں تو تم سب یکدفعہ ایک دوسرے کے مُنہ پر ہاتھ رکھلو پھر دا انکی کہ انہوں نے تعمیل اُسکے کہنے کی کی اُسنے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ ان سب کی مشکیں باندھ لو اور ایک امیر کو کہ شجاعت اور تہور میں بے مثل بے نظیر تھا حکم دیا کہ فضل کو پہلے قتل کر بعد اس جماعت کو قتل کر پس جب اُس کافر بے دین نے فضل کے قتل کا ارادہ کیا تو فضل نے منہ طرف مدینہ مشرفہ کے کر کے پکارا کہ یا علی ادرکنی جلد پہنچکر مجھے اس کافر کے ہاتھ سے بچاؤ پھر دا اس نے کے دفعۃً سب قوم کے کانوں میں آواز اللہ اکبر کی آئی اس آواز کو سنکر خوف کے مارے سب کافر بیہوش ہو گئے اور جب ہوش میں آئے تو ایک سوار شمشیر پوش کو دیکھا کہ بارگاہ کے دروازہ سے چلا آتا ہے اور فضل کے پاس آ ٹھہر کر کہا کہ اے شخص پھر جلوہ اسکی نظر جو ہیں وہی انور جناب امیر عرب پر پڑی کہ فرط شوق سے خود رفتہ ہو گیا اور یا علی حضرت علی نے زنجیر ٹوٹ کر الگ جا پڑے اور فضل بیساختہ بیچین ہو کر قدم مبارک پر گر پڑا اور پاہائی قدم

کے بوسے لینے لگا اور رو کر بولا کہ یا مولا آپنے اس غلام کو ان کافروں سے بچا لیا ہے آپنے انکی
تشفی کی اشکبوس نے آپ کو دیکھکر فضل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اُسنے کہا کہ علی بن ابی طالب یہی
ہیں کہ ایک چشم زدن میں مدینہ منورہ سے دریا خش میں تشریف لائے ہیں یہ سنکر اشکبوس نے آپسے
پوچھا کہ اے پسر ابوطالب کسوقت مدینہ سے چلے تھے فرمایا کہ جسوقت تو نے فضل کے ہاتھ بند کئے
تھے اور اُسنے مجھے صدا دی تھی کہ یا علی ادرکنی اسیوقت میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا اور ایک چشم زدن
میں یہاں آنکو پہنچا تاکہ فضل کی مدد کروں اب اگر تو اسلام لایا تو فبہا ورنہ تجھے قتل کروں گا اشکبوس
نے عرض کی کہ یا علی ایک معجزہ میں تمسے طلب کرتا ہوں اگر تم اسکو دکھا دوگے تو میں اسلام قبول کر لونگا
آپنے فرمایا کہ کونسا معجزہ چاہتا ہے اُسنے کہا کہ اس سنگ عقیق سے کہ میرے آگے رکھا ہوا ہے دو چشمے
پانی کے جاری ہو جائیں یہ سنکر اُس جناب نے خداوند ذی الجلال کو بعظمت و بزرگواری یاد کر کے
ذوالفقار کو اُس پتھر پر مارا اور پھر اُسے کھینچا تو دو چشمے آب خوشگوار کے اُسمیں سے جاری ہوئے ایک نے
تلا زمین اشکبوس نے جو چلو پانی کا اُس سے بھر کر منہ میں ڈالا تو اُس پانی نے اُسکے منہ میں ذائقہ زہر
تلخ کا دیا اور جب اُن سات ہزار فوج نے جو اسلام لائے تھے اسکو پیا تو اُنکو خوشگوار مثل شہد کے شیریں
معلوم ہوا اشکبوس نے جو جناب امیر سے باعث اختلاف ذائقہ پوچھا تو آپنے فرمایا کہ یہ باعث اُنکے
کفر و اسلام کا ہے جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اُنکو ذائقہ شیریں دیا اور جو کافر ہیں اُنکو ذائقہ تلخ دیا اشکبوس
نے کہا کہ اے علی تجھسا ساحر میں نے نہیں دیکھا اُس جناب کو یہ کلمہ اُسکا سنکر غیظ آیا اور اسکی گردن میں
ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا فضل نے عرض کی کہ یا امیر المومنین ایکدفعہ اسکو اور دین
اسلام کیطرف دعوت کرو اگر اسلام قبول کرے تو بہتر ورنہ پھر آپ اسکو قتل کرنا جناب امیر نے پھر
اسکو فرمایا کہ تو اسلام قبول کر مگر وہ اسلام نہ لایا آخر فضل نے اپنے باپ کا سر کاٹ لیا اہل حبشہ
نے جو یہ حال دیکھا تو سب باخلاص تمام اسلام لائے مگر وزیر اشکبوس کہ وہ بھی اسلام نہ لایا اور

اور آدمیوں کو کفر کیطرف رغبت دلاتا تھا فضل نے اُسکو بھی قتل کیا جناب امیرؑ نے فضل کو وہاں کا
بادشاہ کیا فضل نے سب بتخانے خراب و مسمار کر کے مسجدیں بنوائیں اور جناب امیرؑ سے عرض کی کہ فتاح بادشاہ
تھا میری بہن کا اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اُس سے عقد اُسکا کر دوں اور جناب امیرؑ نے قنبر سے پوچھا اُسنے عرض
کی کہ یا حضرت اب میں آپکے ساتھ رہنا چاہتا ہوں اُسکی بہن کو لیکر کیا کروں عرض ہر چند اُس
نے اصرار کیا اُسنے انکار کیا جناب امیرؑ اہل شہر کو وداع کر کے مدینہ منورہ میں تشریف لائے یہودی
نے قنبر سے پوچھا کہ علی بن ابی طالب ایک چشم زدن میں سوار حبشہ سے مدینہ میں آئے تو پیادہ
اُنکے جلوس میں کیونکر آیا قنبر نے کہا کہ بخدا علی امیر خدا میں ہیں اُنکی جلو ہی میں آیا ہوں معجزہ
بست و ہفتم منقول ہے کہ ایک روز سید الابرار بعد ادائے نماز صبح پیش اصحاب وعظ فرماتے تھے
کہ اثناء وعظ میں ایک درویش نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایکہزار روپے کا قرضدار ہوں کوئی شخص
میرے قرض کو ادا کر دے کہ دو لڑکے میرے قرضخواہ نے پکڑ لئے ہیں اور مجھے اسقدر میسر نہیں
کہ قرضخواہ کو دیکر اپنے لڑکوں کو اُسکے ہاتھ سے چھڑاؤں جناب امیرؑ نے یہ سنکر اُس سائل
سے فرمایا کہ تو اسقدر صبر کر کہ جناب رسول خدا وعظ فرما چکیں تو میں تجھے ہزار دینار دونگا فقیر آپکے
فرمانے سے بیٹھ گیا سعد وقاص نے فقیر سے کہا کہ تو علی کے کہنے پر تکیہ نکر کہ وہ خود محتاج ہیں ہمیشہ
جو کھاتے ہیں اور اکثر انپر فاقہ گذرتا ہے وہ اپنے مایحتاج پر تو قادر ہی نہیں تجھے ہزار دینار کہاں سے
دینگے تو کھڑا ہو کر پھر سوال کر فقیر نے اُسکے ورغلانے سے پھر کھڑے ہو کر سوال کیا جناب امیرؑ نے
پھر اُس سے ارشاد کیا کہ اے شخص تو بے صبری نکر اتنی دیر ٹھہر کہ جناب سرور انبیا وعظ فرمانے سے فارغ
ہو جائیں تو میں تجھے دو ہزار دینار دونگا فقیر پھر بیٹھ گیا سعد نے پھر اُسکو ورغلایا پھر اُسنے سوال کیا
پھر جناب امیرؑ نے اُسکی تشفی کی اور فرمایا کہ تو نہ گھبرا جب وہ جناب منبر سے اُتر آئینگے تو میں تجھے
تین ہزار دینار دونگا پھر وہ سائل خاموش ہو کر بیٹھ گیا غرض اسیطرح ہر بار وہ بسبب ورغلانے سعد کے

کھڑا ہو کر سوال کرتا تھا اور جناب امیرؑ ہر بار ایکہزار دینار اور زیادہ کرتے تھے تا اینکہ
بارہ ہزار دینار کی نوبت پہنچی اور آپ نے فرمایا کہ تو صبر سے بیٹھا رہ انشاء اللہ
میں تجھے بعد وعظ کے بارہ ہزار دینار دونگا الغرض جناب ختمی مآبؐ وعظ فرما چکے تو جناب امیرؑ فقیر کو
اپنے ہمراہ دولتسرائے میں لائے اور دستر خوان بچھوا کر دو نان جویں اُس فقیر کے روبرو رکھیں اُسکو دو
نان جویں دیکھکر سعد کے کہنے کا یقین ہوا اور اضطرار کے سبب لقمہ حلق سے نہ اُترا جناب امیرؑ نے
اُسکا یہ حال دیکھکر قنبر سے ارشاد کیا کہ دستر خوان اُٹھا لے کہ سعد نے اسکو وسوسہ میں ڈالدیا ہے
فقیر نے جو جانا کہ وہ جناب میرے مافی الضمیر پر آگاہ ہو گئے تو عرض کی کہ یا حضرت آپ سچ فرماتے
ہیں مجھے سعد کے کہنے سے شک پیدا ہو گیا تھا القصہ جناب اُس فقیر کو اور قنبر کو ہمراہ لیکر محلہ یہودیاں
میں تشریف لائے اور جمشید کشیش یہودی تیس سالہ کے گھر پر پہنچکر زنجیر دروازہ کی ہلائی جمشید نے غلام سے
کہا کہ دیکھ باہر کون ہے غلام نے دروازہ کھولکر آپ کو کھڑا دیکھا اور نام آپ کا پوچھکر جمشید سے
جا کر کہا کہ علی بن ابی طالب دروازہ پر تشریف رکھتے ہیں جمشید نے غلام سے کہا کہ چپکے سے جا کر تو
دروازہ بند کر آ غلام نے ایسا ہی کیا پھر قنبر نے کئی بار زنجیر کو کھڑکایا اور آواز بھی دی کسی نے جواب نہ دیا
جناب امیرؑ نے غیظ میں آ کر ایسی ایک آواز مہیب کی کہ گھر میں جمشید کانپ اُٹھا اور لرزتا کانپتا باہر
آیا اور جناب امیرؑ پر سلام کر کے عرض کی کہ جو ہر سال روپیہ جزیہ کا جو مجھ پر مقرر کیا ہے ادا کرتا رہا ہوں
اور اس سال کا روپیہ بھی تیار ہے آپ نے کیوں تکلیف کی جناب امیرؑ نے فرمایا کہ میں اس کام کے
واسطے نہیں آیا مجھے بارہ ہزار دینار اس فقیر کو دینے ہیں اُنکو تجھسے قرض لینے آیا ہوں جمشید نے کہا
کہ دینار حاضر ہیں بشرطیکہ کوئی چیز آپ رہن رکھیں اُس جناب نے فرمایا کہ میرے پاس ایک دُلدل ہے
اور ایک قنبر اور ایک ذوالفقار تین چیزیں ہیں جسکو تو کہے تیرے پاس رہن رکھ دوں جمشید
نے کہا کہ یا حضرت دلدل آپ کی سواری ہے اسکو سواری نہیں دیتا اور قنبر بغیر آپ کے کسی کی متابعت نہیں

کرتا ذوالفقار بجز آپ کے ہاتھ کے اور کسی سے چلتی نہیں سوائے اسکے اگر اور کوئی چیز آپ رہن رکھیں تو
روپیہ موجود ہے یہ سنکر وہ جناب متردد ہوئے اتفاقاً حسنینؑ اسی راہ سے مکتب تشریف لیے جاتے تھے
اپنے پدر بزرگوار کو متردد دیکھکر پوچھا کہ یا ابتا آپ کو کس امر کا تردد ہے آپ نے حال بیان کیا
حسنینؑ نے عرض کی کہ اگر جمشید ہماری ضمانت قبول کرے تو ہم اپنی ضمانت دینے کو حاضر ہیں
جمشید نے کہا کہ مجھے انکی ضمانت قبول ہے جناب امیرؑ نے وثیقہ اپنے دستخط خاص اور حسنینؑ کے
العبد سے لکھکر جمشید کو دیا اور بارہ ہزار دینار اس سے لیکر فقیر کو عنایت کیے جمشید نے عرض
کی کہ تا ادائی زر حسنینؑ کو آپ میری سپرد فرمائیں کہ یہ ضامن ہیں میرے زر کے اُس جناب نے شاہزادوں
کو اُسکے سپرد کیا اور آپ قبرستان کیطرف تشریف لیچلے اور قنبر سے فرمایا کہ تو گھر جا مگر فاطمہ سے
یہ حال بیان نکرنا کہ وہ حسنینؑ کا یہ حال سنکر گھبرائیں گی غرض جمشید حسنینؑ کو گھر میں لایا اور ایک
حجرہ تاریک میں لاکر بٹھلایا اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارے باپ سے کبھی یہ قرض ادا نہ ہوگا
لہذا تمہیں لازم ہے کہ تم میری متابعت سے سرتابی نکرو اور ہمیشہ میرے حکم میں رہو تو جو کام
میں تمسے کہوں اسکی تعمیل کرو حسنینؑ نے فرمایا کہ اے جمشید ہم فرزند مصطفےٰ اور جگر گوشگان علی مرتضےٰ
اور نور دیدگان فاطمہ زہرا ہیں اگر تو ہماری حرمت نہیں کرتا تو آزار بھی ندے جمشید نے دونوں
حجرے کا بند کر کے مقفل کر دیا اور کھانا کھانے میں مشغول ہوا حسنینؑ تاریکی حجرہ اور کثافت مکان
سے دل تنگ ہوئے اور بآہ گریہ فرمایا کہ یہ شخص ہم سے عداوت دینی رکھتا ہے ہم توکل کرتے ہیں بر
جناب کبریا پس گفتگو میں تھے کہ یکایک سقف حجرے کی شق ہوئی اور دو کرسیاں یاقوت سرخ کی
لٹکی گئیں اور حجرے میں اسقدر روشنی ہوئی کہ آنکھیں اسکے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھیں پس ندا
آئی کہ اے نور دیدگان علیؑ بلا خوف تم ان کرسیوں پر بیٹھو پس بعد ایک طبق پر از میوہ بہشت
روبرو انکے رکھا گیا اور آواز آئی کہ اس میوے کو تناول کرو حسنینؑ یہ دیکھکر نہایت مسرور اور شاد ہوئے

اور جمشید جب کہانے سے فارغ ہوا تو غلام سے کہا کہ پسران علی کو میرے رو برو لا تا انکو نخلستان
میں لیجلیں اور انسے پانی کہچوا کر سب درختوں کو دلوئیں اور اگر اس عہدہ سے بر آنہو سکیں تو پہر انکو آزار
پہنچائیں غلام اُسکے حسب الحکم دروازے پر حجرے کے گیا دیکھا کہ اسقدر حجرہ میں روشنی ہو رہی ہے
کہ جس سے آنکھوں کو خیرگی حاصل ہوتی ہے غلام متوجہ ہو کر فوراً پہرا اور جمشید کی خدمت میں آنکر
عرض کی کہ میں نے تو حجرے میں چراغ بھی نہیں جلایا مگر اسمیں اسقدر روشنی ہو رہی ہے کہ آنکھوں
کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے جمشید نے کہا کہ تجھے میلان ہے انکی طرف اور تو بہت ہوا خواہ ان
ٹنگے سے ہے تو نے ہی چراغ جلایا ہوگا اُسنے کہا کہ کنجی حجرے کی تو تیرے پاس ہے پہر میں نے کیونکر چراغ
جلایا جمشید نے کہا کہ میں جانتا ہوں اگر تو نے چراغ جلایا ہوگا تو تجھے برابر انکے قتل کروں گا غلام
نے کہا کہ وہ فرزندان رسول اور جگر گوشگان علی و بتول ہیں اگر تو انکو آزار دیگا تو فردائے قیامت
خدا و رسول کو کیا جواب دیگا جمشید یہ سنکر خفا ہوا اور طمانچہ غلام کے منہ پر مارا اور کہا کہ میں نے تجھے
پند و نصیحت کیواسطے نہیں خریدا آخر جمشید در حجرے پر آیا اور دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایسی
روشنی ہو رہی ہے کہ سو مشعل اور شمع کے نور کو بھی اُسکے سامنے کچھ ظہور نہیں اور صاحبزادے
کرسیوں پر یاقوت کی بیٹھے ہیں اور آگے اُنکے شمعہائے کافوری روشن ہیں اور خوان میوہ کے
رو برو رکھے ہیں اور میوے اُنمیں ہیں سو تناول فرما رہے ہیں جمشید نے غلام کو آواز دی کہ جلد آنکر
تماشا دیکھ کہ یہ کسطرح بیٹھے ہیں غلام نے دیکھکر کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ یہ فرزند رسول کے ہیں
اب تو دیکھ کہ پیش خدا قدر و منزلت انکی کیسی ہے جمشید نے کہا کہ کچھ ہو مگر عداوت اور دشمنی علی
کی میرے دل سے باہر نجائیگی اور صاحبزادوں سے پوچھا کہ میوے اس جگہ تمہارے پاس کون لایا ہے
فرمایا کہ فرشتے بحکم خدا بہشت سے ہمارے لئے لائے ہیں جمشید نے قدم آگے رکھا اور کہا ایک دانہ انمیں
سے میں بھی کہاتا ہوں کہ میں نے انجیل میں یہ کہا ہے کہ جو شخص میوہ بہشت کا کہائیگا آتش دوزخ

اُسپر حرام ہوگی امام حسنؑ نے فرمایا اے جمشید جب تک تو اسلام نہ لائیگا یہ میوہ بہشت کا تجھپر حرام ہے
اور تو کبھی نہ کہا سکیگا غلام نے بہی کہا کہ اے خواجہ سچ فرماتے ہیں کچھ اور غرض ہی نہیں کہتے اگر تو
اسلام لائے اور انکو نہ ستائے تو البتہ فردائے قیامت میوے بہشت کے کہائے جمشید غلام پر خفا
ہوا اور ایک دانہ طبق سے اٹہا کر منہ میں ڈالا جونہی دانت اُسکے اُسپر لگے وہ دانہ پتہر کا ہوگیا اور
لگنے کے وہ دانت اُسکے ٹوٹ گئے اور درد ہونے لگا جمشید نے کہا کہ اے پسران محمدؐ و علیؑ خوب سحر
نہیں سکہایا ہے کہ میرے دانتوں کو تمنے توڑ ڈالا جب تک کہ میں اسکا بدلا تمسے نہ لونگا مجھے قرار
نہ آئیگا اب چلو تم میرے ساتھ اور جس کام کو میں تمہارے سپرد کروں اُسمیں مشغول ہو یہ سنکر حسنینؑ
بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر اٹہ کہڑے ہوئے جمشید نے غلام سے کہا کہ ڈول اور رسی لیکے پیچہے
کر اور میں آگے چلتا ہوں اور تو انکو اپنے ہمراہ نخلستان میں لا غلام لاچار شاہزادوں کو اپنے
ساتھ لیکر نخلستان کو روانہ ہوا اثنا راہ میں غلام نے حسنینؑ سے عرض کی کہ اے مخدوم زادو میں غلام
اس شخص کا ہوں بجز اسکے متابعت کے اور کچھ مجھے چارہ نہیں ہے جب میں تمہیں نخلستان میں پہنچا
دونگا اور خواجہ چلا جائیگا تو میں حوض تمہارے پانی سے بہر دونگا اور کہانا اور پانی بہی تمہیں پہنچا دونگا
حسنینؑ نے فرمایا کہ اے فرخ ہم تجھ سے کچھ گلہ نہیں کرتے ہمنے تجھے معاف کیا تو کچھ فکر ہمارے آب و طعام کا
مت کر کہ خدا رازق ہے غرضکہ نخلستان میں پہنچے جمشید نے کہا کہ اس ڈول و رسی کو لو اور اتنا پانی
چاہ سے کہینچو کہ یہ حوض بہی بہر جائے اور سب اشجار سیراب ہو جائیں میں غلام کو اپنے ہمراہ لئے جاتا
ہوں تہوڑی دیر بعد اسکو پہر بہیجونگا اگر تمنے ان حوضوں کو بہر دیا اور نخلستان کو سیراب کر دیا تو
بہتر ورنہ تم دیکہوگے کہ مینے تمسے کیا سلوک کیا یہ کہکر وہ دروازہ باغ کے بند کرکے چلا گیا حسنینؑ نے
ایک ساعت تو باغ کی سیر کی اور شکر خدا بجا لائے بعد جناب امام حسینؑ سے امام حسنؑ نے فرمایا کہ اے بہائی
اول میں دو ڈول بہر کر کہینچتا ہوں پہر تم دو ڈول کہینچنا شاید کہ یہ حوض بہر جائے اور جمشید کو ہمسے کوئی

آزار نہ پہنچے یہ فرما کر دونوں صاحبزادوں نے دو دو ڈول کھینچے اور بعد مناجات پیش قاضی الحاجات اس طرح پر کی کہ اے خداوند غفار ہنوز ہم چھوٹے ہیں تا کہ جمشید سے کوئی ضرر ہم تک نہ پہنچے اور جلد ہمارے پدر عالیقدر کو ہمارے پاس بھیج ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف قبولیت و اجابت پر پہنچا فوراً پانی چاہ سے جوش مار کر اوپر آیا اور آواز ہاتف کی آئی کہ اے نور دیدگان علی مرتضیٰ تم فلاں درخت کے سایہ میں جا کر استراحت کرو اور کسی طرح کے فکر اور تردد کو اپنے دل میں راہ نہ دو کہ جلد تمہارا باپ تمہارے پاس پہنچتا ہے پس حسنینؑ اس درخت کے نیچے آ کر بیٹھے اور چاہ سے اسقدر پانی ابلا کہ نخلستان مثل دریا کے ہو گیا اور پانی مانند حصار کے گرد حسنینؑ کے کھڑا ہو گیا جمشید نے بعد ایک ساعت کی غلام کو بھیجا کہ دیکھ پانی حسنینؑ نے کھینچا ہے یا نہیں اگر نہ کھینچا ہو تو انہیں تاکید کر اور اگر کہا نہ مانیں تو کہنا کہ جمشید پیچھے سے آتا ہے پس اگر تم نے نخلستان کو سیراب کیا تو وہ تمہیں کھانا دیگا اور جو نہیں تو تمہیں آزار پہنچائیگا اور اگر تو دیکھے پانی کے کھینچنے میں کچھ اہمال کرتے ہیں تو تو انکو مارنا اور انکے باپ سے کچھ خوف نکرنا کہ وہ میرے قرضدار ہیں غلام یہ سنکر باغ کی طرف روانہ ہوا اور راہ میں اپنی انگشتری ایک نان پز کو دی اور کچھ روٹیاں اس سے خریدیں باین خیال کہ اگر حسنینؑ خواہش طعام کی کرینگے تو میں انکو یہ کھلا دونگا غرض جس دم باغ کی دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ سارا باغ پانی سے بھر گیا ہے اور باغ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا ہے یہ حال دیکھکر غلام اُلٹا پھرا اور خوف سے آنکر کہا اے خواجہ جلد دکان کو اٹھا اور چلکر دیکھ کہ سارا باغ تیرا پانی میں ڈوب گیا اور مثل دریا کے ہو گیا اور نہالان بوستان نبوت کا کہیں نشان پیدا نہیں ہے جمشید یہ سنکر نہایت دلتنگ ہوا اور جلد باغ میں آیا دیکھا کہ باغ کی دیواروں سے پانی ٹپک رہا ہے غلام سے کہا کہ تم ہو جنھوں نے میرے دل توڑے تھے خدا نے انکے میرے عوض لیا کہ انکو غرق کیا غلام نے کہا کہ میں ہرگز اس حرف کو قبول نکرونگا اسواسطے کہ حسنینؑ ریحان باغ نبوت ہیں مگر ہاں چونکہ تو نے اسلام قبول نکیا اور اولاد پیغمبر خدا

نعت پیغمبرؐ کہتا تھا اس سبب سے دیکھو تیرے منہ میں پتھر ہو گیا اور تیرے دانت ٹوٹ گئے جمشید نے
کہا اے غلام تو بہت باتیں بناتا ہے میں تجھ پر بہت ستم کرتا ہوں بہرحال اگر لوگ تجھ سے حال فرزندان
علی کا پوچھیں تو تو کہیو کہ میں اُنکے حال کی کچھ خبر نہیں رکھتا اور اگر تو اس راز کو فاش کریگا تو میں
تجھے قتل کر دونگا۔ یہاں کا تو یہ حال تھا اب سنیئے حال جناب امیرؑ کا کہ وہ جناب حسنینؑ کو سپرد جمشید
کر کے قبرستان بقیع میں تشریف لیگئے اور وہاں فاتحہ مومنین کے مزار پر پڑھکر نیچے ایک درخت عظیم
کے آکر بیٹھے دیکھا کہ درخت پر ایک مرغ بہت بڑا عظیم الجثہ کہ جسکے پر و بال زمرد و یاقوت کے تھے بیٹھا
ہے جناب امیرؑ نے دفعتہ پاؤں اُس مرغ کا پکڑ لیا اُس مرغ نے اُڑنا چاہا جناب امیرؑ نے پاؤں اُسکا
ایسا مستحکم پکڑا تھا کہ وہ مرغ اُڑنے سے رہگیا مرغ بحکم خداوند جلیل گویا ہوا اور عرض کی کہ السلام
علیک یا ولی اللہ میرے پاؤں پر زور نفرمائیے کہ میں آپکے زور کی طاقت نہیں رکھتا اور نبوت
محمدؐ اور تیری ولایت کا اقرار رکھتا ہوں حکم حق سبحانہ تعالیٰ کا مجھے ایسا ہوا ہے کہ آپ میرا پاؤں
پکڑ لیں اور میں پرواز کروں اور تمہیں جہاں کا حکم ہوا ہے وہاں پہنچا دوں تاکہ وہ بارہ ہزار اشرفی
کا کہ جو تم نے راہ خدا میں فقیر کو دیئے ہیں سرانجام اُنکا ہو جائے یہ سنکر جناب امیرؑ نے اپنے ہاتھ کو
اور ڈھیلا کر دیا اور وہ مرغ اُڑا اور ایک ساعت کے بعد جناب کو ایک موضع پر پہنچا دیا جناب امیرؑ نے ایک
شہر دیکھا نہایت وسیع مرغ نے کہا کہ یا حضرت آپ اس شہر کے اندر تشریف لیجائیں اور اہل شہر کو مسلمان
کریں اور بعد حصول مدعا پھر آپ یہیں تشریف لے آئیں مجھے آپ اسی جگہ پائیں گے یہ کہکر وہ مرغ ایک دیوار
بلند پر جا بیٹھا جناب امیرؑ نے بسم اللہ کہکر دروازہ میں شہر کے پاؤں رکھا اور چالیس دروازے اُس
شہر کے تھے جناب امیرؑ نے اُن چالیس دروازوں کو طے کیا مگر کسی آدمی کو نہیں دیکھا جب شہر میں پہنچے
تو جانب راست دیکھا کہ ایک خلق کثیر بادشاہ کے دروازے پر جمع ہے اور آگے بارگاہ شاہی کے ایک سبیل اُن
بہت بڑا ہے اور اُس صحن میں ایک منبر رکھا ہے اور کنارے پر اُس میدان کے ایک حوض پانی کا

بہت طویل اور عریض ہے جناب امیرؑ کنارے پر اُس حوض کے آکر بیٹھے اور تماشا وہاں کا دیکھنے لگے کہ اسمیں سے پیر
مرد چالیس آدمیوں کے ساتھ مشکیں دوش پر رکھے اُس حوض کے کنارے پر آیا اور ایک جوان پشمینہ پوش
کو دیکھا کہ نور اُسکے رُخِ انور سے تاباں ہے پیر مذکور آگے آیا اور جناب امیرؑ کو سلام کیا آپنے جواب سلام
کا دیا اور پوچھا کہ اے عبداللہ کس ارادہ پر یہاں آیا ہے اور کیا کریگا تو وہ پیر مرد حیران ہوا اور کہا
کہ اے جوان نورانی نہ مینے کبھی تجھے دیکھا اور نہ تونے کبھی مجھے دیکھا پھر تونے مجھے کیونکر پہچانا اور
نام میرا کیونکر جانا میں جانتا ہوں کہ تو غریب مسافر ہے شاہ ولایت نے فرمایا کہ اے عبداللہ
ہم بھی غریب مسافر ہیں عبداللہ نے کہا کہ اے جوان نیکو خو تم یہ کہو کہ میں مسافر اور غریب ہوں یہاں
مسافروں کو بہت آزار پہنچاتے ہیں حضرت نے پوچھا کہ اے عبداللہ اس شہر کا کیا نام ہے اور یہاں
کے باشندے کیا دین رکھتے ہیں پیر نے کہا کہ اس شہر کو جابلسا کہتے ہیں اور یہ شہر بہت آخر مغرب
ہے اور ساکنین اس طرف کے ملت حضرت عیسیٰؑ کی رکھتے ہیں اور ان لوگوں کا ایک پیر ضعیف امام
اور پیشوا ہے کہ ہمیشہ خلوت میں رہتا ہے مگر تمام سال میں ایک مرتبہ باہر آتا ہے اور سبکو وعظ و پند
کرتا ہے اور آج دن اُسکے باہر آنیکا ہے اور یہ ممبر کہ اس میدان میں رکھا گیا ہے اُسی پیر راہب کے
واسطے ہے اور اسی لحظہ باہر آئیگا اور اسی منبر پر جاکر وعظ کہیگا اور ہمارے بادشاہ کا نام خسرو جابلسا
ہے سب امیر اور رئیس اور وزیر اور بادشاہ اس منبر کے نیچے آکر جمع ہونگے اور وہ راہب ہر سال
سب کو نصیحت کرتا رہتا ہے کہ مکہ اور مدینہ میں ایک شخص محمد نام پیدا ہوگا دعوی پیغمبری کا کریگا
اور اس سبب سے ہمارا بادشاہ جس شخص کو دین محمدی پر دیکھتا ہے اُسکو قتل کرتا ہے اور ہم چالیس جوان
اس میدان میں آبپاشی کیا کرتے ہیں غرض عبداللہ سقے نے جب چاہا کہ میدان میں آبپاشی
کرے جناب امیرؑ نے کہا کہ اے عبداللہ ڈول مجھے دے اور اُس سے ڈول لیکر چاہ سے پانی بھر لائے اور اُس
سے کہا کہ دہانہ مشک کا کھول اور اُسمیں حضرت نے پانی ڈالا کہ مشک بھر گئی اور ڈول کا پانی

ذرا کم نہوا جیسا تھا ویسا ہی بھرا رہا اسیطرح آپنے چالیس مشکوں کو بھر دیا اور ڈول بھرا کا بھرا ہی رہا کچھ کم نہوا عبداللہ سقہ یہ حال دیکھکر قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ اے جوان ظاہرا تو عیسے پیغمبر ہے کہ خلائق کو ہدایت کرنے آیا ہے آپ نے فرمایا کہ عیسے پیغمبر میرے بھائی ہیں میں محمد بن عبداللہ بن ہاشم بن عبد مناف پر ہوں عبداللہ سقہ نے کہا کہ اے جوان اول ایمان مجھپر عرض کرو سب مجھے مسلمان کرو حضرت نے اُن چالیسوں کو مسلمان کیا اور باتفاق عبداللہ اور سب سقوں کے میدان میں تشریف لائے اور ڈول حضرت کے ہاتھ میں تھا چالیس خم کلاں میدان میں رکھے ہوئی دیکھے کہ چار طرف میدان میں رکھے ہوئے ہیں اور ہر ایک خم میں چالیس چالیس مشک پانی کی آتی ہے جناب امیر نے سقوں سے فرمایا کہ اے دوستو ان خموں کو بھر دو ایک سقہ نے ایک ایک مشک سے ایک ایک خم کو بھرا اور باعجاز جناب امیر مشک کا پانی کم نہوا سقے حیران تھے کہ دفعۃً ہوا چلی اور اُس جناب نے ڈول کو حرکت دی بس ہوا نے پانی کو سارے میدان میں چھڑک دیا اور ڈول پانی سے بھرا رہا کہتے ہیں کہ وہ میدان اسقدر طویل و عریض و کشادہ تھا کہ اگر تین سو مشکیں بھی ہوتیں تو بھی وہ میدان چھڑکا نجاتا عبداللہ نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے جوان تجھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسکی تو پرستش کرتا ہے وہ یہ کرامت تجھے عنایت کی ہے بتا کہ تو کون ہے آپنے فرمایا کہ اے عبداللہ میں ہوں علی بن ابی طالب داماد محمد مصطفےٰ عبداللہ نے کہا کہ الحمدللہ کہ یہ دولت عظمیٰ ہمیں میسر ہوئی غرض جناب امیر نے دیکھا کہ منبر کے برابر ایک تخت بچھا ہوا ہے اور وہ تخت خسرو کے بیٹھنے کی جگہ ہے جناب امیر اُس تخت پر جا بیٹھے بعد ایک لمحے کے بہت سے آدمی اطراف و جوانب سے آئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے مگر جس شخص کی نظر روے انور جناب امیر پر پڑتی تھی ہیبت اور دہشت سے آپکی کانپنے لگتا تھا اور آپسمیں کہتے تھے کہ یہ شخص کون ہے جو خلیفہ کی جگہ پر آنکر بیٹھا ہے جب خلیفہ آئیگا تو اس جوان کو تخت سے نیچے گرا دیگا اور عبداللہ سقہ بھی مع اپنے مریدوں کے صف باندھے روبرو اُس جناب کے کھڑا تھا اور فکر میں تھا کہ مبادا خلیفہ انکی نسبت

اُس جناب کے کچھ بے ادبی کرے اور اپنے مریدوں سے کہا کہ اگر حضرت علیؑ آلِ اہل اس شہر سے مقابلہ
کریں تو تم بھی اپنی جان آپکے قدموں پر نثار کرنا کہ اس اثنا میں خسرو جابلسا مع امرا اور لشکر اور حشم
اور خدم کے آیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا اُسمیں خسرو نے حکم دیا کہ پیر واعظ کو لاؤ ایک جماعت
گئی اور اُسکو دیر سے باہر نکالکر لائے پیر واعظ جوہیں منبر پر گیا تو دیکھا کہ ایک جوان خوشرو کہ جسکے نور
جبین سے تمام میدان پُر از نور ہو رہا ہے خلیفہ کی جگہ پر بیٹھا ہے اپنے دلمیں حیران ہو کر کہا کہ آیا
یہ کون شخص ہے پس خلیفہ متوجہ طرف منبر کے ہوا کہ تخت پر اپنی جگہ جاکر بیٹھے کہ نظر اُسکی جمالِ باکمال
جناب امیرؑ پر پڑی بیہوش ہو گیا اور پیر واعظ بھی منبر پر چپ بیٹھا تھا اور رعشہ سے کچھ نہ کہتا تھا جسوقت
جب ہوش میں آیا تو ایک شخص کو پیر کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آج تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو
خاموش بیٹھا ہے اور کچھ نہیں کہتا پیر منبر پر سے اُٹھ کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے خسرو تو ان خلائق کو ملامت
اور سرزنش نہیں کرتا کہ کوئی شخص اس مجلس میں حاضر ہے کہ اُسکے علم کی برابر کوئی علم نہیں رکھتا
اور نہ ہوگا اور میں جسوقت قصد تکلم کا کرتا ہوں کہ کچھ کہوں تو ایک ہاتھ عالم غیب سے پیدا ہوتا ہے
اور کہتا ہے کہ پیر چپ رہو کہ اسجگہ جبرئیل کو بھی مجال کلام کرنے کی نہیں ہے خسرو نے یہ سنکر سب آدمیوں
کو صدا دی کہ تم میں غریب اور مسافر کونسا ہے اُسکو پیدا کرکے قتل کرو کہ مبادا محمدی ہو پیر نے جب
کہا کہ اے خسرو تو صبر کر کہ میں خود اُسکو پیدا کرکے تمہیں بتا دیتا ہوں تم سے وہ شخص پیدا نہیں ہوگا
یہ کہکر باواز بلند کہا کہ اے مرد عالیقدر اگر تو آج یہاں آیا ہے اور دین محمدی رکھتا ہے تو ظاہر ہو جا
تا سب تجھے دیکھیں اور معلوم کریں کہ تو کس کام کے لئے یہاں آیا ہے یہ سنکر وہ جناب کھڑے
ہو گئے خسرو اور سب خلائق کی نظر جو ہیں جمالِ پُر نور آنحضرت پر پڑی تو خوف کے مارے تھر تھر بید
کانپنے لگے خسرو نے لشکر کو آواز دی کہ اسکو پکڑ لو جناب امیر نے خسرو کیطرف ایسی نگاہ تند و تیز
سے دیکھا کہ قریب تھا زہرہ اُسکا آب ہو جاوے آپنے جو دیکھا کہ خسرو زادہ حضرت کے پکڑنیکا قصد

تو کہا اے خسرو صبر کر تا میں اُس سے پوچھوں کہ وہ کس پیغمبر کے دین پر ہے پھر جو تیرا جی چاہیگا وہ
کرنا خسرو نے کہا اے پیر جو تو کہیگا وہ کرونگا مگر یہ شخص اگر محمدی ہے تو اسی کو وہ کام کرونگا کہ پھر کوئی
محمدی اس طرف رخ نہ کریگا پیر نے کہا کہ اے خسرو اگر یہ شخص محمدی ہے تو تو اور سب خلائق اسپر غلبہ
نہ پا سکیں گے اسواسطے کہ مینے انجیل میں دیکھا ہے کہ اس سال ایک شخص دنیا میں آئیگا کہ مظہر العجائب
مظہر الغرائب حیدر اور محمد مصطفےٰ علی نام ہوگا خسرو یہ سنکر غضب میں آیا اور کہا کہ اے پیر یہ کیا باتیں ہیں
جو تو کرتا ہے اگر یہ شخص محمدی ہے تو میں اسکو مار ڈالونگا پیر نے کہا کہ اگر یہ جوان وہی ہے کہ جسکو
میں کہتا ہوں تو تیر اور جنگ و جدال اس سے عبث ہے والا جو تیرا جی چاہیگا وہ کرنا خسرو نے کہا
کہ جو کچھ انجیل میں ہے میں اسکو قبول کرتا ہوں پیر راہب باہر کے پاس آیا اور باادب سلام کیا اور
کہا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا کہ مدینہ پیغمبر سے آتا ہوں راہب نے کہا کہ مدینہ کی
اس شہر تک تین مہینہ کی راہ ہے آپنے فرمایا کہ میں ایک ساعت میں آیا ہوں راہب نے کہا کہ بصدق
العظیم فرماؤ کہ کیا نام ہے آپ نے ارشاد کیا کہ حلال مشکلات خسرو کو معلوم ہوا کہ یہ محمدی ہے کہ بات کرنا
اس سے غلط ہے راہب نے کہا کہ اے خسرو میں ان سے انجیل کے کئی مسئلے پوچھتا ہوں اگر انکا جواب دیا
تو یقیناً یہ وہی شخص ہے کہ جسکی خبر عیسےٰ نے انجیل میں دی ہے اور اگر عاجز آیا تو پھر یہ اسیر اور قیدی تمہارا
ہے حضرت نے فرمایا کہ جو چاہو وہ پوچھو راہب نے کہا کہ میں بارہ مسئلے پوچھتا ہوں بتاؤ کہ وہ کونسی
ایک چیز ہے کہ جسکا دوسرا نہیں اور وہ دو کونسی ہیں کہ جسکا تیسرا نہیں اور وہ تین کونسی ہیں کہ جسکا
چوتھا نہیں اور وہ چار کونسی ہیں کہ جسکا پانچواں نہیں اور وہ پانچ کونسی ہیں کہ جسکا چھٹا نہیں
اور وہ کونسی چھ ہیں کہ جسکا ساتواں نہیں اور وہ سات کونسی ہیں کہ جسکا آٹھواں نہیں اور وہ آٹھ
کونسی ہیں کہ جسکا نواں نہیں اور وہ نو کونسے ہیں کہ جسکا دسواں نہیں اور وہ دس کونسے ہیں کہ جسکا
گیارھواں نہیں اور وہ گیارہ کونسے ہیں کہ جسکا بارھواں نہیں راہب نے یہ مسائل پوچھے تو آپنے

اور غل خلائق سے پیدا ہوا اور سب نے کہا کہ اگر عیسیٰؑ آسمان سے نزول کریں تو ان مسائل کا جواب نہ بن سکے
جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ اے قوم ترسا میں ہوں وارث علوم جمیع انبیا کا ترک غل کرو اور خاموش ہو تا میں
ان مسائل کا جواب دوں پس جب سب خاموش ہو گئے تو حضرتؑ نے فرمایا کہ اے راہب وہ ایک کہ جو دو
نہیں ہو سکتا وہ خدا وحدہ لاشریک ہے کہ جسکا کوئی شریک نہیں اور وہ دو کہ جو تین نہیں وہ روز و شب
ہیں اور وہ تین کہ جو چار نہیں وہ تین طلاق ہے اور وہ چار جو پانچ نہیں وہ عناصر اربعہ ہیں یعنی
خاک و باد اور آتش اور آب۔ اور وہ پانچ جو چھ نہیں وہ حواس پنجگانہ ہیں اور وہ چھ جو سات نہیں وہ شش جہت
ہیں اور وہ سات جو آٹھ نہیں وہ ہفت زمین ہیں اور وہ آٹھ کہ جو نو نہیں وہ آٹھ بہشت ہیں اور وہ نو جو دس نہیں وہ
نو فلک ہیں اور وہ دس جو گیارہ نہیں وہ دس روز حاجیوں کے ہیں اور وہ گیارہ جو بارہ نہیں وہ
وہ فرزند یعقوب پیغمبر کے ہیں اور وہ بارہ جو تیرہ نہیں وہ بارہ وصی حضرت محمد مصطفےٰؐ کے ہیں کہ
اول انکا میں ہوں اور آخر انکا مہدی ہو گا اور اے راہب اگر تو ہمکو قبول نہیں رکھتا تو وہ بارہ
برج آسمان کے ہیں یا بارہ مہینے سال کے ہیں پیر نے یہ سنکر کہا کہ قول تمہارا درست اور سخن تمہارا
حق ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے راہب میں بھی تجھسے ایک سوال کرتا ہوں اگر تجھے معلوم ہو تو
جواب دے ورنہ چپ ہو رہ راہب نے کہا کہ میں جانتا کہ علم اولین و آخرین کا تجھمیں جمع ہے پوچھو
اگر جانتا ہونگا تو جواب دونگا واللہ عالم الغیب سب کا خدا ہے حضرت نے فرمایا کہ اے پیر جس وقت حق
تعالےٰ نے عرش کو خلق کیا تو وہ قرار نہ پکڑتا تھا خدا تعالےٰ نے قلم کو حکم کیا کہ لکھ پس قلم نے کیا لکھا
کہ جو عرش نے قرار پکڑا راہب یہ بات سنکر سر نگوں ہو کر بیٹھ گیا اور کچھ جواب نہ دیا غضنفرؑ نے پیر پر ایک
چیخ ماری اور کہا کہ اے پیر ہر سال اطراف و جوانب سے تیرے پاس ہزاروں چیلے آتے ہیں اور جو آتے
اسکے ہمیشہ تو ہمسے کہا کرتا تھا کہ میری مانند علم میں کوئی نہیں علیؑ نے تیرے بارہ مسئلوں کا جواب
دیا تو اسکے ایک مسئلہ کے جواب میں عاجز ہوا پیر نے کہا کہ اگر تو مجھے امان دے تو میں اسکے مسئلہ

کا جواب دوں اُس نے اتنی ہی پیر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اے خلائق تم سنو کہ میں کہتا ہوں اور جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے علیؑ تم نے ایسا سوال کیا کہ جس سے مجھے اور آپ کو قتل کروایا حضرت نے فرمایا کہ اے پیر مرد تو نہ ڈر کہ کلمہ حق حصار میرے دوستوں کا ہے پس پیر نے کہا کہ اے جماعت آگاہ ہو کہ جس وقت خداوند عالم نے عرش کو خلق کیا اور وہ بیقرار ہوا تو خداوند عالم لم یزل و لایزال نے قلم کو حکم دیا کہ اُس پر لکھ کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ و اشہد ان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ جب خسرو نے جو یہ کلمات سنے تو اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اے پیر تو نے مجھے نہ ڈرا کہ یہ کلمات زبان پر جاری کئے پیر نے کہا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے نہ کہ کسی سے جو خسرو نے اپنے لشکر کو آواز دی اور کہا کہ پکڑو اس پیر بے حقیقت کو اور قتل کر دو اسکو حسب الحکم اسکی قوم ترسا نے تلواریں کھینچ لیں اور پیر کی طرف دوڑے پیر نے فریاد کی کہ یا علیؑ میں نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور کلمہ پڑھا آپ میری مدد کو پہنچیں جناب امیرؑ یہ سنتے ہی زیر منبر تشریف لائے اور تلواریں ہاتھوں سے ترساؤں کے چھین لیں اور ایک کا سر پکڑ کر دوسرے کے سر سے ایسا ٹکرایا کہ دماغ اُنکے سروں سے نکل پڑے من بعد ایسا نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ سب بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے قوم تم سب اسلام کو قبول کرو ورنہ ایک کو تم میں سے زندہ نہ چھوڑونگا اور تمہارے شہر کو مثل شہر لوط کے الٹ دونگا خسرو نے کہا کہ اے جوان ہم اسکو قبول نہیں کرتے کہ تو ہی علیؑ ہے اسواسطے کہ ہم نے سنا ہے کہ علیؑ کے پاس ایک شمشیر ہے کہ غلاف میں تو وہ ساڑھے تین گز کی ہے اور جب غلاف سے باہر آتی ہے تو سات گز یا نو گز کی ہو جاتی ہے اور ایک ضرب میں ستر آدمی کے سر کاٹتی ہے اگر تو علی بن ابی طالب ہے تو وہ تلوار ہمیں دکھا آپ نے فرمایا کہ وہ تلوار مدینہ میں ہے میرے پاس نہیں ہے خسرو نے کہا کہ اگر دین محمدؐ برحق ہے تو وہ تیغ ہمیں دکھلا آپ نے فرمایا کہ صبر کرتا میں تمہیں دکھلا دوں یہ کہکر درگاہ خدائے لایزال

میں دست مناجات بلند کیے اور عرض کی کہ اے قادر ذوالجلال اتنی قدرت مجھے دے کہ یہاں سے
میں ہاتھ دراز کروں اور مدینہ سے ذوالفقار اٹھا لاؤں اور اس قوم ترسا کو مسلمان کروں فوراً
حضرت کے گوش مبارک میں آواز آئی کہ اے علی تم ہاتھ اپنا دراز کرو اور ہماری قدرت کا تماشا
معاینہ کرو آپنے فرمایا کہ اے قوم آنکھیں بند کر لو اور پھر کھول دینا قوم نے آنکھیں بند کر کے جو کھولیں تو
دیکھا کہ دست مبارک آپکا مدینہ کیطرف دراز ہے حضرت نے ایک نعرہ اللہ اکبر کہا کہ سب بیہوش
ہو گئے جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ ذوالفقار آپکے ہاتھ میں ہے راوی کہتا ہے کہ جناب فاطمہ اوسوقت
حجرہ میں تھیں دیکھا کہ ایک باز ہوا میں پیدا ہوا اور ذوالفقار کو منقار میں پکڑ کر لیگیا وہ معصومہ اپنے
پدر عالیقدر کی خدمت میں تشریف لائیں اور عرض کی کہ یا ابا ایک باز ہوا سے پیدا ہوا اور ذوالفقار کو اٹھا
کر لیگیا جناب رسول مقبول نے فرمایا کہ اے جان پدر وہ علی ابن ابی طالب ہی تھا اور اسوقت
وہ ذوالفقار کو لیکر آتا ہے پس اس جناب نے ذوالفقار کو کمر سے لگایا اور جب اسکو غلاف سے نکالا
تو سات گز کی تھی اور خسرو اس جناب سے تیس گز دور تھا اس جناب نے ذوالفقار کو اسکی جانب حرکت
دی تو وہ سو پچاس گز لمبی ہو گئی اور خسرو کے سر پر پہنچی اور سر ذوالفقار سے ایک دھواں بلند ہوا
مگر جناب امیر چونکہ از راہ اعجاز جانتے تھے کہ خسرو مسلمان ہو جائیگا اسواسطے ذوالفقار کو اسکے
سر سے جدا رکھا خسرو نے جو اپنے سر پر ذوالفقار کو دیکھا تو سر کو اپنے نیچے کو جھکا لیا اور فریاد کرنے
لگا کہ میں نے دین محمدی کو قبول کیا اور حکم کیا کہ تمام بتوں کو توڑ ڈالیں اور آخر کار سب ترسا مسلمان
ہو گئے اور خسرو مع پیر قدم مبارک جناب امیر میں آ کر گرے اور عرض کی کہ یا علی آپکے مکارم
اخلاق سے امید ہے کہ چند روز آپ یہاں اور تشریف رکھیں تا ہم آپ کی ملازمت سے بہرہ یاب
ہوں آپنے فرمایا کہ مجھے اسوقت مدینہ میں جانا ضرور ہے کہ بارہ ہزار دینار میں نے قرض لیے ہیں اور وعدہ
نماز پیشین کا کیا ہے تم جاؤ اور وہ ہمیانی کہ فلاں کیسے میں ہے اور سفید بند اسپر بندھے ہوئے

اور اسی وقت اُسکو مدینہ سے لائے ہیں مجھے لے آؤ کہ میں جلد جایا چاہتا ہوں چنانچہ وہ پیامبر
حضرت کو لاکر دی اور سب نے عرض کی کہ یا حضرت آپ پاس کوئی سواری نہیں کیونکر تشریف
لیجائیں گے آپنے فرمایا کہ مرکب میرا فلاں دروازے پر کھڑا ہے غرض سب آدمی آپکے ہمراہ چلے جب آگے
دیکھا کہ ایک مرغ کھڑا ہے اُس جناب نے پاؤں مرغ کا پکڑ لیا اور مرغ اُس جناب کو لیکر اوڑا اور ایک لحظہ
میں نخلستان میں آن پہنچا وہ جناب ہمیانی کو لیکر جمشید کے گھر پر تشریف لائے اور وہ وقت نماز
پیشین کا تھا اور آواز دی جمشید نے غلام سے کہا کہ باہر علی کو کیا جواب دونگا غلام نے کہا کہ جمشید
تو غرق ہوگئی تو اپنا روپیہ لیلے غرض جمشید باہر آیا جناب امیر نے وہ ہمیانی جمشید کے روبرو ڈالدی
اُسنے ہمیانی کو جو دیکھا تو اپنی مہر اُسپر لگی ہوئی دیکھی حیران ہوا اور پوچھا کہ یا علی یہ ہمیانی کہاں
سے لائے ہو آپ نے فرمایا کہ آج میں شہر جابلسا میں گیا تھا اُسکے پیر کو اور بادشاہ اور سب اہل شہر
کو مسلمان کرکے آیا ہوں اور اس ہمیانی کو وہیں سے لایا ہوں جمشید نے کہا یا علی تمنے شک میرے دل کا
دور کیا اب اسلام کو بھی مجھپر عرض کرو میں نے جانا کہ دین محمدی برحق ہے پس اُس جناب نے کلمہ اُسکو پڑھا کر
اور مسلمان کیا پھر جمشید رونے لگا اور کہا کہ یا علی تمہارے فرزندوں کو میں نے باغ میں بھیجا تھا قضا سے
زمین سے پانی نے اسقدر جوش مارا کہ سارا باغ ڈوب گیا صاحبزادے بھی غرق ہوگئے آپنے فرمایا کہ اے
جمشید تو غم نہ کہا کہ وہ صحیح اور سلامت ہیں تو میرے ساتھ باغ میں چل غرض جب وہ جناب متصل
باغ کے پہنچے تو دیکھا کہ باغ میں پانی بھرا ہے کہ اُسکی دیوار تک پانی پہنچ رہا تھا جمشید نے دیکھکر کہا
کہ یا اسد اللہ تو رحم کر حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ اے جمشید تو شرف اسلام کو پہنچا ورنہ خوف یہ تھا کہ آگ
تیرے گھر کو جلا دیتی پس اُس جناب نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر باغ کے رکھا بفرمان حق تعالی خود
دروازہ کھل گیا اور پانی دونوں طرف بطریق کوچہ کے کھڑا ہو گیا وہ جناب مع جمشید اور غلام کے
باغ میں گئے اور آئے اُس درخت کیطرف کہ جسکے سایہ میں حسنین تشریف رکھتے تھے جمشید فریاد

کرنے لگا کہ یا امیرؑ تین برس سے اس درخت کے نیچے ایک اژدہا پیدا ہوا ہے کہ کسی کی طاقت نہیں کہ اس درخت کے پاس آسکے حضرت نے ہاتھ جمشید کا پکڑ کر کہا کہ آگے آ جب وہ آگے آیا تو دیکھا کہ حسنینؑ گردن میں ایک دوسرے کے ہاتھ ڈالے سوتے ہیں اور ایک اژدہا گلدستہ ہاتھ میں لیے انکو ہوا دے رہا ہے اور انکے منہ پر پہرا دے رہا ہے کہ اتنے میں حسنینؑ خواب سے چونکے اور روئے مبارک اپنے پدر عالی قدر کا دیکھکر خوش ہوئے اور سلام کیا اور وہ اژدہا بحکم خدا گویا ہوا اور جناب امیرؑ پر سلام عرض کرکے کہا کہ اے ولی خدا میں اژدہا نہیں ہوں بلکہ فرشتہ ہوں ہزار برس ہوئے کہ ایک روز میں ہمراہ جبرئیل امین اسجگہ پہنچا تھا پس جبرئیل نے اسجگہ دو رکعت نماز پڑھی تھی اور بعد اسکے دعا کی تھی کہ خدایا بحرمت حسنینؑ مجھپر رحمت کر میں نے جبرئیل سے پوچھا تھا کہ جنکے وسیلہ سے دعا مانگی ہے تمنے وہ کون ہیں جبرئیل نے جواب دیا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں کے فرزند ہونگے اب عرصہ تین سال کا ہوا کہ پھر ہم دونوں کا اتفاق یہاں آنیکا ہوا ہمنے دیکھا کہ یہی جمشید اس جگہ شراب پیتا تھا جبرئیل نے کہا کہ میں نافرمانی خدا کی نہیں کرسکتا والا اس کمبخت کو بھی ہلاک کرتا اسواسطے کہ بعد تین سال کے حسنینؑ اسی درخت کے نیچے آکر استراحت کرینگے یہ سنکر میں نے خداوند عالم سے دعا کی کہ مجھے بصورت اژدہا بنادے پس اس روز سے میں ہر روز اسجگہ آیا کرتا ہوں تا اسجگہ کوئی شخص آنکر بے ادبی نکرنے پائے اب میں نے آپ کو یہاں دیکھا آپ میرے حق میں خداوند عالم سے دعا کریں کہ مجھے اپنی صورت اصلی پر کر دے اور صفوف ملائکہ میں جگہ دے چنانچہ آپ نے اس فرشتہ کے حق میں دعا کی کہ وہ بصورت فرشتہ ہوکر آسمان کو عروج کر گیا پس جناب امیرؑ مع حسنینؑ مسجد میں تشریف لائے اور سب حالات گذشتہ رسولخداؐ کے روبرو بیان کیے اور جمشید مع پچاس آدمی کے خدمت رسولخداؐ میں حاضر ہوا اور سب اسلام لائے **معجزہ بست و ہشتم** سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور جابر انصاری سے روایت ہے کہ ایک روز جبرئیل امین جانب رب جلیل سے رسولخداؐ کے پاس یہ حکم لائے کہ ساتھ امام

خیبری اور مرحب اور علقمہ ارادہ اس سمت کا رکھتے ہیں اگر وہ آگئے تو اس مملکت کو خراب کرینگے
اور صغیر و کبیر کو تیری امت سے قتل کرینگے تو جلد قلعہ خیبر پر اپنے تئیں پہنچا اور انسداد اس امر
کا کر یہ حکم سنکر جناب رسولخدا نے علی ابن ابی طالب کو مدینہ میں اپنا قائم مقام کیا اور عمرو معدی کرب
کو دس ہزار سپاہ کے ساتھ پہلے اس سے روانہ فرمایا اور عقب اسکے آپ بھی چہتیس ہزار سپاہ جرار
سے روانہ خیبر ہوئے عمرو معدی کرب نے زیر قلعہ خیبر خیمے برپا کیے پھر آپ نے ایک ٹیلہ پر چڑہکر
قلعہ کیطرف نظر کی دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ بلند سر بفلک کشیدہ پر نہایت مضبوطی اور کمال
استحکام کے ساتہ بنا ہوا ہے اور برابر اسکے ایک پہاڑ وسیع اور سات حصار اس قلعہ کے ہیں یہ
وہ پشتہ سے اتر آیا خبردار نے خیبریوں کو لشکر اسلام کے آنیکی خبر پہنچائی مرحب نے یہ سنکر چاہا
کہ قلعہ سے باہر نکل کر عمرو معدی کرب سے مقابلہ و مقاتلہ کرے کہ ہنوز جناب رسولخدا بھی آن
پہنچے مرحب کو سپاہ کثیر دیکھکر تردد ہوا سعدی نامی منجم کو کہ فن نجوم و رمل میں بے مثل تھا بلاکر
کہا کہ نجوم میں دیکھ کہ غلبہ کسکی جانب ہے اور محمد ہمارے قلعہ کو فتح کریگا یا نہیں منجم مذکور نے قواعد
نجوم کو دیکھکر کہا کہ اے مرحب طالع تمہارا نہایت ضعیف اور طالع خدا پرستوں کی بغایت قوی
ہے مرحب نے یہ سنکر منجم سے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور قتل کا اسکے حکم دیا بادشاہ نے مرحب کو قتل
منجم سے منع کیا مرحب نے منجم سے کہا کہ تو یہ شرط کر کہ حکم تیرا جھوٹا نکلے تو خون تیرا ہمارے اوپر
حلال ہو منجم نے سب کو گواہ کرکے کہا کہ اے یارو تم گواہ ہو میرے حساب سے کہ بعد چالیس دن کے ایک
مرد پیدا ہوگا کہ وہ نہایت زورآور ہوگا کہ وہ دروازہ کو اس قلعہ کے اکھاڑ کر پھینکدیگا پس اگر یہ حکم
میرا غلط ہو تو خون میرا مرحب پر حلال ہے اور وہ شخص کہ جسکی یہ صفت بیان کرتا ہوں وہ
وہ ابن عم اور داماد اسکا ہے نام اسکا علی ہے پس چالیسویں روز آج سے دوپہر کو وہ آپ
خندق کو کود کر اس در کو اکھیڑیگا مرحب نے پوچھا کہ پھر وہ ہمارے سر پر کیا بلا لائیگا منجم نے کہا کہ

زن وفرزند کو اسیر کریگا مرحب نے یہ سنکر نجم کے سر پر ایک ہول ایسی سرداروں نے پہر اُسکو منع
کیا آخر کار اُسکو قید خانہ میں بہیجدیا اور مرحب برج قلعہ پر آیا اور کہا کہ اے محمدؐ تو دعوی پیغمبری کا
کرتا ہے کہہ کہ اس قلعہ کو کتنے روز میں فتح کریگا فرمایا کہ انشاء اللہ چالیس روز میں مرحب نے یہ
سنکر کہا کہ سَو برس میں بہی نہ لے سکوگے یہ کہکر مرحب دو ہزار مرد کل مسلح کے ساتہ قلعہ سے باہر
نکلا اور لشکر اسلام سے مقابلہ اور محاربہ شروع کیا القصہ چہبیس دن تک لشکر اسلام سے جو شخص
مرحب سے لڑنے جاتا تہا وہ مغلوب ہو کر پہر آتا تہا ستائیسویں روز لیث اور قیث پہلوان خیبری میدان
میں آئے مالک اشتر اور ابراہیم انکا بیٹا دو ہزار آدمی لیکر مقابل لیث و قیث کے آئے اور داد شجاعت
اور مردانگی کی دی اس طرح پر کہ غریو اور فغان دونو لشکر سے بلند ہوا آخر کار ابراہیم بدعائے
مالک اشتر قیث پر غالب آیا اور ایک نیزہ اسکے سینہ پر مارا کہ وہ پشت کے پار ہو گیا اور اُسکو خندق
میں پہینکدیا مالک اشتر یہ دیکہکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر کو آواز دی کہ خیبریوں پر حملہ کرو
سنکر لشکر اسلام خیبریوں پر حملہ آور ہوا اور انکے ہزار پانسو خیبریوں کو ایک لحظہ میں دار البوار کو پہنچایا جناب
رسولخدا یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور انکے حق میں دعا کی پس برکت دعائے جناب رسول مقبول لشکر
اسلام نے تین قلعہ خیبر کے مفتوح کیے جب چوتہے قلعہ پر پہنچے تو دیکہا کہ گرد اُسکے خندق ستر گز
کی چوڑی کہودی ہوئی ہے اور دروازہ اُسکا چالیس گز کا لنبا ہے مالک اشتر کو یہ دیکہکر کمال حزن
و ملال ہوا اور رسولخدا کی خدمت میں آنکر عرض کی کہ میرا ارادہ یہ تہا کہ جبتک قلعہ کو مسخر نہ کروں
نہ پہروں مگر خندق اور در نے لاچار کیا آپ نے مالک اشتر کو تحسین و آفرین فرمائی اور پیشانی پر دونو
باپ اور بیٹے کے بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ لڑائی تمہاری یادگار زمانہ رہیگی غرضکہ کوئی شخص لشکر اسلام
سے اہل قلعہ پر غالب نہ آیا کہ اَڑتالیسواں روز شروع ہوا مرحب وغیرہ یہودی برج قلعہ پر آئے اور طعنہ زن ہو
کہنے لگے اے محمدؐ تمہاری بات جہوٹی نکلی فردا روز چہلم ہے جب کل کا نصف روز گزر جائیگا تو ہم تمہیں مع

تمہارے لشکر کے قتل کرینگے ابوبکر اور عمر نے یہ سنکر باہم کہا کہ ظاہر خیبری سچ کہتے ہیں یہ باتیں سب کی سنکر جناب رسولخدا مغموم ہوے اور خیمہ میں تشریف لاکر عمار یاسر کے زانو پر سر مبارک رکھکر لیٹ گئے اور آنسو دیدہائے مبارک سے جاری ہوے کہ اسمیں جبرئیل جانب رب جلیل سے بعد تحفہ سلام پیغام لائے کہ اے حبیب کلید اس قلعہ کی علی بن ابی طالب ہے جب تک وہ نہ آئیگا قلعہ لیا نہ جائیگا تو خاطر جمع رکھ کہ کل وقت طلوع آفتاب علی انکے پہنچیگا یہ سنکر اس جناب نے اصحاب کو بشارت دی اور فرمایا کہ لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرار غیر فرار یحب اللہ و یحبہ اللہ یہ سنکر منافقین کو قول آپکا غلط معلوم ہوا اور مومنین خوش ہوگئے اور انکو اسکا یقین ہوا القصہ جب شب گذری اور جناب رسالتمآب نماز سے فارغ ہوئے تو لشکر اسلام نے برابر قلعہ کے صف کو آراستہ کیا کہ خیبریوں نے قلعہ پر سے آواز دی کہ اے محمد تمہارے وعدے میں نصف روز باقی رہا ہے بس آدھے دن میں تم قلعہ کو کیونکر لوگے عمر نے کہا کہ یا حضرت کل آپنے فرمایا تہا کہ میں صبح کو ایسے شخص کے ہاتھ میں دونگا کہ وہ قلعہ کو مسخر کریگا اب کیوں آپ تغافل کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ حکم خدا میں تغیر نہیں وہ شخص ہنوز مدینہ میں سجادہ پر بیٹھا ہے اور آنکھوں میں اُسکے درد ہے اور اسی لحظہ حکم خدا سے حاضر ہوگا یہ فرماکر منہ طرف مدینہ کے کیا اور ناد علی کے پڑھنے میں مشغول ہوگئے منقول ہے کہ جب اول دفعہ آپنے ناد علی پڑہی جناب امیر نے کہ نماز سے فراغت کرکے سجادہ پر بیٹھے ہوئے تھے قنبر سے کہا کہ دلدل کو حاضر کر کہ جناب رسالتمآب نے مجھے طلب کیا ہے اور جب دوسری دفعہ ناد علی پڑہی تو جناب امیر نے عرض کی کہ لبیک یا رسول اللہ اور سب کو وداع فرماکر دلدل پر سوار ہوئے اور پیچھے اپنے قنبر کو دلدل پر بٹھلایا پس جبکہ تیسری دفعہ پہر حضرت کی آواز سنی تو پہر کہا لبیک یا رسول اللہ و تازیانہ دلدل پر مارکر فرمایا کہ اے دلدل اگر ایک طرفۃ العین میں مجھے تو نے خدمت میں رسولخدا کے نہ پہنچایا تو میں پہر کبھی تجھپر سوار نہ ہونگا دلدل نے بزبان حال پیش قادر ذوالجلال

استغاثہ کیا کہ خدایا اس راہ کو مجھ پر آسان کر کہ میں تاب غضب امیر المومنین نہیں رکھتا پس خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ طنابین زمین کی کھینچ لیں اور دلدل کو اسقدر طاقت دی کہ ایک مہینہ کی راہ یک چشم بہم زدن میں طے کی اور اپنے تئیں پہلوئے قلعہ خیبر میں پہنچایا بتیس ہزار آدمیوں کی آنکھیں راہ مدینہ پر لگی ہوئی تھیں کہ ناگاہ مظہر العجائب مظہر الغرائب علی ابن ابی طالب دور سے نمودار ہوئے سب دیکھکر خوش ہوئے حضرت دلدل سے اُتر کر رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور سلام کر کے بغلگیر ہوئے حضرت نے ارشاد کیا کہ اے علی حکم خداوند جلیل کا تمکو یہ ہے کہ آج بعد چار ساعت کے اس قلعہ کے دروازے کو اُکھیڑو جناب امیر نے عرض کی کہ یا حضرت خیبریوں نے اس در کو صیقل کر رکھا ہے اور آفتاب کی شعاع سے وہ چمکتا ہے اور آنکھیں میری دکھتی ہیں روبرو اسکے نہیں ہوسکتیں آپنے فرمایا کہ ای علی تمنے اقرار کیا ہے کہ دوپہر کو میں اس قلعہ کو لیلوں گا اگر یہ وقت گزر جائیگا تو خلاف ہوگا میرے وعدہ کے آپ یہ فرما رہے تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسولخدا خدا حکم فرماتا ہے کہ زبان مبارک اپنی علی کی آنکھوں میں پھیرو کہ ابھی اچھی ہوجائینگی چنانچہ اس جناب نے زبان مبارک جناب امیر کی آنکھوں میں پھیری فوراً اچھی ہوگئیں پس جناب رسول مقبول نے رایت جناب امیر کے ہاتھ میں دیا اور وہ جناب قلعہ کیطرف روانہ ہوئے ایک جماعت نے صحابان حضرت سے عرض کی کہ یا امیر عرب ایک کافر قلعہ کے اوپر ہے کہ تیر اسکا دو سو قدم سے آگے گذرتا ہے جس جس کو لگ جاتا ہے وہ اسکو تیر سے مار دیتا ہے سعد وقاص نے عرض کی یا امیر المومنین میں آپکے آگے چلتا ہوں اور اپنی جان آپ پر سے فدا کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ اے وقاص تم کیوں اپنی جان کو خطر تلف میں ڈالتا ہے تو خاطر جمع رکھ کہ میں کام اس یہودی کا پہلے اور یہودیوں سے درست کرونگا یہ کہکر صف لشکر سے باہر تشریف لائے اور اُن یہودیوں پر ایک نعرہ مارا کہ ای ملاعینو تم کس خیال میں ہو میں آن پہنچا ہوں اس یہودی نے کہا کہ اے علی ابن ابی طالب میں چاہتا تھا کہ تجھکو

تیرے ہیجان کروں مگر میں تجھکو خبردار کرتا ہوں کہ تیر میرا کبھی خطا نہیں کرتا یہ کہکر حضرت کیطرف تیر
مارا خدا کی قدرت سے تیر نے خطا کی حضرت امیر نے سعد سے کہا کہ تو عوض میرے اس کافر کو تیر کر
ہلاک کر سعد نے کہا کہ ہرگز تیر میرا اُس تک نہ پہنچیگا مالک اشتر سے کہا کہ تم اس کافر کو تیر بارانکرد
مالک اشتر نے بھی عذر کیا کہ میرا تیر بھی اُس تک نہ پہنچیگا اُسوقت خود جناب امیر نے ایک تیر مالک سے
لیا اور بسم اللہ کہکر انگشتان مبارک سے وہ تیر اُس کافر پر مارا مروی ہے کہ وہ کافر اُسوقت
جناب امیر کو ناسزا اور بُرا کہہ رہا تہا کہ تیر اُسکے مُنہ پر آنکر لگا اور پشت سر سے نکل گیا اور وہ لعین
خندق میں گر پڑا جناب امیر نے کہا کہ اے یارو تم پیچھے میرے چلے آؤ اور آپ خندق کیطرف روانہ
ہوئے کفار نے برج پر سے تیروں کا آپ پر مینہ برسایا مگر قدرت خدا سے ایک تیر حضرت تک
نہ آیا سب اِدہر اُدہر چلے گئے غرض وہ جناب خندق کے کنارے پہنچے اور عرض اُسکا دیکھکر
دعا کی کہ خداوند مجھے اتنی طاقت دی کہ میں جست کرکے خندق کے اُسطرف کو جاؤں اور
دروازیکو اس قلعہ کے اُکھیڑلوں یہ دعا فرماکر جست کی اور فوراً اُسطرف خندق کے جا پہنچے اور دروازہ
قلعہ پر تشریف لائے اور اسکو دیکھا منقول ہے کہ مدینہ میں نذر کی تہی کہ اول دو رکعت نماز پڑھکر
دروازیکو اُکھیڑونگا سجادہ بچھا کر نماز میں مشغول ہوگئے کہ یہودیوں نے فرصت پاکر حملہ کیا اور ایک
پاٹ چکی کا دروازے پر قلعہ کے تہا اور وزن اُسکا چار ہزار سات من کا تہا سب یہودیوں کی
یہ صلاح ہوئی کہ اس سنگ کو آپکے سر پر گرا دیں اسمیں مرحب منجم کو لیکر آیا اور کہا کہ اے منجم زبان سے
تیری لال ہو جو کچھ تو نے زبان سے نکالا تہا اثر اُسکا پیدا ہوا اب بتا اگر ہم اس سنگ کو اس شہنشاہ
یعنے علی پر پھینکیں تو علاج اُسکا ہوگا یا نہیں منجم نے کہا کہ اے مرحب یہ مظہر العجائب ہے اس
کسیکی دسترس نہوگی اور اسی لحظہ یہ در کو اُکھیڑ لیگا مرحب یہ سنکر غصہ ہوا اور منجم کو مع سنگ
برج سے نیچے پہینکا منجم نے صدا دی کہ یا علی اور کہنی حضرت نے جو یہ حال دیکھا تو سجادہ سے

سے منجم کو پکڑ کر زمین پر اُتار دیا اور پھر ذوالفقار کو اُس سنگ پر مارا کہ مثل قرص پنیر دو ٹکڑے
ہو گیا ایک ٹکڑا تو خندق میں جا پڑا اور ایک ٹکڑے کو حکم کیا کہ یا حجر قف بامر اللہ پس وہ خیمہ وگر جلو
میں حضرت کے سر پر کھڑا ہو گیا اس بعد اُس جناب نے دو انگلیاں حلقہ در میں ڈالکر ایسا ہلایا
کہ زمین پر گر پڑا اور وہ ساتوں قلعے ایسے ہلے کہ علقمہ اور دختر اُسکی تخت سے نیچے گر پڑی اُسکی
دختر صفیہ خاتون نامی نے کہا کہ دین محمد برحق ہے پھر جناب امیرؑ نے اُس در کو اُٹھا کر طرف
آسمان کے پھینکا اسقدر اونچا گیا کہ مثل ستارے کے دکھلائی دینے لگا اور جب نیچے کو آیا تو
اُس جناب نے رستہ ہی میں ہاتھوں پر لیلیا اور زمین پر گرنے نہ دیا اور پھر اُسکو خندق کا پل کر دیا
ایک بالشت خندق سے وہ کم رہا پس آپ نے قدم مبارک کو پانی پر رکھا اور سہا ہاتھوں پر اُسکے
سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ ای دوستان محمدؐ آؤ اور اس در پر سے گزر جاؤ اور قلعہ کے اندر جا کر
ان کافروں کو ہلاک کرو غرض ایک طرف سے وہ جناب در اُسکا دونوں ہاتھوں پر اُٹھائے
ہے پس تینتیس ۳۳ ہزار آدمی اُس در پر سے گزر گئے کہ نہ در ہلا اور نہ پاؤں حضرت کے لغزش میں
آئے اور سب ابھی اندر قلعہ کے داخل ہوئے ایک ساعت نہ گزری تھی کہ سب فریاد کرتے ہوئے
اندر سے بھاگے ہوئے آئے اور کہتے تھے کہ یا علیؑ ہماری مدد کو پہنچو جناب امیرؑ نے یہ حال اپنی
فوج کا دیکھکر در کو مثل سپر ہاتھ میں اُٹھا لیا اور ذوالفقار کو نیام سے کھینچ لیا کہ اسمیں مالک اشتر
کو دیکھا کہ وہ بھی فریاد کرتے چلے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا علیؑ پہنچو اور بچاؤ کہ مرحب تیغ عظیم
لیے ہوئے چلا آتا ہے اُس جناب نے راہ مرحب کی روکی اور ستارہ اُسکے پہنچو مرحب نے جو دیکھا کہ [illegible]
ن کا در بجائے سپر ہاتھ میں لیے ہیں تو کہا کہ اے علی اگر تم مرد ہو تو اس در کو کہ جو تمہاری پناہ
زمین پر پھینکدو اور پھر مجھ سے حرب کرو یہ سنکر اُس جناب نے اُس در کو زمین پر پھینکدیا مرحب نے
تلوار سر پر دار کا وار اُس جناب پر کیا اُس جناب نے ذوالفقار اُسکے ہاتھ پر ماری کہ بند دست اُسکا

مع تلوار زمین پر گر پڑا مرحب کو خواب اور نصیحت اپنی ماں کی یاد آئی کہ اُسنے کہا تہا کہ جس
کسی سے جنگ کرے اول نام اُسکا پوچھ لیجیو پس جسکا نام اسد ہو اُس سے نہ لڑیو والا ہلاک ہوگا تو مرحب نے
پوچھا کہ اے علی سوا اس نام کے اور بہی نام تمہارا ہے فرمایا کہ اے کافر ملعون میرا ایک نام اسد
بہی ہے یہ سنکر بند بند اُسکا لرزنے لگا اور چاہا کہ بہاگے مگر ہمسروں سے شرم آئی کہ وہ طعن کرینگے
سپر سر پر لی اور کہا کہ اے علی اب تمہیں مجہپر دست قدرت نہیں ہے اُس جناب نے ذوالفقار کی
سر پر ماری کہ سپر کو اور اُسکے خود کو اور اُسکے سر و سینہ کو دو ٹکڑے کر کے پتہر میں دہنس گئی نعرۂ تکبیر
اور فغاں دونوں لشکر سے بلند ہوا اور تحسین و آفرین کا شور و غل مچا اور اُسکے بعد عشام خیبری
آپ کے مقابلہ پر آیا اُس جناب نے اُسکو بہی مار کر بدار البوار پہنچایا یہ دیکہکر سب اہل قلعہ نے آواز
الامان الامان کی بلند کی اور دین اسلام کو قبول کیا مروی ہے کہ دوبارہ پہر اُس جناب نے بعد لینے
خیبر کے اُس دروازے کو اُسیطرح خندق پر پل کیا اور سپاہی پر کہڑے ہو کر ایک سرا اُسکا پکڑے رہے
اور لشکر سے کہا کہ قلعہ سے نکل کر اُس پل پر سے چلے جاؤ چنانچہ سب اُس پر سے عبور کر گئے عمر ابن خطاب نے
اپنے غلام سے کہا کہ بہت سے خچروں میں خاک و سنگ کو بہر کر اُس پل پر لادو اور اُنکو ہانکو تا
وہ کودیں اور اُچہلیں اور منظور اُسکو اس حرکت سے یہ تہا کہ دروازہ ہاتہ سے چہوٹ کر گر پڑے اور اُسپر
صدمہ پہنچے حضرت نے یہ حال دیکہکر خچروں کو نفرین کی اور فرمایا کہ الہٰی آیندہ انکو تخم نہو اور یہی
باعث ہے کہ حضرت کی بد دعا سے خچر کے بچہ نہیں ہوتا پس عمر نے جب یہ دیکہا کہ خچروں نے
در پر لگد کوبی بہی کی اور اُچہلے بہی کودے بہی مگر مطلقاً اُس جناب کے بازو میں خم بہی نہ آیا تو حضور
کیخدمت میں آ کر کہا کہ یا رسول اللہ ایک جماعت کہتی ہے کہ علی بڑا ساحر ہے کہ پانی کے اوپر
کہڑا ہوا ہے اور پاؤں بہی تر نہیں ہوتے حضرت نے فرمایا کہ وائے ہو تجہپر اے عمر علی کے پاؤں جبرئیل
کے پروں پر ہیں عمر نے کہا کہ یا حضرت علیؑ کی اسقدر قدر و منزلت ہے کہ جبرئیل کے پر پر قدم اپنے

بلکہ آپ نے فرمایا کہ اے عمر تیرے نزدیک مجھ کو جبرئیل پر فضیلت ہے یا اسکو مجھ پر کہا نہیں
آپ کو جبرئیل پر فضیلت ہے فرمایا کہ پس جبکہ علی میری دوش پر قدم رکھیگا اور کعبہ کے بتوں
کو گرائیگا تو پھر جبرئیل کے پروں پر پاؤں کیوں نہیں رکھ سکتا القصہ سب مال و اسباب لوٹ کا
اس جناب کے پاس حاضر کیا اور سلمان فارسی ایک ماہرو خوبصورت عورت ہمراہ اپنے لائے
حضرت نے اس سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اُسنے عرض کی کہ نام میرا صفیہ ہے اور میں بیٹی
ہوں علقمہ کی کہ جو بادشاہ خیبر کا ہے میں نے قبل اسکے آپ کو خواب میں دیکھا تھا اور میں اسلام لا چکی
تھی اب آرزو میری یہ ہے کہ آپ مجھکو اپنی کنیزی میں قبول کریں کہ جبرئیل امین جناب رب جلیل
سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ صفیہ ہمارے دوستوں
میں سے ہے اسکو اپنے حبالہ نکاح میں لاؤ پس آپنے اُس سے عقد کیا اور سب مال سپاہ پر تقسیم کیا
منقول ہے کہ خالد اور بہت سے آدمی زور آوروں نے ملکر اُس در کو حرکت دینا چاہا وہ ذرا
جنبش میں نہ آیا اسمیں جبرئیل پھر نازل ہوئے اور رسول مقبول سے عرض کی کہ خداوند عالم
نے ارشاد کیا ہے کہ علی اس سونے کے در کو سب پر تقسیم برابر کر دی پس حکم جناب رسولخدا نے سب
فوج کو حکم دیا کہ اپنا اپنا حصہ آن کر علی سے لیلے چنانچہ ہر ایک آتا تھا اور وہ جناب اسمیں سے ٹکڑا
توڑ کر دیتے تھے جیسے کوئی خمیر میں سے ٹکڑا توڑ لیتے ہیں پس سب نے آکر نصیبہ اپنا لے لیا اور کوئی
باقی نہ رہا مگر عمر کے حصے میں ٹکڑا کم آیا اور اُسنے اُس ٹکڑے کو ہر چند زمین پر سے اٹھانا چاہا اور
زور کیا وہ ٹکڑا جائے سے نہ اٹھا اُسنے غلاموں سے کہا کہ تم اٹھاؤ اُن سے بھی نہ اٹھا آخر عمر اپنے حصے
کے پاس بیٹھ گیا یہ خبر رسولخدا کو پہنچی آپنے فرمایا کہ اے علی جو ہیں کے سمجھتی نہیں رکھتا اسیطرح ذلیل و خوار
اور عاجز ہوتا ہے جناب امیر نے فرمایا کیا حضرت عمر کو نہایت حسد ہے اسی سبب اس بلا میں
گرفتار ہے حضرت نے عمر کو بلا کر فرمایا یا ابن الخطاب شرط کر کہ پھر بار دگر علی سے حسد نکرونگا

اور بے ادبی عمل میں نہ لاؤنگا تا اس بلا سے نجات پاوے تو عمر نے شرط کی آپنے فرمایا کہ اب تو جا اور حصہ کو اپنے اٹھا تا مابین اصحاب شرمندہ نہو غرض وہ آیا اور حصہ اپنا جو اٹھایا تو وہ اٹھ آیا اسکو اٹھا کر گھر میں لیگیا اور وہ دو ستک غم کے مارے روٹی نہ کہائی اور پھر اسکے سر پہ نگیا نقل ہے کہ جب اصحاب مدینہ میں آئے تو اپنے اپنے حصہ کو تولا تو ایک ایک من کا تھا سوائے حصہ عمر کے کہ وہ من بہت سے کم تھا بسبب اسکی وہ گستاخی کے ساتھ جناب ولایت مآب سے پیش آیا تھا

معجزہ بست و نہم منقول ہے کہ جب جناب رسالت مآب نے مع اصحاب خیبر کو فتح فرماکر مراجعت کی اور جب ایک منزل مدینہ رہا تو اہل مدینہ اور حسنین نے آپ کا استقبال کیا جناب رسول مقبول مع اصحاب خیمہ میں بیٹھے سیر صحرا کی فرما رہے تھے کہ ناگاہ اس صحرا سے ایک آہو پیدا ہوا کہ طوق اسکی گردن میں تھا اور شاخیں اسکی طلا کار تھیں اور ایک رقعہ اسکے سینگ میں لگا ہوا تھا وہ آہو خیمہ پر آنکر کھڑا ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اس آہو کو حسنین کے واسطے پکڑے قنبر نے عرض کی کہ اگر مجھے رخصت ہو تو میں اسے پکڑوں آپ نے فرمایا اچھا قنبر جناب امیر سے بھی رخصت خواہ ہوا انہوں نے فرمایا کہ ایک شرط سے رخصت ہے کہ ایک فرسخ سے زیادہ اسکے پیچھے نجائیو والا تو گرفتار ہو جائیگا اور تین روز تک مجھے نہ دیکھیگا غرض کہ قنبر نے گھوڑا اس آہو کے پیچھے ڈالا اور کمند اسپر ڈالی وہ کمند سے صاف نکل گیا پھر قنبر نے ایک فرسخ پر جاکر اسپر کمند ماری پھر وہ کمند سے نکل گیا قنبر کو نہایت خجالت معلوم ہوئی اسواسطے کہ انکی کمند سے کبھی صید باہر نکلکر نجاتا تھا غرض مارے غیرت کے سات فرسخ آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالے گئے اور سات دفعہ اسپر کمند ڈالی اور ہر دفعہ وہ کمند سے نکل گیا جب قنبر اسکے زندہ پکڑنے سے عاجز آگئے تو ارادہ کیا کہ اوّلا اسکو تیر سے مجروح کرکے پکڑلیں اس اندیشہ میں تھے کہ جانب رحمت سے آواز آئی کہ اے قنبر

ہو پر تیر نہ ماریو والا تجھے ہلاک کرونگا قنبر کو اُسوقت نصیحت جناب امیرؑ کی یاد آئی تیر کو ترکش
میں کیا اور نیزہ ہاتھ میں لیا دیکھا کہ ایک شخص مثل کوہ بزرگ مرکب بادرفتار پر سوار سر تا پا سلاح
میں مستغرق مسلح و مکمل ایک بُت مرصع گردن میں ڈالے چلا آتا ہے اور قنبر کے پاس آکر نعرہ کیا
کہ تو کون ہے کہ میرے پیک اور قاصد کو تیر مارا چاہتا ہے قنبر نے کہا کہ میں بندہ خدا اور امت
محمد مصطفےٰؐ ہوں تو کون ہے اے ملعون اُسنے کہا کہ میں غشام بن ہشام خیبری ہوں قنبر نے
نام اُسکا سنکر کہا البتہ بموجب فرمودہ جناب امیرؑ تو اُنکے ہاتھ میں گرفتار ہوگا پس اُس ملعون
نے قنبر سے کہا کہ تیرا نام کیا ہے تب نام اس دشت میں تو مارا جائیگا کہ آج مجھے دس روز ہوئے
ہیں کہ اس نواح مدینہ میں اپنے دشمن کو ڈھونڈتا ہوں قنبر نے پوچھا کہ دشمن تیرا کون ہے کہا
علی ابن ابی طالب اور میں نے سنا ہے کہ علیؑ نے میرے باپ ہشام کو قتل کیا ہے اور اسی سبب سے
ستر آدمیوں کو مسلمانوں میں سے قتل کیا ہے امیدوار ہوں کہ جیسے تو میرے دام میں
گرفتار ہوا ہے علی بھی میرے دام میں گرفتار ہو قنبر نے سنکر کہا کہ او ملعون تیری کیا طاقت ہے
کہ تو علیؑ کو گرفتار کرے اگر تو اُنکے نعرہ اللہ اکبر کو سنے تو پھر تجھے طاقت حرب زدن کی نرہے
یہ سنکر وہ ملعون قنبر سے لڑنے لگا اور بعد رد و بدل طعن نیزہ و سنان کے وہ ملعون قنبر پر غالب
آیا اور اُنکو ہلاک کرنا چاہا قنبر کو اُسوقت ہنسی آئی اُس ملعون نے پوچھا کہ یہ وقت ہنسی کا کیا ہے
قنبر نے کہا کہ دو باعث ہیں میری ہنسی کے ایک تو یہ کہ جسوقت تو مجھے ذبح کریگا تو فوراً میں
بہشت میں چلا جاؤنگا اور دوسرے یہ کہ میں غلام ایسے شہسوار کا ہوں کہ اگر تو اُسکا نام سنے تو
زہرہ تیرا آب ہو جائے اُسنے پوچھا کہ تیرے آقا کا کیا نام ہے کہا علی ابن ابی طالب کہ ابھی چند
روز ہوئے کہ اُسنے درِ خیبر کو اکھاڑا اور قلعہ کو فتح کیا اور تیرے باپ ہشام اور مرحب کو جہنم
واصل کیا یہ سنکر غشام نے قنبر کے قتل سے ہاتھ اُٹھایا اور کہا کہ تیرا نام قنبر ہے کہا ہاں اُس ملعون

نے کہا کہ جب تو نے ایسا کچھ کہا تو اب میں باطل علی کو تیرے برابر اور تیرے سامنے قتل کرونگا تب
تجھے قتل کرونگا یہ کہکر قنبر کے ہتیار چھین لیے اور ہاتھ اُسکے مضبوط باندھے اور اُسکا عمامہ سر سے
اتار کر ایک سرا اُسکا اُسکی گردن میں باندھا اور ایک سرا اپنے گھوڑے کی زین سے باندھا اور اُسکے
کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور قنبر سے کہا کہ یہاں سے مدینہ تک مقام تیس فرسخ ہے پس تجھے ایک رات
دن پیادہ میرے گھوڑے کے ساتھ دوڑنا پڑیگا اور اگر نہ دوڑیگا تو تجھے ہلاک کرونگا یہ کہکر قنبر
کے سر پر ایک تازیانہ مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا قنبر نے درگاہ خدا میں دعا کی کہ خداوندا یہ ملعون جو
دشمن شاہ مرداں کا ہے اور پیادہ پابرہنہ تیس فرسخ مجھے لیجائیگا تو اس مشقت کو مجھپر آسان کر
اور اُس جناب کو جلد میرے پاس پہنچا یہ کہکر روانہ ہوے راوی کہتا ہے کہ جب ایک شب
قنبر کی خبر جناب امیرؑ کو نہ آئی تو خدمت رسولخدا میں حاضر ہوے اور عرض کی کہ یا حضرت معلوم
کہ قنبر کسی بلا میں مبتلا ہوا اور کوئی قضیہ ہائلہ اُسکو درپیش آیا مصلحت یہ ہے کہ اہل مدینہ آپکے استقبال
کو آتے ہیں آپ تو اُنکے ساتھ مدینہ میں تشریف لیجائیں اور میں قنبر کی جستجو میں جاتا ہوں پس
وہ جناب اُسطرف کو چلے کہ جدہر سے آہو آیا تھا مگر شب روشن اور پر نور و ضیا تھی جب صبح
ہوئی تو حضرت گھوڑے سے اُترے وضو کیا نماز صبح ادا کی اور بعد ورد و وظائف سوار ہو کر آگے کو
روانہ ہوے قدرے راہ تشریف لیگئے تھے کہ دور سے گھوڑا قنبر کا نظر آیا کہ سر اُٹھاتا ہے اور
پھر زمین پر رکھدیتا ہے جب آپ اُسکے قریب پہنچے تو دیکھا کہ چاروں ہاتھ پاؤں اُسکے کٹے
ہوئے زمین پر پڑے ہیں اور زرہ قنبر کی ٹکڑے اُسپر دھری ہے وہ جناب گھوڑے سے نیچے
اُترے اور ہاتھ اور پاؤں اُسکے ملا کر سورہ حمد کو اُنپر پڑھا فوراً قدرت خدا اور اعجاز اُس معجز نما کی
ہاتھ اور پاؤں گھوڑے کے درست ہو گئے اور کھڑا ہو گیا آپنے گھوڑے سے کہا کہ تو مدینہ
کی سمت روانہ ہو اور جلد خدمت رسولخدا میں پہنچ اور میں عنقریب تیرے راکب کو تجھے لا کر ملا

یہ فرما کر آگے کو روانہ ہوئے قریب غروب آفتاب ایک بڑا ٹیلہ نظر آیا حضرت اُس ٹیلہ پر تشریف لائے
تو دیکھا کہ وہ ٹیلہ نہایت سرسبز ہو رہا ہے اور اشجار ثمردار وغیرہ کثرت سے ہیں اور ایک چشمہ پانی کا ہے
آپ چشمہ پر گھوڑے سے اُتر کر بیٹھ گئے اور گھوڑے کو چرنے کیواسطے چھوڑ دیا اسمیں اُس جناب نے
دیکھا کہ ایک طرف چشمہ کے ایک خیمہ ایستادہ ہے اور گرد خیمہ کے ایک لشکر عظیم اُترا ہوا ہے کہ ستر ہزار
آدمی اور ستر نشان اُس لشکر میں ہیں راوی کہتا ہے کہ اُس خیمہ میں ایک دختر بیٹھی تھی کہ حسن و
جمال میں بے نظیر و بے تمیز رکھتی تھی اور غلام پیچھے خیمہ کے اُسکے آگے سے اُٹھائے ہوئے تھے اور وہ
دختر مرغزار کا تماشا کر رہی تھی کہ نظر اُسکی دُلدل پر پڑی نقشہائے رنگا رنگ دُلدل سے دختر
حیران ہوئی اور آدمیوں سے کہا کہ اسے پکڑ لاؤ غلاموں نے عرض کی کہ وقت شب کا ہے صبح کو
پکڑ لائیں گے غرض جب صبح ہوئی تو آدمی بہت سے اُسکے گرفتار کرنے کو آئے دُلدل نے بہت
سے آدمیوں کو ہلاک کیا اور کچھ جو بچے تو اُنہوں نے اُس دختر سے آکر کہا کہ تو نے طمع میں اُس
دُلدل کے ناحق اکثر آدمیوں کا خون کرایا دختر نے یہ سنکر کہا کہ کیا میں اُسکو چھوڑ دوں گی اور
آپ کھڑی ہوگئی اور مع غلام عاقل کے دُلدل کیطرف آئی دُلدل نے ایسی نگاہ ہیبت و صلابت
سے اُسکی طرف دیکھا کہ دختر خوف سے کانپنے لگی اور ایسی بدحواس ہوکر بھاگی کہ راہ خیمہ کی گم کر کے
سر چشمہ پر چلی پہنچی دیکھا کہ ایک پشمینہ پوش سجادہ پر بیٹھا عبادت خدا میں مصروف ہے اور اُسکی
ہیبت و صلابت سے زمین لرز رہی ہے اور رُخ انور کے نور سے تمام مرغزار و صحرا روشن ہو
رہا ہے دختر نے غلام سے کہا کہ اس جوان کو تو نے دیکھا وہ غلام اتفاقاً مسلمان تھا اور وہ آشنا
اُس جناب سے اور اُس نے آپ کو پہچانا اور کہا کہ ہاں دیکھا دختر نے کہا کہ اے غلام تو خیمہ میں جا کہ
اختتام کے آنیکا وقت ہے پس اگر وہ آ جاوے تو مجھے خبر کر اور میں اس جوان سے حال اُسکا پوچھوں
پھر اُس غلام نے کہا کہ بہت ادب سے کلام کیجیو پس دختر آپکے پاس آئی اور کہا کہ اے جوان سرزانو سے

اُٹھاتا میں تجھ سے کچھ پوچھوں آپ نے اُسکی طرف کچھ التفات نہ کی اُس دختر نے کہا کہ اے شخص بادشاہان عالم میری حسرت میں ہیں اور آرزو کرتے ہیں کہ ایکمرتبہ میری صورت کو دیکھیں اور کلام کریں مگر انکو میسر نہیں آتا اور اب میں خود تجھ سے باتیں کرتی ہوں اور تو جواب نہیں دیتا اور اُس عورت نے چاہا کہ ایکطرف آپ اُس جناب پر ڈالے کہ آپنے فرمایا کہ اے عورت اگر تو چاہتی ہے کہ میں تجھ سے باتیں کروں تو تو نقاب اپنے مُنہ پر ڈال لے اُسکو سُنکر نہایت تعجب آیا اور نقاب مُنہ پر ڈال لی پس حضرت نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتی ہے کہا کہ یہ گھوڑا صحرا میں چرتا پھرتا ہے تیرا ہی ہے فرمایا کہ ہاں میرا ہی ہے کہا اسنے میرے بہت غلاموں کا خون کیا ہے میں آئی ہوں کہ اس سے انتقام لوں آپ نے فرمایا کہ اگر تیرے آدمی اسکو گرفتار کرنے کو نہ آتے تو یہ کیوں انکو مارتا اور وہ کیوں مارے جاتے اور اے دختر اگر تمام لشکر تیرا اسکے پکڑنیکو آئیگا تو بھی یہ سبکو مار کر بھگا دیگا اور کسیکے ہاتھ نہ آئیگا یہ سُنکر اُس دختر نے کہا کہ تم اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈالو اگر مرضی ہے تو اسکی قیمت میں زر نقد لیلو یا اسکے عوض گھوڑا لیلو آپنے فرمایا کہ یہ گھوڑا میرا قیمت بہت رکھتا ہے تو اسکی قیمت کو ادا نہیں کرسکتی ہے اُسنے کہا کہ اے شخص تو مجھے نہیں جانتا چار سو اونٹ پر میرا خزانہ چلتا ہے آپنے فرمایا کہ اے دختر اگر تمام روئے زمین کے دریا موتی اور جواہر سے بھر جائیں اور تو ان سب کو اسکی قیمت میں دیدے اسکے ایک بال کی قیمت نہو اُس عورت نے کہا کہ جو قیمت تم کہوگے میں دونگی بشرطیکہ اسکو میرے کردو آپنے فرمایا کہ اگر تو بت پرستی کو ترک کردے تو یہ تیرا رام اور تابعدار ہوجائیگا یہ باتیں تھیں کہ جانب مدینہ سے ایک گرد نمودار ہوئی اور اُس گرد میں وہی آہو کہ جسکے عقب میں قنبر گئے تھے پیدا ہوا اور دونوں شاخوں میں اُسکے دو رقعہ لگے تھے اور وہ آہو خیمہ کیطرف روانہ ہوا حضرت نے اُس آہو کو دیکھکر تبسم فرمایا دختر نے باعث تبسم کا پوچھا فرمایا کہ جو میں چاہتا تھا وہی ہوا کہ ہمین آہو خیمہ میں داخل ہوا خیمہ میں دو شیر بندھے ہوئے تھے وہ شیر آہو کو دیکھکر خوش ہوگئے حضرت نے تعجب کیا

اور فرمایا کہ سبحان اللہ اس جماعت نے دو دشمنوں کو باہم دوست کر رکھا ہے اور کیسا تابعدار بنا
رکھا ہے کہ نہ شیر قصد آہو کے ہلاک کا کرتے ہیں نہ آہو شیروں سے خوف کرتا ہے کہ ہمیں وہ آہو اس عورت
کے پاس آیا اُسنے اسکو پکڑکر پیار کیا اور مُنہ چوما اور کہا کہ اے آہو میرے یار سے کیا خبر لایا ہے
اور ایک رقعہ کو کہ جو شاخ چپ آہو پر لٹکتا تھا کھول کر پڑھا اور اُس کو پھاڑکر دور پھینک دیا پھر
دوسرے رقعہ کو شاخ راست آہو سے کھولکر پڑھا اسکو پڑھکر خوش ہوئی اور اُس جناب سے کہنے
لگی کہ اے جوان عربی تیرا قدم مجھپر بہت مبارک ہوا آپنی حقیقت حال کی آپ سے پوچھی اُسنے کہا کہ یہ
آہو پیک ہے غشام خیبری کا اے شخص آگاہ ہو کہ ایک میرا دشمن ہے کہ نام اسکا علی بن ابی طالب
ہے اور سُنا ہے کہ وہ بہت شجاع اور بڑا دلیر اور بہادر اور زور آور ہے اور مینے اپنے عاشقوں سے شرط
کی ہے کہ جو کوئی اُسکا سر لائیگا اُسکے ساتھ وصلت قبول کرونگی اور اسکی ہمدم اور یار ہونگی اور
غشام میرے عاشقوں میں سب سے زیادہ پہلوان اور بہادر اور زور آور ہے بموجب اپنی شرط کے کہ
مجھسے شرط کی ہے علی کے قتل کرنیکو گیا ہوا ہے نامہ سابق میں اُسنے لکھا تھا کہ دس دن کم عرصہ میں
میں بجانب مدینہ کے پھرا اور جس سے احوال علی کا پوچھا اُسنے کہا کہ قلعہ خیبر پر واسطے مدد محمد
کے گیا ہے اور اب میں تیرے پاس آتا ہوں جبتک کہ علی خیبر سے پھرے اور دوسرے نامہ میں لکھا
تھا کہ قنبر غلام علی کو میں نے پکڑا ہے اور بصد ذلت خواری اپنے ہمراہ لاتا ہوں اور یقین ہے کہ علی بھی اُسکے
پیچھے آئیگا پس جب وہ آئیگا تو اُسے قتل کرونگا اس خبر سے میں بہت خوش ہوئی اُس جناب نے
فرمایا کہ اے دختر علی نے تیرا کیا قصور کیا ہے کہ تو اسکے خون کی تشنہ ہے اُسنے کہا علی نے
میرے باپ فرج المحار کو قتل کیا ہے جبتک میں اپنے باپ کے خون کا بدلا اُس سے نہ لونگی چین نہ لونگی
اس گفتگو میں تھے کہ ناگاہ غشام آن پہنچا اس عورت نے کہا کہ اے جوان اب تو اس جگہ سے چلا جا مبادا
غشام سے تجھکو کچھ ضرر پہنچے آپنے فرمایا کہ تو اپنا فکر کر میں اپنی آپ حفاظت کرلونگا اور اگر میں اُس

سے ڈرتا تو یہاں کیوں آتا غرض وہ دختر تو روانہ ہوئی اور خیمہ کے پاس پہنچی اور جو ہیں نظر اسکی
قنبر پر پڑی تو دوڑ کر اُسکے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ اے غلام کب تیرا آقا میرے دام میں
گرفتار ہوگا قنبر نے کہا کہ اے دختر صبر کر کہ بہت جلد وہ تشریف لاتے ہیں غشام دست و پا قنبر کے
باندھکر اوپر خندق کے لایا کہ تیس گز اُس خندق کا عمق تھا اُسکے کنارہ پر قنبر کو ڈالکر ایک لات
ماری کہ قنبر خندق کے اندر گر پڑا جناب امیرؑ کو یہ دیکھکر نہایت غیظ آیا اور غضب سے رنگ مبارک
سُرخ ہوگیا اور نہایت رنج و ملال حاصل ہوا اور چاہا کہ اسیوقت اُس لعین کا کام تمام کریں
اور قنبر کا انتقام لیں مگر کچھ سوچ کر تحمل کیا اور کہا کہ خداوندا مجھے توفیق دے کہ میں بھی اس کافر
کا سر اگر اسلام قبول نہ کرے تو مثل قنبر اس خندق میں ڈالوں پس غشام خیمہ میں آیا اور دختر سے
کہا کھانا لا اُسنے کھانا منگوایا اور دسترخوان بچھا کر دونوں کھانے پر بیٹھے چند لقمہ کھاتے تھے
کہ نظر غشام کی جناب امیرؑ پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان کنارہ چشمہ کے بیٹھا ہے لقمہ ہاتھ سے
پھینکدیا اور طمانچہ مُنہ پر اُس دختر کے مارا اور کہا کہ اے گیسو بریدہ چونکہ آوازہ تیرے حسن و
جمال کا سب طرف پہنچا ہے تو یہ جوان تیرے واسطے اس جگہ آیا ہے میں اسیوقت اُسکو قتل کرتا
ہوں ورنہ پھر تجھے تیری سزا کو پہنچاؤنگا اُس دختر نے بت کو گردن سے نکالکر قسم کھائی کہ اس جوان
نے میری صورت تک بھی نہیں دیکھی اور جبتک مینے نقاب مُنہ پر نہ ڈالی مجھسے اُسنے بات نہ کی
اور مینے جو سبب یہاں آنیکا پوچھا تو کہا کہ میرے غلام کو پکڑ لائے ہیں اُسکے واسطے آیا ہوں
غشام نے جو یہ بات سُنی تو عذر کرنے لگا کہ اے آرام دل بیجا ادبی جو مجھسے تیری خدمت میں ہوئی
ہے باعث اسکا فرط محبت اور زیادتی عشق کا تھا مجھے معاف کر اور اسکی عوض میں جو تیرا
مطلب ہو وہ بیان کر کہ میں اُسکو بجا لاؤں اُسنے کہا کہ اے غشام میں چاہتی ہوں کہ اسکو
خیمہ میں لاکر ضیافت اُسکی کریں مینے تمام عمر میں اس خوبصورت کا کوئی شخص نہیں دیکھا

کہ تمام چشمہ اور صحرا اسکے نور سے روشن ہو رہا ہے غشام نے کہا کہ بپاس خاطر تیری ضیافت
تو اسکی کر دیتا ہوں مگر خیمہ میں اسکو نہ لاؤنگا کہ مبادا یہ مخبر ہو پس غشام نے غلام کو کہ در پردہ مسلمان
تھا بلا کر کہا کہ اس جوان کے پاس کھانا اسکو لیجا اور میری طرف سے عذر خواہی کیجو پس غلام کھانا اس
جناب کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ السلام علیک یا عبد اللہ میری جان آپ پر سے فدا
ہو میری مالکہ نے یہ کھانا آپکے واسطے بھیجا ہے کہ آپ تناول فرمائیں اور میں یہ یقین جانتا ہوں
کہ آپ اسکو تناول نہ فرمائیں گے لیکن میں حق بندگی کا بجا لایا ہوں آپ نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا
کہ ہو اوراک جزاک اللہ خیرا تجھے خدا جزائے نیک دے انشاء اللہ فردا تجھے ان کفار کے ہاتھ سے چھوڑا
دونگا اور اسکو یقین ہوا کہ علی ابن ابی طالب ہیں حضرت کے پائے مبارک پر بوسہ دیا اور عرض
کی کہ اے ولی خدا چار برس سے میں اس دختر کے قبضہ اور کفار کے ہاتھوں میں گرفتار ہوں الحمد للہ
کہ آپ کی زیارت مجھے نصیب ہوئی اس جناب نے فرمایا اس کھانے کو لیجا اور کہو کہ میں علی بن ابی
طالب ہوں جسوقت تو پہنچا تھا اسیوقت بیٹھے جاتا تھا اور میرا ارادہ ہوا تھا کہ تجھ لعین کا کام
تمام کروں اور جلد تجھے جہنم میں پہنچاؤں مگر چونکہ تو گرسنہ اور تشنہ تھا لہٰذا تجھ پر رحم کیا اب انشاء اللہ
جسطرح تو نے قنبر کو خندق میں ڈالا ہے اسیطرح تیرے سر کو بھی خندق میں ڈالوں گا غلام غشام
پاس آیا اور جو کچھ دیکھا اور سنا تھا من و عن پیغام حضرت کا اس لعین کو پہنچایا اس دختر نے کہا
کہ غشام اب کیا دیر ہے جلد کھڑا ہو اور علی کو پکڑ کر میرے پاس لا اور عذر کو موقوف کر اور اگر
نہ پکڑیگا تو پھر کبھی منہ میرا نہ دیکھیگا غرض ابھی یہ باتیں تھیں اور وہ لعین اسی فکر میں تھا کہ وہ
جناب سجادے سے اٹھے اور دلدل پر سوار ہو کر جانب کوہ کہ برابر اس جناب کے تھا روانہ ہوئے
اور پہاڑ کے اسطرف جب پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرغزار نہایت سرسبز اور شاداب ہے آپ نے دلدل
کو اس مرغزار میں چرنیکے واسطے چھوڑ دیا اس دختر نے غشام سے کہا کہ اے مرد جبکہ اسوقت

کہ علی یہاں تہا تو نے نہ پکڑا تو پھر کب اُسکو پکڑیگا تو اس خیمہ سے نکل جا اور پھر نہ آئیو غشام نے کہا
اے دختر میں نے اپنا کام کر لیا ہے کہ اُسکے غلام کو گرفتار کر لایا ہوں اور وہ میری قید میں ہے اگر وہ
علی بن ابی طالب ہے تو پھر آئیگا تو گھبرا نہیں اور وہ جناب اسطرف کوہ کے سیر فرما رہے تھے اور قدرت
خدا کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ ایکطرف سے صحرا کے آواز آئی کہ اے خدائے محمد جلد علی بن ابیطالب
کو میرے پاس پہنچا یہ آواز سنکر اُس جناب کو تعجب آیا کہ یہ کون شخص ہے جو میرا طالب ہے غرض آپ
اُس شخص کے پاس آئے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اے بُت شبانروز میں نے تجھ سے دعا کی کہ تو علی کو میرے
پاس پہنچا تو نے نہ پہنچایا اب میں خدائے محمد سے اُسکو طلب کرتا ہوں اگر اُسنے پہنچایا تو پھر کبھی
تجھے سجدہ نکروں گا اُس جناب نے نزدیک اُسکے آکر پوچھا کہ اے کافر تو علیؑ سے کیا کام رکھتا
ہے وہ شخص حضرت کو دیکھکر اور آنکی آواز سنکر خائف و ترساں ہوا اور کہا کہ اے جوان عرب
تو کون شخص ہے کہ تیرے نور جمال سے صحرا روشن ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تو اپنے مطلب کو
بیان کر اُسنے کہا کہ اول تم اپنا نام بتاؤ اور بیان کرو کہ کس شہر کے باشندہ ہو آپنے فرمایا کہ
میں مدینہ کا رہنے والا ہوں اُسنے نام مدینہ کا سنکر ایک آہ سرد سینہ پر درد سے کھینچی اور کہا
کہ اے عبداللہ قسم ہے تجھے اُس خدا کی کہ جسکی تو پرستش کرتا ہے کہ تو علی بن ابی طالب داماد پیغمبر کو بھی
جانتا ہے فرمایا کہ ہاں مجھ سے بہتر اُنکو کوئی نہیں جانتا علیؑ اسداللہ اور مظہر عجائب و مظہر
غرائب ہے خدا تعالے نے ایسی قوت و طاقت اُسکے بازوں میں عطا کی ہے کہ دو انگشت سے
در خیبر کو اکھاڑا اُس شخص نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وہ کسیطرح میرے روبرو آئے آپ نے فرمایا
کہ اگر تو اُنکو از روے اخلاص کے طلب کرے تو وہ تیرے پاس بیشک آویں اُسنے پوچھا کہ اخلاص
کیا چیز ہے آپنے فرمایا کہ مسلمان ہو جا اور وحدانیت خدا اور رسالت محمد مصطفےٰ کا اقرار کر پھر اُسنے
پوچھا کہ اے کافر تجھے علی سے کیا کام ہے اور کسواسطے تو اُنکا طالب ہے اُسنے کہا کہ اے جوان ایک

روزمیں صحرا کی سیر کرتا پھرتا تھا کہ ناگاہ دختر ذوالخمار کو دیکھا اور اُسپر عاشق ہوگیا ہوش میری
جاتے رہے جب میں ہوش میں آیا اور اُس سے پوچھا کہ اے گل چمن محبوبی تو کسکی دختر ہے کہ مجھے
صید اپنا کیا اُسنے کہا کہ میں دختر ذوالخمار کی ہوں اور غشام بن ہشام سے نامزد ہوں مینے
اُس سے کہا کہ تو ہوس غشام کی چھوڑدے تا جو کچھ تیرا مطلب ہے میں اُسکو پورا کردوں اُسنے کہا
کہ میرا مہر اور شیر بہا ایسا ہے کہ سوائے غشام کے اور کسیو اُسکے ادا کی طاقت نہیں ہے مینے اُس سے
پوچھا کہ وہ کیا ہے کہا سر علی بن ابیطالب کا اپنے جوان مجھ میں اور اُسمیں یہ شرط ہوئی ہے کہ
اگر بہیجے غشام کے سر علی کا اُسکے پاس لیجاؤں تو اُسکا مالک اور اُسپر متصرف ہوجاؤں اور آج
دس دن کا عرصہ ہوا کہ میں اُنکی جستجو میں ہوں اور غشام بھی اُنکی تلاش میں سرگرداں ہے اور میں
مدینہ میں بھی گیا اور اُسکا حال پوچھا معلوم ہوا کہ وہ قلعہ خیبر پر گیا ہوا ہے اور سب نے مجھے یہ
بھی کہا کہ تو حریف اور مقابل علی کے نہیں ہے اے عبداللہ میں چاہتا ہوں کہ تو نشان علی کا
بتا کہ وہ کس ہیئت کا جوان ہے تا کہ میں اُسکو دیکھکر پہچان لوں آپنے فرمایا کہ اے علقمہ رنگ
علی کا رنگ میرا سا ہے قد علی کا قد میرا سا ہے زور علی کا زور میرا سا ہے مجھ میں اور علی میں کچھ
فرق نہیں ہے علقمہ نے یہ سنکر کہا کہ اے شخص تو جھوٹ کہتا ہے اسواسطے کہ مینے سنا ہے کہ علی
نے آٹھ برس کے سن و سال میں جبیلہ زنگی کے سر پر تلوار ماری کہ چار پارہ ہوگیا حالانکہ اُسکی
کا قد چالیس گز کا لنبا تھا اور تو کہتا ہے کہ زور اُسکا زور میرا سا ہے اے عبداللہ میرا ارادہ
ہوتا تھا کہ گہوڑا تجھسے لیکر تجھے آزاد کردوں مگر اب مجھپر لازم ہوا کہ تجھے قتل کروں تا جانوں کہ
میں حریف اُسکا ہو سکتا ہوں یا نہیں یہ کہکر نیزہ آپ پر مارا آپ نے ہاتھ بڑھا کر سنان نیزہ کی
پکڑلی اور ایک جھٹکا مارا کہ اُسکے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا اور جمازہ پر سے نیچے گر پڑا اُس جناب
نے مرکب سے اُتر کر زانوے مبارک اُسکے سینہ پر رکھدیا اور اُسکی گردن سے تیر کو نکال کر زمین

پر مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پھر نقاب اُسکے مُنہ پر سے اُٹھائی دیکھا کہ جوان خوشرو ہے فرمایا
کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ بت کو سجدہ کرتا ہے اب تو بہ کر بت پرستی سے وحدانیت خدا اور نبوت
محمد مصطفےٰ اور امامت علی مرتضےٰ کا اقرار کر علقمہ نے کہا کہ بیشک علی تو ہی ہے اور جانا کہ خدائے
محمد برحق ہے مگر کیا کروں کہ دختر ذوالخمار پر عاشق ہوں حضرت نے فرمایا کہ اسلام کو قبول کر
تا میں سر اپنا راہ خدا میں تجھے دوں علقمہ نے کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں
تو تم سر اپنا راہ خدا میں مجھے دوگے اُس جناب نے یہ سُنکر ذوالفقار علقمہ کے ہاتھ میں دیدی
اور سر مبارک جھکا کر اُسکے روبرو ہو بیٹھے اور فرمایا کہ سر میرا کاٹ لے علقمہ نے کہا کہ یا علی
میں تم سے خوف کرتا ہوں مجھے اجازت دو کہ اوّل تمہارا ہاتھ باندھ دوں پھر تمہارا سر جدا کروں
حضرت نے فرمایا کہ اے علقمہ آج تک میرے ہاتھ کسی نے نہیں باندھے ہیں مگر تیرا اگر یہی مطلب
ہے تو میں اُسکو بھی روا کروں گا پس یہ فرما کر ہاتھ دونوں ملا لیے اور فرمایا کہ لے انکو باندھ دے
علقمہ نے جب یہ حال اُس جناب کا دیکھا کہ راہ خدا میں سر دینے کو آمادہ اور مستعد ہو گئے ہیں
تو اُسنے ذوالفقار کو بوسہ دیا اور حضرت کے سامنے رکھدی اور عرض کی کہ ہزار جان میری
تم پر سے فدا ہو یا علی میں اپنے اِن افعال سے توبہ کرتا ہوں غرض اُسنے کلمۂ شہادت وِرد زبان
کے جاری کیا اور کہا کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین
علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ اور مسلمان ہوا اُس جناب نے علقمہ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا
کہ اے علقمہ تو غم نہ کہا کہ فردا بعد طلوع آفتاب دختر ذوالخمار کو انشاء اللہ تیرے عقد میں لاؤنگا
بشرطیکہ غشام نے اسلام قبول کیا والا اسکو قتل کر دونگا علقمہ نے عرض کی کہ یا حضرت اُسکی
سے تا منزل ذوالخمار تین فرسخ ہے اور صبح بہت قریب ہے کیونکر آپ وقت طلوع آفتاب دختر ذوالخمار
کو میرے عقد میں لا سکیں گے آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تو اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھدے

اور آنکھیں اپنی بند کرے علقمہ کہتا ہے کہ جو میں نے آنکھیں بند کیں مجھے ایسا معلوم ہوا کہ دفعتہ
زمین پاؤں کی نیچے سے نکل گئی اور چند قدم چلا تھا میں کہ آپنے فرمایا آنکھیں کھولدے جو میں نے
چشم وا کی دیکھا کہ کنارہ پر اسی چشمہ کے کھڑا ہوں کہ جہاں خیمہ فخر ذوالخمار کا ایستادہ ہے پس ہم
اترے حضرت نے فرمایا کہ جسطرح میں وضو کروں تو بھی اسیطرح وضو کر اور نماز پڑھ کہ دو رکعت
نماز تیری ستر برس کی عبادت کی برابری کریگی پس آواز نماز کی بلند ہوئی تو فخر نے علقمہ
کو دیکھا اور پہچانا غشام سے کہا کہ علی نے علقمہ کو اپنے سے موافق کر لیا غشام نے اپنے غلام
کو صدا دی کہ ہمارے لشکر سے کہو کہ جلد تیار ہو جائے اور آپ بھی ہتیار لگا کر سوار ہوا علقمہ نے
جو لشکر کو دیکھا تو ڈرا اور کہا کہ یا حضرت میں فخر ذوالخمار سے در گزرا آپ نے ارادہ جنگ کا
نہ کریں آپنے فرمایا کہ تو کچھ خوف نہ کر اور میری پشت پر رہو علقمہ نے کہا کہ یا علی آپ یکہ و تنہا ہیں
اور یہ ستر ہزار آدمی ہیں آپ انسے کیونکر برسر آسکیں گے آپنے جب یہ دیکھا کہ علقمہ نہایت خوفناک
ہے تو فرمایا کہ اے علقمہ تو چاہتا ہے کہ میری سپاہ کو دیکھے عرض کی کہ ہاں اس جناب نے
دست مبارک علقمہ کی آنکھوں پر پھیرا علقمہ نے جو نگاہ کی تو دیکھا کہ آسمان سے زمین تک فرشتے
ہیں کہ جنکا ایک بازو مشرق تک ہے اور ایک مغرب تک دیکھ کر علقمہ کا خوف جاتا رہا اور
عرض کی کہ یا حضرت میری آنکھوں کو حالت اصلی پر کر دیجئے کہ آنکھوں کو خیرگی حاصل ہوئی
ہے آپنے پھر ہاتھ اسکی آنکھوں پر پھیرا کہ اسکو فرشتے دکھائی دینے سے رہ گئے غرض غشام
نے پہلے دونوں شیروں کو اس جناب کیطرف بھیجا تا کہ کام اس جناب کا تمام کریں علقمہ نے
جو شیروں کو آتے ہوئے دیکھا تو فریاد کی کہ یا علی مجھے انسے بچاؤ اور میری فریاد کو پہنچو آپ ان
شیروں کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ کلمات انسے فرمائے وہ دونوں شیر حضرت کے قدم
مبارک پر گر پڑے اور باعجاز حضرت زبان انکی گویا ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم نے

آپ کو نہ پہچانا تھا کہ بے ادبانہ آپ کیطرف آئے آپ ہمکو رخصت فرمائیے کہ ہم غشام کو جاکر
پارہ پارہ کریں آپ نے فرمایا کہ اے شیرو میں چاہتا ہوں کہ اوّل غشام کو اسلام کیطرف دعوت
کروں اگر وہ قبول کرے تو بہتر و الّا اسکو قتل کروں اب تم شرط کرو کہ کبھی میرے دوستوں کو آزار
نہ پہنچانا اور تم صحرائی بغداد میں جاؤ جب سلمان فارسی وفات پائے تو تم اسکی قبر پر مقیم رہنا
شیروں نے یہ سنکر زمین پر جبین ملی اور بغداد کو روانہ ہوئے غشام نے جو یہ تمام سلوک شیروں کا
اُس جناب سے دیکھا تو شیروں کو آواز دی انہوں نے اسکی طرف کچھ التفات نکیا اور چلے گئے وہ ملعون
گھوڑے پر سوار ہوا اور جناب امیرؑ کیطرف آیا آپ بھی دُلدُل پر سوار ہوئے اور علقمہ سے کہا کہ تو بھی
جمازہ پر سوار ہو اور میری پشت کی جانب ہو دختر نے علقمہ سے کہا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو
پیچھے علیؑ کے ہے آخر باپ تیرا کون تھا علقمہ نے کہا کہ میرا باپ کمتر سگ سے تھا مگر تجھے بدولت
علیؑ ابھی اپنے عقد میں لاتا ہوں اور اپنی آغوش میں لیتا ہوں غشام نے چاہا کہ علقمہ پر وار کرے
کہ دختر نے کہا کہ ذرا صبر کر کہ میں اس سے دو باتیں کرلوں اور علقمہ کے نزدیک آکر کہا کہ تجھے شرم و حیا
نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ کی پرستش کرتا ہے علقمہ نے کہا کہ اے دختر تجھے شرم نہیں آتی کہ تو غیر خدا کی
پرستش کرتی ہے اور مطلب میرا یہ تھا کہ کیطرح وصال کو پہنچوں تو ابھی غشام مارا جاتا ہے اور میں
تیرے وصال کو پہنچتا ہوں دختر یہ سنکر غیظ میں آئی اور ایک تلوار علقمہ کے سر پر ماری کہ سپر کو
اسکی کاٹ کر ران کو مع ہڈی کے کاٹا قریب تھا کہ علقمہ اس صدمے سے زمین پر گرے کہ جناب امیر
علیہ السلام پہنچے اور فرمایا کہ اے علقمہ مرد زخم سے نہیں ڈرتے خصوص وہ زخم جو عورت کے ہاتھ سے
لگے اسمیں غشام نے نیزہ حوالہ جناب امیر علیہ السلام کیا اُس جناب نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے کھینچ کر
دور پھینک دیا غشام نے غصہ میں آکر عمود گراں سنگ اُس جناب کے فرق مبارک پر مارا اُس حضرت
بازوی مصطفوی نے ہاتھ بڑھا کر غشام کا ہاتھ پکڑ لیا اور دیکھا کہ دختر نے تلوار بلند کی ہے اور

اور چاہتی ہے کہ علقمہ کے مارے کہ آپنے ایک ایسا نعرہ کیا کہ ہاتھ اُس دختر کا خوف سے کہ بات ہو رہ
ہی ہوگیا پھر آپنے غشام کی کمر میں ہاتھ ڈالکر زمین سے اُٹھایا اور سر سے بلند کیا قنبر نے جو خندق
میں آواز نعرہ جناب امیر کی سنی تو مارے خوشی کے بند قید کو توڑ کر خندق سے باہر نکل آیا
جناب امیر کو اور غشام کو آپ کے ہاتھ میں گرفتار دیکھکر نہایت خوش ہوا اور پاس آن کر کہا کہ
السلام علیک یا مولائی و مقتدائی آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے قنبر تو علقمہ کی خبر
لے کہ مبادا ملاعین سے اُسکو کچھ ضرر پہنچے قنبر علقمہ کے پاس آیا اور اُسکو جہاز سے نیچے اُتارا اور
کہا کہ اے علقمہ تو اس زخم سے کچھ خوف نہ کر کہ تجھے اس سے کچھ ضرر نہ پہنچیگا جناب امیر نے غشام
سے کہا کہ اسلام قبول کر۔ ورنہ تجھے زمین پر ایسا پٹکوں گا کہ استخوان تیرے
ریزہ ریزہ ہو جائیں گی اُسنے اسلام لانے سے انکار کیا آپ نے اُسکو
زمین پر دے مارا اور دلدل سے اُتر کر اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور قنبر سے
کہا کہ جسطرح سے اُسنے تجھے باندھا تھا اسیطرح اب تو اسکو باندھ قنبر نے اسکو خوب طرح سے
جکڑ کر پھر اُسکو اُٹھا کر خندق کے کنارے پر لائے اور اُس سے پھر ارشاد کیا کہ اگر اب بھی تو کلمہ پڑھے تو
میں تجھے نجات دوں اُس لعین نے کہا کہ تم میرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوگے جب بھی اسلام نہ لاؤنگا یہ کلمہ
اُسکا آپنے دیکھکر ایک ٹھوکر اُسکے حلقوم پر ماری کہ مثل خیار سر اُسکا تن سے جدا ہو کر خندق
میں جا پڑا لشکر نے دیکھکر چاہا کہ آپ پر سب حملہ کریں غشام کا ایک وزیر شاہ سند نامی بہت
زیرک اور دانا تھا اُسنے سب سے کہا کہ اے بیوقوفو تم ہرگز علی سے متعرض نہ ہو کہ اگر تمام عالم
جمع ہو کر اُنکو ضرر پہنچانا چاہیگا تو کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکیگا سب نے قول وزیر کی تصدیق کی
اور الگ ہو کر کھڑے ہوگئے حضرت نے قنبر سے کہا کہ تو دختر ذوالخمار کو میرے پاس لا جب
وہ آئی تو آپ پر سلام کیا آپنے بعد جواب سلام فرمایا کہ حکم خدا سے اب میں تیرا محرم

ہوگیا اب تو اسلام لاؤ اُسنے عرض کی کہ میں تم سے ایک معجزہ چاہتی ہوں کہ اگر علقمہ کا زخم آپ اچھا
کردیں تو میں آپ کے فرمانیکو قبول کروں اسواسطے کہ مینے ناحق اُسکو زخمی کیا ہے آپنے فرمایا کہ اے
دختر تو علقمہ کو جاکر آواز دے اگر وہ زندہ ہے تو مجھے آکر خبر کر دختر علقمہ کے روبرو آئی اور سر بسر
دوزانو ہوکر اُسکے روبرو بیٹھی اور کہا کہ اے علقمہ تو تقصیر میری معاف کر کہ میں تیرے آزار سے
ملول و دلگیر ہوں علقمہ نے کہا کہ اے دختر اگر تو مسلمان ہوجائے تو میں تجھسے راضی ہوجاؤں
دختر جناب امیر کی خدمت میں آئی اور گردن سے بت کو نکالکر توڑ ڈالا اور اسلام لائی اور کہا کہ یا علی
میں استدعا کرتی ہوں کہ آپ میرے گناہ کو معاف کریں اور گناہ میرا بخشیں آپ نے فرمایا کہ جس
گاہ تو مسلمان ہوئی تو میں بھی تجھسے راضی ہوں اور خداوند ذوالجلال جل جلالہ بھی تجھسے خوش
اور خوشنود ہے دختر نے کہا کہ یا حضرت آپ دعا کریں کہ علقمہ کا زخم اچھا ہوجائے تا سب لشکر بھی
میرا اسلام لائے آپ نے علقمہ کو پاس بلایا اور زخم اُسکا کھلوایا حضار نے جو زخم اُسکا دیکھا
تو کہا کہ یہ زخم زہر دار تلوار کا ہے اسکا اچھا ہونا غیر ممکن ہے اُس جنابنے یہ سُنکر لعاب دہن
مبارک اُسپر ڈالا اور سورہ فاتحہ پڑھی فوراً زخم اُسکا ایسا اچھا ہوگیا کہ ذرا اثر زخم کا باقی نرہا
یہ معجزہ اُس شاہ ولایت کا دیکھکر وزیر اور اہل لشکر نے بیساختہ از سر اخلاص کہا کہ اشہد ان لا
اله الا الله و اشہد ان محمد رسول الله و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی الله وصی رسول الله پھر
اُس جنابنے دختر سے کہا کہ اگر میری خوشنودی چاہتی ہے تو علقمہ سے عقد کر اُسنے کہا کہ آپ
کو اختیار ہے میرے سب امور کا اُس جناب نے دختر کا عقد علقمہ سے کیا اور آپ اُسکا صیغہ
پڑھا اور پھر علقمہ سے فرمایا کہ تو اپنے شہر میں جا اور اپنے باپ کو مسلمان کر اور
جو وہ مسلمان نہو تو اُسے قتل کر اور قنبر سے کہا کہ تو خزانہ غشام کا مدینہ میں پہنچا قنبر
نے چار سو اونٹوں پہ خزانہ غشام کا بار کیا اور روانہ مدینہ ہوا اور وہ آسوکہ جو پیک غشام

کہا تھا وہ خزانہ کے آگے آگے جاتا تھا پس جب وہ جناب قریب مدینہ کے پہنچے تو اہل مدینہ اور حسنین
دروازہ شہر پر واسطے استقبال کے آئے اور وہ جناب شہر میں داخل ہو گئے راہ میں ایک اندھا
بھیک مانگ رہا تھا آواز سمع پیماں سمع مبارک میں داخل ہوئی شکر روٹی کا سوال کیا آپ نے قنبر سے ارشاد کیا کہ
اسکو روٹی دے قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت دسترخوان روٹیوں کا اونٹ کے شلیطے میں ہے سامان
اسباب کے بندھا ہوا ہے فرمایا سب قطار اونٹوں کی اس اندھے کے حوالہ کر قنبر قطار اونٹوں کی
فقیر کے پاس چھوڑ کر الگ جا کھڑا ہوا آپ نے فرمایا کہ اے قنبر تو کیوں اس طرح سے قطار چھوڑ کر
دور جا کھڑا ہوا قنبر نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے خوف ہوا کہ مبادا آپ مجھے بھی قطار کے
ساتھ فقیر کو بخشدیں غرض فقیر نے جو ہاتھ ہر طرف پھیرا تو مہار ایک شتر کی اسکے ہاتھ میں آئی
اندھے نے متعجب ہو کر کہا کہ یہ کیا ہے قنبر نے کہا کہ اے گدا تو نے جو شاہ آسمان سخا وجود سے
روٹی مانگی ہے تو اس بحر کرم نے تجھے چار سو اونٹوں کی قطار پر از لعل وگوہر و یاقوت عنایت کی
اندھے نے کہا کہ اے قنبر برائے خدا تو مجھے اس جناب تک پہنچا دے جب قنبر اسکو حضرت کے
پاس لایا اندھے نے عرض کی کہ یا جناب امیدوار ہوں کہ اپنا دامن فیض مامن اس حقیر کو بھی
عنایت فرمائیے آپ نے اپنا دامن اسکے ہاتھ میں دیا اس اندھے نے حضرت کے دامن کو اپنی
آنکھوں سے ملا بمجرد ملنے کے دونوں آنکھیں اسکی روشن ہو گئیں اسنے عرض کی کہ یا حضرت
اب مجھے کسی چیز کی طرف احتیاج نہیں ہی آپ اس مال کو اور کسیکو عنایت کردیں حضرت نے
فرمایا کہ یہ مال میں تجھے دے چکا تو جو چاہے وہ کر اور آپ خدمت رسول مقبول میں حاضر
ہوئے اور تمام وکمال قصہ عرض کیا **معجزہ بستم** کتاب ذریعۃ النجاح اور کتاب مصباح الظلم
اور کتاب اربعین اور کتاب بصائر الدرجات اور کتاب کفایۃ المومنین میں منقول ہے کہ ایک
عورت قبیلہ انصار سے فروہ نامی شیوہ دینداری او الفت جناب اہلبیت میں مردانہ تھی اور

ایک مدت تک خدیجہ کبریٰ حرم محترم رسول خدا میں بسر کی تھی اور بعد اُنکے خدمت میں جناب
فاطمہ علیہا الف التحیۃ والثنا کے آمد و شد رکھتی تھی جبکہ صحابہ میں اختلاف دیکھا اور ابوبکر خلیفہ
ہوا تو ہمیشہ آدمیوں کو بیعت ابوبکر پر ملامت اور بیعت جناب امیرؑ پر تحریص و ترغیب کرتی تھی
تا اینکہ ابوبکر نے یہ سُنکر اُسکو بلایا اور کہا کہ اے جاریہ تو کون ہے کہ سنگ تفرقہ مابین اہل اسلام ڈالتی
ہے تو میری خلافت میں کیا کہتی ہے اُسنے کہا کہ تو ہرگز خلیفہ نہیں چند آدمیوں نے تجھے اپنا رئیس
کرلیا ہے کہ اگر وہ تیرے حال پر اطلاع پائیں اور ہواہائے نفسانی مانع نہو تو تجھے ریاست سے
معزول کریں امام برحق اور مفترض الطاعۃ وہ شخص ہے کہ جسکو خدا اور رسول نے امام کیا اور اُسکی
امامت پر نص کی اور علم ظاہر اور باطن کا اُسکو حاصل ہے اور جو کچھ مشرق و مغرب میں خیر و شر کی
حادث ہوتا ہے سب کو جانتا ہے تو نے چہیاسٹھ برس تک بتوں کو پوجا ہے اور اصنام کی
پرستش کی ہے اور جائز نہیں امامت اُس شخص کی کہ جسنے بت پرستی کی ہو اور بعد کفر اسلام لایا
ہو ابوبکر نے کہا کہ میں وہ امام ہوں کہ جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے اختیار کیا ہے
فروہ نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے بخدا اگر تجھے خدا نے اختیار کیا ہوتا تو تجھے بھی قرآن میں یاد
کرتا جیسے کہ علی کو یاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا وکانوا
بآیاتنا یوقنون اور قطع نظر اسکے اگر تو امام برحق ہے تو ساتوں آسمانوں کے نام مجھے بتا کہ
کیا کیا ہیں ابوبکر نے کہا کہ نام آسمانوں کے خدا ہی جانتا ہے کہ جسنے اُنکو پیدا کیا ہے میں نہیں
جانتا کہ اُنکی نام کیا کیا ہیں فروہ نے کہا کہ اگر تعلیم کرنا عورتوں کا مردوں کو جائز ہوتا تو میں تجھے
اُنکے نام تعلیم کرتی ابوبکر نے خجل کر کہا کہ اے دشمن خدا اگر تو اُنکے نام جانتی ہے تو کیوں نہیں کہتی
فروہ نے کہا کہ دشمن خدا وہ ہے کہ جو دعویٰ امامت کا کرے اور مجھ سے مسئلہ یاد کرے مگر میں
نام آسمانوں کے تجھ سے بیان کرتی ہوں کہ مولا میرے علی ابن ابی طالب نے یہ علوم کو کسی سے

دریغ نفرماتے تھے اور میں نے اُس جناب سے تعلیم پائے ہیں اور سب نام آسمانوں کے روبرو ابوبکر کے
بیان کیے اور کہا کہ فرشتے آسمانوں کے کسطرح عبادت کرتے ہیں اور کیا کیا چیز جانتے ہیں اور
پھر آپ ہی اُن کو بیان کیا حاضرین مجلس فصاحت و بلاغت فروہ کی دیکھکر حیران ہوئے پھر
ابوبکر نے پوچھا کہ تو فروہ تو حق میں علی ابن ابی طالب کے کیا کہتی ہے اُسنے کہا کہ وہ جناب امام ہیں اور وصی
بلافصل رسول خیر الانام ہیں اُنکے نور سے زمین و آسمان روشن ہیں اور ایمان حاصل نہیں ہوتا مگر
اُنکے ولا اور دوستی سے اور اونکے دشمنوں کی بیزاری کرنیسے اور تو نے اے ابوبکر دین کو دنیا سے
بیچا اور خلائق کو گمراہ کیا ابوبکر نے یہ سنکر غلام سے کہا کہ اسکو باہر لیجا کر قتل کر کہ خلائق یہ باتیں سنکر
گمراہ ہو گی چنانچہ غلام نے اسکو قتل کیا قوم انصار نے جو سُنا تو ابوبکر پر چڑھ کر آئے اور بہت سخت اور
سُست اُسکو باتیں کہیں اور اوسوقت جناب امیرؑ مدینہ سے آٹھ فرسخ پر تھے ام القرا میں کہ وہاں
آپنے زراعت کر رکھی تھی پس جب وہ جناب شہر مدینہ میں تشریف لائے تو حال ام الفروہ کا سُنکر کمال
تاسف کیا اور اُسکی قبر پر تشریف لا کر دیکھا کہ چار مرغ سفید اسکی قبر پر ہیں کہ منقاریں اُنکی سرخ ہیں
اور ہر ایک کی چونچ میں ایک ایک دانہ انار بہشت کا ہے وہ مرغ اُس جناب کو دیکھکر آوازیں کرنے
لگے اور حضرت کے گرد پھر کر تصدق اور قربان ہونے لگے آپ نے اُنہیں کی زبان میں اُنسے
کچھ باتیں کہیں کہ پھر وہ مرغ آسمان کیطرف اُڑ گئے جناب امیرؑ نے ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے اور
درگاہ خداوند عالم میں عرض کی کہ اللھم بحق ہذہ الاسماء المکتوبات علی کرسی کرامتک یا محیی النفوس بعد
الموت یا محیی العظام الدارسات بعد الفوت احی ام الفروۃ واجعلها عبرۃ لمن عصاک ہاتف نے
آواز دی کہ امض لامرک فامرک طاعۃ یعنی حکم کر کہ حکم تیرا قبولیت کے ساتھ مقرون ہے پس اُس
جناب نے فرمایا کہ باہر آ اے مومنہ صادقہ پس قدرت خدا اور اعجاز امام سے وہ ام الفروہ قبر سے
باہر نکل آئی اور چادر سبز سر سے لپیٹی تھی اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین پسر قحافہ نے

چاہتا تہا کہ تیرے نور کو بجہا دے مگر نہ بجہا سکا اور خداوند عالم نے اُسکے ذلیل کرنے کو مجہے
زندہ کیا پس یہ خبر تمام شہر میں منتشر ہوئی اور لقم فزوہ گہر مین جناب امیرؑ کے تہی تمام لوگ اُسکے
دیکہنے کو آتے تہے ابو بکر نے سلمان سے حال اُسکے زندہ ہونیکا پوچہا اور کہا کہ اگر علیؑ دعا کرے کہ تمام
اُمتیں انبیائے سابقین کی زندہ ہو جائیں تو بیشک بدعا سے اُنکی سب زندہ ہو جائیں قطب
راوندی نے لکہا ہے کہ جناب امیرؑ نے فزوہ کا عقد ایک مرد مومن سے کر دیا اور اُس سے دو بیٹے پیدا
ہوے اور چہ مہینے تک بعد انتقال جناب امیرؑ وہ جیتی رہی پہر انتقال کیا رضی اللہ تعالی عنہا

معجزہ بست و یکم منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف
رکہتے تہے کہ ایک روز غوغا اور غلغلہ عظیم شہر مین پیدا ہوا اور تمام اہل شہر جمع ہو کر خدمت جناب
رسولخدا میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا حضرت ایک بیحد عظیم شکل کوہ کلاں شہر میں آگیا ہے اور
قد اُسکا اکتیس ۳۱ گز کا لنبا اور بال اُسکے بدن پر سات سات گز کے لنبے ہیں اور چار دانت اُسکے
مُنہ میں ہیں کہ ہر ایک مثل بیلچہ بزرگ کے ہے اور دونوں ہاتہ اُسکے لیف خرما سے بندہے ہوئے
ہیں ابہی لوگ یہ کہہ رہے تہے کہ وہ بہی آنکی خدمت باعظمت میں آکر حاضر ہوا اور زمین خدمت
کو بوسہ دے کر عرض کی کہ اے بہترین خلق جہان و اے پیغمبر آخر الزمان و اے رہنمائے انس و جان
و اے حاجت روائے عالمیان ایک مشکل لا ینحل رکہتا ہوں کہ وہ کسی سے حل نہیں ہوتی امیدوار
ہوں کہ آپ میری مشکل کو حل کریں اور وہ مشکل میری یہ ہے کہ میں تیس ہزار سال پہلے پیدا
ہونے آدم علیہ السلام کے پیدا ہوا تہا اور ہمیشہ کام میرا یہ تہا کہ میں خلق کو آزار اور ایذا پہنچاتا
رہتا تہا اور کوئی ذیروح میرے ہاتہ سے بچکر نجاتا تہا اور مطلق میرے دلمیں رحم نہ تہا کہ
ایک روز ایک جوان رعنا خوش منظر و خوش رو سرو قد صبح انور شکل آفتاب تاباں برابر میرے نمودار
ہوا میری نظر جو اُسپر پڑی تو میں نے قصد اُسکے ہلاک کرنیکا کیا جب میں اُسکے قریب گیا تو میں نے

ایک ایسا طمانچہ مارا کہ رخسار اور کان میرے زخمی ہو گئی اور اُس روز سے آج تک برابر پیپ اور لہو اُس
زخم سے جاری ہے اور کسی طبیب کا علاج کارگر نہیں ہوتا اور کوئی دوا اور کوئی مرہم فائدہ نہیں کرتا
غرض جبکہ مینے اُسکا طمانچہ کہایا تو روبرو اُسکے اپنے تئیں شل پشہ کے کمال ضعیف و نحیف و ذلیل اور حقیر
پایا من بعد اُس جوان خوش رو نے ہاتھ میرے ریشہ خرما سے باندھ دیے ہر چند مینے چاہا کہ ہاتھوں
کو کھولوں کسیطرح کہل نہ سکے اور دیووں سے امداد چاہی مگر کسی سے نہ کہلے لاچار ہو کر صبر کیا تا اینکہ
حضرت آدمؑ پیدا ہوئے میں اُنکی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کی کہ آپ
ہاتھ میرے کھولدیں اُنکو میرے حال پر رحم آیا اور میرے ہاتھوں پر زور کیا جتنا کہ زور آپ میں تہا مگر
ہاتھ میرے نہ کہلے غرض اسیطرح جو نبی پیدا ہوا میں اُسکے پاس حاضر ہوا مگر یہ عقدہ لاحل کسی سے حل نہ ہوا
تا اینکہ حضرت سلیمانؑ کے پاس آیا اُنسے بھی باوجود بادشاہت جن و انس کے ہاتھ میرے نہ کہلے کہ
اسمیں جبرئیلؑ امیں نازل ہوے اور کہا کہ اے سلیمانؑ جس شخص نے اسکے ہاتھ باندھے ہیں وہی انکو کھولے
گا اور کسی سے یہ نہیں کھلیں گے اے سلیمان آخر زمانہ میں ختم الرسل محمد مصطفےٰؐ پیدا ہوگا اُسکے
زمانہ میں یہ شخص پیدا ہوگا کہ جسنے اسکے ہاتھ باندھے ہیں اُسکا نام علی ابن ابی طالب ہوگا حضرت
سلیمانؑ نے جبرئیلؑ سے یہ سنکر مجھے یہ حال بیان کیا غرضکہ مینے ہزار جور و جفا اور مصیبت و بلا میں
زمانہ بسر کیا اب مینے سنا کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰؐ پیدا ہوئے ہیں سو الحمد للہ کہ شرف ملازمت
حضور سے مشرف ہوا پس اے حلال مشکلات میری مشکل کو حل کر اور اس مصیبت سے چھڑا یہ سنکر عمر اور ابوبکر
وغیرہ ایک ایک شخص اُٹھا اور خنجر اور کارد سے اُس لیف کو کاٹنا چاہا اور زور کیا مگر کسی سے نہ کٹا
سب شرمندہ اور منفعل ہو کر اپنی جگہ پر جا بیٹھے کہ اس اثنا میں جناب امیرؑ سامنے نمودار ہوئے اور حسن
مبارک آپ کا بہت کم تھا کہا ہے کہ تیس سالہ تھے کہ پس جونہی نظر اُس دیو کی آپ پر پڑی نہایت
خائف و ترساں ہوا ایک کے پیچھے چھپنے لگا جناب شیر خدا متبسم ہوئے اور اُس دیو کو آپنے پاس

بلا کر باعث خوف اور ترس کا پوچھا اُسنے عرض کی کہ یا حضرت یہ لڑکا وہی ہے کہ جسنے میرے باپ کو
مارا تھا اور ہاتھ میرے باندھے تھے آج تک اسکا خوف میرے دلمیں سمایا ہوا ہے اور صورت اسکی میرے
دلمیں منقوش ہے آپنے فرمایا کہ اسطرح کے امور علیؑ کی ذات سے بعید نہیں ہیں قدر اور منزلت
اُنکی اس سے زیادہ ہے کہ خیال کو اُنمیں راہ ہو اور بعض فضائل جناب امیرؑ کے حضرت نے ارشاد
کئے من بعد کہا کہ اے علی جسطرح تمنے اس دیو کے ہاتھ باندھے ہیں اُسیطرح کھول بھی دو کہ ایک
مدت سے یہ دیو تعب و اذیت میں گرفتار ہے پس اُس جناب نے حسب الحکم جناب رسولخدا اُسکے
ہاتھوں کیطرف اشارہ کیا فوراً وہ کھل گئے یہ دیکھکر ایک شور مرحبا اور احسنت کا حاضرین سے بلند
ہوا اور سبنے کہا کہ اے علی حقا کہ تو شیر خدا ہے اور چالیس آدمی یہ اعجاز دیکھکر مسلمان ہوئے اور دیو نے
بھی بصد عجز و انکسار کہا کہ یا حضرت میں چاہتا ہوں کہ جس قدر میری عمر باقی رہی ہے اُسکو
خدمت میں علی ابن ابی طالب کے بسر کروں آپنے فرمایا کہ اے علی تم اسکو اپنی خدمت میں رکھو **فصل
بست و دوم** منقول ہے کہ ایک زمانہ میں حوالی مکہ میں ایک اژدہائے عظیم مثل کوہ بزرگ
پیدا ہوا کہ چار سو گز کا اُسکا قد و قامت تھا اور سر پر اُسکے مثل چنار دو شاخیں تھیں اور دونوں
آنکھیں اُسکی مانند دو مشعل کے روشن تھیں سر مثل کوہ کے اور دہن مانند غار کے اور ایک ایک دانت
اُسکا چار چار بالشت کا عریض اور منہ اُسکا بیس گز کا چوڑا اور جسوقت کہ وہ سانس کھینچتا تھا تو
دور دور سے جانور اور مرغ اور گھوڑا وغیرہ کھنچکر اُسکے منہ میں چلے آتے تھے اور اکثر اوقات اُسکے
منہ سے شعلے نکلتے تھے غرضکہ مردم اُس نواح کے اُس اژدہے سے نہایت تنگ آئے تھے
اور زیادہ سبب اُنکے تنگ ہونے کا یہ تھا کہ کوئی حربہ اُسکے بدن پر کارگر نہ ہوتا تھا تا اینکہ ایک
بادشاہ اُسطرف کا لشکر عظیم ہمراہ لیکر اُسکے مارنے کو گیا مگر وہ اژدہا اُس سے مارا نہ گیا بادشاہ
عاجز ہو کر پھر آیا اتفاقاً ایک روز اُس اژدہے نے رخ طرف شہر مدینہ کے کیا اور جب شہر میں داخل

ہوا تو اُسکے خوف سے ایک شور و غل پڑ گیا اور قیامت سی برپا ہو گئی اکثر آدمی گھر چھوڑ کر صحرا کو بھاگ گئے اور عجب طرح کی شہر میں ہل چل پڑ گئی غرض وہ اژدہا آتے آتے ابو طالب کے گھر میں آیا اور زمانہ جناب امیرؑ کی طفولیت کا تھا آپ گہوارے میں لیٹے تھے جب وہ اژدہا قریب گہوارے کے آیا تو جناب امیرؑ نے دونوں ہاتھوں سے اُسکے دونوں لب پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر کیا اور اُس اژدہے کو سر سے تا دم چیر کر دو ٹکڑے کر دیا اور گہوارے سے آپنے اصلا حرکت نہ کی اور نہ ایک قطرہ اُسکے خون کا آپکے کپڑوں پر گرا اور تا دیر آدھے اژدہے کو دست مبارک میں اُٹھائے رہے جیسے کہ کوئی سبک شے یا خفیف لکڑی کو ہاتھ میں لیئے رہتا ہے اور نصف بدن اُسکا گہوارے کے پاس زمین پر پھینک دیا یہ سنکر خلائق شہر کی دیکھنے کو دوڑی پس جو دیکھتا تھا وہ حیران و ششدر ہو جاتا تھا اور انگشت تعجب دانتوں میں پکڑتا تھا اور حمد و ثنا اُس جناب کی کرتا تھا اور سب دیکھتے تھے کہ دو پہاڑ کے ٹکڑے گہوارے کے نیچے پڑے ہیں اور دریا خون اُس سے جاری ہے جناب رسولخدا نے آدمیوں کی طرف اشارہ کیا کہ اُس اژدہے مردہ کے ٹکڑوں کو یہاں سے اُٹھا کر لیجاؤ چار سو آدمی نے کمال طاقت اور زور کر کے نصف بدن اژدہے کا اُٹھایا اور اور چار سو آدمیوں نے دوسرا ٹکڑا اُسکا اُٹھایا اور شہر کے باہر لیجا کر ڈالا اور ہر شخص تحسین و آفرین جناب امیرؑ پر کرتا تھا

معجزہ بست و سیوم منقول ہے اور کتاب تاریخ ابو حنیفہ میں مسطور ہے کہ ایک روز جناب رسالتمآب مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک سائل نے کہا کہ اے رسولخدا سات ہزار درہم کا میں قرضدار ہوں اور قرضخواہ بسبب اسکے کہ سب کافر ہیں مجھے تنگ کرتے ہیں اور آزار دیتے ہیں آپ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آیا ایسا تم میں کوئی ہے کہ اسکے قرض کو ادا کرے کسی نے جواب نہ دیا اُس جناب نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ یا علی تم اسکے قرض کو ادا کرو آپ یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سائل کا ہاتھ پکڑ کے باہر مسجد کے لائے اور فرمایا کہ تو اپنی آنکھیں بند کر اور بعد لمحہ کے فرمایا

کہ اب کھولدے اُس سائل نے جو آنکھیں کھولیں تو ایک شہر عظیم نہایت آباد نظر آیا کمال پاکیزہ
اور لطیف آب و ہوا خوش آیندہ و خوشگوار کثرت باغ و بوستان و نہر اور چشموں سے نمونہ بہشت
عنبر سرشت مگر خلائق اُس شہر کی سب یہودی تھی آپنے اُس سائل سے کہا کہ اب تو مجھے اس شہر میں
بیچ دے اور اپنے قرض کو ادا کر سائل نے کہا کہ اے سر حلقۂ اولیا و اے برگزیدۂ اوصیا میرا کیا مقدور
اور کیا طاقت کہ یہ کام میں کروں اگرچہ خواہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو بھی یہ کام مجھسے نہو سکیگا
آپنے فرمایا کہ اے شخص جو میں کہتا ہوں تو اُسکی متابعت کر کہ اسمیں ایک مصلحت ہے یعنی چاہتا ہوں
کہ اہل اس شہر کو مسلمان کروں سائل یہ سُنکر آپ کو بادشاہ شہر کے پاس لایا اور اُس سے
کہا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کہ شجاعت اور بہادری میں اپنا نظیر و سہیم نہیں رکھتا اور اگر کسی
شخص کو سو ہزار مشکلیں درپیش ہوں تو وہ ایک لمحہ میں سب مشکلات کو حل کرتا ہے اور اسیطرح
بہت سے فضائل آپکے اُس بادشاہ کے روبرو بیان کیے بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور پوچھا
کہ تیرے غلام کی کیا قیمت ہے اُسنے کہا کہ قیمت اُسکی یہ ہے کہ ایک پلہ ترازو میں اُسکو بیٹھا اور
دوسرے پلے میں جواہر آبدار اور گوہر شاہوار ڈال بادشاہ نے کہا کہ اس قدر تو جواہرات میرے خزانہ
میں نہیں ہیں مگر میں اُسکو برابر زر کے تو خریدتا ہوں جناب امیر نے فرمایا کہ میں پاؤں اپنا پلہ ترازو
میں رکھدیتا ہوں اور تو دوسرے پلے میں زر کو ڈال پس جسوقت کہ میرا پاؤں حرکت کر جائے اور اُٹھ
جائے وہی قیمت میری ہے یہ سُنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ سات خروار زر کے لاؤ جناب امیر نے
پاؤں اپنا ایک پلے میں رکھا اور دوسرے پلے میں اُن خروار زر کو ڈلوایا پائے مبارک نے آپ کے
ذرا حرکت نہ کی غرض اسیطرح چالیس خروار اسمیں ڈالے اور اُس جناب کے پاؤں کو حرکت نہوئی اہل
شہر یہ دیکھکر متعجب ہوئے سائل بھی اپنے اس فعل سے خجل ہوا اور کہا کہ بس مجھے اسیقدر زر اُسکی قیمت
میں کافی ہے جناب امیر نے پاؤں اپنا ترازو سے اُٹھا لیا سائل نے اُس زر و مال کو ایک شخص معتمد

کے سپرد کیا بادشاہ نے حضرت سے نام پوچھا آپ نے فرمایا کہ نام میرے بہت ہیں ایک انہیں سے اسد اللہ
بھی ہے اب تو کوئی خدمت مجھے بتا کہ میں اسکو بجا لاؤں بادشاہ نے کہا کہ خدمت تیری یہ ہے کہ
ہر روز چالیس خروار لکڑیوں کے میرے مطبخ خانہ کیواسطے لایا کر آپنے قبول کیا اور فرمایا کہ اگر تو
کہے تو میں ایکدفعہ ہی تمام ہیزم بیشہ کو جمع کردوں اُسنے کہا کہ نہیں بتدریج لاؤ غرض چالیس اونٹ
آپ کے ہمراہ کیئے اور تین آدمی راہ نما ساتھ چلے اثنا راہ میں شتربان آپ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر عرب ہمیں اجازت دو کہ ہم لکڑیاں آپ کے واسطے جمع کردیں آپنے
انکو اجازت دی اور آپ مشغول سیر بیشہ ہوئے کہ ناگاہ صحرا سے ایک شیر عظیم پیدا ہوا اور اُن چالیس
اونٹوں کو ہلاک کیا اُن تین آدمیوں نے جو یہ دیکھا تو ڈرے اور جناب امیر کو خبر دی آپنے شیر کیجانب دوڑ
کر ایک نعرہ اسد اللّٰہی کیا اور فرمایا کہ او شیر تو نے یہ کیا حرکت کی مگر شیر نے وہاں سے نہ ڈرا اور کچھ
خوف شیر الٰہی کا نہ کیا شیر نے بزبان فصیح کہا کہ یا علی میں نے بہت برا کیا اور میں نجانتا تھا کہ یہ حجازی
آپ سے تعلق رکھتے ہیں اب اگر آپ مجھے حکم دیں تو یہ بوجھ چالیس اونٹوں کا میں شہر میں پہنچا دوں
آپنے فرمایا کہ اچھا اور جنات کو حکم دیا کہ اسپر یہ لکڑیاں لاد دو پس اُن جنوں نے چالیس خروار ہیزم
کی اُس شیر پر لاد دی پس جناب امیر تو آگے آگے جاتے تھے اور وہ شیر پیچھے آپ کے چلا آتا تھا تا کہ
داخل شہر ہوئے شیر کے آنے سے ایک غلغلۂ عظیم شہر میں پڑ گیا اور آدمیوں نے یہ قبیل تمام بادشاہ کو
خبر پہنچائی بادشاہ یہ سنکر جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال پوچھا آپنے فرمایا کہ یہ شیر ہر روز
چالیس خروار ہیزم کے تمہارے باورچیخانہ کے لئے لادیا کریگا اور کچھ کھانا اور پانی تمسے نہ مانگیگا اور
تمہارے سب حیوانوں کی پاسبانی اور حراست کیا کریگا جماعت یہود نے کہا کہ یہ شیر مردم آزار ہے
آپ نے فرمایا کہ میں نے اس شیر کو منع کر دیا ہے یہ کسی شخص کو تم میں سے آزار نہ پہنچائیگا اگر ایک لڑکا بھی
اسکو صحرا میں لیجائیگا تو اسکے ساتھ بھی چلا جائیگا بادشاہ نے چالیس خروار گندم اسکی پیٹھ پر

لا دے اور ایک قیدی کو جیلخانہ سے منگوا کر اُسکے ساتھ کیا اور کہا کہ اسکو جا کر لیسوالا اور بادشاہ کو امتحان شیر کا منظور تھا کہ آدمی کو آزار دیتا ہے یا نہیں اور اگر اس قیدی کو ہلاک کریگا تو یہ شخص غیر شہر کا رہنے والا ہے کسیکو رنج نہوگا مردم شہر نے دیکھا کہ اُس شیر نے اُس شخص کے پاؤں پر پیشانی کو ملا اور اُسکے ساتھ ہو لیا پس وہ شخص شیر کو خراس میں لیگیا اور گیہوں کو پسوا کر آٹا شیر کے اوپر لاد کر پھیر لے آیا لوگوں کو مشاہدہ اس حال سے تعجب لاحق ہوا اور جناب امیرؑ پر تحسین و آفریں کی پھر جماعت یہود نے آپ سے کہا کہ اے جوان اگر کوئی اور ہنر رکھتا ہے تو دکھلا آپ نے کہا جتنے بیمار تمہارے شہر میں انکو لاؤ تاکہ میں سب کو اچھا کردوں پس جب سب مریض جمع ہوئے تو آپنے درگاہ خالق ارض و سما شفا بخش بندگان میں دعا کی فوراً سب صحیح و سالم ہوگئے پھر اُس جنابنے بغل میں ہاتھ ڈالکر آفتاب کو نکالا اور آسمان کیطرف اسکو رہا کیا اور وہ آسمان پر چلا گیا سبنے دیکھکر لفظ آمنا کو زبان پر جاری کیا بعدہ آپنے فرمایا کہ اے قوم اگر میں چاہوں تو دو انگلیوں پر زمین اور آسمان اُٹھالوں اور یہ فرما کر دست مبارک دراز کرکے گرد شہر کے ایک خط کھینچا اور ساتویں تحت تک اُس شہر کی زمین کو ہاتھ پر اُٹھا کر آسمان کیطرف بلند کیا اور دوپہر تک اُسکو ہاتھ پر بلند کیے رہے تا اینکہ اہل شہر نے فریاد الامان کی بلند کی اور آواز گریہ مرد و زن بلند ہوئی اُسوقت آپنے اُس تختہ زمین کو پھر اُسی جگہ رکھدیا پس یہ معجزات دیکھکر سب اہل شہر مع بادشاہ ایمان لائے اور بادشاہ نے چار سو خروار جواہرات و چار سو گھوڑے اچھے مع زین و لجام طلائی اور چار سو غلام اور کنیز آپکے پیشکش کیے بعدہ وہ جناب مع درویش متوجہ طرف مدینہ کے ہوگئے

معجزہ بست و چہارم

منقول ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک مرد تھا کہ بی بی اُسکی محب علی اور اہلبیت کی تھی اور اُسکا خصم تھا کہ ہر صباح اُٹھکر پہلے سب کام سے جاتی تھی اور روضۂ انور جناب رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا کو دیکھکر گھر میں آتی تھی جب وہ کام گھر کے کرتی تھی ایک روز اُسکے شوہر نے پوچھا کہ اے

عورت تو ہر صبح اُٹھکر کہاں جاتی ہے اُسنے کہا کہ اے شخص مجھے دیدارِ انوارِ جناب محمد مصطفےٰ و علی
مرتضےٰ زندگی سے مجھے تلخ ہوتی ہے اسواسطے کہ میں اُنکی زیارت کو جایا کرتی ہوں اُس مرد نے
کہا کہ اگر سوائے اُنکے اور کسیکی نظر تیرے رُخ پر پڑیگی تو میرے نکاح اور مہر سے باہر ہو جائیگی اُسنے
کہا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا اتفاقاً ایک روز ایک مرد یہودی نے اثنائے راہ میں پوچھا کہ تو کہاں جاتی
ہے اُسنے حال بیان کیا یہودی نے کہا کہ اگر تو انکی دوستی میں صادق ہے تو انہیں کی دوستی کی
تجھے قسم ہے تو نقاب اپنے مُنہ سے اُٹھا کر مجھے صورت اپنی دکھا دے یہ سُنکر عورت نے درگاہِ خدا میں
عرض کی کہ اے عالم السر و الخفیات شوہر نے مجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ اگر اور غیر تیری شکل کو دیکھیگا
تو تو نکاح سے میری باہر ہو جائیگی اور یہ مجھے قسم دلاتا ہے اُنکو بھی ترک نہیں کر سکتی اور تو ہر شخص
کی نیت پر آگاہی رکھتا ہے یہ کہکر نقاب کو مُنہ سے اُٹھا دیا خدا کی قدرت سے اُس یہودی کی نظر
میں وہ عورت نہایت زشت اور بُری معلوم ہوئی وہ شخص دیکھکر چلا گیا یہ عورت دلشکستہ
جناب رسول مقبول پر آئی حسب اتفاق اُنکو اُس روز زیارت کی نصیب نہوئی مغموم اپنے گھر کو
پھری اور آنکر تنور روشن کیا اور پانی اُسپر رکھدیا اور اپنی بچوں کے سر دُھلانے میں مصروف تھی
کہ اُسی میں شوہر اُسکا باہر سے آیا عورت نے اُنکو دیکھکر اپنا مُنہ چھپایا جب شوہر نے اُسکے چھپانیکا سبب پوچھا
تو اُسنے سارا قصہ یہودی کا بیان کیا اور کہا اب تیرے نکاح سے میں باہر ہوں وہ مرد یہ سُنکر
غضب میں آیا اور کہا کہ اگر تو سچ کہتی ہے کہ میں محمد اور علی کو دوست رکھتی ہوں اور کسی
سے سروکار نہیں رکھتی تو اُٹھ کھڑی ہو اور اس تنور میں گر پڑ وہ عورت یہ سُنکر کھڑی ہوگئی اور
وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے فرزندوں کا مُنہ چوما اور تنور کے کنارے پر آئی اُسکے
فرزند اُس سے لپٹ گئے اور رونے لگے اُس عورت نے اپنا دامن اُنسے چھڑا کر تنور میں بسم اللہ
کہکر اور یا سے کہکر کود پڑی فوراً ایک دھواں سیاہ تنور سے پیدا ہوا اور آسمان تک

پہنچا اور لڑکے اُسکے گریہ وزاری کرنے لگے کہ اُنکے رونے پر اُسکا شوہر بھی رونے لگا اور ہاتھ لڑکوں کا پکڑکر خدمت میں رسولِ خدا کے حاضر ہوا اور حال سب بیان کیا وہ جناب بھی چشم پُرآب ہوئے اور حاضرینِ مجلس بھی رونے لگے غرضکہ جناب رسولِ خدا اور علی مرتضےٰ اور اصحاب اُس تنور پر آئے دیکھا کہ ایک دود سیاہ اُس تنور سے سر بفلک کشیدہ ہے آپنے درگاہ باری میں عرض کی کہ تو قادر ہے سب چیز پر اس عورت کو آسیب آتش سے نگاہ رکھ فوراً جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور بعد تحفہ سلام کے عرض کی کہ خداوند عالم ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے تو اندیشہ نکر کہ تیرے دوستوں کو آگ ضرر نہ پہنچائیگی نہ دنیا میں نہ آخرت میں تم اس عورت کو آگ میں سے پکڑ لو آپنے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تم اسکو پکارو آپنے اُس عورت کو آواز دی کہ اے محب اہلبیت آگ میں تیرا کیا حال ہوا اُس عورت نے تنور میں سے آواز دی کہ لبیک لبیک وسعدیک یا امیرالمومنین و امام المتقین و خلیفہ سید المرسلین و ابن عم رسول رب العالمین پس اُسیوقت وہ دود تنور برطرف ہوا اور عورت مثل ماہ شب چاردہ کے تنور سے باہر نکل آئی دیکھا کہ جناب سرورِ کائنات و امیر عرب تشریف رکھتے ہیں قدموں پر گر کر پایہائے مبارک کو چومنے لگی اور شکر خدا کا بجالائی آپنے پوچھا کہ اے زن صالحہ آگ میں تجھپر کیا گزری اُسنے عرض کی کہ یا حضرت جسوقت میں آپ کی محبت میں آگ میں کودی تو آگ مجھپر گلزار ہوگئی اور مینے دیکھا کہ ایک شخص نورانی شکل قابل سو در جنے کے تشریف لائے اور ہاتھ میرا پکڑکر مجھے اُس آگ میں سے نکال کر ایکبار باغ میں لیگئے جب وہاں پہنچی تو ہزار کنیزان ماہ جبیں میری زیارت کو آئیں اور میری بہت سی تعظیم و تکریم کی اور کہا کہ تو محبان اہلبیت سے ہے میں اُن حوروں سے ہمکلام تھی کہ اس اثنا میں آواز سُنی کہ کوئی مجھے پکارتا ہے پھر اُس شخص نے ہاتھ میرا پکڑکے آپ کے حضور میں حاضر کیا آپنے پوچھا کہ تو اُس شخص کو پہچانتی ہے اُسنے کہا کہ ہاں میں خوب پہچانتی ہوں کہ وہ شخص امیرالمومنین علی ابن ابیطالب ہیں کہ آمیں جبرئیل امین جانب رب

جلیل سے نازل ہوے اور کہا کہ اے رسول اللہ یہودی نے اس عورت کی صورت نہیں دیکھی خدا تعالےٰ
نے اسکی صورت کو اسکی نظر سے محفوظ رکھا تھا تا کہ اس عورت پر طلاق واقع نہو یہ سنکر زن و شوہر خوشنود
ہوے اور اطفال بھی اپنی ماں کو دیکھکر شاد ہوے اور جناب رسول مقبول و التسر الکو تشریف لیگئے

معجزہ بست و پنجم

مذکور ہے کہ ایکروز جناب رسالتمآب بعد نماز صبح پشت مبارک محراب سے سات تکیہ
حدیث فرما رہے تھے اور گرد آپکے انصار و مہاجرین بیٹھے حدیث سن رہے تھے کہ ایک جماعت
سراسیمہ و پریشان و حیران مسجد میں آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک شتر دیوانہ ہوگیا ہے اور چنگھاڑتا
چنگھاڑتا اسطرف کو چلا آتا ہے اور صاحب شتر بھی پیچھے اسکے ہے یہ کہہ رہے تھے کہ شتر بھی
آن پہنچا اور باواز بلند کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ میں اپنے صاحب کے جور و جفا سے حضور میں
پناہ لایا ہوں اُس جناب نے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے شتر تو جانتا ہے کہ خدا تعالے نے
تجکو اپنے بندوں کی راحت اور آرام کیواسطے پیدا کیا ہے اور تجھے طاقت اور قوت بھی دی ہے تاکہ
موافق اپنی قوت و طاقت کے بوجھ انکا اٹھاوے شتر نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ آپ سچ فرماتے
ہیں مگر صاحب میرا حد میری اور اپنی نہیں جانتا پوچھا کہ تیرا صاحب کون ہے، کہا کہ ابو الفتوح اور
پیچھے میرے لکڑی لئے میرے آزار دینے کو چلا آتا ہے کہ ہمیں ابو الفتوح بھی آن پہنچا آپنے فرمایا
کہ اے ابو الفتوح اپنے قہر و غضب کو فرو کر اور شتر کو آزار نہ دے یہ سنکر ابو الفتوح نے لکڑی ہاتھ سے
پھینکدی اُس جناب نے اول شتر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت ابو الفتوح
کے چالیس اونٹ جوان ہیں اور میں اُن سب میں پیر و ضعیف و ناتوان ہوں اور یہ صاحب میرا
سب سے زیادہ مجھپر بوجھ لادتا ہے اور میری پیری و ضعیفی کا کچھ خیال نہیں کرتا پس یا حضرت
آپ دعا کریں کہ خدا تعالے یا تو مجھے جوان کردے کہ میں اپنے صاحب کا خاطر خواہ بوجھ اُٹھاؤں
یا اُسکو مجھپر شفیق و مہربان کردے آپنے فرمایا کہ میں دونوں باتوں کے لیے دعا کرونگا اور اسکے واسطے

دعا کے بلند کیے سب اصحاب نے بھی آمین کہی کہ اسی میں شتر نے ایک آواز اسطرح کی کہ سب بیہوش ہو گئے
اور جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ شتر جوان بین پنج سالگی ہو گیا ہے پس شتر آپکے روبرو آیا اور خاک
پر منہ ملنے لگا کہ اسی میں جبرئیل امین جانب رب جلیل سے یہ پیغام لیکر حاضر ہوئے کہ اے رسول مقبول
خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ اے حبیب ہمارے جانب مغرب ایک کافر ہے شاہ
بتاں اسکا نام ہے اور وہ چالیس قلعہ کا مالک اور پایہ تخت اسکا ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ غنقا
کہتے ہیں اسنے اپنے لشکر کو مسلح کیا ہے اور چاہتا ہے کہ تم سے لڑنے کو آئے اے محمد تم ابوالفتوح سے
یہی اونٹ لیکر اسپر سوار ہو اور زمام اسکی گردن پر ڈالدو اور سورہ یٰس کو پڑھنا شروع کرو
جب تم اس سورہ کو تمام کروگے تو شتر تمہارا بحکم خدا تین سو فرسخ پر پہنچ گیا ہوگا تم اپنے اصحاب
کہدو کہ سات روز مجھے معاف رکھیں آٹھویں روز میں انجگہ سے آن ملونگا اور کسیکو اپنے اصحاب
سے ہمراہ اپنے نہ لو تنہا جاؤ خداوند عالم فرماتا ہے کہ تو خاطر جمع رکھ میں خداوند عالم ہوں تیری
محافظت کرونگا آپنے پوچھا کہ اے اخی جبرئیل علی ابن ابی طالب کو بھی اس سفر میں اپنے ہمراہ لوں
یا نہ لوں جبرئیل نے عرض کی کہ یا حضرت خدا تعالے علی کو وہیں تمہارے پاس حاضر کردیگا پس
اس جناب نے مضمون وحی کا اصحاب سے بیان کیا اور ابوالفتح سے شتر کو لیکر اسپر سوار ہوئے اور مہار اسکی
گردن پر ڈالدی اور سورہ یٰس کو پڑھنا شروع کیا جب سورہ تمام ہوا تو شتر ایک بلندی پر پہنچا اس
جناب نے جب نگاہ کی تو ایک کوہ بلند نظر آیا کہ ایک نہر پانی کی اسکے گرد جاری ہے اور چالیس
میدان اس پہاڑ پر ہیں پس جب شتر اس جناب کا زیر قلعہ غنقا پہنچا تو بیٹھ گیا اور آپ اسپر سے
نیچے اترے اور عصا ہاتھ میں لیکر کنارے کنارے خندق کے روانہ ہوئے اور اونٹ چرنے میں
مشغول ہوا نگاہبانان برج قلعہ نے دیکھا کہ جانب دیار عرب سے ایک نور پیدا ہوا ہے اور ایک شتر
سوار ٹیلہ پر آیا ہے کہ نور روئے مبارک کا اسکے آفتاب پر سبقت لیگیا ہے پس اس جناب نے ایک نعرہ

کہا کہ دیدہ بان مثل بید لرزنے لگے آپنے فرمایا کہ اے دیدہ باناں تم جاکر شاہ شمس تنا سے کہو کہ پیغمبر
آخر الزماں محمد مصطفےٰ آیا ہے اور کہتا ہے کہ اے شاہ شمس باہر آکہ میں بحکم مالک الملک کے آیا ہوں تاکہ
تجکو اور تابعین کو تیرے ہدایت کروں اور راہ حق دکہلاؤں دوسرے یہ کہ تو اندنوں ارادہ رکہتا
تہا کہ مدینہ میں مجھسے لڑنے کو آوے اور یہاں سے مدینہ تین سو فرسخ ہے اور لشکر کثیر اس مسافت
دور و دراز پر اپنے ساتھ لانا چاہتا تہا اور میں تنہا آیا ہوں اور تجپر کام کو آسان کیا ہے اور تیری
مشقت اور محنت کو بچایا ہے اٹھہ اور باہر آکہ تجھے مسلمان کروں والا سب تیرے قلعوں کو مثل شہر
لوط سرنگوں کروں دیدہ بان یہ سنکر بادشاہ کے پاس دوڑے گئے اور شاہ رو دعا بجالائے بادشاہ
نے پوچہا کہ اے دیدہ باناں یہ کیسی آواز تہی کہ مینے سنی اور کیوں تمہارے چہروں کا رنگ اڑگیا ہے
انہوں نے کہا کہ محمد عربی آیا ہے اور سب قصہ بیان کیا شاہ شمس نہایت پرخوف ہوا اور وزرا اور امرا
کیطرف دیکہکر کہا کہ مینے سنا ہے کہ یہ محمد جہوٹ نہیں بولتا اور جو وہ کہتا ہے خدا اسکا وہی کرتا ہے
بہتر یہ ہے کہ ہم تم سب باہر جاویں اور محمد سے معجزہ طلب کریں اور جب وہ معجزہ دکہلاوے تو ہم
اسکی اطاعت کریں اور اسکی امت میں ہوجاویں بادشاہ کا ایک خواہر زادہ تہا بڑا پہلوان املاک بت
پرست اسکا نام نہایت شجاع اور زبردست کہ تمامی اس قلمرو میں اسکا نظیر نہ تہا وہ بہی پایہ تخت
بادشاہ کے حاضر تہا جب اسنے شاہ شمس سے یہ بات سنی تو صندلی پر سے کود پڑا اور شمشیر نیام سے
کہینچی اور بادشاہ سے کہا کہ تو میری قوت پر بادشاہی کرتا ہے محمد ساحر سے کیا ہوسکیگا اور
تونے اس سے کیا دیکہا ہے کہ اسکے دین کو قبول کرتا ہے ایک دیدہ بان نے کہا کہ اے املاک محمد کے
حق میں ایسی باتیں نہ کہہ کہ اگر وہ محمد مصطفےٰ ہے تو ہم سب کا کام تمام کریگا املاک نے زور سے
ایک طپانچہ اسکے منہ پر مارا اور کہا کہ اے مردک یہ نالائق باتیں تو کیوں کرتا ہے اور شاہ شمس سے
کہا کہ اگر تو تابع محمد کا ہوگا تو اول میں تجہی کو قتل کرونگا اور پہر بعد تیرے محمد کو قتل کرونگا الغرض

شاہ نے املاک سے بہت لابہ وچاپلوسی کی اور کہا کہ تو خفا نہو جو تو کہیگا وہی ہم کرینگے املاک نے
دیدہ بان سے کہا کہ تو جا اور دربان سے کہہ کہ دروازہ کھولدے اور محمدؐ سے کہہ کہ شاہ شمس کہتا ہے
کہ اگر تو سچ کہتا ہے اور خدا تیرا برحق ہے تو تو قلعہ میں آ اور کوئی معجزہ ہمیں دکھلا تا معلوم ہو کہ دین
تیرا سچا ہے اور ہم سب تیرے مطیع ہوں اور تیرے دین میں آئیں اور تیرے حکم کی اطاعت کریں
دیدہ بان بتعجیل تمام روانہ ہوا اور ایک جماعت بھی اسکے پیچھے روانہ ہوئی تا دیکھیں کہ محمد
کیسا ہے اور کیا کہتا ہے غرض دیدہ بان دروازے پر پہنچا اور دربان کو حکم دیا کہ تو دروازے کو کھول
اور پل کو خندق پر ڈالدے اور دیدہ بان آپکے روبرو آیا اور کہا کہ اے محمد شاہ شمس کہتا ہے
کہ اگر تو سچا ہے اور خدا تیرا برحق ہے تو قلعہ کے اندر چلا آ اور معجزہ ہمیں دکھلا تا ہمکو معلوم ہو کہ
تو پیغمبر برحق ہے ہم تیرا دین قبول کریں اس جناب نے جب یہ بات سنی تو قدم مبارک پل پر رکھا
اور فرمایا کہ لیا میں نے اس قلعہ کو بحکم خدا اور بسم اللہ کہکر قلعہ کے اندر پاؤں رکھا پس جونہیں وہ جناب
قلعہ کے اندر تشریف لائے تو سب آدمیوں نے سنا کہ در و دیوار سے صدا اللهم صل علی محمد و آل محمد کی
آتی ہے پس یہ آواز در و سنکر سب لوگ حیران ہوئے غرض جب وہ جناب دروازہ پر بارگاہ شمس کے پہنچے
تو دیدہ بان آگے دوڑ گیا اور شاہ شمس سے کہا کہ یہی ہیں محمد عربی کہ تیرے دروازے پر کھڑے ہیں
املاک نے کہا کہ اسکو اندر بلا تا ہم اسکو آنے سے پشیمان کریں غرض آپ مجلس شاہ شمس میں تشریف
لیگئے اور جونہیں قدم مبارک مجلس میں رکھا تو آتشکدہ کہ سالہائے سال سے روشن تھا فوراً بجھ گیا
اور خاکستر ہوگیا سب کافر یہ دیکھکر حیران ہوئے آپنے فرمایا کہ سلام ہو میرا اس بارگاہ میں اس شخص پر
جو جانتا ہو کہ اس ہجدہ ہزار عالم میں خدا ایک ہے اور میں محمد ہوں پیغمبر اسکا اور فرستادہ اسکا ہوں
کسی شخص کو اس مجلس میں بخوف املاک طاقت جواب سلام کی نہوئی مگر شاہ شمس کہ اپنی جگہ
سے کھڑا ہوا اور کہا کہ علیک السلام اور پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا پس اس جناب نے سجادہ دوش مبارک

سے اُتار کر بچھایا اور اُسپر بیٹھ گئے املاک حضرت کو دیکھکر صندلی پر سے کودا اور شمشیر مثل تختہ
دوکان کے نیام سے کھینچکر بولا کہ اے اعرابی تو کون ہے کہ مجھسے نہیں ڈرتا اور خدائے نادیدہ
کی ستائش و ثنا کرتا ہے اُس جناب نے فرمایا کہ استغفر اللہ العظیم اے ناکس بخت برگشتہ تو کون ہے اُسنے کہا
کہ املاک بت پرست جو سُنا ہوگا وہ میں ہی ہوں آپنے فرمایا کہ آ اور بت پرستی سے توبہ کر اور اسلام
کو قبول کر تا خدا تعالے تجھسے راضی ہو املاک نے کہا کہ اے محمد خدا ہمارا کہ اسجگہہ حاضر تھا جب تو آیا
تو وہ خاموش ہوگیا تاکہ اب وہ کہاں گیا آپنے فرمایا کہ اے ملعون آگ دوزخ سے آئی ہے اور وہ
لائق خدائی کے نہیں ہے وہ آگ جسکو تو خدا جانتا ہے اپنی اصل کیطرف رجوع کر گئی اور جہنم میں وہ تیرا
انتظار کرتی ہے املاک ان باتوں سے متغیر ہوا اور تلوار کو حرکت دی اور کہا کہ میں تجھے ایک ضرب سے
ہلاک کر ڈالونگا تا اوروں کو عبرت ہو اور تو کسیکو علم سحر سے گمراہ نہ کرے اور سُنا ہے میں نے کہ سب تیرے
ہاتھ سے آزردہ ہیں اور چاہا کہ تلوار حضرت پر مارے مگر بفرمان ایزد متعال ہاتھ اُسکا خشک ہوگیا فریاد
کرنے لگا اے محمد توبہ کرتا ہوں میں کہ پھر ایسی گستاخی نکرونگا جانا میں نے کہ خدا تیرا برحق ہے دعا کر کہ
ہاتھ میرا اچھا ہوجاوے پس جناب رسول مقبول نے دعا کی کہ ہاتھ اُسکا پھر درست ہوگیا اُس ملعون
نے کہا کہ اے محمد سحر میں تو اپنا نظیر نہیں رکھتا لیکن اگر معجزہ ہمیں دکھلاتے تو ہم مسلمان ہوجائیں
اور میں نے سُنا ہے تیرے پاس بہت سے معجزات ہیں پس اگر جو کچھ کہ ہم چاہیں تم ہمیں دکھلاؤ تو ہم
دین تیرا قبول کریں فرمایا کہ جو معجزہ تو چاہے میں تجھے بتوفیق خدا اُسکو دکھلاؤں املاک یہ سُنکر گھر میں
سے باہر گیا اور ایکساعت کے بعد ہتیار جنگ سے پہنکر آیا اور ایک کافر دوسرا اُسکے ہمراہ تھا اور چادر میں
ایک چیز لپیٹکر لایا اور کہا کہ اے محمد اگر تو بتا دیوے کہ اس چادر میں کیا ہے تو ہم دین تیرا قبول
کریں آپنے فرمایا کہ ایکدم صبر کر تا میں تجھکو بتاؤں املاک نے کہا کہ معلوم ہوا کہ تو نہیں جانتا آپنے
فرمایا کہ ابھی جبرئیل امین خدا کے نزدیک سے آتا ہے اور مجھے پیغام دیتا ہے اور میں تجھے بتاتا ہوں کہ وہ

کہ میں بغیر حکم خدا تعالے کے کسی چیز کو نہیں کہہ سکتا کہ اسمیں تو ناگہاں جبرئیل امیں آئے اور کہا کہ خدا
تعالے آپ کو تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ املاک ملعون سے کہو کہ کل شکار کو گیا تھا
اور آہو کو زندہ کمند میں گرفتار کرکے لایا تھا اور قلعہ میں اسکو لا کر میخ سے باندھ دیا تھا اور تو نے نہ
اسکو دانا پانی دیا آسنے نہ کہا یا تو نے غصہ ہو کر ایک لکڑی اسکو ماری کہ وہ مر گیا پس اسکو تو
اس چادر میں لپیٹ کر لایا ہے غرض چادر کو جو کہولا تو اسمیں آہو مرا ہوا نکلا آپنے اس آہو کیطرف
خطاب کرکے فرمایا کہ قم باذن اللہ بمجرد آپکے فرمانے لگے آہو حرکت میں آیا اور زندہ ہو کر کھڑا
ہو گیا اور قدرت خدا سے گویا ہوا اور کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ حقا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک
رسول اللہ و ان علیا ولی اللہ آپنے جواب سلام کا دیا اور فرمایا کہ اے آہو کیا تجھپر گزرا آہو نے عرض
کی کہ یا محمد میری فریاد کو پہنچو کہ میں دو بچہ رکھتی ہوں کل میں انکو مکان میں چھوڑ کر چرنے میں
مشغول ہوئی کہ املاک کافر نے مجھکو کمند مار کر پکڑ لیا اور میخ آہنی سے مجھکو باندھکر آب و علف میرے لیے نہ
لایا میں فرزندوں کے غم مفارقت کے سبب کچھ نہ کہا یا اسنے مجھے لکڑیاں مار کر ہلاک کیا اور اس
چادر میں لپیٹ کر لایا الحمد للہ کہ میں ساتھ دولت دیدار تمہارے کے مشرف ہوا اور بدولت آپکے
دوبارہ زندگی پائی یا رسول اللہ اب میری آرزو یہ ہے کہ میں اپنے فرزندوں کو جا کر دیکھوں ڈرتی
ہوں کہ مبادا انکو بھیڑیا کہا گیا ہو یا بھوک پیاس کے مارے مر گئے ہوں اے رسول خدا اگر مجھے
املاک سے رخصت دلواؤ تو میں جا کر انکو دودھ پلاؤں اور اگر زندہ ہوں تو انکو بھی اپنے ساتھ لے
آؤں اور وقت نماز پیشین میں آنکر حاضر ہونگی پس اسوقت املاک جو چاہے میرے حق میں کرے جب
یہ باتیں آہو نے کہیں تو اہل مجلس سے شور و فغاں برپا ہوا جناب رسول خدا نے املاک سے کہا کہ
تو اسکو اجازت دے کہ اپنے بچوں کو جا کر دودھ پلا آئے اس ملعون نے کہا کہ اے محمد اگر یہ آہو
تیرے خدا اقرار نہ کرتا تو میں اسے آزاد کر دیتا مگر اب اسکو میں آگ میں جلاونگا آہو نے جو یہ سنا

تو فریاد کرنے لگی اور کہا کہ اے محمد میرے فریاد کو پہنچو اُس ملعون نے کہا کہ محال ہے کہ میں تجھے آزاد کروں اور ابھی تجھے میں جلاتا ہوں دیکھوں کہ محمد کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے سیاہ دل غضب الٰہی سے ڈر ملاک نے کہا کہ اے محمد اگر تو ضامن ہو جاوے اور شرط کرے کہ اگر وہ وقت معین پر نہ آئے تو اوسکی عوض میں تجھکو قتل کرونگا آپ نے فرمایا کہ میں ضامن ہوں اور شرط کی ملاک نے منشیوں کو بلا کر ضمانت نامہ لکھوایا اور آہو کو چھوڑ دیا اور اُس جناب پر ایک جماعت کو موکل کیا کہ یہ بھاگ نہ جائیں ملاک کا ایک وزیر تھا یہودی دشمن خاندان رسالت اُسکو بلاکر ملاک نے سارا قصہ روبرو اُسکے بیان کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چار ہزار آدمی چار طرف قلعہ کے تو ٹھہرے کہ جسوقت آہو آوے تو اُسکو وہ ہلاک کریں تا وعدہ خلافی ظہور میں آوے اور میں محمد کو قتل کردوں وزیر نے کہا کہ اے ملاک محال ہے کہ آہو دام سے نکلا ہوا پھر عود کرے ملاک نے کہا کہ اے وزیر دین محمد برحق ہے اور اُنسے معجزات غریبہ دکھلائے اور بخاطر تمام آہو کا ضامن ہوا ہے اور جو وہ ارادہ کرتا ہے اُسکا خدا وہی کر دیتا ہے وزیر یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ جب تجھے اُسکا یقین ہے تو پھر اُس سے مکر وحیلہ کیوں کرتا ہے غرض جسطرح ملاک نے کہا وزیر نے ویسی کیا لیکن ادھر آہو جب اپنے مکان پر پہنچی تو دور سے دیکھا کہ اُسکے گھر میں بھیڑیا سوتا ہے یہ دیکھکر خون رنگی آنکھوں سے جاری ہوا اور اپنے دلمیں کہا کہ گرگ نے تیرے بچے تو کھائے اب شاید تیرا انتظار کرتا ہے مبادا تجھے بھی کھا جاوے اور محمد تیری عوض میں قتل ہوں تو اُسکے پاس نہ جا اور اُلٹی پھر چلی مگر پھر محبت نے فرزندوں کے جوش کیا اور کہا کہ چونکہ تین روز سے تو نے کچھ نہیں کھایا ہے آنکھوں تلے شاید تیرے اندھیرا چھایا ہے اس سبب تیرے خیال میں گرگ آیا ہے شاید گرگ نہ ہو چلکر دیکھ تو سہی غرض جب قریب پہنچی تو آواز پاؤں کی گرگ کی کان میں گئی وہ جاگ کر اُٹھ بیٹھا ہرنی اُسکو دیکھکر خوف کے مارے اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی اور قوت آگے جانے کی نہ پائی

اور کہا کہ الحکم للہ العلی الکبیر الٰہی تو جانتا ہے میرے حال کو مجھے شر سے گرگ کے بچا تا جلدی
خدمت میں تیرے پیغمبر کے پہنچوں پس بفرمان الٰہی وہ گرگ گویا ہوا اور کہا کہ اے مادہ آہو میں نے تیرے
بچوں کو آزار نہیں دیا اور سلامت رکھا ہے ہرنی نے کہا میں تیری بات کا کیونکر یقین کروں
گرگ یہ سنکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ اے مادہ آہو بحق محمد مصطفےٰ کہ آج تو نے اسکو دیکھا ہے اور وہ تیرا
ضامن ہوا ہے آگے آہو مادہ نے کہا کہ اے گرگ اگر یہ بات تو نہ کہتا تو مجھے تیری بات کا یقین
نہ ہوتا اب جانا میں نے کہ تو سچ کہتا ہے اور جناب رسالت مآب نے بھی مجھ سے ارشاد کیا تھا کہ تو اپنے فرزندوں
کو دیکھے گی اور میں جانتی ہوں کہ اس جناب کی بات خلاف نہیں ہوتی پس ہرنی آگے گئی اور گرگ
مادہ نے عذر خواہی کی اور کہا کہ اب تو میرا قصہ سن کہ خدا تعالےٰ نے مجھے بھی دو فرزند عنایت
کیے تھے اور وہ دونوں مر گئے میں نہایت غمگین ہوئی ناگاہ گزر میرا اس جگہ ہوا اور تیرے بچوں
کو مہجور و پریشاں دیکھا میں نے دل میں کہا آیا ماں باپ انکے کیا ہوئے کہ کہیں یہاں انکا نشان نہیں
معلوم ہوتا پس میں بہت روئی اسواسطے کہ کار دنیا تمام رنج و الم اور غم و اندوہ ہے اے آہو مادہ
بسبب اپنے فرزندوں کے درد کے تیرے فرزندوں کا قصد کہانے کا نہ کیا اسواسطے کہ مار گزیدہ
قدر مار گزیدہ کی جانتا ہے پس تیرے بچوں کو چھوڑ کر قصد آگے جانیکا کیا چند قدم آگے گئی تھی
کہ مجھے خیال ہوا کہ تو جاتی ہے صیاد اکوئی گرگ سیاہ دل آ نکلا انکو کہا جائے اس فکر میں تھی کہ
ناگاہ ایک سوار پہنچا کہ صلابت اور شوکت سے اسکی زمین و زماں لرزتا تھا مجھ سے کہا کہ اے گرگ
مادہ میں ہوں علی ابن ابی طالب تو ان بچوں کی محافظت کر اور دودھ پلا یہ سنکر میں دوڑی اور پیشانی
اپنی دلدل کے سم پر ملی اسنے کہا کہ اے گرگ مادہ ان بچوں کی ماں کو اعلاک بت پرست پکڑ کر
لیگیا ہے فردا جناب رسولخدا اسکے ضامن ہونگے اور اسکو رہا کرائیں گے اور وہ آ کر اپنے بچوں کو
دودھ پلاوے گی اے گرگ مادہ جبتک انکی ماں آئے تو انکو دودھ پلا اور انکی محافظت کر میں نے جاتے

اُس جناب کی کہ اے آہو مجھے قسم ہے علی ابن ابی طالب کی کہ میں نے اس وقت تک اس بھیڑیوں کو منع
کیا ہے اور تیرے بچوں کو اُنسے بچا لیا ہے پس ہرنی اپنے بچوں کے پاس آئی اور اونکو دودھ پلایا
بچوں نے پوچھا کہ اے ماں تم تین روز تک تو کہاں تھی اگر یہ گرگ مادہ ہماری حفاظت نکرتی تو ہمیں
بھیڑیے کہا جاتے آہو مادہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ املاک مجھے قید کرکے لیگیا تھا
اور اُسنے مجھے مار ڈالا تھا پھر جناب سوختہ نے مجھے زندہ کیا اور املاک سے وہ جناب میرے ضامن
ہوئے ہیں کہ اگر نماز پیشین تک نہ پہنچوں تو میری عوض اُس جناب کو قتل کریں بچوں نے
یہ سنکر کہا کہ اے ماں دودھ پینا اب ہم پر حرام ہے جبتک کہ وہ جناب ضمانت سے باہر نہ آئیں
پس آہو نے کہا کہ اے گرگ تو آتی او ربیعت کر کہ میں جاکر اُس جناب پر اپنی جان قربان کروں
گرگ مادہ نے کہا کہ میں بھی آرزومند اُس جناب کی زیارت کی ہوں بچوں نے کہا کہ ہمیں کہاں
چھوڑے جاتے ہو ہمیں بھی ساتھ لیچلو غرض سب ساتھ ہی ہوئے اور پہنچے قریب قلعہ عتقا کے فوج نے
جو آہو کو آتے دیکھا تو سب نے تیر کمانوں میں جوڑے اور چاہا کہ آہو پر مینہ تیروں کا برسائیں کہ دفعۃً
ایک ایسا نعرہ اللہ ہو اکبر کا اُنکے کانوں میں پہنچا کہ سب تھرانے لگے اور بیہوش ہوگئے اور ہاتھوں سے
سبکے کمانیں چھوٹ پڑیں جب ہوش میں آئے تو دیکھا کہ ایک سوار جانب بیرسبے پیدا ہوا
کہ صلابت و دبدبہ سے اُسکے زمین و آسمان لرزتا ہے پس پہلے گرگ دوڑا اور سر اپنا سم اسپ پر
رکھا پھر آہو اور آہو کے بچوں نے دوڑکر سر اپنا پاے دلدل پر ملا تا اینکہ ان سب نے دیکھا کہ گرگ اور آہو
اُس سوار سے ہمکلام ہیں اور دعائیں کرتی ہیں غرض اُس سوار نے اُن کافروں سے باواز بلند کہا کہ
اے ملعونان گمراہ تم سب نبوت جناب رسالت مآب کی تصدیق کرو ورنہ ایک کو تم میں سے زندہ نچھوڑونگا
عنتر یہودی نے کہا کہ تو کون ہے کہ ہمکو دین محمد کیطرف دلالت کرتا ہے سوار نے کہا کہ میں ہوں علی ابن
ابی طالب اُن ملعونوں نے جو نام علی کا سنا تو بند بند انکا کانپنے لگا یہودی نے بانگ لشکر پکاری

کہ اے نامردو آخر ایک شخص سے زیادہ نہیں ہے اُسکو گھیر لو اور نہ چھوڑو کہ بھاگ جاوے پس وہ چار
ہزار آدمی دفعتًہ جناب امیرؑ پر حملہ آور ہوئے یہ دیکھکر گرگ مادہ بھی حملہ آور ہوئی اور جس سوار
پر حملہ کرتی تھی اُسکو گرا دیتی تھی پھر جناب امیرؑ نے بھی ذوالفقار نیام سے کھینچی اور حملہ اُن کافروں
پر کیا ایکساعت میں بضرب ذوالفقار اکثر ملاعین کو بدار البوار پہنچایا تا اینکہ زبیر یہودی کو بھی
بتیغ آبدار سے مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا اور باقی لشکر بھاگا اُس جناب نے اُنکا تعاقب کرکے چار
سو کافر اور قتل کئے اور باقی جو بچ رہے تھے وہ بھاگ کر قلعہ میں پہنچے جناب امیرؑ نے آہو اور گرگ
سے کہا کہ تم جلد جناب رسولخدا کی خدمت میں پہنچو اور آپ بھی پیچھے اُنکے قلعہ میں آئے اور گرگ
اور آہو مع بچوں اپنے کے مجلس شاہ شمس میں داخل ہوئے اُسوقت حال اہل مجلس کا یہ ہوا کہ
جس شخص کی نظر رخ انور جناب امیرؑ پر پڑتی تھی فوراً جان مالک دوزخ کے سپرد کر دیتا تھا
تا اینکہ سو آدمی اور مر گئے شاہ شمس نے کہا کہ کیا چیز واقع ہوئی کہ لوگوں نے مرنا شروع کیا کہ اسمیں
ملازمین املاک کے حاضر ہوئے اور املاک سے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اب علیؑ محمدؐ کے پاس
بیٹھا ہے املاک نے یہ سُنکر شاہ شمس سے کہا کہ بازوئے علیؑ سے بازو میرا قوی تر ہے کیونکہ
تمام ضلع مغرب میں فن کشتی میں میری برابری نہیں کی اچھا ہے کہ میں اُسکے ساتھ کشتی
کروں اور ایسا اُسکو پٹخوں زمین پر کہ استخوان پہلو اُسکے ریزہ ریزہ ہو جائیں یہ کہکر وہ لعین
اُٹھا اور آگے جناب امیرؑ کے آیا کہ اے علیؑ محمدؐ یہاں موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ جانوں کہ
تو نے ان بازوئے باریک کے ساتھ کیونکر دروازہ خیبر کا اُکھاڑا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے
املاک تو کیا کرنا چاہتا ہے اُسنے کہا کہ میں کشتی کرنا چاہتا ہوں اگر میں تجھے پچھاڑوں
تو خون تیرا مجھ پر حلال ہے اور اگر تو مجھے زمین پر گرائے تو خون میرا تجھ پر حلال ہے جناب امیرؑ نے
قبول کیا اور خدا کو ساتھ عظمت اور بزرگواری کے یاد کرکے قدم مبارک آگے رکھا املاک نے

دونوں ہاتھ حضرت کی کمر میں ڈالدیئے اور تین زور ایسے کئے کہ اگر درخت پر کرتا
تو وہ بھی زمین سے اکھڑ جاتا مگر مطلق اُس جناب کو حرکت نہوئی پھر جناب امیرؑ نے اُس سے کہا
کہ اے غافل نابکار تو اپنے زور کو تو آزما چکا اب زور مردوں کا بھی آزما املاک نے جو نگاہ کی
تو دیکھا کہ دونوں پاؤں اُس جناب کے بسبب قوت کے پتھر کے اندر گھس گئے ہیں حیران ہو کر
یہ زور علیؑ میں کہاں سے آیا اسی خیال میں تھا کہ اُس جناب نے کمر میں اُسکے ہاتھ ڈالکر مثل
گیند زمین سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا شاہ شمس نے یہ حال دیکھکر کہا کہ یا علیؑ تو ولی ہے
علی خدا اور وصی مصطفےٰ میں دیکھتا ہوں کہ سب کافروں کو تو نے سرنگوں کیا مگر اس سگ
نابکار کو جہنم میں بھیج کہ اس نے ہمیں نہ چھوڑا کہ ہم مسلمان ہوتے یہ سنکر اُس جناب نے املاک کو ایسا
زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکی ریزہ ریزہ ہو گئی اور جان مالک دوزخ کے سپرد کی پس شاہ شمس مع
سب امرا اور ملازمین کے آئے اور کہا کہ اے رسولِ خدا ہمکو مسلمان کرو آپنے فرمایا کہ کہو اشہد ان
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ شاہ شمس اور
سب ملازمین اُسکے اسلام لائے اور کہا کہ ہم سب غلام آپکے ہیں اور چالیس قلعہ میرے
ہاتھ میں ہیں آپ اُنکی سیر کریں پس آپ اور جناب امیرؑ و شاہ مع امرا قلعہ بقلعہ پھرے اور سب کی
سیر کی اور بتوں کو توڑا اور شاہ کو شرائع اسلام کی تعلیم کی اور بادشاہی اُسی پر مقرر کی
اور آپ متوجہ مدینہ طیبہ کے ہوئے اور طی الارض کرکے آٹھویں روز آنحضرت پہنچے اور سارا حال اصحاب
سے بیان کیا اور بہت سامان جو وہاں سے لائے تھے سب اصحاب اور مساکین پر تقسیم کیا معجزہ
بست و ششم منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین علی ابن ابی طالب بیٹھے تھے کہ وہاں
ایک درخت تھا انار کا کہ خشک ہو گیا تھا کہ ایک جماعت آپ کی دوستوں اور دشمنوں کی
آئی جناب امیرؑ نے ارشاد کیا کہ آج تمکو ایک آیت اور معجزہ دکھاتا ہوں مثل ید حضرت

جیسے کہ بنی اسرائیل میں سے سب نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ اس انار خشک کیطرف نگاہ کرو جب
سب نے اسکی طرف دیکھا تو وہ درخت حرکت میں آیا اور سبز ہوگیا اور بار آور ہوا اور انار پیدا ہوئے پس جب
سب آدمی دیکھکر تعجب میں آئے آپنے فرمایا کہ اٹھو اور بسم اللہ کہکر انار کہاؤ عرض سب اٹھے
اور درخت کے پاس آئے اور ساتھ انار کیطرف بڑھایا پس جو دوست آپکے تھے اُنکے ہاتھ میں
تو انار آجاتا تھا اور جو دشمن آپکے تھے اُنسے انار اوپر چلا جاتا تھا اور بلند ہوجاتا تھا لوگوں
نے جب اسکا باعث پوچھا تو فرمایا باعث اسکا یہ ہے کہ جو دوست ہمارے ہیں اُنکے ہاتھوں
میں تو آتا ہے اور ہمارے دشمنوں کے ہاتھ میں نہیں آتا ایہا الناس نزدیک قیامت ایسا ہی
حال ہوگا کہ دوست ہمارے بہشت میں تختوں پر بیٹھے ہونگے تکیہ لگائے اور جب کسی میوے کی
طرف رغبت کرینگے تو شاخ اُس درخت کی اُنکے پاس آجائیگی اور وہ بے زحمت اسکو توڑ کر
کہائینگے اور ہمارے دشمن دوزخ میں سے بہشتیوں کو دیکھینگے اور انکا ہاتھ بہشت کی نعمتوں تک نہ پہنچیگا
اُسوقت وہ اہل بہشت سے کہینگے کہ ہمیں بھی تھوڑا سا پانی پلا دو اور وہ نعمتیں کہ جو خدائے
تعالے نے دی ہیں ہمیں بھی دو اہل بہشت کہینگے نعمتیں بہشت کی خدا تعالے نے تمپر حرام
کیں ہیں **معجزہ بست و ہشتم** کتاب قصص الانبیا میں منقول ہے کہ جناب سرور خدا نبی المطلق
برائے جہاد تشریف لیے جاتے تھے کہ نزدیک ایک وادی کے فروکش ہوئے کہ ناگاہ جبرئیل امیں
جناب رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کیا کہ اے حبیب اللہ العالمین اس صحرا میں ایک طائفہ
کفار بنی جان کا تمہارے ہلاک کرنیکے لئے پنہاں ہوا ہے یہ سنکر اُس جناب نے جناب امیر کو بلایا
اور فرمایا کہ اس صحرا میں جاؤ اور دشمنان خدا کو کہ قوم اجنہ سے ہیں قتل کرو ساتھ اس قوت
اور طاقت کے جو خدا تعالے نے تمکو دی ہے اور ان اسمائے الٰہی کو کہ حق جل وعلی نے تمکو اُنکے
ساتھ مخصوص کیا ہے حصن حصین اپنا کرو اور سو آدمی آپ کے ہمراہ کئے پس جب وہ جناب

قریب اُس وادی کے پہنچے تو اُن سو آدمیوں کو وہاں چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا کنارے پر
اُس وادی کے پہنچے اور معوذتین اور اسمارِ الٰہی کو اپنے اوپر پڑھا پھر اُن سو آدمیوں کو اشارہ
کیا کہ اب تم بھی میرے پاس چلے آؤ جب وہ لوگ آگے آئے اور اُس جناب میں اور اُن آدمیوں میں
ایک تیر کا فاصلہ رہا تو ایک آندھی اس زور کی چلی کہ قریب تہا وہ لوگ اُسکی شدت سے مُنہ کے بل
گر پڑیں اسمیں جناب امیرؑ نے بصدائے بلند اور باعلائے صوت فریاد کی اور کہا میں ہوں علی ابن
ابی طالب وصی رسول خدا اور پسر عم رسول مقبولؐ ناگاہ ایک سیاہ رنگ بشکل مہیب صورت پیدا
ہوا کہ شعلہائے آتش اُسکے ہاتھ سے برستے تھے جناب امیرؑ آیات قرآنی پڑھتے ہوئے وادی
کے اندر تشریف لیگئے اور چپ و راست ذوالفقار کے وار کرتے تھے پس وہ قوم جنہ مثل دود
سیاہ کے ہو گئی جناب امیرؑ نے تکبیر زبان سے کہی اور اُس وادی سے باہر نکل آئے سب اصحاب نے جناب
امیرؑ سے پوچھا کہ آپنے کیا دیکھا واسطے امیر المومنین قریب تہا کہ ہم سب خوف و بیم سے ہلاک
ہو جاتے حضرت نے فرمایا کہ جب وہ قوم مجھ پر ظاہر ہوئی تو مینے اسمار الٰہی کو پڑھا وہ سب حقیر اور
ضعیف ہو گئے مینے اُن سے مقابلہ کیا بعض کو اُن میں سے ہلاک کیا اور بقیہ اُنکے مجھ سے پہلے خدمت
جناب رسول خدا میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور مسلمان ہو گئے پس جناب امیرؑ مع اصحاب خدمت بابرکت
رسول خدا میں حاضر ہوئے وہ جناب دیکھکر کمال خوش ہوئے **معجزہ بست و ہشتم** ابو سعید خدری
نے روایت کی ہے کہ ایک روز میں بطحا میں رسول مقبول کی خدمت بابرکت میں حاضر تہا اور ایک
گروہ کثیر بھی اصحاب سے حاضر تھے کہ ناگاہ دور سے ایک غبار بلند ہوا اور دمبدم نزدیک ہوتا تہا
تا اینکہ وہ برابر روئے مبارک جناب رسالتمآب کے پہنچکر ٹھہر گیا اور اُس گرد میں سے ایک آواز
آئی کہ السلام علیک یا رسول رب العالمین آپنے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے
اُسنے جواب دیا کہ یا حضرت میری قوم نے مجھ پر ظلم کر کے کہا ہے کہ میرے اُس جنگل کو جسمیں میری

مویشی چرتی تھی اور آپ علف کہاتے تھے مجھ سے چھین لیا ہے اب میں آپکے پاس فریاد لایا ہوں
اور آپ سے مدد چاہتا ہوں اور اس امر کی امید رکھتا ہوں کہ آپ کسی ایسے شخص کو میرے ہمراہ
کریں کہ وہ درمیان ہمارے اور اُنکے انصاف سے حکم کرے اور میں عہد کرتا ہوں اور ضامن
ہوتا ہوں کہ میں اُسکو صحیح و سالم یہاں پہنچا دونگا جناب رسولخدا نے پوچھا کہ تو کون ہے
اور قوم تیری کیا ہے اُسنے کہا کہ یا حضرت میں عرفطہ بن شمراخ جنی ہوں اور میں پیش از بعثت
آپکے قریب آسمان کے جایا کرتا تھا اور وہاں کی باتیں سنکر سب کو خبر دیا کرتا تھا جب خدا
تعالے نے آپ کو برگزیدہ کرکے اپنی مخلوقات پر بھیجا تو میں اس حال سے منع کیا گیا اور
تمہاری رسالت اور نبوت پر ایمان لایا اور آپ کی رسالت کی تصدیق
کی اور مسلمان ہوا پس اس سبب میری قوم میری دشمن ہو گئی ہے اور بغض
و عداوت کرنے لگی ہے اور چونکہ کثرت اُنکی زیادہ ہے مجھے طاقت و قوت اُنکی مقاومت کی
نہیں ہے لہذا میں امیدوار آپکی شفقت کا ہوں کہ آپ رحمت عالمیان ہیں جناب رسولخدا
نے فرمایا کہ اے عرفطہ اپنے تئیں اُس صورت پر کہ جسپر مخلوق ہوا ہے اور اُسی ہیئت اصلی پر ہمارے
سامنے ظاہر ہو اُسنے سمعاً و طاعۃً کہکر پردہ اپنے مونہہ سے اُٹھا لیا ہمنے دیکھا کہ غبار میں
سے ایک شخص پیدا ہوا کہ سر اُسکا دراز آنکھیں درمیان پیشانی کے چھوٹے چھوٹے حلقے آنکھوں
کے مثل خرس سارے بدن پر بال دانت مثل سباع کے دراز غرض جناب رسول مقبول نے اُس سے
عہد لیا کہ جسکو میں تیرے ہمراہ کروں اُسکو تو سلامت میرے پاس پہنچا دے یہ عہد اُس سے لیکر آپ
مخاطب ہوئے ابوبکر کی طرف اور فرمایا کہ اُٹھو اور اپنے بھائی عرفطہ کے ساتھ جاؤ اور اُسکی قوم
کو دیکھو کہ وہ کس کام میں ہیں اور کیا حال رکھتے ہیں اور اُنمیں عدل و انصاف کے ساتھ حکم
کرو ابوبکر نے پوچھا کہ یا حضرت یہ کہاں رہتے ہیں آپنے فرمایا کہ زمین کے نیچے ابوبکر نے کہا

اور کہا کہ یا حضرت مجھ میں اسقدر طاقت اور قوت نہیں ہے کہ جو زیر زمین جاؤں اور انہیں حکم کروں قطع نظر اسکے انکی زبان بھی نہیں سمجھتا ہوں آپ یہ سنکر عمر کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے عمر تو جا اور انہیں بحق حکم کر عمر نے بھی وہی عذر پیش کیا جو کہ ابوبکر نے پیش کیا تھا پھر آپنے نظر یمین و یسار کی اور ادہر اُدہر دیکھا اور فرمایا کہ کہاں ہے قرۃ العین میر اور کہاں ہے برطرف کرنیوالا میری غم و ہم کا اور کہاں ہے زوج میری دختر کا اور پدر میرے دو فرزندوں کا اور کہاں ہے فروغ میرے دین کا اور قاضی میرے دین متین کا شاہ ولایت امیر عرب نے جواب دیا لبیک لبیک یا رسول اللہ میں حضور میں حاضر ہوں جو حکم ہو بجا لاؤں فرمایا یا علی تم باتفاق عرفطہ جاؤ اور خبر لو انکی قوم کی اور حکم کرو انہیں اور انکی قوم میں بحق جناب امیر نے کہا سمعاً و طاعۃً پس عرفطہ اٹھ کھڑا ہوا اور جناب امیر نے شمشیر حمائل کی اور اُسکے ہمراہ ہوئے ابو سعید خدری اور سلمان فارسی بھی آپکے ساتھ چلے تاکہ دیکھیں آپ کیا کرتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں پس جب وہ جناب بین صفا و مروہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ زمین شق ہو گئی اور عرفطہ اندر زمین کے چلا گیا جناب امیر بھی پیچھے اسکے سب یاروں کو وداع کرکے زیر زمین تشریف لیگئے اور پھر زمین بدستور مل گئی سب ہمراہی آنجناب کی حسرت اور ندامت کے ساتھ روتے پیٹتے پھرے اور فکر میں تھے کہ آیا علی کو کیا پیش آئیگا غرض صبح روز دوم جناب رسالتمآب نے نماز ادا کی اور سب اصحاب گرد حضرت کے اکٹھے ہوئے اور اُس جناب کی صحبت سے مستفید ہوتے تا اینکہ وقت نماز ظہر کا آیا آپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کی اگرچہ خبر جناب امیر کی معلوم نہوئی کہ وقت نماز عصر کا پہنچا اور نماز عصر بھی ادا کی اور چونکہ جناب امیر کا دریافت نہوا اصحاب علی کو تب تو نہایت فکر اور حزن و ملال عارض ہوا مگر منافقین اور دشمن جناب امیر خوش تھے اور آپس میں کہتے تھے کہ جنوں نے خوب حیلہ کیا اور علی

کو اس بہانہ سے ہلاک کرنیکے واسطے لیگئے اور ہمکو فخر کرنے محمدؐ سے کہ ہم علیؑ کے ساتھ افتخار
کرتے تھے سلامتی دی اور یہ آپسمیں گفت وشنید کرتے تھے کہ جناب رسولخدا صفا میں تشریف لائے
اور ذکر جناب امیرؑ کا کرتے تھے تا اینکہ آفتاب قریب غروب کے پہنچا کہ یکبار زمین اُس جگہ سے
شگافتہ ہوئی اور عرفطہ اگئے اور جناب امیرؑ اُسکے پیچھے ہاتھ میں ذوالفقار خون چکان لیئے
ہوئے ظاہر ہوئے پس اُس جناب کو سب دوستوں نے دیکھکر تکبیر کہی اور جناب رسولخدا نے
دوڑ کر گلے سے لگالیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے علیؑ اسقدر دیر تمکو کیوں ہوئی
عرض کی کہ یا حضرت جب میں قوم عرفطہ پر داخل ہوا تو تین چیزیں میں سے ایک چیز کیطرف انکی
دعوت کی انہوں نے تینوں چیزوں میں سے ایک چیز کو بھی قبول نہ کیا اول مینے اُنسے کہا کہ تم
اشہدان لا الہ الا اللہ واشہدان محمد رسول اللہ کہو انہوں نے انکار کیا دوبارہ مینے کہا اگر اسلام
قبول نہیں کرتے تو جزیہ دینا اختیار کرو انہوں نے اُس سے بھی انکار کیا تیسری دفعہ مینے کہا
کہ تم عرفطہ سے صلح کرو اسطرح پر کہ ایک روز چراگاہ تمہارے پاس ہے اور ایک روز عرفطہ کے پاس
ہے انہوں نے اسکو بھی نہ مانا تب تو مینے تلوار کھینچی اور اکثر جنّ کو انمیں سے قتل کیا اور باقیوں
نے فریاد الاماں الاماں کی بلند کی مینے کہا کہ امان تمہاری اب اسلام لانے میں ہے انہوں نے اسلام
قبول کیا اور خدا کی وحدانیت اور تمہاری رسالت کا اقرار کیا مینے انکو امان دی اور انمیں
اور عرفطہ میں مصالحت کروا دی پس اسوقت تک اس مشغلہ میں مشغول تھا اسمیں عرفطہ جناب رسولخدا
کے آگے آیا اور عرض کی کہ اے رسولخدا حق سبحانہ تعالے تمکو ساتھ خیر خوبی کے جزا دے اسقدر
آپنے میری یاری اور مددگاری کی کہ زبان اُسکی وصف سے قاصر ہے اگر آپ اور علیؑ ہمارے
ساتھ لطف نہ کرتے تو اسلام ہم سے اٹھ جاتا **معجزہ بست و نہم** مروی ہے کہ ایک جماعت
اہل مدین کی جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت ہم اولاد میں غلام

بادشاہ کہے ہیں کہ وہ بادشاہ اولاد حضرت نوح نبی اللہ کے تھا اور اُسکی کتاب میں لکھا ہے کہ
پیغمبر کے لئے معجزہ ہے اور ہر پیغمبر کے لئے وصی ہے کہ اُسکا جانشین ہوتا ہے پس تمہارا وصی بعد پیغمبر
کون ہے اُس جناب نے اشارہ کیا طرف جناب امیرؑ کے اور کہا کہ میرا وصی اور جانشین یہ ہے انھوں
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے کہ اُسمیں صفت اور علامت اور شکل و شمائل
حضرت سام کی اور نشان اُنکی قبر کا کہ اسی شہر میں ہے لکھا ہے تم اُسکو ہمیں دکھلا دو پس اگر
اُنکی قبر ہمکو دکھا دوگے اور اُنسے ہمیں ملا دوگے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے جناب رسول
مقبول نے جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ تم اس جماعت کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور پیش محراب
دو رکعت نماز بجا لاؤ اور بعد اُسکے زمین پر ایک لات مارو تاکہ مطلب اس جماعت کا حاصل
ہو پس جناب امیرؑ مع اُن سب کے مسجد میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا کی اور لب مبارک
کو جنبش دیکر زمین پر لات ماری کہ زمین شق ہوگئی اور ایک تابوت نکلا اس تابوت میں سے
ایک پیر نورانی باریش سفید و دراز تا بہ ناف خاک اپنے سر و رو سے جھاڑتا ہوا باہر نکلا اور جناب
امیرؑ پر سلام کرکے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و سید المرسلین و انک یا علی وصی
خاتم النبیین انا سام بن نوح پس اُس جماعت نے صحیفہ اپنا کھولا اور شکل و شمائل اُنکی جو کتاب میں
لکھی ہوئی تھی ملائی اُسکو مطابق پایا اُن سب نے سام سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کوئی سورہ
تمام صحیفہ نوحؑ سے پڑھو سام نے ایک سورہ اُسکا پڑھا پھر جناب امیرؑ پر سلام کرکے تابوت
میں جا لیٹے اور وہ تابوت زمین میں چلا گیا اور زمین مل گئی پس اُس جماعت نے کہا کہ ان الدین
عند اللہ الاسلام اور ایمان خدا اور رسول پر لائے **معجزہ ۳۰** منقول ہے کہ شہر موصل میں
زمانہ خلافت بنی عباس میں ایک مرد بخیل تھا کہ بخل میں شہرۂ آفاق اور بس صفت میں بے مثل
بے مانند مروانی دشمن اہلبیت تھا مگر دختر اُسکی زوجہ کی اولاد شیعیان علی ابن ابی طالب سے تھی

لیسنے ربیعہ اُس بخیل کی کہ جو زوجہ کے ہمراہ آئی تہی اُس مرد بخیل نے اُس لڑکی کے واسطے
دو قرص نان مقرر کر رکہی تہی اتفاقاً اُس سال گرانی غلہ کی تہی کہ وہ دو قرص بہی قیمتی ہوتی
تہی لیکر وزرا ایک فقیر کہ محب اہلبیت تہا اُس بخیل مردانی کے دروازے پر آیا اور آواز دی کہ یا
کوئی اس گہر میں ایسا ہے کہ بدوستی محمد و علی مرتضےٰ روٹی دے کہ تین روز سے میرے اطفال
صغیر نے کچہ نہیں کہایا اُس دختر نیک اختر نے جو نام اہلبیت کا سنا تو کہا کہ ہزار جان میری فدائے
اہلبیت رسول ہو وہ دونوں قرص نانِ معمولی اپنی اُس فقیر کو دیدی وہ درویش دو قرص
نان لیکر روانہ ہوا جب ایک ساعت گزری تو اُس دختر کو بہوک لگی اور بخیل کے حصّہ کی
روٹیوں میں سے ایک روٹی نکال لی آدہی کہائی تہی اور آدہی اُسکے ہاتہہ میں تہی کہ وہ
بخیل مردانی گہر میں آگیا اور اپنے حصّہ کی روٹی اُسکے ہاتہہ میں پہچان کر کہنے لگا کہ تو نے
اپنی روٹیاں کیا کیں کہ جو میری روٹی لی ہے اُسنے کہا کہ اے پدر ایک فقیر اسوقت آیا تہا
اور وہ کہتا تہا کہ تین روز سے میرے اطفال نے کچہ نہیں کہایا کوئی بدوستی محمدؐ و علیؑ و آل
و اہلبیت مجہے کچہ دے میںنے اپنی دونوں روٹیاں اُس فقیر محتاج کو دیدیں اُس ملعون نے
کہا کہ مگر تو ابوترابی ہے میں نہ جانتا تہا کہ تو دوست ہے علی و آل نبی کی دختر نے
کہا کہ سو جان میری فدائے نام علیؑ و آل نبیؐ اُس لعین نے پوچہا کہ تو نے کس ہاتہ سے اُسکو
روٹیاں دیں ہیں اُسنے کہا کہ سیدہے ہاتہ سے اُس لعین نے کہا کہ اگر دوستی میں ابوتراب کے
تو راسخ ہے تو ہاتہ اپنا دے کہ میں اُسکو کاٹ ڈالوں اُس دختر نیک اختر نے کہا کہ ہاتہ کیا چیز
ہے جان میری حاضر ہے نام پر علی اور اولاد علیؑ کے مگر اے پدر تو مجہے ناقص اور محتاج
خلق نکر ہر چند اُس دختر نے تضرع وزاری کی مگر اُس سیاہ دل نے نہ مانا اُس دختر سعادتمند
نے روئے نیاز خاک پر رکہا اور کہا کہ اے خداوند کریم تجہپر کوئی چیز چہپی ہوئی نہیں ہے تو

خدا آگاہ ہے سب ظاہر اور باطن اور مخفی اور آشکارا سے اور دیکھتا ہے تو کہ اس لعین نے کس
چیز کا ارادہ کیا ہے تو داد میری اس سنگدل سے لے یہ کہکر ہاتھ اپنا دراز کر دیا اُس لعین نے
اُسکا ہاتھ پہنچے سے جدا کیا اور گھر سے نکالدیا اور کہا کہ مینے ابتک بوترابی کی نگہداری کی
اور کہا تیکو دیا اب خدا تجپر رحم نہ کرے گر آئندہ وہ رافضیہ بوترابیہ پر رحم کروں اور روٹی
دوں پس وہ دختر اُس لعین کے گھر سے باہر نکلی اور صحرا کو روانہ ہوئی اور نیچے ایک درخت کے
پہنچی اور اسقدر خون اُسکے بدن سے بہا کہ وہ بیہوش ہو کر اُس درخت کے نیچے پڑ گئی اتفاقاً
اُس شہر موصل میں ایک بادشاہ تھا عاقل اور عادل اور شیعۂ علی اور محب خاندان پیغمبر و اہلبیت کے
اکثر وہ کمال اصلاح اور تقویٰ سے آراستہ اُس روز برسم شکار شہر سے باہر آیا اور ایک آہو نظر آیا
اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا وہ آہو نظر سے غائب ہو گیا اور بادشاہ آبادی سے دور گیا اور
لشکر بھی اُس تک نہ پہنچا وہ درخت اُسکو نظر آیا اُسکی طرف گھوڑا دوڑایا جب اُسکے قریب
پہنچا تو دیکھا کہ ایک نور اُس شجر کے تحت سے ہوا پر بلند ہو رہا ہے متعجب ہوا اور جلد اُسکے نیچے
آیا تو دیکھا کہ ہزارہا جانوران پرند اُس درخت پر بیٹھے ہیں اور صدہا سباع اور وحشی گرد اُسکے
جمع ہیں اور سب نالہ و فغاں کرتے ہیں اور ایک لڑکی کمال حسینہ کہ نور اُسکے چہرہ کا خورشید کو
طعنہ زن تھا دست بریدہ بہزار خواری و زاری اُسکے نیچے پڑی ہے جوں ہی نظر بادشاہ کی
اُسکے جمال بے مثال پر پڑی آنکھوں نے اُسکے لمعہ نور صبح الانور سے اُسکے خیر کی قبول کی گھوڑے
سے نیچے اترا اور سر سے اپنی دستار اُتار کر اور اُس سے کپڑا پھاڑ کر اُسکے ہاتھ کے زخم کو محکم
باندھا تا کہ خون اُسکا بند ہو گیا بعد ایک ساعت کے وہ دختر ہوش میں آئی آنکھیں کھولیں
ایک جوان کو بازینت تمام بالیں پر بیٹھے دیکھا سر اُٹھا کر سلام کیا بادشاہ نے اُسکو ہوشیار
دیکھکر احوال اُسکا پوچھا دختر نے سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ بھی چونکہ محب خاندان

رسالت تہا اور اُس دختر کو بہی عاشق جناب امیرؑ کا پایا تو محبت اُسکی بادشاہ کے دلمیں زیادہ
ہوئی اور کہا کہ روی زمین پر میرا بیٹا ایک ہے اِس دختر کا عقد اُس سے کرونگا یہ کہکر اُسکو اپنی پشت
پر سوار کیا اور روانہ ہوا چند قدم آگے گیا تہا کہ سپاہ و خدم و حشم بادشاہ کی آن پہنچی بادشاہ
نے اُس دختر کے پدر کی بیرحمی کا حال سپاہ سے بیان کیا پہر عماری منگوا کر اُس دختر کو اُسمیں
بٹہلا کر حرم سرا میں لا داخل کیا اور جراحوں کامل کو بلوا کر اُسکے علاج کے واسطے حکم دیا چند
روز میں زخم اُسکا اچہا ہو گیا بادشاہ نے اپنے وزرا سے تاکید کی کہ اُس ملعون کو جلد ڈہونڈہ
کر لاؤ تا اُس سے قصاص لیا جائے وزرا نے اُس دختر سے اُسکا نام و نشان پوچہکر اور محلہ
اور کوچہ دریافت کر کے اُسکے ڈہونڈنے کو آدمی بہیجے غرض آدمی اُسکو ڈہونڈہ کر لائے بادشاہ
نے اُس لعین سے کہا کہ مینے باغ میں ایک کنوا کہدوایا ہے میں چاہتا ہوں کہ اسقدر رافضیوں
زندوں کو اُسمیں ڈالوں کہ وہ اُنسے بہر جائے مینے سنا ہے کہ تیری بی بی کی بیٹی رافضیہ ہے
اُسکو لا تاکہ اُسکو کوئیں میں ڈالوں اُسنے کہا کہ وہ گہر میں نہیں ہے بادشاہ نے کہا یا تو تو
اُسکو لا دے یا ایکہزار دینار بعنوان مصادرہ داخل کر اُس ملعون نے جو یہ سنا تو کہا کہ اے بادشاہ
میں سچ کہوں کہا کہو کہا کہ اُس دختر نے مجہسے کچہ بے ادبی کی تہی مینے اُسکا ہاتہ کاٹ کر گہر سے
نکالدیا تہا یقین ہے کہ درندوں نے اُسکو چیر پہاڑ کر کہا لیا ہوگا یہ سنکر بادشاہ نے حکم کیا کہ اُس
دختر کو حاضر کرو جب وہ حاضر ہوئی تو بادشاہ نے اُس ملعون سے کہا کہ یہی وہ تیری زوجہ کی
بیٹی ہے وہ دیکہکر متحیر ہوا اور کہا کہ ہاں یہی ہے غرض جب بادشاہ کو سچ اُس دختر کا اور ظلم
کرنا اُس ملعون کا ثابت ہوا تو حکم دیا کہ اُس لعین کو سنگسار کرو غرض وہ دختر محل میں بادشاہ کے
رہتی تہی بادشاہزادہ نے جو اُسکے حسن و جمال کی تعریف سُنی تو لوگوں سے کہا کہ اُسکو مجہے دکہلاؤ
غرض جب اُسکو دکہلایا تو وہ دیکہکر اُسکو عاشق ہو گیا لوگوں نے اُس حال کو بادشاہ سے عرض

کیا بادشاہ نے سنکر شہزادے سے کہا کہ اے پسر ایک دختر ہے پردہ عصمت رکھتا ہوں چاہتا ہوں
کہ اسکا عقد تجھ سے کردوں تیری اسمیں کیا مرضی ہے بادشاہزادہ یہ سنکر دلمیں کمال خوش ہوا اور ظاہر
میں کہا کہ آپ کو اختیار ہے میں تابع فرمان ہوں پس بادشاہ نے تیاری شادی کی کی اور
اسباب ضروت کا درست کیا اور عقد اوسکا بادشاہزادے سے باندھا اور اسکو شاہزادے کے
سپرد کیا لیکن شاہزادہ اسکے ہاتھ کٹے ہوئے سے خبر نہ رکھتا تھا اور بادشاہ نے بھی از راہ احتیاط
کے شاہزادے سے اسکے حال کو بیان نہیں کیا تھا کہ مبادا طبیعت اسکی اس دختر سے نفرت کرے لیکن
اس شب کو پس پردہ کھڑا رہا یہ خیال کر کہ اگر شاہزادہ اسکے اس حال پر مطلع ہوا اور ہاتھ کٹا ہوا
دیکھکر اس سے دلمیں نفرت کرے اور خاطر کو تکدر حاصل ہو تو اسکو منع کر دوں اور سمجھا دوں
شاہزادے نے جو اسکے حسن و جمال بے مثال کو دیکھا اور اسکی صورت پر نظر پڑی تو از خود رفتہ ہو گیا
اور بے اختیار تخت سے اُتر پڑا اور اپنے پاس اس دختر کو بٹھلایا اور پیار کی باتیں کرنے لگا اتفاقاً
شاہزادے کو پیاس لگی اور وہ دختر اٹھی اور بائیں ہاتھ میں پیالہ پانی کا رکھکر لائی بادشاہزادے
نے دیکھکر کہا میرے باپ نے مجھے بی بی تو دی مگر ایسی دی کہ جو دست راست سے دست چپ
میں فرق نہیں کرتی یہ کلمہ سنکر اس دختر کو کمال رنج ہوا اور اشک خونی دیدہ شرم آگین سے رخسار
پر جاری کئے شہزادے نے جو اسکو روتے ہوئے دیکھا تو اس کہنے پر اپنے نہایت منفعل ہوا تخت
پر جا کر لیٹ رہا آنکھیں بند کر لیں گویا کہ سو گیا دختر نے جب یہ سمجھا کہ شاہزادہ سو گیا تو اٹھکر وضو
تازہ کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے سر سجدہ میں رکھا اور کہا کہ بادشاہا کارسازا بندہ نوازا تو خوب
آگاہ ہے حال سے اس ضعیفہ عاجزہ کے کہ ہاتھ اپنا دوستی اور محبت میں تیرے دوستوں اور خاص بندوں
کے کٹوایا ہے یا جان میری قبض کر یا میری فریاد کو پہنچ یا غیاث المستغیثین یہ کہکر بہت
سا روئی کہ بیہوش ہو گئی اس بیہوشی میں خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت

اُترا اور اُسکے پاس آنکر کہڑا ہو گیا اُس دختر نے دیکہا کہ اُسمیں پانچ شخص ہیں ایک بی بی اور چار مرد
اور نور آپکے چہرہ مقدس سے ایسا ساطع ہے کہ سارا گہر مثل فرش روشن پر نور ہو گیا ہے وہ سب
تخت سے اُترے اور اس دختر کے پاس آئے اور اُسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور
کہا کہ اے دختر تو غم نہ کہا اب زمانہ تیرے رنج و الم کا تمام ہوا میں ہوں فاطمہ زہرا اور یہ جو تخت
پر بیٹہے ہیں ایک پدر بزرگوار میرے محمد مصطفےٰ ہیں اور دوسرے شہسوار میدان لافتیٰ شوہر میرے
علی مرتضےٰ ہیں اور وہ دونو فرزند میرے حسنؑ اور حسینؑ ہیں پہر جناب معصومہ نے حضرت امیر سے
ارشاد کیا کہ اے حلال مشکلات اس دختر نے تمہاری محبت میں ہاتہ کٹوایا ہے دعا کرو کہ تمہاری
دعا کی برکت سے ہاتہ اُسکا صحیح و سالم ہو جاوے اور وہ شہزادہ کے روبرو شرمندہ نہو جناب امیر
مومناں نے ہاتہ ہوا میں بلند کیا اور اُس عورت کا پنجہ مع بازو ہوا میں سے لاکر اُسکی جگہ پر
کہ جہاں سے کٹ گیا تہا لگایا اور سورہ فاتحہ پڑہی اور اُسپر دم کیا بفرمان حق جل و علا اور معجزہ
حضرت شاہ ولایت پناہ ہاتہ اُس دختر کا درست ہو گیا من بعد جناب معصومہ نے پیشانی کو اُسکے
بوسہ دیا اور تخت پر سب بیٹہ گئے اور وہ تخت آسمان کیطرف روانہ ہوا بادشاہ کہ دروازہ پر لگ
کے کہڑا تہا جب ایک مدت گزری اور کچہ آواز نہ آئی تو آہستہ دروازے کو کہولکر آیا شاہزادی
کو دیکہا کہ تخت پر سوتا ہے اور وہ دختر سجادہ پر مستغرق عبادت الٰہی ہے اور سجدے میں پڑی
ہے اور وہ دونوں ہاتہ اُسکے درست ہیں اور نیند آگئی ہے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا اور
حیرت اندیشہ و خیال میں اس امر کے کہڑا دیکہا کیا کہ ناگاہ بادشاہ کو چہینک آئی اُس لڑکی کی
آواز عطشہ سے آنکہ کہل گئی دونو ہاتہ اپنے درست دیکہے خوش ہو کر دوبارہ سجدہ میں گئی اور شکر
خداوند ذوالجلال کا اور حمد و ثنا اُسکی بجالائے جب سر سجدہ سے اُٹہایا تو بادشاہ کو اپنے پاس
کہڑے ہوئے دیکہا اُٹہی اور سلام کرکے تعظیم و تکریم بادشاہ کی بجالائی بادشاہ نے حال درست

ہونے ہاتھ کا پوچھا دختر نے سب حال خواب کا بیان کیا شاہزادہ بھی اُنکی باتوں سے بیدار ہوا اور یہ
حال دیکھکر محبت اُنکی دوچند ہوئی اُٹھا اور تخت سے نیچے آیا اور دختر سے عذر اور معذرت کی بادشاہ
نے بھی اپنے بیٹے سے نصیحت اور اُس دختر کی سفارش کی اور جب دونوں کو آپس میں مہربان پایا تو
خوش ہوا اور اُنکے حق میں دعا کر کے چلا گیا **معجزہ بہی و نہم** سلمانؓ فارسی سے منقول ہے
کہ ایک روز ایک درویش محتاج مدینہ میں آیا اور خدمت جناب امیرالمومنینؑ میں حاضر ہو کر عرض کی
کہ اے گوہر کان جود و سخا و اے حلال مشکل غربا و فقرا میں اِن دنوں نہایت محتاج و پریشان ہوں
اے مولا دس آدمی میرے اہل و عیال سے ہیں اور مجھے اُنکے کھلانیکو کچھ میسر نہیں آتا اور پہلے اس
سے میں زراعت کرتا تھا اور اُس میں اسقدر پیدا ہو جاتا تھا کہ مجھے مع عیال کافی ہو جاتا تھا
اب سات برس سے ایسی برکت زراعت سے جاتی رہی ہے کہ اُسمیں اسقدر پیدا نہیں ہوتا
کہ ہمیں کافی ہو اور اس سبب جو کچھ کہ اسباب کہتا تہا وہ سب صرف ہو گیا اب بیل و گاؤ وغیرہ
کچھ باقی نہیں ہے جس سے زراعت کروں میں نہیں جانتا کہ میرا حال کیوں تباہ ہو گیا اور کیا عمل
زشت مجھسے سرزد ہوا کہ جسکے سبب حضرت رازق العباد نے رزق مجھپر تنگ کر دیا اور میری
راحت کو سختی کے ساتھ مبتدل کیا اسواسطے میں حضور میں حاضر ہوا ہوں کہ میری عیال کے حق
میں آپ ایسا فکر کریں کہ مشقت اور خواری دور ہو آپ نے فرمایا کہ جا اور ایک ورق کاغذ میرے پاس
لے آتا میں تیرے واسطے کچھ لکھدوں کہ جو ضرر تجھے اس سات برس میں پہنچا ہو وہ سب بحکم خدا
تجھے حاصل ہو جائیگا غرض وہ شخص ورق کاغذ کا لیکر حاضر ہوا آپ نے سات ٹکڑے اُس ورق
کے کئے اور ایک ایک پارچہ پر ایک ایک اسم خدا کا لکھا اور اُسکو دیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے کھیت
میں لیجا اور سات جگہ اُس زراعت میں اسکو دفن کر دے اور چالیس روز صبر کر اور پھر جاکر
دیکھ کہ کیا چیز پیدا ہوئی ہے پھر مجھے آنکر اُسکی خبر دینا اُس شخص نے آپ کے فرمانے پر عمل کیا

اور بعد چالیس روز کے جو وہاں گیا تو دیکھا کہ کدو اُسمیں بہ کثرت پیدا ہوئے ہیں اور ایک لاکھ سے زیادہ ہیں وہ شخص یہ دیکھکر حیران ہوا اور جناب امیرؑ کی خدمتمیں حاضر ہوکر عرض کی کہ یا حضرت میں نے گیہوں بوئے تھے کدو پیدا ہوئے ہیں ان کدوؤں کو لیکر کیا کروں یہ امر تو میرے واسطے ایسا ہوا ہے کہ کسی کے واسطے ایسا نہوا ہوگا آپ نے یہ سُنکر تبسم فرمایا اور پوچھا کہ اے درویش کسقدر کدو پیدا ہوئے ہیں عرض کی کہ لاکھ سے زیادہ فرمایا خوش ہو اور ابھی یہ شل بڑے مٹکے کے ہونگے چالیس روز اور صبر کر اور پھر جا اور کھول پھر اور قدرت خدا کا مشاہدہ کر اُس فقیر نے حسب الحکم چالیس روز اور صبر کیا اور پھر جا کر اُسمیں سے ایک کدو کو توڑا تو اُسمیں گیہوں بھرے ہوئے نکلے وہ فقیر خوش ہو گیا اور سب کدووں کو توڑا اسقدر اُنمیں سے گیہوں نکلے کہ کئی انبار اُنسے جمع ہو گئے اور برکت سے اُس جناب کے وہ شخص مالدار ہو گیا

معجزہ سی و دوم مروی ہے کہ ایک روز ابو بکر خدمتمیں جناب خاتم النبیین کے حاضر ہوا اور اُس جناب کو دعوت کی تکلیف دی در ستر نفر کو اور اصحاب میں سے بھی ہمراہ لیکر گھر میں آیا اور انواع طعام اور اقسام نعمت و الوان خورش حاضر کئے اور جب سب کھانے سے فارغ ہوئے تو ستر غلام آزاد کئے ایک ایک آدمی کی عوض ایک ایک غلام پس جناب امیرؑ نے گھر میں آکر قصہ مہمانی ابی بکر کا جناب فاطمہؑ سے بیان کیا جناب معصومہؑ نے ایک آہ سرد جگر درد سے کھینچی آپنے پوچھا کہ اے عزیز جہان تم نے آہ سرد کیوں کھینچی میں بھی صبح کو جناب رسول خدا کو مہمانی کیواسطے لاؤنگا جناب فاطمہؑ نے عرض کی کہ یا علی تین روز سے میرے حسنینؑ نے کچھ نہیں کھایا اور گھر میں ایک نان جو تک بھی نہیں ہے کہ جو اُنکے واسطے حاضر کروں تم رسول خدا کی کیونکر مہمانی کروگے آپنے فرمایا کہ اے ام الحسن اگر ابو بکر اپنے مال پر مغرور ہے اور ناز کرتا ہے تو میں کرم ذو الجلال پر ناز کرتا ہوں پس جب وہ دن گزر گیا تو دوسرے دن جناب امیرؑ خدمت میں جناب

رسول خدا کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کل ابوبکر کے مہمان تھے آج آپ میرے
مہمان ہیں جناب رسول خدا یہ سنکر بہت خوش ہوئے پس جب شام ہوئی تو اپنے ساتھ جناب امیرؑ رسول خدا
کو تین سو آدمیوں سمیت اپنے گھر لیکر آئے اور وہ دن تھا ماہ مبارک رمضان کا پس جناب فاطمہؑ
دختر رسول خدا نے جو دیکھا کہ امیر عرب پیغمبر خدا کو مع تین سو آدمی کے لائے ہیں تو اُن سب کو اپنی
جائے معین پر بٹھلایا پس جب شام ہوئی جناب رسول خدا کے کھڑے ہوئے اور شاہ ولایت باسائر
اصحاب مشغول نماز ہوئے سیدہ زنان خاتون قیامت جہاں نے دیکھا کہ گھر میں کچھ نہیں ہے
تو بہت گھبرائیں غرض جناب امیرؑ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب رسول خدا کو بٹھلایا اور جناب
معصومہ سے کہا کہ اے سیدہ زنان اور اے بنت رسول آخر الزماں تم مغموم نہو کہ خدا تعالے
بزرگ ہے یہ فرماکر خلوت خانہ میں تشریف لیگئے اور سر برہنہ کیا اور سر سجدہ و نیاز کا درگاہ
بے نیاز میں رکھا اور زبان توحید بیچ بارگاہ حق سبحانہ تعالے کے کھولی اور کہا کہ بادشاہا ملکا
تو واقف ہے اسرار اور خفیات کا اور تو خوب جانتا ہے کہ اگر ابوبکر نے کل اپنے مال و نعمت پر
ناز کیا میں تیرے الطاف کرم پر ناز کرتا ہوں اور تیرے لطف و عنایات پر تکیہ کرتا ہوں اے کریم
اے بندہ نواز تیرے خوان نعمت کا امیدوار ہوں اور سید عالم کو مہمان کیا ہے اور گھر میں میرے کچھ
موجود نہیں جناب فاطمہؑ نے جو دیکھا کہ وقت افطار کا پہنچا اور علیؑ پیدا نہیں حضرت ڈھونڈنے کو
نکلیں دیکھا کہ خلوت خانہ میں سر برہنہ پیش خداوند غفار مناجات میں مشغول ہیں جناب فاطمہؑ
پس در کھڑی ہوئیں اور ساتھ بند کیے کہ آمین کہیں کہ ناگاہ سفرہ مخزن جود و رحمت حضرت
واجب الوجود کا اس جناب کے ہاتھوں پر آیا پس جناب امیرؑ اُٹھے اور دستر خوان کو اُٹھایا اور آگے
جناب رسول خدا کے لائے اصحاب گرد حضرت کے حلقہ کیے بیٹھے تھے پس جب جناب رسول خدا کے
روبرو وہ سفرہ رکھا اور اُس جناب نے اُسکو کھولا تو وہ اسقدر کشادہ ہوا کہ اگر سو آدمی اور ہوتے

تو جمیر سما جاتے پس جب سرپوش کو کھانے پر سے اٹھایا تو خوشبو طعام بہشت کی ہر ایک کے دماغ میں
پہنچی کہ انواع بہجت و سرور سب کو حاصل ہوا اور جب نظر ان کی اس خوان پر پڑی تو وہ نعمت دیکھی
کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور ان سب آدمیوں نے ہر چند اس کھانے میں سے کھایا مگر اس میں سے کچھ کم نہوا تب جناب
رسولخدا نے حکم دیا کہ اس کھانے میں سے اپنا اپنا ایک ایک نصیب و حصہ ور لیلو پس جسقدر
اسمیں سے لیلیا کم نہوا پس جب اس سفرہ کو لپیٹا تو جیسا کہ آیا تھا اسیقدر ہوگیا اور آسمان پر چلا
گیا اسوقت جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ حق تعالے نے تمہیں
سلام ارشاد کیا ہے اور فرماتا ہے کہ کل ابوبکر نے ستر اصحاب کی ضیافت کی اور ایک ایک غلام
پر ایک ایک غلام کو آزاد کیا تا بعض اصحاب اس امر سے درماندہ و عاجز ہوں امیرالمومنین نے
چونکہ دنیا کو قبول نہیں کیا تو ہم نے انکی خاطر سے سفرہ پر از نعمت غیب سے بھیجا اور بعوض ایک
ایک نفر کے ہزار ہزار بندہ گنہگار کو تیری امت سے کہ دس لاکھ ہوتے ہیں عذاب آتش دوزخ
سے آزاد کیا اے رسول ہمارے فضائل و کمالات علی کے کوئی تحریر اور تقریر میں لا نہیں سکتا

معجزہ سی و سوم منقول ہے کہ بیچ زمانہ حضرت موسیٰ پیغمبر کے ایک مرد تھا کمال زاہد اور عابد
متقی پرہیزگار صاحب علم و ورع اور مخصوصان حضرت موسیٰ سے ہمیشہ وہ صفت و ثنا و نعت
و منقبت جناب پیغمبر آخرالزماں کے سنا کرتا تھا اور پیوستہ دعا کیا کرتا تھا اور درود و سلام جناب
محمد مصطفے اور انکے آل اطہار پر بھیجا کرتا تھا جب حضرت موسے نے رحلت فرمائی تو وہ مرد
زاہد اپنی اوقات عزیز کو زیادہ تر عبادات و مجاہدات میں صرف کرنے لگا اور ریاضت و عبادت
پہلے سے بھی زیادہ بجا لانے لگا اور صحرا و جبال میں جاتا اور وہاں عبادت خدا تعالے کرتا
تھا ایک بار بین مدینہ و مصر کے ایک صحرا تھا کہ اس وادی کو وادی الحکما کہتے تھے اسواسطے کہ سب شہر
الحکما مدینہ کے اس جگہ جا کر چرا کرتے تھے اور وہ صحرا مدینہ کے قریب تھا مگر اس صحرا میں پانی

تہا اور نہ درخت اس مرد زاہد کو وہ دشت نہایت پسند آیا اُس جگہ عبادت خدا میں مشغول رہا اور ایک عبادت خانہ اُس صحرا میں بنوا کر اُسمیں رہنا اختیار کیا مگر کبھی کبھی مدینہ منورہ میں بھی آکر اوروں کو دیکھکر پھر اپنے عبادت خانہ میں چلا جاتا تہا بعد چند روز کے اُس صحرا میں ایک مکان اور بنوایا اور کنواں بھی کہدوایا قدرت خدا سے اُسمیں پانی بہت شیریں خوشگوار نکلا پس ہمیشہ توریت کی تلاوت اور توجیہات کیا کرتا تہا اور مدح اور صفت و ثنا میں جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی رطب اللسان اور تر زبان رہتا تہا اور مہر و محبت جناب امیر میں کہ توریت میں نام اُس جناب کا ایلیا ہے معروف رہتا تہا اور اوصاف اور محامد آپ کی بھی بیان کیا کرتا تہا اور علم نجوم و ہیئت وغیرہ علوم میں بھی بینظیر اور سہیم و شمل دانشمند تہا تا انیکہ گاہے گاہے اصطرلاب میں بھی نظر کرکے عجیب و غریب حکم پیدا کرتا تہا اور بہ برکت اُس زاہد عابد کے اُس موضع میں ایک چشمہ پانی کا بھی پیدا ہوگیا اور روز بروز اس زاہد کی سعی سے پانی کی زیادتی ہونے لگی تھی اور اُسمیں وہ زراعت کرنے لگا اور مکانات بھی بنوائے اور باغات لگوائے اور اولاد بہت سے غلام اور زاہد اطراف و اکناف سے معہ قبائل اور عشائر آکر اُسمیں بسے اور اُنہوں نے بھی مکانات بنوائے اور باغات لگائے تا انیکہ چند سال میں آٹھ قریہ یہاں معمور اور آباد ہوگئے اور ہر طرف سے آدمی آکر جمع ہوگئے اور ہر روز آبادی زیادہ ہوتی تھی اور زاہد کے بھی فرزند زادے بہت سے پیدا ہوگئے پس جبکہ عمر اُس زاہد کی تمامی کو پہنچی اور مرگ قریب ہوئی تو اُسنے ایک صندوقچہ فولاد کا بنوایا اور ایک لوح طلا کی بنوائی اور اپنے ہاتھ سے اُسپر وصیت نامہ لکھکر اُسکو صندوقچہ میں رکھدیا اور ایک قفل بے کلید اُسمیں لگادیا اور اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ بعد میرے ایک ہزار پانچسو برس بعد ایک پیغمبر مبعوث ہوگا کہ نام اُسکا محمد ہوگا اور اُسکا وصی اور خلیفہ بعد عم اُسکا ہوگا کہ نام اُسکا علی ہے اور وہ داماد بھی اُس جناب کا ہوگا کہ توریت میں اُسکو

مبارک آپکا سُنا تو ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوگیا پس رسولخدا کو اُس حال سے خبر دی وہ جناب
سنکر اُسکے بالیں پر تشریف لائے ایک جوان دیکھا کہ نور ایمان کا اُسکے چہرے سے نمایاں ہے
جناب رسول مقبول نے سر اُس جوان کا اپنی گود میں رکھا اُس قوم نے جو حسن خلق آپکا دیکھا
بصد دل و جان محب اُس جناب کے ہوئی اور زاری کنان اُس جوان کے سر پر آنکر جمع ہوئے
تا اینکہ وہ جوان ہوش میں آیا اور جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سر اُسکا آپ کی گود میں ہے
بیساختہ زبان سے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان علیا ولی
اللہ وصی رسول اللہ کہا پس وہ لڑکا بدون دیکھنے معجزہ کے ایمان لایا مگر ماں باپ نے
اُس جوان کے کچھ نہ کہا پھر وہ لڑکا اُٹھا اور جناب رسولخدا کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور
جناب امیر کے بھی ہاتھ کو بوسہ دیا اور سب اصحاب جناب رسولخدا سے بھی مصافحہ کیا اور
پھر گھر میں جا کر ہر چند اپنے ماں باپ کو ہدایت کی اور سمجھایا مگر اُنہوں نے اسلام قبول نہ کیا غرض
ہر روز وہ اُنکو اسلام کی طرف دعوت کرتا تھا اور وہ قبول نہ کرتے تھے اور وہ لڑکا ہر روز خدمت
بابرکت جناب رسولخدا میں حاضر رہتا تھا ایک روز اُسنے عرض کیا کہ یا حضرت ماں باپ میرے
ایمان نہیں لاتے آپ دعا فرمائیں کہ وہ اسلام کو قبول کریں آپنے فرمایا کہ تو انکو میرے پاس
لے آ تاکہ میں انکو ہدایت کروں اُسنے عرض کی کہ وہ سب آپکے دشمن ہیں آپکے پاس نہیں
آئینگے اگر آپ رخصت دیں تو میں آپ کو بہ بہانہ مہمانی اپنے گھر لیچلوں جب آپ وہاں قدم رنجہ
فرمائیں گے تو یقین ہے کہ آپ کی قدم کی برکت سے وہ سب اسلام کو قبول کرلینگے آپنے
فرمایا اچھا جوان گھر میں آیا مہمانی کی تیاری میں مشغول ہوا اور سب اسباب مہمانی کا مہیا کرکے
ایک شخص کو واسطے جناب کے بلانیکو بھیجا وہ جناب مع جناب امیر اور بعض اصحاب کے اُس جوان کے
گھر میں بہ تقریب مہمانی تشریف لائے اُس جوان نے دیکھا کہ گھر وسعت نہیں رکھتا تو باغ میں اُنکو لایا

ایلیا کہتے ہیں اور شجاعت و سند و بازو میں کوئی اُسکی برابر نہو ہوگا اور نہ قیامت تک کوئی
ہوگا اور بعد اُس پیغمبر خدا کے پھر اور کوئی پیغمبر پیدا نہو گا اور مثل علیؑ کے کوئی صاحب ولایت نہو
مگر اُس ہی کی اولاد سے اور جب وہ پیغمبر مبعوث ہوگا تو ایک شخص ہماری قوم میں سے اُسپر اسلام
لائیگا اور اُنکو اپنے گھر میں مہمان کریگا وہ حضرت علیؑ سے اُسوقت ایک معجزہ ظاہر ہوگا اور وہ
یہ ہے کہ ایک انگشتری اُسکے ہاتھ سے نکلکر کنوئیں میں جا پڑیگی اور وہ جناب اُس انگشتری کو کنوئیں
سے نکال لیگا بے اسکے کہ کنوئیں میں اُترے پھر اس صندوقچہ کو تم سے طلب کریگا تم فوراً اس صندوقچہ
کو اُسکے پاس لیجانا کہ کلید اُسکی انگشت مبارک اُسکی ہے وہ اپنی انگشت سے اسکو کھولیگا جس جس
تم اس معجزہ کو اُس پیغمبر کے وصی سے دیکھو تو اُسپر تم سب ایمان لانا اور اگر خلاف اُسکے امر کے
کروگے تو عاصی اور مردود ہوگے اور ان آٹھوں تحریروں کو کہ جو تم اپنے تصرف میں رکھتے ہو
اُسکے سپرد کر دینا کہ بیٹے اُنکو اُس جناب پر فدا کیا یہ کہکر اُسنے انتقال کیا اور اُسپر ایک زمانہ بہت
گزرے من بعد حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اور اُس جناب میں اُن صفات کہ جنکو اُنکے والد نے کہا
تھا نپایا تو جانا کہ یہ وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جسکی خبر ہمارے والد نے دی ہے اُسکا منتظر رہنا چاہیے پھر
منتظر جناب محمد مصطفیٰ کے ہوئے تا ایک ساڑھے پانچسو برس اور گزرے اور وہ جناب پیدا
ہوئے اور پیدا ہونیکی خبر تمام عالم میں منتشر ہوئی اور شور و غل آپکے معجزات کا بلند ہوا اور سب
امورات نے آپ کے قوت پکڑی اور بحکم خدا مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو ایک روز وہ جناب
مع اپنے اصحاب باوقار کے گھر میں سردار زہاد و عُباد کے تشریف رکھتے تھے اور یہ ایک قوم
تھی کہ مدینہ میں رہتی تھی اور اعیان مشاہیر مدینہ سے تھے اُس مہتر زاہد کا ایک بیٹا تھا نہایت
زیرک و عقلمند اُسکی نظر جمال باکمال جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ بزرگ کون شخص ہے اُسنے کہا کہ پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفیٰ ہیں اُس لڑکے نے جو نام

اس باغ میں ایک چبوترہ تھا اور اُس چبوترہ کے بیچ میں ایک حوض تھا اور پہلو میں اُس
چبوترہ کے ایک چاہ عمیق تھا اُس چبوترہ پر آپ کو لاکر بٹھلایا ناگاہ انگشتری دست مبارک
سے آپکے نکلکر چاہ میں جا پڑی یہ دیکھکر سب متحیر ہوئے اور قوم زاہد زخام کو نصیحت اپنے دادا کی یاد آئی
لیکن منتظر تھے کہ حکم وصیت کا کیا ظاہر ہوتا ہے غرض جب انگشتری مبارک چاہ میں گری تو
جناب رسول مقبول نے حضرت امیرؑ سے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ انگوٹھی کو تم چاہ میں سے نکالو
کہ حلال مشکلات سوائے تمہارے اور دوسرا کوئی نہیں ہے پس جناب امیرؑ چاہ پر تشریف لائے
اور کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور سورہ فاتحہ کو تلاوت کیا اسیوقت چاہ میں سے پانی جوش کر
کنارے پر آ لگا اور سب نے دیکھا کہ انگوٹھی پانی پر تیر رہی ہے جناب امیرؑ نے ہاتھ بڑھا کر اُس
انگوٹھی کو پانی پر سے اُٹھا لیا اور اُسکو بوسہ دیکر جناب رسولخدا کے ہاتھ میں دیدیا قوم زاہد زخام
نے جو یہ معجزہ دیکھا تو وصیت دادا کی اُنکو یاد آئی مگر منتظر تھے کہ آپ صندوقچہ کو بھی طلب کریں
اس خیال میں تھے کہ حضرت امیرؑ نے رخ مبارک قوم زاہد زخام کیطرف کرکے فرمایا کہ وہ امانت
جو کہ تمہارے دادا نے ہمارے واسطے سپرد کی ہے اور اُنکو وصیت کی ہے وہ ہمیں لا دو ان لوگوں
نے پوچھا کہ وہ امانت کیا چیز ہے اور اُسکا نام کیا ہے آپنے فرمایا کہ وہ صندوقچہ ہے یہ سُنکر سب
ایمان لائے اور وہ صندوقچہ لاکر آپ کو دیا اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور زمین خدمت کی چومی
وہ صندوقچہ جناب امیرؑ نے جناب رسولخدا کو دیا وہ جناب اُسکا تماشا فرماتے تھے اور دیکھتے تھے
کہ وہ صندوقچہ تھا فولاد سے بنا ہوا نہایت لطیف و قفل بے کلید اُسپر لگا ہوا پس جناب
رسول مقبول نے وہ صندوقچہ زمین پر آگے جناب امیرؑ کے رکھدیا اور فرمایا کہ اس صندوقچہ
کو بھی تم ہی کھولو اور اس ولایت کو بھی تم ظاہر کرو پس جناب امیرؑ نے دست حاجت بخالق ارض
وسما بلند کیئے اور کچھ پڑھا پھر سر انگشت مبارک اُس قفل پر مارا قدرت خدا اور معجزہ اُس معجز نما

سے اس قفل نے آواز کی اور کھل گیا اور دروازہ صندوقچہ کا بھی کھل گیا شاہ ولایت نے
جو اُس صندوقچہ میں نظر کی تو دیکھا کہ ایک لوح طلا اُسمیں دھری ہے اور بخط بنی اسرائیل اُسمیں
کچھ لکھا ہوا ہے پس جناب امیرؑ نے اُس لوح کو نکالکر دیکھا پھر جناب رسولخداؐ کو دی اُن جناب
نے بھی اُسے دیکھا اور دیکھکر پھر جناب امیرؑ کو دیا اور فرمایا کہ یا علیؑ تم ہی اسکو پڑھو پس
اُن جناب نے اُسمیں پڑھا کہ تمام قصہ گذشتہ کہ جو زاہد نے کہا تھا پڑھا کہ بعد میرے ایکہزار ساٹھ
پانچسو برس بعد پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےؐ پیدا ہوگا اور ابن عم اُسکا داماد اور خلیفہ اُسکا
علیؑ ہوگا تا اینکہ یہ آٹھوں قریے اُنکے اوپر فدا کیے پس تم بھی اپنے تصرف میں سے اُنکو یا علیؑ
کرنا کہ غیر وہ حرام ہیں پس یہ سنکر اُنہوں نے بھی وہ سب قریے جناب امیرؑ پر فدا کیے اور خاص اُسجگہ
کا نام فدک کہا اور جناب امیرؑ نے جناب رسولخداؐ پر فدا کیے اور جناب رسولخداؐ نے اُنکو اپنی فرزند
دلبند فاطمۃ الزہراؑ کو دئے اُس معصومہ نے جناب امیرؑ کے سپرد کیے جناب امیرؑ نے اپنے فرزندوں کو تسلیم
کیے اور جب آیۂ وآت ذی القربیٰ حقہ نازل ہوا تو جناب رسولخداؐ نے فدک سے پوچھا جناب امیرؑ نے جواب دیا
کہ وہ آپ سے تعلق رکھتا ہے پس جناب رسولخداؐ نے ایک خط لکھا کہ فدک حق فاطمہؑ کا ہے اور مہر جناب
نے اُسپر ثبت کی اور جناب فاطمہؑ کو وہ وثیقہ عنایت کیا بعد اُسکے آیہ یوصیکم اللہ نازل ہوئی پس
جبکہ رسولخداؐ نے انتقال فرمایا تو بعد آپکے اہل ظلم و نفاق نے غایت دشمنی و عناد و عداوت سے
فدک کو بظلم صریح جیسا کہ کتب معتبرہ مبسوطہ میں مذکور ہے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سے
چھین لیا اور انواع اقسام کے ظلم و تعدی خاندان رسالت پر کیے کہ تحریر اور تقریر سے باہر ہے
معجزہ سی و چہارم منقول ہے کہ ایکدن اصحاب نے جناب امیر المومنینؑ سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین
بنی اسرائیل نے وقتی حضرت موسیٰؑ سے علامات و عجائبات اور معجزات دیکھے اور قوم عیسیٰؑ نے اُنکے
وسیلے سے خوارق عادات مشاہدہ کیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی معجزہ دکھائیں تا موجب ہمارے

اطمینان قلب کا اور باعث ہمارے زیادتی یقین کا ہو آپنے فرمایا کہ تمکو تاب علوم غریبہ کے مشاہدہ
کی اور تحمل امور عجیبہ کے دیکھنے کی نہو سکیگی اصحاب نے پھر مبالغہ کیا اور بہت سی الحاح و زاری کی تب
اُس جناب نے بسبب اصرار اصحاب قبرستان کیطرف توجہ فرمائی اور سب اصحاب بھی آپکے ہمراہ ہوئے
تا اینکہ ایک زمین شورہ زار پر پہنچکر آہستہ دعا کی اور پھر فرمایا کہ اے زمین تو پردہ روئے کار سے اٹھا
اور جو کچھ پردہ خفا میں رکھتی ہے اسکو ظاہر اور آشکار کر اصحاب نے چشم وا کی تو دیکھا کہ جانب دست راست
مضمون دلکشائی جنات تجری من تحتہا الانہار کا عیاں ہے یعنے ایک باغ ہے نمونہ روضہ
رضواں کا کہ تحت اشجار میوہ دار آب خوشگوار جاری ہے قصر عظیم الشان کھڑے ہیں غرفوں سے
حوریں سر باہر نکالے نظارہ کر رہی ہیں اور اصحاب کو بلاتی ہیں اور بائیں جانب جو نظر کی
تو [illegible] وقودہا الناس والحجارہ کو بعین بصیرت ملاحظہ کیا یعنے جہنم نظر آیا کہ سانپ
اور بچھو اسمیں بھرے ہوئے ہیں اور شعلہ آتش شعلہ زن ہے اور احوال اصحاب شمال یاد دلاتا ہے
جب اصحاب نے یہ معجزہ معاینہ کیا تو جو لوگ کہ منافق تھے اور ثبات قدم نہ رکھتے تھے مثل
دیو کے کہ قرآن سے بھاگے اپنے نفاق پر قائم رہے اور اس معجزہ کو سحر و جادو سمجھے اور جو لوگ
صاحب یقین و پاک دین تھے انکا یقین اور زیادہ ہوا اور کہا کہ یہ حال مقال خیر مآل سید ابرار
پر شاہد ہے کہ آپ نے فرمایا القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفرات النیران یعنی قبر ایک
باغ ہے باغوں بہشت سے یا ایک قطعہ ہے قطعات دوزخ سے **معجزہ بی و ششم** مروی ہے
کہ اپنے زمانہ خلافت میں ابو بکر نے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی حنیفہ پر واسطے لینے زکوۃ کے بھیجا
انہوں نے کہا کہ جناب رسولخدا ایک شخص کو ہمارے پاس بھیجتے تھے تو اسکے روبرو ہمارے اغنیا
زر زکوۃ اپنے فقراء قبیلہ پر تقسیم کر دیا کرتے تھے اگر تو بھی اسیطرح کرے تو ہم زر زکوۃ لا کر حاضر
کریں خالد یہ سنکر غضب میں آیا اور ابو بکر سے خلاف واقع انکو کہا کہ قبیلہ بنی حنیفہ زکوۃ نہیں

دیتے ابو بکر نے ایک لشکر اُس قبیلہ پر بھیجا اور خالد کو اُس لشکر کا سردار کیا خالد
اُس قبیلہ پر تاخت لایا اور اُنکو مارا اور مالک کہ سردار قبیلہ تھا اوسکو قتل
کیا اور اُسی روز اُسکی زوجہ سے زنا کیا اور اُنکی عورتوں کو اسیر کرکے لایا حضرت خلیفہ ثانی عمر
ابن الخطاب یہ قضیہ سنکر متاسف ہوگئے اور وہ مالک سے ایام جہالت سے دوستی رکھتے تھے ابو بکر
سے کہا کہ خالد کو بعوض زنا مارنا چاہیے اور بعد عوض قتل اُسکے قتل کرنا چاہیے ابو بکر نے کہا
کہ مالک نے غدر نہیں اور خالد ہمارا ناصر اور مددگار ہے مصلحت یہ ہے کہ اب اُسکی خطا سے
درگذریں غرض جب اسیر قریب مسجد پہنچے تو اُن قیدیوں میں خولہ نام دختر ایک کابر اُس قبیلہ
کی بیٹی تھی جب نظر اُسکی مرقد منور جناب رسالت مآب پر پڑی تو فریاد بلند کی اور رو کر کہا کہ یا
رسول اللہ ان لوگوں نے ہمکو ناحق قید کیا اور بیگناہ ہمارے مردوں کو قتل کیا حالانکہ ہم شہادت
لا الہ الا اللہ و شہادت ان محمد رسول اللہ کہتے ہیں ابو بکر نے کہا کہ تمنے زکوٰۃ کو منع کیا خولہ نے کہا کہ
ہمنے منع نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ رسول خدا زکوٰۃ ہمارے فقرا پر تقسیم کیا کرتے تھے تم بھی ایسا ہی کرو
اُنہوں نے قبول نکیا اور ہمپر ظلم کیا اور مسلمانوں کی عورتوں کو نامحرموں میں سپرد کیا
اور بر تقدیر ہمارے مردوں نے زکوٰۃ کو منع کیا تو ہم عورتوں کا کیا قصور تھا کہ ہمیں گرفتار کیا اور
اسیر کرکے لائے خدا اور رسول اس قوم سے اِن افعال پر راضی نہو یہ کہکر گوشہ میں جا بیٹھی حضار
یہ باتیں سنکر منفعل ہوئے ابو بکر نے جو دیکھا کہ بسبب اس امر کے ہم رسوا ہوئے اور اس عورت نے
سب کے روبرو فضیحت کی تو اس بات کو ٹالکر اور باتیں کرنے لگے اور کہا جناب رسول خدا کے زمانہ
میں یہ معمول تھا کہ جو شخص اپنا جامہ جس اسیر کے سر پر ڈالدیتا اور پھر کوئی اور اُسپر کچھ زیادہ نکرتا
تھا تو وہ اسیر اُسی کو ملتا تھا تم بھی ایسا ہی کرو یہ سنکر دو شخص کھڑے ہوئے اور چاہا کہ خولہ کے سر
پر جامہ ڈالیں اور اسکو اپنی بی بی بنائیں خولہ نے کہا کہ لا و اللہ ہرگز یہ صورت نہوگی اور یہ ظلم

محال ہے اور کوئی شخص میرا مالک نہوگا مگر وہ شخص کہ جو خبر دے کہ وقت ولادت میری
کیا واقع ہوا اور یہ کہ بعد پیدا ہونے ہی کیا کلام کیا تہا یہ سنکر جناب امیر مسجد میں تشریف لائے
یہ ماجرا دیکہکر کہا کہ اے قوم صبر کرو تا میں اس دختر سے سوال کروں بس آپنے فرمایا کہ اے خولہ تو کیوں
جزع فزع کرتی ہے اُسنے کہا کہ یہ قوم میرے مالک ہونیکا قصد کرتی ہے اور میں اُس شخص کی
منتظر ہوں کہ جو مجھے خبر دے اُس چیز پر کہ جو وقت ولادت مجھسے صادر ہوا آپنے فرمایا کہ جس وقت
تو شکم مادر میں تہی اور درد زہ اُسکو عارض ہوا تو اُسنے دعا کی اور کہا کہ اللّٰہم سلمنی من ہذا المولود
اُسکی دعا قبول ہوئی اور تو پیدا ہوئی اور جب تو زمین پر پہنچی تو کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور بعد اُسکے تو نے کہا کہ اے اور قریب ہے کہ مجھے اپنے حبالہ نکاح میں لائے ایک سید اور اُس سے خدا
مجھے ایک فرزند عطا کرے سب لوگ میرا یہ کلام سنکر متعجب ہوگئے تہے اور جو کچھ تجھسے سُنا تہا
اُسکو ایک قیمتی مس پر لکھکر تیری ماں کو دیا اور ماں نے گہر میں دفن کر دیا تہا اور جب وہ مرنے لگی
تہی تو اُسکی محافظت کے لئے تجھسے وصیت کی تہی اور جب پکڑی گئی تو تو نے اُسکو نکالکر اپنے بازو
پر باندہا ہے اور اب وہ تیرے بازو پر ہے اُسکو نکال اور میرے کہنے کو اُسکے مطابق کر اور میں ہی ہوں
صاحب اُس فرزند کا اور نام اُسکا محمد ہوگا راوی کہتا ہے کہ جب اُس لوح کو کہولکر دیکہا تو جو
آپنے فرمایا تہا وہی نکلا ابو بکر نے اور عثمان نے بہی اُسکو دیکہا اور کہا کہ یا علی یہ دختر تمہاری
ہے واسطے بس اُس دختر نے شکر خدا کا کیا اور آپنے اُسکو اسما بنت عمیس کے سپرد کیا اور بعد ایک
مہینے کے اُسکو اپنے عقد میں لائے **معجزہ سی و ششم** مرقوم ہے کہ ایک روز جبرئیل امین خدمت
جناب ختم المرسلین میں حاضر تہے کہ جناب امیر المومنین تشریف لائے جبرئیل پئے تعظیم اُٹھ کہڑے ہوئے
اور شرائط تعظیم و تکریم کی بجا لائے جناب ختمی مآب نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم اس جوان کی تعظیم کرتے
ہو جبرئیل نے کہا کہ میں کیونکر تعظیم نکروں کہ اُسکا میرے اوپر حق تعظیم ہے حضرت نے فرمایا

کہ تمکو اُسنے کیا چیز تعلیم کی ہے عرض کی کہ جسوقت خدا تعالٰے نے مجھے پیدا کیا تو پوچھا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں اور تیرا کیا نام ہے اور میرا کیا نام ہے میں اسکے جواب میں عاجز ہوا اور ایک مدت تک متحیر ہوا کہ اسکا کیا جواب دوں اُس جوان نے عالم نور میں ظہور کیا اور کہا کہ تو پروردگار جلیل ہے اور نام تیرا جمیل ہے اور میں بندہ ذلیل ہوں اور نام میرا جبرئیل ہے اس سبب سے میں نے انکی تعظیم کی پھر حضرت نے پوچھا کہ تمہاری عمر کس قدر ہوئی ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایک ستارہ ہے کنارۂ افق میں کہ تیس ہزار برس بعد وہ طلوع کیا کرتا ہے اور میں نے اوسکو تیس ہزار بار طلوع ہوتے دیکھا ہے اور اسی سبب اُس جناب نے فرمایا کہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یعنے اگر کشف حجاب ہو اور پردہ مابین سے اٹھ جائے اور سب مجھے مرتبہ وصول کا ساتھ عالم نور کے ہم پہنچے تو جو یقین کہ مجھے اب اسکے وجود کا حاصل ہے اوسمیں کچھ زیادتی اور میرے علم میں کچھ تغیر پیدا نہو سوائے کہ علم میرا ساتھ ذات احدیت اور صفات صمدیت اور وجود واجب الوجود اور صفات ثبوتی اور سلبی کے مرتبہ عین الیقین کو پہنچا ہے اور اُس حد پر ترقی کی ہے کہ دوسرے شخص کو وقوف اس مرتبہ پر میسر نہیں ہے **معجزہ نود و ہفتم** ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک روز میں وقت صبح بیچ خدمت بابرکت رسول خدا کے مسجد شریف میں حاضر تھا اور وہ جناب پشت محراب کیطرف کئے بیٹھے تھے مقداد اور حذیفہ اور ابوذر اور سلمان فارسی اور بہت اصحاب بھی آپ کی خدمت باعظمت میں جمع تھے کہ دفعۃً ایک شور وغل اور آواز مہیب ہمارے کانوں میں باہر سے مسجد کے آئی اور وہ ایسی آواز دہشت ناک اور پر خوف تھی کہ کسیکو ہم میں سے اس آواز کے سننے کی طاقت نہ تھی اُس جناب نے حذیفہ اور سلمان سے ارشاد کیا کہ دیکھو کیا امر واقع ہوا یہ شور وغل کیسا ہے حذیفہ خبر لیکر آئی کہ چالیس آدمی ہاتھوں میں نیزے لئے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہیں ٹوپیاں بڑی بڑی مثل جوگیوں کے سر پر رکھے ہیں اور عجیب و غریب صورتیں ہیں اور ہر نیزے کے سر پر ایک ایک کیسہ موتیوں کا

نکلتا ہے اور آگے اُن سب کے ایک لڑکا امرد بے ریش ہے کہ حسن و جمال میں مانند شب چاردہ کے ہے وہ لڑکا فریاد کرتا ہے کہ البدار البدار الحذار الحذار اے محمد المبعوث الا قطار جناب رسولخدا نے اُس قوم کو بُلایا اور حذیفہ سے ارشاد فرمایا کہ تم فاطمہ علیہا السلام کے حجرہ میں جاؤ اور کاشف کروب و ربند و علام الغیوب علی ابن ابی طالب کو بُلا لاؤ حذیفہ کہتے ہیں کہ جو ہیں میں اُس جناب کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ اے حذیفہ تم آئے ہو کہ خبر دو مجھے اُس قوم کی کہ جنکے احوال کا مجھ علم حاصل ہے جیسے کہ وہ پیدا ہوئے ہیں اور سب مجھے معلوم ہے جس کام کے واسطے وہ آئے ہیں اور پھر حمد و ثنا خداوند عالم کی بجا لا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور میرے ہمراہ مسجد میں جناب رسولخدا کی خدمت باعظمت میں حاضر ہوئے سب آدمی اُس جناب کو دیکھکر بے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوئے جناب رسول مقبول نے ارشاد کیا کہ بیٹھ جاؤ پس جوان کھڑا ہوا اور کہا کہ کون ہے تم میں سے توڑنے والا بتوں کا اور معدن ایمان کا اور صبر کرنیوالا اوپر ضرب طعن و سنان کے اور قتل کرنیوالا شجاعوں کا اور نصرت دینے والا دین نبی کا اور سب دیان کے اور سب صفائیں آپ کی گنیں جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی حاجت اس لڑکے کی بر لاؤ کہ تمہاری تعریف از روئے صدق و اخلاص کے کرتا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے پسر میرے پاس آ تا میں تیری حاجت بر لاؤں تا مسلمانوں پر ظاہر ہو کہ میں ہوں سفینہ نجات کا اور بر لانیوالا حاجات کا اور میں ہوں وصی نبی عظیم اور صراط مستقیم کا تو جو درد دل رکھتا ہے مجھکو کہہ تا میں اسکا علاج کر دوں جب جوان نے یہ بشارت سُنی تو کہا کہ اے حلال مشکلات ایک میرا بھائی ہے کہ اسکو صید و شکار کا نہایت شوق تھا ایکروز وہ صحرا میں شکار کھیلنے کو گیا ایک وحشی کو دیکھکر اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اور تیر اُسکے مارا پھر وہ تیر اپنے نشانہ سے پھرکر اسکے لگا نصف بدن اُسکا شل ہو گیا اور حس و حرکت جاتی رہی اور زبان بند ہو گئی اب اشاروں سے باتیں کرتا ہے

اور ہمنے سنا ہے کہ آپ کی توجہ سے اس قسم کے امراض دفع ہو جاتے ہیں پس اگر میرا بھائی آپ کے
طفیل سے اس محنت و بلا سے نجات پائیگا تو میری قوم و قبیلہ و اقربا و عشیرہ کہ ستر ہزار آدمی
ہیں بااسپاں رہوار و دست و بازوی کارگزار بجود و کرم مصروف و معتاد قوم عاد سے
ہیں مسلمان ہو جائیں گے اور مواشی اور چارپائے اور حشم اور عبید اور اسباب صامت و
ناطق اسقدر رکھتے ہیں کہ زبان اُنکے وصف سے عاجز ہے سب کو اس شخص پر نثار کر دینگے
کہ جسطرح وہ چاہے ہمارے اسباب میں تصرف کرے جناب امیرؑ نے اُس سے کہا کہ اے حجاج
بن علاجل بن ابی العصف بن سعید بن مشتح بن علاق بن وہب بن صعب بادی کہاں ہے تیرا بھائی
اُسنے جو اپنا نسب سُنا تو متعجب ہوا اور کہا کہ قریب ہے جو وقت اُسکا اور ابھی اپنے قبیلہ کے ساتھ پہنچیگا
اگر اُسنے ابھی شفا پائی تو بت پرستی کو ترک کریگا اور تیرے ابن عم کے دین کو قبول کریگا ابھی
وہ یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پیرزن نے شتر کو مسجد کے دروازہ پر لاکر بٹھلا دیا اُس لڑکے نے کہا کہ یہ
بھائی میرا محمل میں ہے آپ محمل کے قریب تشریف لائے اور ایک جوان خوش رو کو دیکھا کہ محمل میں
پڑا ہے اُس جوان کی جو نظر جناب امیرؑ پر پڑی تو دیکھکر رو دیا اور باواز حزین و دل اندوہگین کہا
کہ الیکم المشتکی والملتجا یا اہل مدینۃ المصطفےٰ میں اپنا شکوہ تمہاری طرف لایا ہوں اور پناہ
تمہاری ڈھونڈی ہے اے اہل مدینہ محمد مصطفےٰ جناب امیرؑ نے اُسکی تسلی و تشفی کی اور فرمایا کہ
اب تو کچھ فکر اور رنج نہ کر خاطر جمع رکھ کہ زمانہ تیری مصیبت اور بلا کا گزر گیا پھر آپ نے حکم کیا
کہ شہر میں منادی کریں کہ سب آدمی بعد نماز عصر بقیع میں آنکر جمع ہوں تا وہ سب اس
امر عظیم کو دیکھیں کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا حذیفہ کہتا ہے کہ وقت موعود بقیع میں سب لوگ
آنکر جمع ہوئے اور جناب امیرؑ بھی مع ذوالفقار تشریف لائے اور جبکہ آفتاب قریب غروب
کے پہنچا تو ہمنے دیکھا کہ دو اگین وحشی رو سیہ پیدا ہوئیں ایک چھوٹی اور ایک بڑی جناب امیرؑ

اُس آگ کیطرف تشریف لیگئے اور چھوٹی آگ میں داخل ہو کر غائب ہوگئے اور وہ دونوں آگیں آپسمیں مل گئیں اور جیسے کہ دو لشکر آپسمیں لڑتے ہیں اور لشکر دوسرے لشکر کو مارتا ہے اسیطرح دونوں ایک دوسری کو مارتی تھیں اور شعل صاعقہ بلند ہوتی تھیں اور رعد کیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہ دیکھکر سب آدمی خوف و بیم میں تھے اور ہر دم صدا رعد کی اور شعلہ صاعقہ کا بلند ہوتا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ کیا امر ہونیوالا ہے اور کیا قسم منہ دکھلائیگا تمام شب یہی حال رہا تا اینکہ صبح طالع ہوئی اور سب آدمی جناب امیرؑ سے مایوس ہوگئے اور منافقین نے آپکی ہلاکت کا یقین کیا کہ ناگاہ وہ آگ بیٹھ گئی اور دُھواں دور ہوا اور اُس رعد و برق سے کچھ اثر باقی نہ رہا کہ جناب امیرؑ ہاتھ میں ایک سر کٹا ہوا کہ جسکا طول گیارہ انگشت کا تھا اور آنکھیں درمیان پیشانی کے تھیں اُس سر کو پکڑے ہوئے ظاہر ہوئے اور بال اُسکے مثل بال درندوں کے تھے پس وہ جناب محل کے پاس تشریف لائے اور اُس جوان سے کہا کہ اب تو اُٹھ کھڑا ہو کہ تیرا سبب مرض دور ہوا اور آگے پھر کبھی نہ ہوگا پس وہ جوان کھڑا ہوگیا اور اپنے تئیں سب طرح سے صحیح و سالم پایا اور چلنے لگا **معجزہ سی و ہشتم** منقول ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیرؑ میں ایک زاہد مدینہ میں صالح متقی تھا اول دین عیسائی رکھتا تھا پھر اُسنے دین محمدی اختیار کیا اور اُسنے زہد اور عبادت کو بڑھایا کہ شہرۂ آفاق ہوا اُس زاہد کی ایک بیٹی ماہ سیما نہایت شکیلہ جمیلہ حسینہ تھی کہ اپنی خوبروئی سے خورشید پر بھی طعنہ زن تھی اور لعل رخسار اُسکے رشک حور بہشتی تھے اُسکے ہمسایہ میں ایک عزیز اُسکا بیمار تھا وہ دختر ایکروز عبادتخانے سے اپنے نکلکر اُس بیمار کی عیادت کو چلی اتفاقاً اثنائے راہ میں نظر ایک جوان امیرزادہ طرب دوست کے قریب خانہ بیمار کے اُس دختر کی آنکھوں پر پڑی فوراً وہ جوان شیفتہ و عاشق اُس دختر

دختر پری رخسار کی آنکہوں پر سو گیا اور سہر روز درد دل اور سوزش عشق اسکو زیادہ ہوتا
تہا تا اینکہ صبر و قرار اور تاب و طاقت خواب و خور اکل و شرب سب نے اسکو جواب دیا اور
غم و غصہ نے حقیر و ناتوان بشکل مجنوں بنا دیا چار برس تک مطلقًا اوسکو اپنے حال کی
بے خبر رہی سوائے گریہ و زاری اور آہ و بیقراری کے اور کچہ اوسکو کام نہ تہا ہر چند دوست
احباب یگانے و بیگانے اوسکو فہمائش کرتے تہے اور سمجہاتے تہے مگر اسکو کسی کی نصیحت
سود مند نہوتی تہی وہ اپنے اسی خیال میں اور اسکے تصور میں رہتا تہا تا اینکہ رسوائے خاص
و عام اور انگشت نمائے خورد و کلاں ہوا ہر مہینہ وہ شخص کسیکو اوس دختر نیک اختر کے پاس
کہلا بہیجتا کہ اے جان جہاں اور اے آرام دل ناتوان اے برہم زن دین و ایمان ایک دفعہ اپنے
تئیں مجہے دکہلا دے ورنہ میں تیرے فراق میں ہلاک ہو جاؤنگا اور خون میرا تیری گردن
پر رہیگا اور اوس دختر پری رو کا باوجود اس حسن و جمال کے عبادت خدا میں یہ حال تہا کہ دن
کو روزہ رکہتا اور رات کو محراب عبادت میں کہڑا رہتا اور نہایت عبادت سے نفس امارہ کو
اپنے زیر کر رکہا تہا اور سب خواہش نفسانی کو مغلوب اور سب پر آپ غالب آئی تہی جب اوس
جوان کے پیغاموں سے عاجز آئی تو ایک شخص کو اوسکے پاس بہیجا اور کہلا بہیجا کہ اے شیفتہ
عشق خرمن جانسوز والے والہ شوق چشمان دلدوز ہر چند میں نے تجہے کہا کہ تو خیال میرا چہوڑ دے
اور میری طمع نکر خدا سے ڈر اور میری یاد بہلا دے تو نے نہ مانا اب کہہ کہ تو میری کس
چیز پر عاشق ہے قاصد جو پیغام اوس دلدادہ خانماں خراب پاس لایا اور اسکو سنایا
تو وہ جوان کہڑا ہو گیا قاصد کی تعظیم کی ہاتہ پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے قاصد فرخندہ
پیام اوس پری رو سے کہو کہ میں تیری چشم نرگسی نیم خواب کا بیمار ہوں اور اونکا عاشق زار
قاصد نے آنکر اوس دختر پاکیزہ خصال سے کہا کہ وہ جوان رعنا تیری آنکہوں کا عاشق

اور شیفتہ ہے یہ سنکر اُس حور لقا نے چاقو سے دونوں آنکھیں نکال لیں اور طبق میں رکھکر
اُس جوان کے پاس بھیجدیں اور کہا کہ جنکا تو عاشق ہے وہ یہ موجود ہیں اور چونکہ انہوں نے
نامحرم پر نظر کی یہ میرے کام کی ہی نہیں رہی ہیں اُس جوان نے وہ طبق دیکھا گریبان
چاک کیا اور سر و سینہ خوب کوٹا اور منہ پر طمانچے مارے اور رویا اور وہ طبق لیکر جناب امیر المومنین
کی خدمت میں آیا اور روبرو حضرت کے رکھدیا اور ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے جوان تو نے
کیوں اُسکے جمال پر نظر کی اور اپنے تئیں عذاب آخرت میں گرفتار کیا وہ جوان رونے لگا اور عرض
کی کہ اے امیر المومنین مینے بہت بد اور برا کیا اور استغفار کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ
پھر ایسا کام نہ کروں گا زاری اور عاجزی کی اُسمیں دختر کی ماں یہ خبر پاکر کہ بیٹی نے آنکھیں اپنی
نکالڈالیں ہیں روتی پیٹتی جناب امیر کی خدمتمیں آئی اور قدم مبارک پر لوٹ گئی اور گریہ
زاری اور فریاد و فغاں بلند کیا آپ کو اُسپر رحم آیا اور فرمایا کہ اے پیر زال تو اپنی دختر نیک
اختر کو میرے پاس لے آ وہ غمدیدہ دوڑی گئی اور اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر حضرت کی خدمت میں
لائی وہ دختر آپکے پاؤں پر گر پڑی اور خاک قدم مبارک کو پیشانی پر ملا اور کہا کہ جان
میری فدا ان پائے مبارک کے جناب امیر نے دونوں آنکھیں اُسکی کاسہ سر میں رکھیں
اور اپنی ردا اُسکے سر پر ڈالدی اور سورہ فاتحہ کو پڑھا جونہیں سورہ تمام ہوا آنکھیں اُسکی
درست ہو گئیں اور منہ اُسکا مثل شمع کے روشن اور پرنور ہو گیا وہ دختر حضرت کے
گرد پھری اور حمد و ثنا آپکی اپنی زبان پر لائی اور یہ معجزہ شگفت دیکھکر بہت سے ترسا
و یہود و گبر شرف اسلام کو پہنچے اور اسلام کو قبول کیا اور مومن ہوے جناب امیر نے اُس
دختر سے کہا کہ اے دختر صالحہ اس جوان نے تیرے عشق میں بہت جفا اور مشقت کھینچی
ہے اور آزار اُٹھائے ہیں اب تو بھی اسکو قبول کر دختر نے کہا کہ اے شاہ اولیا آپکو میرا

میر اختیار ہے پس اُس جناب نے آپ اُن دونوں کا عقد کیا اور صیغہ پڑھا اور وہ دونوں اپنے مدعائے دلی کو پہنچکر گھر کو روانہ ہوئے **معجزہ سی و نہم** منقول ہے کہ دیار بیت المقدس میں ایک یہودی تھا الیخا نام فاضل متبحر اور دمشق میں بھی ایک یہودی تھا فاضل اور دو شخص اور تھے ایک کا نام شمشاد اور دوسرے کا نام اشلاموں اور یہ دونوں علم عربی اور علم نجوم میں کامل اور احوال آفرینش عالم اور مبدا و معاد کے ماہر اور آئندہ کی خبریں دیا کرتے اور جو کہتے تھے وہی ہوتا تھا الغرض ان سب کا اتفاق اور اجماع بیت المقدس میں ہوا اور سب جمع ہوکر ایک جگہ بیٹھے اور احوال زمانہ آئندہ کا دیکھنے لگے تا معلوم کریں کہ زمان مستقبل میں کیا کیا حوادثات اور سوانحات پیدا ہونگے غرض اونکو معلوم ہوا کہ زمانہ ہرمز اور نوشیرواں میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ دین و ملت یہود و نصاریٰ کو خراب کریگا اور سب ادیان سالفہ اور سابقہ کو باطل اور مضمحل اور برباد کریگا اور وہ شخص قریش سے ہوگا اور جو جماعت اسکی متابعت و اطاعت نکریگی اُسکو وہ قتل کریگا اور چھ مہینے اُسکی پیدائش میں باقی ہیں غرض یہ خبر اُنہوں نے زمانہ کے سب عالموں کو پہنچادی پھر نجوم کو دیکھکر معلوم کیا کہ وہ خاندان ابو طالب سے بلکہ ابو طالب کی نسل سے ہوگا یہ سنکر آپس میں ہر ایک نے اس امر کے دفع کرنے میں مشورت کی مگر خاندان ابو طالب سے سب خوف کرتے تھے اور اُنکے دفع میں اندیشہ ناک تھے اسواسطے کہ ابو طالب کا پدر عظماء اہل مکہ سے تھے یعقوب و الیخا نے کہا کہ مکہ میں ہمارا ایک دوست شمعون نام وہ مفتی اور عالم اوس طرف کا ہے اوسکو اس مضمون سے خبردار کرنا چاہیے بلکہ اوسکو لکھنا چاہیے کہ جسطرح سے ہو سکے اور مصلحت دیکھے کام اُسکا تمام کرے یہ کہکر شمعون کو اس مضمون کا نامہ لکھا کہ برادر اعظم خواجہ شمعون کو معلوم ہو کہ بعد چھ مہینے کے خاندان ابو طالب ابن عبد المطلب ہاشمی مکی میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ جسکو توریت میں ایلیا کہتے ہیں اور

اُسکے ایک شخص علی ہوگا اور نام اوسکی ماں کا فاطمہ بنت اسد ہے دین و ملت قدیم یہود و
نصاریٰ کو باطل و ہمارے گروہ کو قتل کریگا مساجد کو اور ہمارے عبادتخانوں کو منہدم اور مسمار
کریگا پس جسطرح تجھسے ہو سکے اسکے دفع کرنے میں کوشش کر پہلے تولد سے اُسکے یا بعد تولد کے
اُسکے تا ہمارے دین و آئین میں کسیطرح کا خلل واقع نہو پس جب یہ نامہ شمعون کے پاس پہنچا اور اُسنے
پڑھا تو ڈرا اسواسطے کہ اُسنے بھی یہ حال کتابوں میں دیکھا تھا جواب میں اُس نامہ کے لکھا
کہ بار اتّس والعین جہانتک ممکن ہوگا میں اُسکے دفع میں کوشش کرونگا اور پھر فکر میں گیا کہ کیا
تدبیر کیجے اسکے دفعہ کی آخر رائے نے اُسکی اسپر قرار پکڑا کہ ایک بکری کے بچہ کو ذبح کرکے پکوا کر
زہر اُسمیں ملا کر ابوطالب کے گھر میں بھیجے غرض اُسنے ایسا ہی کیا اور ایک کنیز کے ہاتھ تحفہ
کے ساتھ ابوطالب کے گھر بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شمعون نے یہ تحفہ تمکو بھیجا ہے غرض کنیز ابوطالب
کی بی بی پاس لائی اور شمعون کا پیغام دیا اُنہوں نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اُسکو لیں کہ اپنے پیٹ
میں سے ایک آواز ہمگین سُنی کہ کوئی کہتا ہے کہ مت اسکو لے تو توقف کر پھر چاہا کہ اُسکو لیں
کہ طفل نے شکم مادر میں ایک لات ماری اور کہا کہ یہ طعام زہر آلودہ ہے تمہارے اور میرے ہلاک کرنے
کو بھیجا ہے یہ سُنکر اُنہوں نے کنیز سے کہا کہ تو اسکو لیجا کہ ہمارے خاندان اور شمعون کے خاندان
سے کچھ ربط اور واسطہ نہیں ہے اور کبھی رسم تحف و تحایف باہم ہرگز نہیں ہوئی یہ تحفہ خالی
مکر سے نہیں یہ سُنکر وہ کنیز خوان پھیر کر لے آئی اور حجرے میں گھر کے لاکر رکھدیا شمعون
ملعون کے دو بیٹے نہایت حسن و جمال کے ساتھ متصف تھے مکتب سے جو آئے تو دیکھا کہ
ماں باپ ملعون سیر باغ کو گئے ہیں کنیز سے کہا کہ ہم بھوکے ہیں گھر میں کچھ کھانیکو ہے کنیز
نے کہا کہ حجرہ میں نان و گوشت بریاں رکھا ہے اور وہ لونڈی اُس ملعون کے مکر سے
خبر نہ رکھتی تھی کہ اسمیں زہر ملا ہوا ہے غرض وہ دونوں لڑکے دوڑے گئے اور دسترخوان کو

ہو کر کھانے لگے ایک لقمہ مُنہ میں ڈالا تھا کہ اثر زہر سے گلا ورم کر آیا اور فوراً دونوں مر گئے
اسمیں شمعون ملعون مع بی بی کے باغ سے آیا اور کنیز سے کہا کہ کیا لڑکے ابھی تک مکتب سے نہیں
آئے لونڈی نے کہا آئے ہیں و حجرہ میں نان و گوشت بریاں کھاتے ہیں اُسنے پوچھا کہ وہ کہاں
سے آیا تھا کنیز نے کہا زنِ ابو طالب نے تحفہ قبول نہیں کیا اُلٹا پھیر دیا تھا یہ بات جو سُنی
تو مضطر اور بیقرار ہو کر اندر دوڑے گئے دیکھا کہ دونوں لڑکے مرے پڑے ہیں عورت تو
دیکھتے ہی اُس شیخ سے کہ جسپر کباب پختہ کئے تھے اپنے پیٹ میں مار کر مر گئی شمعون ملعون
نے اُس چھری سے کہ جس سے بچہ بز کو ذبح کیا تھا گلا اپنا کاٹ کر مر گیا اور دونوں جہنم واصل
ہوئے **معجزہ چہلم** مذکور ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ کا گزر ایک کوچہ میں کو ہوا تو مدینے سے
ہوا آپنے دیکھا کہ ایک مومن منافق کے ہاتھ میں گرفتار ہے اور وہ منافق اُسکو سخت عذاب
اور آزار دے رہا ہے مومن نے جناب امیرؑ کو دیکھکر فریاد کی آپ اُسکے پاس آئے اور حال پوچھا
مومن نے کہا کہ اے امامِ مومناں و اے خلیفہ رسولِ انس و جان اس شخص کے مجھپر ایکہزار سات
سو دینار قرض آتے ہیں اب یہ مانگتا ہے میرے پاس اسوقت دینے کو نہیں ہیں اور نہ مجھے
مہلت دیتا ہے کہ کہیں سے تدبیر کر دوں آپنے فرمایا کہ مرتبہ میرا اس سے ارفع و اعلےٰ ہے کہ اس
شقی کا منت کش ہوں کسواسطے خالق ارض و سما سے طلب نہ کروں یہ فرما کر سر سوے آسمان
بلند کیا اور عرض کی کہ اے بادشاہ اے ملک اے کارساز بندہ نواز بحق ذات بے مثالت و
بحرمت محمد و آلِ محمد مطلب اس مومن با اعتقاد کا برلا اور خاطر کو اُسکے اس لعین کیطرف سے
شاد کر فی الحال دروازے آسمان کے کھل گئے اور آواز آئی کہ یا ابا الحسن کہو پس بندیے کے
ہاتھ زمیں کیطرف دراز کرے اور جو کچھ سنگ و کلوخ سے اسکے ہاتھ آئے اُٹھالے حق سبحانہ تعالیٰ
اپنی قدرت کاملہ سے اُنکو سونا کر دیگا آپنے یہ حکم اُس مرد دیندار سے کہا اُسنے ہاتھ بڑھا

زمین میں سے جو کچھ اُسکے ہاتھ میں آیا اور جس قدر اُسکے ہاتھ میں سمایا کنکری اور ڈھیلے
اُٹھا لیئے اور اُنکو دیکھا تو قدرت خدا اور اعجاز امام ہر دوسرے وہ سب سونے کے تھے آپ نے
فرمایا کہ اِنہیں قرض کو ادا کر اور جو بچ رہے اُس سے اوقات بسر کر اور دوسرے روز آپ مسجد میں
جناب رسولخدا کی خدمت میں حاضر ہوئے جناب رسولخدا نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ تم میں سے وہ کونسا
شخص ہے کہ جسنے کل کے دن ایکہزار سات سو دینار برادر مومن کے قرض کے ادا کئے جناب امیر نے
عرض کی کہ یا حضرت وہ میں ہوں آپ نے فرمایا کہ سچ ہے اور میں بھی جانتا تھا مگر جبرئیل
نے مجھسے آنکر کہا تھا کہ سخاوت و کرم کو تمہارے اصحاب کے روبرو بیان کر دوں اور اُنکو اس
سے آگاہ کروں **معجزہ چہل و یکم** منقول ہے کہ عبداللہ بن یونس کہتا ہے کہ ایک سال میں واسطے
حج بیت اللہ کے گھر سے چلا اثنائے راہ میں ایک زن حبشیہ نابینا کو دیکھا کہ دست مناجات بسوئے قاضی
الحاجات بلند کئے عرض کر رہی ہے کہ اے معطی السائلین بحق علی بن ابی طالب مجھے دوبارہ
بصارت چشم مرحمت کر اور پھر مجھے بینا کرنے میں عورت کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تو علی
ابن ابیطالب کو بہت دوست رکھتی ہے اُسنے کہا کہ ہاں ہزار جان میری اُن پر نثار ہے کہ وہ
میرے امام و پیشوا و رکن دین و ایمان ہیں میں نے کئی درہم جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ پر رکھدیئے
اُسنے کہا کہ میں درہم کی طالب نہیں آنکھیں چاہتی ہوں اور وہ درہم نہ لیئے میں آگے چلا
گیا اور بیت اللہ میں پہنچکر مناسک حج بجا لایا اور بعد ادائے حج گھر کیطرف مراجعت کی اور پھر جبھی
منزل پر آنکے پہنچا اُس عورت کو دیکھا کہ دونوں آنکھیں اُسکی روشن ہیں اور سب کچھ دیکھتی
ہے میں نے حال اُس سے پوچھا اُسنے کہا کہ ایک شخص نے میرے مولا علی بن ابی طالب نے مجھے آنکھیں
دیں میں نے کہا کہ کیونکر ماجرا بیان کر اُسنے کہا کہ ایک شخص یکروز میں دعا کر رہی تھی ایک
شخص نے مجھسے کہا کہ تو علی کو دوست رکھتی ہے میں نے کہا کہ ہاں بصد جان اُن پر سے فدا

ہوں اسنے کہا کہ خداوندا اگر یہ عورت سچ کہتی ہے تو اسکو بینائی عطا کر فوراً میری آنکھیں روشن
ہوگئیں میں نے سب کو نور اگیں اونکا دیکھکر قدموں پر گر پڑی اور آنکھوں کو قدموں پر ملا اور عرض
کی یا حضرت مجھے بتائیے کہ آپ کون ہیں کہ جو آپ کی دعا کی برکت سے میری آنکھیں صحیح
ہوگئیں فرمایا کہ میں وہ ہوں کہ جسکا تو واسطہ دیا کرتی تھی **معجزۂ چہل و دوم** منقول ہے
کہ سلمان فارسی شہر مداین میں تھے جب وقت وفات انکا قریب پہنچا تو ایک شخص نے اوناں نام
پوچھا کہ اے سلمان تمہارے غسل و کفن کا مرتکب کون ہوگا کہا وہ شخص کہ جسنے رسول خدا کو غسل
دیا ہے اور دفن کیا ہے زاذان کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ ای سلمان مدین میں ہو اور شاہ ولایت
مدینہ میں وہ کیونکر ان افعال کے مرتکب ہونگے سلمان نے کہا کہ جب روح میری مفارقت کریگی
تو ہنوز تم مجھے سیدھا نہ کرنے پاؤ گے کہ وہ جناب آنکر حاضر ہونگے جب وہ جناب تشریف لائیں
تو تم میرا سلام عرض کرنا زاذان کہتا ہے کہ جب انکی روح نے مفارقت کی اور چادر انکے منہ
پر ڈالی تو دیکھا کہ جناب امیر تشریف لائے ہیں میں نے سلمان کا سلام عرض کیا اس جناب نے
چادر کو سلمان کے منہ پر سے اوٹھا دیا دیکھا میں نے کہ سلمان نے حضرت کو دیکھکر تبسم کیا آپ نے

فرمایا کہ مرحبا یا ابا عبد اللہ اذا لقیت رسول اللہ فقل ما رایت من اصحابہ یعنی خوشحال تیرا اے
سلمان جب تو خدمت میں رسول خدا کے پہنچے تو جو کچھ کہ اس جناب کے اصحاب نے مجھ سے بدسلوکی کی
ہے اور ظلم کیا ہے انکی خدمت میں سب عرض کرنا پھر چادر اونکے منہ پر ڈال کے اونکو غسل دیا اور
کفن پہنایا اور نماز پڑھی ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ زاذان نے کہا
کہ میں نے دیکھا کہ دو مرد اور پیدا ہوئے اور نماز میں شریک ہوئے اور آپ نے تکبیر با آواز بلند فرمائی
اور جب سب نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک انمیں سے خضر تھے اور دوسرے جعفر طیار بھائی میرے
تھے اور ہر ایک کیساتھ سات سات صفیں ملائکہ کی تھیں اور ہر صف میں ہزار ہزار ملائکہ تھے

کر سب نے سلمان پر نماز پڑھی اور کتاب جرائج میں اس حدیث کو اسطرح بیان کیا ہے کہ ایکروز صبح کو جناب امیر نے مدینہ منورہ کی مسجد میں ارشاد کیا کہ شب کو جناب رسولخدا میرے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد کیا کہ تم سلمان کی تجہیز و تکفین کرنا اور نماز پڑھنا اور میں اب اسی کو جاتا ہوں کہ اُس جناب کی وصیت پر عمل کروں حضار مجلس نے مدینہ کے باہر تک آپکی مشایعت کی اور رخصت کیا اور جب لوگ وقت نماز ظہر مسجد میں آئے تو آپ کو مسجد میں دیکھا سب نے حضرت سے احوال پوچھا حضرت نے فرمایا کہ میں مدائن میں گیا اور اُسکو دفن کیا اور اُسکو دفن کرکے آیا ہوں محبین کو تو یقین ہوا اور منافقین کو تصدیق اس امر کی نہوئی اور اسکو محال جانا تا اینکہ بعد ایک مدت کے ایک خط مدائن سے آیا کہ فلاں روز سلمان نے انتقال کیا اور ایک اعرابی حاضر ہوا اور اُنکو غسل و کفن دیکر اور نماز پڑھکر دفن کیا اور بعد دفن کرنیکے غائب ہوگیا پس جب تاریخ کو اُس خط کے ملاحظہ کیا تو وہی تاریخ نکلی کہ جس تاریخ جناب مظہر العجائب و مظہر الغرائب علی ابن ابی طالب غائب ہوگئے تھے یہ دیکھکر دوستوں کی محبت زیادہ ہوئی اور منافقین کا حسد اور زیادہ ہوا

معجزہ چہل و سوم

منقول ہے کہ زمان خلافت بنی عباس میں ایک مرد تھا البصرے میں بڑا صاحب جاہ و مکنت اتفاق سے بسبب حوادث زمانہ کے مفلس ہوگیا اور مال و منال اُسکا سب جاتا رہا محتاج اور پریشاں ہوگیا مگر دوستان اہلبیت سے تھا جب بصرے میں صورت گذران کی معلوم نہوئی تو کوفہ میں آیا بازار میں ایک شخص کو دکان پر بیٹھے دیکھا اور دیکھا کہ اکثر اسباب دنیا بیش قیمت اُس دکان میں چنا ہوا ہے وہ بصری اُسکے سامنے آیا اور کہا کہ بحق محمد و آل محمد و بولایت علی مجھے کچھ دے کہ میں نہایت پریشاں ہوں وہ شخص چونکہ جملہ خوارج سے تھا نام جناب امیر کا سنکر برآشفتہ ہوا اور کہا کہ نام علی پر تجھے خاک بھی نہ دونگا چہ جائے درہم

دوبارہ وہ بصری یہ سنکر نہایت دلتنگ ہوا اور رو دیا اور بازار کو چھوڑ کر کوچہ و محلوں میں پھرنے لگا ایک مکان عالیشان دیکھا کہ اُسکے غرفہ مین ایک زن ماہرو و کمال حسینہ و جمیلہ بیٹھی ہے اُس عورت کو اُسکا حال تباہ دیکھکر رحم آیا اور قریب بلاکر مستفسر حال ہوئی بصری نے ساری سرگذشت اپنی بیان کی وہ عورت محب دوستان اہلبیت تھی اپنے کان سے گوشوارہ کہ اُسکے باپ سے اُسکو ارث مین پہنچا تھا اور تین لعل ایک ایک ہزار دینار کے اُسمین تعبیہ کیے ہوئے تھے آتار کر اُس بصری کو دیا وہ بصری اُسکو بازار مین لیکر آیا اور جوہریوں سے اُسکی قیمت کرائی تین ہزار دینار کا وہ بصری اُسکو لیکر اُس دکاندار کے پاس آیا اور اُسکو دکھا کر کہا کہ تو عورت سے بھی کمتر ہے اُسنے گوشوارے کو پہچانا کہ اس شخص کی جورو کا ہے معلوم ہوا کہ وہ بھی دوستان امیر المومنین سے ہے آتش قہر و غضب دل کے کانون سینہ مین مشتعل ہوئی دکان کو بند کر کے گھر میں آیا اور بیبی سے کہا تو نے اُس درویش کو اپنا گوشوارہ کیوں دیا کہ وہ شخص رافضی تھا عورت نے کہا کہ تجھے اس سے کیا کام وہ میرا مال تھا کہ مجھے میراث مین پہنچا تھا تیرے مال میں سے تو کچھ نہیں دیا اور تینے اُسکو نہیں دیا بلکہ اُسکے وسیلہ کو مین نے پوچھا اور اُسکا وسیلہ کون ہے کہا امیر المومنین امام المتقین شیر بیشہ شجاعت و سخاوت کہ بغیر اُنکی محبت کے ایمان درست نہین اُس سیاہ بخت نے اگرچہ یہ جانا کہ وہ جسکو کہتی ہے مگر از راہ تجاہل کے کہا کہ جسکی تو مدح کرتی ہے اُسکا صریح نام لے کہا علی بن ابی طالب وہ عین نام سنکر سرخ ہو گیا اور کہا کہ اے ناکس مگر تو رافضیہ ہے جسکی محبت میں تو نے جس ہاتھ سے گوشوارہ دیا ہے وہ ہاتھ دراز کر تا میں اُسکو کاٹوں اُس عورت نے کہا کہ اے مرد ہاتھ کیا چیز ہے ہزار جان گرامی میری اُسکے دوستوں اور اُنکی اولاد پہ سے قربان ہے اور ہاتھ اپنا دراز کر دیا اور کہا ہاتھ کیا سر بھی اُس جناب کے لئے حاضر ہے مگر اے مرد مجھے عیب دار اور محتاج خلایق کا نکر اور اگر تو مجھپر یہ ظلم کریگا تو جزا اُسکے بعد

آخرت میں عوض اسکے پائیگا اُسوقت خطاب الٰہی سب فرشتوں کو پہنچا کہ دیکھو محبت اِس
زن مومنہ کی کہ دوستی میں امیر المومنین کے کیسی دلیری کر رہی ہے پس ملائکہ نے دیکھکر اُس ملعون
پر لعنت کی اور اُس زن صالحہ عفیفہ پر آفرین و تحسین کہی پس اُس بے رحم نے ہاتھ اُسکا بدن سے
جدا کر ڈالا اور سب اسباب اُسکا چھین کر ایک پاجامہ کہنہ پہنا کر گھر سے نکالدیا اور کہا کہ تو
بوترابی ہے تجھپر حرام ہے اور خون تیرا مجھپر حلال ہے پس زن عفیفہ بادست بریدہ شہر سے
باہر کاروان سرا میں کہ دو فرسخ شہر سے تہا افتاں خیزاں پہنچی اُس کاروان سرا کی زیر دیوار
بسبب الم کے غش کہا کر گر پڑی قضارا ایک پیر مرد مع اپنی زوجہ پیرزال کے ایک گوشہ
کاروان سرا میں رہتے تھے مگر اُنکے اولاد نہ تھی اُس پیر مرد کا گذر اُس زن پاکدامن پر ہوا اُسکے
حسن و جمال کو دیکھکر حیران رہگیا اور دیکھا کہ ہاتھ سے اُسکے خون جاری ہے وہ جا کر اپنی بی بی کو
بلا لایا اور آنکر وہ دونوں اُسکے سرہانے بیٹھ گئے کہ اُسمیں اُسکو ہوش آیا آنکھیں کھولیں
پیر مرد کو اپنی بالیں پر دیکھا سلام کیا اور سارا قصہ اپنا بیان کیا اُس پیر مرد اور زوجہ اُسکی
کہ محبان اہلبیت سے تہی اُس زن صالحہ کی تشفی کی اور دلاسا دیا اور اپنے دلمیں کہا کہ ہمارے
فرزند نہ تہا خدا نے ہمکو فرزند دیا گھر میں اُسکو اُٹھا کر لائے اور اُسکے ہاتھ کا علاج کر دیا کہ وہ اچھی
ہو گئی پس وہ زن نیکبخت شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتی تھی سات برس اسیطرح سے
گذرے کہ ناگاہ ہند کی جانب سے ایک قافلہ آیا اُسمیں ایک خواجہ تہا کہ ایک سو اونٹ خروار اسباب
نفیس کے اپنے ساتھ رکھتا تہا اور بہت سی کنیز و غلام ہندی کا مالک تہا اور اُسکا معمول تہا
کہ بعد نصف شب اُٹھتا تہا اور تہجد کی نماز پڑھکر قافلہ میں پہرا کرتا تہا اُس شب اُٹھا اور بعد نماز
تہجد جو قافلہ میں گشت کرنے لگا تو اُسکو ایک گوشہ میں کاروان سرا کے روشنی دکھائی دی
اُسکو گمان چوروں کا ہوا اسطرف کو گیا تو دیکھا کہ وہ روشنی گھر کے اندر سے اور تمام در و

دیوار اُس گھر کے منور ہو رہے ہیں اور آسمان تک شعاع اُس روشنی کی پہنچی ہوئی ہے خواجہ نے
کہا کہ یہاں کوئی سر ہی سر الٰہی ہے آہستہ دروازے کو کھولا اور اندر آیا دیکھا کہ ایک پیر مرد
اور ایک پیرزن تو سوتی ہیں اور ایک دختر سجادہ پر بیٹھی عبادت خدا میں مشغول ہے اور نور نے
اُسکے چہرہ سے فلک تک شعلہ کھینچا ہے اور ایسی یاد الٰہی میں مستغرق ہے کہ دنیا و مافیہا سے
کچھ خبر نہیں رکھتی خواجہ دیکھکر اُسپر عاشق ہو گیا اور پھر کر اپنے مقام پر آیا اور صبح کو ایک طبق
جواہرات بیش بہا اور اسباب بیش قیمت کے لا کر پیر مرد کی نظر کئے پیر مرد اسباب بیش
بہا دیکھکر متعجب ہوا اور خواجہ سے پوچھا کہ آیا کچھ مجھسے حاجت رکھتے ہو کہا ہاں تمہاری
یہ دختر شوہر رکھتی ہے یا نہیں کہا نہیں خواجہ خوش ہوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اُسکا
عقد میرے ساتھ کر دو پیر مرد نے کہا کہ بہتر مگر اتنے توقف کرو یہ کہکر پیر مرد وہ طبق لیکر اُس دختر
کے پاس گیا اور ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تجھسے عقد کرنا چاہتا ہے تیری صلاح اسمیں کیا ہے
دختر نے کہا تمہیں اختیار ہے خواجہ یہ سنکر خوش ہوا مگر وہ عورت اپنے ہاتھ کے کٹنے سے کمال
محزون تھی اور کہتی تھی کہ اس ہیئت سے کیا شوہر کے پاس جاؤنگی غرض پیر مرد باہر آیا اور
خواجہ کو مبارکباد دی اور قاضی کو بلوا کر صیغہ اُسکا پڑھوایا پس خواجہ نے اسباب عروسی بہت
سا پیر مرد کے گھر بھیجا اور ایک مکان نفیس بنوایا اور اُسمیں باغ لگایا جب مکان بنکر طیار ہوا تو
عروس کو اُسمیں لیگئے خواجہ نے ایک مجلس عظیم عروس کے واسطے آراستہ کی اور بہت سے
مہمان جمع کیئے اور انواع انواع کی نعمتیں اُنکو دیں جب وقت شب کا ہوا تو خواجہ نے عروس
کو طلب کیا عروس نے کہا کہ ایک ساعت توقف کرو کہ مجھے تھوڑا سا کام ہے یہ کہکر وہی
جامہ کہنہ پہنکر اور وضو کر کے دو رکعت نماز باسوز و گداز ادا کی اور سر عجز و نیاز زمین پر رکھا
اور روئی اور تضرع و زاری کرنے لگی کہ اے بادشاہ حقیقی بحق اُن عاشقوں اور جاں نثاروں

اپنے گے کہ تیری راہ میں اُنہوں نے اپنی جانیں فدا کی ہیں اور مینے بھی دوستی میں تیرے دوستوں
کی ہاتھ اپنا کٹوایا ہے اور تو واقف ہے کہ مجھے تاب طعنوں اور شماتت اعدا کی نہیں ہے بحق
حرمت محمدؐ اور علیؑ اور اُسکے اہلبیت علیہم السلام کے مجھے شرمندہ اور رسوا نہ کر یا جان میری
لے یا میری فریاد کو پہنچ یہ کہکر السیلا ہوئی کہ بیہوش ہو گئی اور خواب نے اُسپر غلبہ کیا اور
وہ سو گئی کہ اسمیں دریائے رحمت الٰہی و عاطفت کبریائی جوش میں آئے اور عالم ملکوت میں ایک
شور و غل پیدا ہوا ناگاہ اُس صالحہ عفیفہ نے خواب میں دیکھا کہ باغستان فردوس جنت میں
آتے لیگئے اور اُسنے ایک قصر دیکھا یاقوت سُرخ کا اور اُسمیں ایک تخت ہے زمرد سبز کا اور
اُسپر ایک مرد بیٹھا ہوا ہے کہ ہزاروں فرشتے اُسکے روبرو صف باندہے کھڑے ہیں جو اُس عورت
نے جو یہ حال دیکھا تو ڈری اور خوف و بیم اُسکے دلمیں پیدا ہوا کہ ایک فرشتہ اُسکو لیکر اُس تخت
کے قریب لیگیا اور اُس تخت نشین نے فرمایا کہ اے دختر میں ہوں امیر المومنین علی بن ابیطالب
کہ جسکی مہر و محبت میں تو نے ہاتھ اپنا کٹوایا میرے پاس آ جب وہ آپ کے نزدیک گئی فرمایا کہ ہاتھ
اپنا کھول جب مینے ہاتھ اپنا کھولا تو دیکھا کہ ہاتھ میرا درست تھا ایک آواز دختر سے پیدا
ہوئی کہ جتنے آدمی پاس تھے سبنے اُسکی آواز سُنی اور اندر آئے تو اُس دختر کو دیکھا کہ لباس
کہنہ پہنے خاک پر لیٹی سوتی ہے ماندے سبنے توقف کیا تا اینکہ وہ بیدار ہوئی اور دونوں
ہاتھوں کو اپنے درست دیکھکر سجدہ شکر کا کیا اور لباس فاخرہ پہنا اور گھوڑے پر سوار ہو کر
شوہر کے پاس آئی اتفاقاً ایک روز وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک سائل
آیا اور شوہر نے اُسکے چند درہم جیب سے نکالکر قصد اُسکے دینے کا کیا چونکہ کوئی کنیز حاضر
نہ تھی تو اُس عورت سے وہ درہم اپنے شوہر سے لیکر آپ دینے کو گئی اور اُس گدا کو پہچانا اور کہا
کہ تو فلاں شخص نہیں ہے کہ میں تیری جورو تھی اور تو نے میرا ہاتھ کاٹا تھا عوض اُس کو شوہر کی

کے کر جسکو بیٹے علی کے نام پر فقیر کو دیا تہا اور تو نے مجھے طلاق دی تہی اور سا ہاتھ کاٹکر مجھے گھر سے باہر نکالدیا تھا اور کہا تھا کہ تو زن بوترابی ہے مجھپر حرام ہے اور تیرا خون مجھپر حلال ہے اور یہ بھی تو نے کہا کہ تو جا ابوتراب تیرا ہاتھ اچہا کردیگا اب دیکھ لے کہ ابوتراب نے تیرا ہاتھ اچہا کر دیا یا نہیں وہ شخص یہ سنکر رویا اور کہا کہ ہاں میں وہی ہوں اُس عورت نے پوچھا کہ تیرا حال یہ کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ جب تیرا ہاتھ کاٹکر تجھے گھر سے نکالدیا تو میرے گھر میں آگ لگ گئی اور جو کچھ گھر میں تہا سب جل گیا اور میں محتاج ہو گیا یہ کہکر وہ شخص چلا گیا اُسکے شوہر نے جو یہ کلمات اپنی بی بی کے سُنے تو پاؤں پر اُسکے گر پڑا اور کہا کہ میں غلام ہوں تیرا اور یہ مال و اسباب تیرا ہی ہے عورت نے حیران ہو کر پوچھا کہ اے خواجہ یہ کیا کلمات ہیں کہ تو کہتا ہے خواجہ نے کہا کہ اے عزیزہ مہربان میں وہی فقیر ہوں کہ جسکو تو نے اپنا گوشوارہ دیا تہا اور یہ مال و اسباب اُسیکی برکت سے پیدا ہوا ہے پس اُن دونوں نے سجدہ شکر کا کیا اور خوش و خرم رہنے لگے

معجزہ چہل و چہارم

جابرؓ انصاری اور عمار یاسر اور ابوذر غفاری روایت کرتے ہیں کہ ایکدن پیغمبر خدا بعد نماز صبح مسجد میں رونق افزا تھے اور اصحاب آپکے گرد آپکے جمع تھے اور وہ جناب تفسیر کلام الٰہی کی اور اخبار باری بیان فرماتے تھے کہ ناگاہ جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے اور عرض کی کہ اے حبیب رب العالمین خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے ایک خلق کثیر لشکر کفار سے جمع ہوئی ہے اور ارادہ حرب کا تم سے رکھتی ہے اور جو کہ میں یہ حرب واقع ہو گی پس علی الصباح تم لشکر اور سب اصحاب کو جمع کرو اور اسباب حرب جلد آمادہ اور مہیا فرماؤ اور اسمیں تعلل و تساہل کو راہ نہ دو اور اس حرب کو سہل و خوار نہ گنو اور بہت احتیاط اسمیں مد نظر رکھو تاکہ تمہاری سپاہ کو نقصان نہ پہونچے اور سپہ سالار لشکر کفار کا حمید بن عمران ہے سپاہ اسکے پاس

بہت ہے اور سب کافریں اہل ایمان سے عداوت و بغض رکھتے ہیں تم حرب میں انسے پیش
دستی کرو کہ وہ تم سے مغلوب اور مقہور ہونگے پس جب اُس جناب نے جبرئیلؑ سے یہ خبر سُنی تو فرمایا
کہ سپاہ اسلام میں منادی کریں کہ سب جمع ہوں اور سب اصحاب اسباب سفر کا مہیا کریں اور
آراستہ ہوجائیں کہ تیسرے روز یہاں سے واسطے حرب کمیدگبر کے جانب تبوک میں کوچ کرونگا جب
وہ دن ہوا تو جناب رسولخدا مسجد میں تشریف لائے اور جب سب اصحاب جمع ہوئے تو آپ
منبر پر تشریف لیگئے اور بعد حمد و ثنار الٰہی ارشاد کیا کہ حکم پروردگار عالم کا مجھے یہ ہوا ہے
کہ اہل اسلام کفار سے لڑنے کو جائیں اور حوالی تبوک کمید بن عمران سے حرب کریں جب
یہ خبر شہر مدینہ میں مشتہر ہوئی اتفاقاً ہمسایہ میں اُس جناب کے ایک پیرزن رہتی تھی کہ
ایک بیٹا تھا اسکا قیم نہایت شجاع و دلیر و بکمال تقویٰ و صلاحیت کے ساتھ آراستہ
وہ جوان بھی خدمت جناب رسول مقبول میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے سالار دار الملک
ایمان و اے برگزیدہ حضرت سبحان ارادہ اس غلام کا یہ ہے کہ ہمراہ لشکر اسلام واسطے حرب
کفار کے جاؤں اور جہاد سے حظ و نصیبہ اُٹھاؤں پس آپ مجھے اپنے ہمراہ لیچلیں تا خدمت آپکی
کروں آپنے فرمایا کہ اپنی ماں سے اجازت لے اگر وہ تجھے رخصت دے تو چل و الا اپنی ماں کی
خدمت میں رہ اور اسکو رنج نہ دے وہ جوان اپنی ماں کی خدمت میں آیا اور اجازت خواہ ہوا کہ
پیرزن نے کہا کہ اگر رسولخدا ضامن تیرے ہوجائیں تو میں تجھے رخصت دوں یہ کہکر رسولخدا
کی خدمت میں آئی اور عرض کی اے رسولخدا یہ بیٹا میرا آپکے ساتھ جانیکا ارادہ رکھتا ہے اگر آپ
ضمانت دیں کہ اسکو پھر صحیح تیرے پاس پہنچا دونگا تو میں اسے اجازت دیدوں آپنے فرمایا کہ انشاءاللہ
میں اسکا ضامن ہوتا ہوں میں اسکو تیرے پاس لے آؤنگا پیرزن یہ سنکر راضی ہوئی مگر محزون
گھر کو پھری اور شب و روز خیال فرزند میں رہتی تھی جناب رسول مقبول نے اُس جوان کو اپنے

وسلاح عنایت کیئے اور اصحاب سے اوسکے باب میں سفارش کی اور وہ جناب امیر کو اونکی
جگہ چھوڑ کر فقط آپ ہمراہ لشکر اسلام کے روانہ تبوک ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک لشکر کفار کے
پہنچا تو مقام کیا اور خیمے نصب کیئے اور اس شب اقامت کی اور طلایہ لشکر کفار کو نگہبانی کیواسطے
باہر بھیجا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر مقابل ایکدوسرے کے کھڑے ہوئے کمید نے میمنہ و میسرہ و
قلب و جناح لشکر آراستہ کیا اور آپ قلب لشکر میں کھڑا ہوا اور لشکر اسلام سے مبارز طلب کیا
اول جو شخص لشکر اسلام سے میدان میں گیا وہ وہی جوان تمیم تھا اوسنے مقابل لشکر کے کھڑے
ہو کر کہا کہ اے گروہ کفار تم خدا پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور رسول مقبول سے موافقت کیوں
نہیں کرتے آگاہ ہو کہ میں اس تلوار سے تمہیں قتل کرونگا یہ سنکر سپاہ کفار سے کثیر نامی کہ سپاہی
عظیم اور جنگ آزمودہ اور مردآور تھا اوس جوان سعادتمند کے مقابل آیا چند حملے آپسمیں
رد و بدل ہوئے آخر اوس لڑکے نے ایسا نیزہ سینہ پر اوس گبر کے مارا کہ گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور جہنم
واصل ہوا پھر اوس لڑکے نے لشکر پر حملہ کیا اور چند نفر مردان کاری کو خاک ہلاکت پر ڈالا
کمید گبر نے جو یہ بہادری اوس لڑکے کی دیکھی تو زرہ اور آلات حرب اپنے بدن پر آراستہ کیئے اور
میدان میں آیا اور اوس لڑکے پر حملہ کیا اور گرز اوسکے سر پر مارا کہ سر اوس لڑکے کا مثل سفال
چور چور ہوگیا اور مغز سر کاسہ سر سے باہر نکل پڑا اور فی الفور مرکب سے زمین پر گر کر شربت شہادت
پیا اور بہشت بریں میں ہم آغوش حور العین کا ہوا پس اوس لڑکے کو مار کر کمید بن عمران لعین
اپنے لشکر گاہ کو روانہ ہوا پھر عمر بن الخطاب میدان میں آئے اور کمید کو میدان میں طلب کیا
کمید نے کہا چہ خوش اے عمر اگر بیمار بھی ہوں تو بھی تو مجھپر غلبہ نپائے عمر نے جو یہ بات کمید
سے سنی تو نہایت خوفناک ہوا مگر طوعاً و کرہاً کمید پر حملہ آور ہوا کمید نے ایک تلوار سر پر
عمر کے ماری عمر نے سر پھیر لیا وہ تلوار عمر کے دوش پر لگکر ٹھہری چونکہ وہ چلتا ہے ہو

تھے تو کچھ خفیف سا زخم پہنچا آخر ہزیمت پاکر میدان سے پھرے اور لشکر اسلام میں آنکر داخل
ہوئے جناب رسولخدا نے حذیفہ کو انکے پاس بھیجا کہ ہمیں جبرئیل امین جانب رب جلیل سے نازل ہوئے
اور کہا کہ خدا تعالےٰ تمکو سلام ارشاد کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے حبیب ہمارے جبتک علیؑ کو طلب
نکروگے اور وہ اس حرب میں حاضر نہوگا تو فتح و ظفر اس لشکر کو نصیب نہوگی تم علیؑ ابن ابیطالب
کو اپنے ہمراہ کیوں نہ لائے اور مدینہ میں اسکو کیوں چھوڑ آئے آگاہ ہو کہ فتح و نصرت تمہارے تو سن
کی منحصر ہے ذوالفقار و سر حیدر کرار میں یہ سنکر جناب رسول مقبول نے بصداے بلند
ندا کی کہ اے ابن عم اے برادرم جلد آؤ کہ بے تیرے اس حرب میں نصرت نہیں مروی ہے کہ اسوقت
جناب امیرؑ باغ میں تشریف رکھتے تھے کہ آواز جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمع مبارک
میں پہنچی آپنے فرمایا کہ لبیک و سعدیک یا نبی اللہ السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ جناب رسولخدا
نے بھی آواز جناب امیرؑ کی سنی اور دوری مابین آپکے اسکو مسافت چھ فرسخ کی تھی پس جناب امیرؑ نے
سلمان فارسی سے فرمایا کہ اے برادر محترم دلدل کو حاضر کرو کہ وحی جناب رسولخدا پر نازل ہوئی ہے
کہ جبتک علیؑ نہ آئیگا اس سپاہ کفار کو ہزیمت نہوگی یہ فرما کر دلدل پر سوار ہوئے اور نام خدا
زبان پر جاری کیا اور بطے ارض ایک آن میں تحت علم محمدی اپنے تئیں پہنچایا اور کہا کہ السلام
علیک یا شفیع یوم الدین جناب رسولخدا نے بھی جواب سلام کا دیا اور آپکی مدح کی اور
کہا کہ اے ساقی کوثر جبتک تم نہ آئے رونق میری سپاہ کی نہوئی پس آپ حربگاہ میں
آئے اور فرمایا کہ اے کمید گبر اگر تو ایمان نلائے گا تو بحق اس خداوند کے کہ جسنے زمین و آسمان
پیدا کیا ہے اسی لحظہ تجھے جہنم کو بھیجونگا اور بتخانہ کو تیرے جلا کر خراب کر دونگا اور سب شہر
اور ولایت کو برباد کر دونگا اور تخت و سلطنت کو تیرے درہم و برہم کر دونگا کمید ملعون
نے یہ سنکر کہا کہ تو کون ہے کہ اسطرح کی لاف و گزاف کی باتیں کرتا ہے میں تجھے کچھ خوف

نہیں رکہتا میں پہلوان دوراں کیمید بن عمران ہوں وہ جناب یہ سنکر اُس سے مشغول
حرب ہوئے اور ذوالفقار اُسکے سر نحس پر ماری اُس ملعون نے سپر واسطے دفع ذوالفقار کے
سر پر کی اُدس جناب نے خدا کو ساتھ وحدانیت کے یاد کرکے ایسی ذوالفقار اُس ملعون کے سر پر ماری کہ اُسکا
سر اور سینہ اور زین اور گھوڑے کے دو ٹکڑے کر دیئے اس طرح پر کہ دونوں ٹکڑے برابر تھے کہ ایک
ایک حصہ کو دوسرے حصے پر کم و بیشی نتھی اُسوقت آواز تحسین و آفرین کی عرش و کرسی و آسمان و ملایک سے
آسمان و زمین تک بلند ہوئی جناب رسول مقبول نے بھی تحت زور بازو پر آپکے آفرین و تحسین فرمائی جب سپاہ کبر نے وہ ضرب
حیدری دیکھی تو ہزیمت اختیار کی اور وہ بگریزہ و فرار ہوئے اور کوس حرب اہل اسلام حرکت میں آئے اور اہل اسلام
اُنپر تاخت و تاراج لائے اور اُنکا مال و اسباب لوٹ کر اور بہت سے قیدی اُنکے پکڑ لائے
آخر اُنہوں نے امان چاہی اہل اسلام نے اُنکو امان نہ دی تا اینکہ اُنہوں نے اسلام قبول کیا
اور ایمان لائے پس لشکر اسلام نے با فتح و ظفر بسمت مدینہ منورہ مراجعت کی غرض پیرزن نے
جو سنا کہ لشکر اسلام مظفر و منصور ہو کر آتا ہے تو خوش ہوئی اور ہر ایک اہل فوج سے خبر اپنے
فرزند کی پوچھتی تھی وہ سب کہدیتے تھے کہ ہمراہ سید عالم کے ہے جب کوکبہ علم محمدی کو دیکھا
تو دوڑی اور رکاب فلک انتساب کو پکڑ کر بولی کہ یا حضرت کہاں ہے فرزند اور نور دیدہ میرا
کہ فراق عزیزوں کا مشکل ہے شب و روز خواب و خور راحت و آرام میرا جاتا رہا ہے وہ ہر طرف
دیکھتی جاتی تھی اور اپنے فرزند کو ڈھونڈتی تھی جبکہ اُسنے اپنے فرزند کو نہ دیکھا تو رو کر کہا کہ اے
رسول خدا میرے فرزند کو تمنے کیا کیا کہ اُسکو میں نہیں دیکھتی فرمایا آپنے کہ اے عجوزہ ہم سب کو
ایک روز دنیا سے جانا ہے اور کوئی یہاں سوائے خدا کے نرہیگا خدا تعالے نے تیرے بیٹے
کو قبول کیا اور جنت فردوس کو پہنچا وہ کفار کے ہاتھوں سے شہید ہوا اُس پیرزال نے
جو خبر قتل فرزند سُنی تو یکبار فریاد لائی اور زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی پھر جب ہوش میں آئی

تو کہا کہ یا حضرت میرے فرزند کو کیا ہوا یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئی اور بعد ایک ساعت کے اٹھکر
مثل دیوانہ دامن رسولخدا کا پکڑ لیا اور کہا میں ہرگز آپ کا نہ چھوڑوں گی جبتک کہ میری
امانت آپ مجھے نہ سونپیں گے یہ حال پیرزال کا دیکھکر جناب رسولخدا کو رحم آیا اور آنسو
آنکھوں میں بھر لائے اور سب لشکر رونے لگا جناب رسولخدا نے کہا کہ الہی بحرمت اپنی جود کے
کہ تو وجیہ الوجود ہے اور بہ برکت اپنی لطف و رحمت کے میرے ذمہ کو امانت پیرزال سے بری کر
یہ فرماکر سر برہنہ کیا اور سجدے میں تشریف لیگئے ہنوز سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ روح اُس
لڑکے کی اُسکے قالب میں آگئی جب سر اُسنے اٹھایا تو دیکھا کہ سامنے ایک گھوڑا زین بندھا
ہوا کھڑا ہے وہ طفل اُسپر سوار ہوا اور فرشتوں نے اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑی اور جناب
رسول مقبول کی خدمت میں لاکر حاضر کیا وہ لڑکا گھوڑے سے اترا اور رسولخدا کے قدم اقدس
میں گر پڑا اور پاؤں چومنے لگا اُس خاتون نے دوبارہ سجدہ شکر کا ادا کیا اُس عورت نے جوانا
فرزند دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور عرض کی کہ اے سید میں نے بڑی گستاخی حضور کی کی اب
مجھے آپ بحل فرمائیں اسواسطے کہ آپ جانتے ہیں کہ داغ فرزند کا بہت بڑا ہوتا ہے پس اُس
جناب نے ارشاد کیا کہ اے جوان حال اپنا بیان کر اُسنے عرض کی کہ اے برگزیدہ حضرت ذوالجلال
جبکہ میں پشت زین سے زخمی ہوکر زمین پر گرا اور روح نے میری مفارقت کی تو فرشتے مجھے
فردوس بریں میں لیگئے اور ایک لاکھ حوریں مع غلمان میری زیارت کو آئے کہ ناگاہ ندا
پہنچی کہ اے لڑکے پیغمبر خدا تیری انتظار میں ہیں اور تیری ماں کے ہاتھ سے عاجز آگئے ہیں
اسواسطے کہ وہ جناب تیرے ضامن ہوئے تھے پس فی الحال مجھے آپکے حضور میں لاکر حاضر
کیا اور پھر مخاطب ہوکر اپنی ماں کیطرف کہا کہ اے والدہ تم نے یہ کیا کیا کہ مجھکو محنت خانہ
دنیا میں پھر بلوایا اور بہشت عنبر سرشت سے نکلوایا میں اس جہان کو نہیں چاہتا تھا لیکن

قدم جناب رسول خدا میں گر پڑا اور عرض کی کہ آپ دعا کریں کہ میں پھر روضۂ رضوان میں مقام پاؤں یہ کہکر کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا حضرت نے اُسکے حق میں دعا کی فوراً روح اُسکی جنت کو پرواز کر گئی اور روضۂ فردوس میں داخل ہوئی پیر زن نے یہ حال دیکھکر عرض کی کہ اے سید میں التماس کرتی ہوں کہ خدا تعالےٰ اپنے فضل سے گناہ میرے بخشے اور آپ بھی خطا میری بحل کریں اور آپ دعا کریں کہ روح میری بھی بدن سے پرواز کرے اور ہمنشین فرزند کا مجھ کو گردانے پس اس جناب نے دعا کی اُسیوقت وہ عورت بھی مر گئی آپنے غسل و کفن دیکر اُسکو دفن کیا

معجزۂ چہل و پنجم عمار یاسر روایت کرتے ہیں کہ میں ایکبار مولائے کونین امیر المومنین کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ وہ جناب کوفہ سے باہر تشریف لیگئے اور ایک وادی پر کہ جسکو نخلہ کہتے تھے آپ کا گذر ہوا اور وہ کوفہ سے دو سو فرسخ دور تھا کہ ناگاہ پچاس یہودی پیدا ہوئے اور پوچھا کہ تو ہی ہے علیؑ بن ابی طالب فرمایا ہاں میں ہی ہوں اُنہوں نے کہا کہ حوالے اس وادہ کے ایک پتھر ہے کہ اُسپر سات نام انبیاء سابقین کے کندہ ہیں اور ایک مدت سے ہم اور ہمارے آبا اُسکو ڈھونڈتے ہیں ہمیں وہ نہیں ملتا مگر ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے اگر تو امام زمان اور وصی رسول انس و جان ہے تو اُسکا ہمیں نشان دے آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ وہ سب آپ کے ہمراہ چلے تا اینکہ تھوڑی سی دور گئے تھے کہ ایک ٹیلہ ریگ کا پیدا ہوا آپ ہاں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ ایکدن بساط سلیمانؑ پر ہم یہاں پہنچے تھے اور وہ پتھر اس ریگ کے ٹیلے کے نیچے ہے یہود نے کہا کہ ہمیں اس ٹیلے کے اُٹھانے کی طاقت نہیں ہے اس جناب نے لب مبارک کو جنبش دی فوراً ہوا حاضر ہوئی فرمایا کہ اے باد اس ریگ کے ذرّے کو بحکم علیؑ ابن ابیطالب اُڑا کر دوسری جگہ کر دے راوی کہتا ہے کہ ہمنے دیکھا کہ ہوا نے طرفۃ العین میں اُس ریگ کو اُڑا کر صحرا میں پریشان کر دیا اور زمین صاف و ہموار نکل آئی اور ایک سنگ عظیم ظاہر

[illegible]

ہوا فرمایا کہ وہی پتھر ہے کہ جسکی تلاش میں تم تھے یہود نے کہا کہ یہ وہ پتھر نہیں ہے اگر وہ ہوتا تو اُسپر نام پیغمبروں کے نقش ہوتے فرمایا کہ نام پیغمبروں کے اُسکے دوسری طرف ہیں تم اسکو اولٹ کر دیکھو قریب ہزار آدمی کے تھے کہ جمع تھے کلنگ اور بیلوں سے اُس پتھر کے گرد کو خالی کیا اور چاہا کہ اُسکو اُلٹ دیں مگر پتھر نے اپنی جگہ سے ذرا حرکت نہ کی جناب امیر نے فرمایا کہ تم سب ہٹ جاؤ اور آپنے باعجاز دو انگلیوں سے اوسکو اولٹ دیا یہود نے دیکھا کہ سات پیغمبروں کے نام اُسپر نقش ہیں یعنی ایک حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیم کا اور حضرت داؤد کا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ اور جناب محمد مصطفےٰ کا یہ دیکھکر یہود قدم اقدس پر گرے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و انک علی ولی اللہ و خلیفۃ رسول اللہ علی خلقہ و وصیہ من بعدہ پھر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ جسنے تجھے پہچانا اُسنے سعادت پائی اور نجات پائی اور جسنے تیری مخالفت کی وہ شقی اور بدبخت ہوا اور تو ہی ہے وہ ولی اور وصی کہ ہمنے توریت و انجیل میں پڑھا ہے اور سب اہل قریہ بھی مسلمان ہوئے

معجزہ چہل و ششم مروی ہے کہ زمانہ خلافت جناب امیر المومنین میں ایک روز وہ جناب مسجد مدینہ میں واسطے نماز جماعت کے کھڑے ہوئے اور سب اصحاب نے عقب آپکے نماز ادا کی پس بعد نماز آپ منبر پر تشریف لیگئے اور ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت ادا کیا اور تفسیر آیات کی در تاویل اور تنزیل و وعد و وعید و امر و نہی و محکم و متشابہ کے بیان کی اور پھر نعت سرور کائنات ارشاد فرمائی اُسوقت خلائق بیشمار تمام اقالیم یعنی طائف ہند و چین و حبش و حجاز و شام و عراق و ماوراء النہر وغیرہ اطراف و جوانب کے آپکی خدمت میں حاضر تھے آپکے اقوال ہدایت اشتمال کو سنتے تھے کہ ناگاہ شور و غل و فغاں و نالہ بیرون مسجد سے بلند ہوا اور ایک خلائق شہر مدینہ کی مسجد میں ترسان و مضطرب داخل ہوئی اور کہا کہ یا

امیر المومنین ہماری فریاد کو پہنچو اور ہماری خبر لو کہ ایک اژدہا کوہ پیکر عظیم الجثہ ایسا شہر میں آیا
ہے کہ جسکے خوف سے پہاڑ اور صحرا اور در و دیوار لرزتے ہیں اور جس کوچہ میں آتا ہے تو دونوں
پہلو اسکے دونوں طرف کے دیواروں سے لگجاتی ہیں اور پھنسکر اوسمیں سے نکلتا ہے اور پشت اوسکی
کوٹھوں تک پہنچتی ہے پس اے شاہ ولایت آپ تعلل اور درنگ نہ فرمائیں کہ سب صغیر و کبیر ذکور
و اناث در مسجد پر حاضر ہیں اور تماشا صنعت الٰہی کا کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ سب خلائق کی اطمینان
کر دو اور کہدو کہ یہ اژدہا میرے پاس آتا ہے تمسے کچھ سروکار نہیں رکھتا تم کوئی اُس سے خوف
نہ کرو یہ سنکر سب خلائق بیخوف ہو گئی اور اُسکے تماشے کو آنے لگی ایک اژدہا دیکھا چہ سو اسی
گز کا لنبا اور سر اوسکا مثل گنبد کے دہن اوسکا مثل غار کے اور خال سفید بدن پر برابر سپر کے
اور لمبی اوسکی سر کی چہ گز کی یہ دیکھکر سب نے تکبیر کہی القصہ جب اژدہا مسجد کے دروازے پر آیا اور
اندر مسجد کے داخل ہو کر منبر کے پاس پہنچا تو سر بلند کر کے چپ و راست دیکھنے لگا جب دیکھا کہ جناب
امیرؑ منبر پر تشریف رکھتے ہیں تو زیر منبر کے آگے جناب امیرؑ کے سر زمین پر رکھا اور زمین کو بوسہ
دیا اور اُس جناب پر سلام کیا اور زبان سے ساتھ حمد و ثنا رب العالمین اور نعت سید المرسلین کے بولی
سب نے اُسکی آواز کو سنا مگر کلام اُسکا سوائے جناب امیرؑ کے اور کوئی نہ سمجھا اور کسی نے نہ جانا کہ اُسنے
کیا کہا من بعد اُسنے کہا کہ اے امام جن و انس میں راہ دور سے آیا ہوں اور میں قاضی ہوں پریوں
کا مجھے ایک مشکل پیش آئی ہے کہ جسکے حل کرنے سے سب قاضی عاجز آگئے ہیں پس اے حلال
مشکلات میری مشکل کو آسان کر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کہو وہ مشکل کیا ہے تاکہ میں بتوفیق
خدا تعالیٰ اُسکو حل کروں قاضی نے کہا کہ اے حجت اسد ہم پریزادوں کا شہر آباد ہے اور سب
مطیع امر اسلام اور تابع شریعت نبوی ہیں اُس زمانہ سے کہ جناب رسول خدا تبوک کی لڑائی سے
پھر کر ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور اُس زمانہ میں ایک پریزادہ ہمارا لشکر کا ہو گیا تھا اور اُس جناب

معجزہ سے اُسنے شفا پائی تھی او سوقت ہمارے ستر ہزار گھر اسلام لائے تھے اور اب تک اُسی قسم
پر ہم سب ہیں اور اب و سے زیادہ ہو گئے ہیں میں اُن سب کا قاضی ہوں بالفعل ہمارا بادشاہ مرگیا
ہے دو بیٹے اُسکے رہے ہیں ایک کا ایک سر ہے اور دوسرے کے دو سر ہیں جسکے دو سر ہیں وہ تو
دوہرا حصہ مانگتا ہے اور ایک سر والا اُسکو ایک حصہ دیتا ہے اس سبب اُنمیں جھگڑا ہو رہا
ہے اب وہ میرے پاس اپنا قضیہ لیکر آئے ہیں اور میں خود اس مسئلہ میں عاجز ہوں اے شفیع
روز محشر میری مشکل کو آسان کر جناب جامع دین و حاکم شرع متین نے فرمایا کہ اے قاضی جسوقت
کہ وہ شخص کہ جو دو سر رکھتا ہے سو رہے تو بہت آہستہ سے کوئی شخص اُسکے سر پر ہاتھ رکھے
اور اُس سر کو بیدار کرے اگر فقط وہی سر بیدار ہو اور دوسرا سر سوتا رہے تو وہ دو شخص ہیں
والا ایک شخص ہے پس اگر وہ دو شخص نکلیں تو اُسکا دوہرا حصہ دو والا ایک حصہ دو پس قاضی نے
منہ کو زمین کو بوسہ دیکر اور سجدہ تعظیمی جناب امیرؑ کو کرکے چلا گیا اور تین مہینے کی راہ کو بہ اعجاز
جناب امیرؑ تین دن میں طے کرکے اپنے گھر پہنچا اور موافق فرمودہ جناب امیرؑ اُس لڑکے کا جو امتحان
کیا تو وہ دو شخص نکلے اُسکو دوہرا حصہ میراث پدر سے دیا

معجزہ چہل و ہفتم

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب ختمی مآب کے خدمت میں نماز صبح پڑھنے
والی جناب سے گوار مقبول نے بعد از فراغ نماز ارشاد کیا کہ کہاں ہے ابن عم میرا علی ابن ابیطالب
اور کہاں ہے وہ شخص کہ جو دین میرا ادا کریگا اور وعدہ میرے وفا کرے گا جناب امیرؑ یہ سنکر کھڑے ہوئے
اور کہا لبیک لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ اے علیؑ تم چاہتے ہو کہ اپنے فضل او مرتبہ کو جانو کہ پیش
جناب احدیت کسقدر تمہارا مرتبہ ہے جناب امیرؑ نے فرمایا نعم یا رسول اللہ فرمایا کہ اے علیؑ صبح کو
مسجد میں جاؤ اور جب آفتاب طلوع کرے تو اُسکی طرف خطاب کرکے کہو کہ السلام علیک
ایہا الشمس سلام ہو تجھ پر اے آفتاب جہانتاب سلمان کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے موافق فرمانے جناب

رسو لخدا کے آفتاب عالمتاب پر سلام کیا آفتاب نے جواب دیا کہ السلام علیک یا اول یا آخر یا ظاہر یا باطن یا من ہو بکل شئی علیم پس اصحاب نے یہ کلام سُنا تو کہا کہ یا رسُول اللہ کل آپنے فرمایا تھا کہ اول و آخر صفات حق تعالےٰ سے ہیں آپنے فرمایا کہ ہاں اول و آخر صفات حقتعالےٰ سے ہیں وہو اللہ وحدہ لاشریک لہ یحیی ویمیت وہو حی لا یموت بیدہ الخیر وہو علی کل شئی قدیر اصحاب نے عرض کی کہ پھر ہمنے آفتاب سے کیوں سُنا کہ ان صفات کو حضرت علیؑ کے واسطے بیان کیا اور جن چیزوں کی نسبت خداتعالےٰ کیطرف فرماتے ہیں اُس جناب کیطرف اُن چیزوں کی نسبت دی حضرتؐ نے فرمایا استغفر اللہ وتوبو الیہ آفتاب نے جو علیؑ کو یا اول کہا تو مراد اُس سے یہ ہے کہ وہ اول اُس شخص کا ہے کہ جو ایمان مجھپر لایا ہے اور تصدیق میری کی ہے اور یا آخر جو کہا تو اُس سے یہ مراد ہے کہ وہ آخر اُس شخص کا ہے کہ جو مجھے خاک میں پنہاں کریگا اور لحد میں رکھیگا اور یہ جو کہا یا ظاہر تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ ظاہر کریگا دین خدا کو شمشیر کے ساتھ اور یہ جو کہا یا باطن تو یہ مراد ہے اس سے کہ سب علوم باطنیہ اور مکنونہ اُسکے دلمیں پنہان ہیں اور آخر جو کہا کہ وہو بکل شئی علیم تو مجھے قسم ہے خداوند ذوالجلال کی کہ کوئی علم خدا نے مجھے تعلیم نہیں کیا مگر یہ کہ مینے علیؑ کو تعلیم کیا بدرستیکہ علی عارف اور دانا تر ہے آسمان کی راہوں اور زمین کی راہوں کا اور اسی واسطے آفتاب نے کہا علی سب اشیاء کا دانا ہے

معجزہ چہل و

ہشتم حسین بن علی نے قنبر سے روایت کی ہے کہ اُسنے کہا کہ ایک روز میں خدمت میں جناب امیرالمومنین کے حاضر تھا کہ آپنے فرات کے کنارے پر رخت بدن اُتار کر رکھا اور ارادہ غسل کا کیا ناگاہ موج آئی اور پیرہن آپکا بہا لیگئی جب آپ نے سر پانی سے باہر نکالا اور دیکھا کہ کُرتا پانی میں بہ گیا تو آپ متحیر ہوئے کہ اب کیا پہنوں اُسیں ہاتف نے آواز دی کہ اے ابوالحسن دست راست اپنے دیکھو اور لطف الٰہی کو نسبت اپنے ملاحظہ کرو آپنے جو دیکھا تو ایک منڈیل میں ایک

کرتا لپٹا ہوا انکے سرہانے پر نظر آیا آپ نے اُسکو اٹھا کر اور کرتا اُسمیں سے نکالکر پہنا اُسکی جیب میں سے ایک رقعہ نکلا اُسکو جو پڑہا تو اُسمیں لکہا ہوا تہا کہ یہ ہدیہ ہے خدائے عزیز حلیم کی جانب سے طرف علی ابن ابیطالب کے یہ پیراہن ہے ہارون بن عمران کا ایسی ہی میراث دیتے ہیں ہم ایک قوم کو بعد قوم دوسری کے

معجزہ چہل و نہم ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا حدیبیہ سے متوجہ طرف مکہ کے ہوئے تو اثنار راہ میں لشکر میں پانی ہو چکا تشنگی نے لشکر پر غلبہ کیا اور فریاد العطش کی بلند ہوئی اور کہیں نشان پانی کا معلوم نہوا رسول خدا نے فرمایا کہ یہ درخت جو دکہلائی دیتے ہیں اُنمیں ایک کنواں ہے کوئی تم میں ایسا ہے کہ ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیجا کر مشکیں بہر لائے ایک شخص نے کہا کہ میں جاتا ہوں غرض کئی سقے اور بہت سے پیادے اپنے ساتھ لیکر اُس طرف گیا جب مابین اشجار پہنچا تو دیکہا کہ جابجا آتش شعلہ زن ہے اور آوازیں مہیب و صدائیں پر خوف ہر طرف سے آتی ہیں یہحال دیکہکر سب پر خوف طاری ہوا اور اسی سبب خوف کے پہر آئے وہ حال رسول خدا سے بیان کیا آپنے فرمایا کہ وہ قوم جنہ ہے کہ تمہیں اُسنے ڈرایا ہے اگر تم وہاں چلے جاتے تو کچہ خوف نہ تہا پس اگر اور کوئی جاکر پانی لائے تو میں اُسکے واسطے بہشت کا ضامن ہوتا ہوں یہ سنکر ایک اور شخص کہڑا ہوا اور اُن سقوں کو اور آدمیوں کو ہمراہ لیکر وہاں گیا تو پہلے سے بہی زیادہ بے ہنگم آگیں روشن ہوئیں اور شعلے پیدا ہوئے اور رعد و برق پیدا ہوا یہ لوگ بہی خوف کے مارے بہاگ آئے غرض تین دفعہ ایسا ہی ہوا آخر جناب رسول خدا نے جناب امیر سے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور پانی لاکر لشکر کو زحمت تشنگی سے بچاؤ شمعون کہتا ہے کہ میں چاروں دفعہ سب کے ہمراہ تہا کہ جب جناب امیر اُن درختوں میں پہنچے تو آوازوں کو سنا اور آگوں کو ملاحظہ کیا پس سب ہمراہیوں سے کہا کہ تم قدم بقدم میرے چلے آؤ اور چپ و راست نگاہ نکرو اور آپ حرز پڑہتے جاتے تہے ٥ پناہ من بجد انیست

فرد بے ہمتا ہے کہ اوست خالق ہمہ جن و انس ارض و سما ہے نزعد و برق ز آتش علی نیند یشد چو
دیگراں نہ بہر اسد ز صوت یا ز صدا ہے غرض کنارے سے پر چاہ کے پہنچے اور ڈول کو چاہ میں ڈالا دو
مشک بہریں تھیں کہ ڈول ٹوٹ کر چاہ میں گر پڑا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کوئی تم میں ایسا ہے
کہ چاہ میں جا کر ڈول کو نکال کر لائے سب نے عرض کی کہ یا حضرت ہم میں سے کسیکو طاقت نہیں
کہ چاہ میں اوترے یہ سنکر اُس جناب نے دامن لپٹیا اور فرمایا کہ جو کچھ تم سنو اور دیکھو اُسپر صبر کرنا
اور کچھ اندیشہ نہ کرنا اور پھر آپ یہ فرما کر چاہ میں کود پڑے کہ اسمیں آوازیں ہنسی اور قہقہوں کی
سب کے کانوں میں آئیں اور ایسی آوازیں کوئیں میں سے آتی تھیں کہ گویا کوئی کسیکا حلق دباتا ہے
اور اُنکے دم گھٹتے ہیں اور گویا کوئی خناق میں مبتلا ہے ناگاہ آواز جناب علیؑ کے چاہ میں
گرنے کی آئی سبکو آپ کی ہلاکت کا یقین ہوا اور سب نے دل مرگ پر رکھا اور اپنے مرنے کا یقین
کیا کہ ناگاہ سب نے آواز اللہ اکبر کی جناب امیرؑ سے سُنی اور آپ کی تلوار کی بھی آواز بلند ہوئی
اور آواز الحذر الاماں کی کانوں میں آئی اور بجائی صداہائے خندہ فریاد گریہ و بکا کی سُنی
تو تھوڑی دیر کے بعد جناب امیرؑ نے آواز دی کہ رسی ڈالو اور پانی بھر لو پس اصحاب حضرت
کے اوپر سے ڈول ڈالتے تھے اور وہ جناب اندر سے ڈول بھر بھر دیتے تھے تا اینکہ سب آدمی
سیر ہوئے اور مشکیں بھریں اور جناب رسول خداؐ کی خدمت میں پانی لاکر حاضر کیا اور پھر جو سب نے دیکھا
تو کچھ اثر اُس آگ کا اور آواز کا باقی نہ تھا پس جناب رسول خداؐ سے آنکر حال بیان کیا یہ سُنکر
سب آدمیوں نے تعجب کیا اور پھر جو جاتا تھا اس کوئیں سے پانی بھر لاتا تھا جناب رسول خداؐ نے
فرمایا کہ یہ وہ جن تھا کہ جسکے بھائی کو صفا اور مروہ میں امیر المومنینؑ نے قتل کیا تھا اور وہ
چاہتا تھا کہ علیؑ سے انتقام اپنے بھائی کا لے علیؑ نے آخر اوسکو بھی قتل کیا اور شر کو اُسکے
مسلمانوں سے دفع کیا **معجزہ پنجاہم** مروی ہے کہ ایک یہودی بیچ خدمت با عظمت رسولؐ

مقبول کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری قوم نے مجھے آپ کی خدمت مین بھیجا ہے اور یہ
عرض کی ہے کہ ہمیں موسیٰ بن عمران سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب
نبی عربی مبعوث ہو تو تم اونکی خدمتمیں جاکر عرض کرنا کہ سات شتر سرخ مو سیاہ چشم کوہ
مدینہ سے آپ ہمیں نکلوا دیں پس اگر شتران مذکورہ اونکی دعا سے کوہ مذکور میں پیدا ہو جائیں
تو اوسپر ایمان لے آنا اور اوسکے دین و ملت کے تابع ہو جانا کہ وہ سید انبیا اور وصی اسکا
سید اوصیا اور مثل ہارون برادر موسیٰ کے ہے آپ نے فرمایا کہ ای یہودی تو میرے ساتھ آ
اور آپ مع اصحاب باہر مدینہ کے تشریف لیگئے اور پیش کوہ پہنچکر دو رکعت نماز ادا کی
اور ساتھ کلام خفی کے متکلم ہوئے ناگاہ کوہ حرکت میں آیا اور پھٹ گیا اور آدمیوں نے آواز
اونٹوں کی سنی یہودی نے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ و ان جمیع ما جئت
بہ فہو حق زبان پر جاری کیا اور عرض کی کہ اے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اتنی
مہلت عنایت ہو کہ جاکر اپنی قوم کو لے آؤں اور آپ کی خدمتمیں لاکر حاضر کروں تا وہ بھی
اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ایمان لائیں اور اپنے وعدے پر وفا کریں غرض آپنے اسکو رخصت دی
وہ شخص گیا اور اپنی قوم کو اس واقعہ کی خبر دی اس جماعت نے سامان سفر مہیا کر کے
طرف مدینہ کے کوچ کیا اور جب مدینہ میں پہنچے تو حال مدینہ کا ابتر دیکھا اور اسکو بے رونق
پایا اور روشنائی کو اسکی مبدل بظلمت دیکھا یعنے دیکھا کہ جناب رسولخدا نے اس دار فنا کی
طرف دار بقا کے انتقال کیا اور ابو بکر آپ کی جگہ تخت خلافت پر متمکن ہے جب اس قوم نے
یہ دیکھا تو ارادہ کیا مراجعت کا اور چاہا کہ پھر جائیں اس قوم کے عالم نے کہا کہ اے قوم
تمہارے موسیٰ نے تمہیں خبر نہیں دی کہ وصی اور اسکا مثل جیسے ہارون تھے ہوگا پس
تم صبر کرو تا اوسکے وصی کو دیکھیں شاید کہ تمہارا مطلب اس سے بر آوے یہ کہکر آپ کے

وصی کی تلاش کی لوگوں نے کہا کہ خلیفہ انکا ابوبکر ہی ہیں تو لوگ ابوبکر کے پاس آئے
اور پوچھا کہ تو ہی ہے خلیفہ رسول خدا کا کہا کہ ہاں میں ہی ہوں وصی انکا تم کون قوم ہو
اور عدد و شمار تمہارا کس قدر ہے یعنی جمعیت تمہاری کتنی ہے اور کتنے آدمی ہو ان دمیون نے
کہا کہ اگر تو خلیفہ رسول خدا کا ہے تو پھر ہماری عدد کو کیوں ہم سے پوچھتا ہے اگر تو خلیفہ نہیں
ہے تو پھر کیوں تو انکی جگہ پر بیٹھا ہے اور یہود ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور اپنے
آنے سے اسقدر راہ دور پشیمان ہوئے اس مجلس میں ایک شخص دوستان اہلبیت سے بھی
حاضر تھا اسنے کہا کہ اے قوم آؤ میرے ساتھ تا کہ میں تمہیں وصی برحق رسول مختار کے پاس لے
چلوں یہ سنکر وہ خوش ہوئے اور اسکی ہمراہ جناب امیرؑ کی خدمت ہدایت منزلت میں حاضر ہوئے
تو آپکو محزون و مغموم پایا پس شاہ ولایت مآب نے انکو دیکھکر فرمایا کہ تم اپنے اونٹوں
لینے کو آئے ہو عرض کی ہاں اس عالم نے کہا کہ ماں باپ میرے فدا ہوں آپ سے رسول خدا
نے دو رکعت نماز پڑھی تھی اور پھر اعجاز دکھلایا تھا جناب امیرؑ نے بھی دو رکعت نماز پڑھی
اور دعا کی فوراً پہاڑ اوسی طرح حرکت میں آیا اور شق ہوا اور سات اونٹ سرخ رنگ
سیاہ چشم اوس میں سے نکلے آپ نے وہ شتر اونکو دیئے سب نے ایکبار گی کلمہ زبان پر جاری کیا
اور کہا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله وان ما جاء به من عند ربنا
هو الحق وانت خليفته ووصيه ووارث علمه حقا فجزاه الله وجزاك عن الاسلام خيرا۔ یعنے گواہی
دیتا ہوں میں کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اوسکا ہے اور جو چیز کہ محمد جانب خدا سے لائے وہ سب حق ہے اور ایمان
رکھتے ہیں ہم سب پر کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اور گواہی دیتے ہیں ہم کہ تو وصی و خلیفہ اوسکا ہے اور وارث
ہے تو اونکے علم دین کا خدا تعالیٰ رسول کو اور تجھکو جزائے خیر دیوے پس وہ سب مشرک آئے تھے اور
مسلمان اور موحد ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے۔ **معجزہ پنجاہ و دوم** ۔ مروی ہے

[illegible]

کہ ایک یہودی ناجداں سوداگری میں کہ ایک موضع ہے عراق عرب سے یا لیک کہتا تہا اس ملک
سے غلہ کئی دراز گوش پر لاد کر بیچنے کو کوفہ کیطرف جاتا تہا وقت نماز عشا ایک شورہ زار زمین
کہ حوالی کوفہ میں تہا داخل ہوا ناگاہ اُس صحرا میں چار پائے اوسکے غائب ہو گئے ہر چند وہ اُنکے
تجسس میں چپ و راست دوڑا مگر کہیں اوسکا نشان معلوم نہوا اس شخص کا کوفہ میں ایک
دوست رہتا تہا حارث اعور ہمدانی نامی اُسکے گھر پر گیا اور یہ حال بیان کیا حارث نے کہا
کہ تو میرے ساتھ آ تاکہ امیر المومنین کیخدمت میں چلیں اور اس حال کو آپسے بیان کریں غرض اُس
جناب کی خدمت میں آئے اور ماجرا عرض کیا آپنے حارث سے کہا کہ تو تو اپنے گھر جا اور اس
یہودی کو میرے پاس چھوڑ جا کہ میں اُسکے چار پائے اور غلہ کا ضامن ہوں غرض حارث
چلا گیا جناب امیر یہودی کو ہمراہ لیکر وہاں آئے کہ جہاں اُسکے چار پا گم ہوئے تھے پس وہاں
پہنچکر آپ نے یہودی سے روئے مبارک پہیر کر چند کلمے ایسے فرمائے کہ یہودی کی سمجھ میں نہ
آئے پہر سر بلند کرکے فرمایا کہ اے گروہ جنات وعدہ تمنے مجہسے اسی بات پر بیعت نہ کی تہی اور عہد
نہ کیا تہا کہ ہم تمہاری رعیت کو نہ ستائینگے اور اونکا مال نہ لیجائینگے اب تمنے اُسکا خلاف کیونکر
کیا قسم خدا کی اگر تم چار پائے اور غلہ اُس یہودی کا واپس کروگے تو میں بہی اپنے عہد کو توڑ دونگا
اور تم پر جہاد کرونگا راہ خدا میں اور ایک کو تم میں سے زندہ نہ چھوڑونگا ہنوز یہ کلام آپ کا تمام
نہوا تہا کہ سب گدہے غلہ کے لدے ہوئے یہودی کے روبرو پیدا ہو گئے جناب امیر نے یہودی
سے فرمایا کہ یا تو تو انکے آگے چل اور میں انکو پیچھے سے ہانکوں یا تو پیچھے انکے ہو لے اور میں آگے
آگے ہو جاؤں یہودی نے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکے آگے چلیں اور میں انکو پیچھے سے ہانکونگا
اسواسطے کہ اس کام کو میں خوب جانتا ہوں القصہ اسیطرح اُن چار پایوں کو لیکر رحبہ میں
پہنچے کہ وہ ایک مکان وسیع ہے کوفہ میں وہاں خرید و فروخت غلہ کی ہوتی تہی کہ جسکو

ہندی میں منڈی کہتے ہیں اور عجم ایسی جگہ کو میدان کہتے ہیں جناب امیرؑ نے کہا کہ اے یہودی ابھی تھوڑی رات باقی ہے کہ جس میں ان چارپایوں کی محافظت کرتا ہوں اور تو انکا بار اوتار کر رکھ اور نہیں میں بار اوتار کر رکھتا ہوں اور تو انکی محافظت کر اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ انکی محافظت کریں اور میں انکا بار اُتارتا ہوں کہ میں اسکو خوب جانتا ہوں پھر آپنے فرمایا کہ اے یہودی تو سو رہ میں انکی صبح تک محافظت کرونگا یہودی بخاطر جمع سو رہا جب نماز صبح کا وقت ہوا تو آپ نے یہودی کو جگا کر ارشاد کیا کہ اب تو انکی نگاہبانی کر جبتک کہ میں آؤں پس وہ رہنمائی طریق ہدا تشریف لیگئے اور نماز صبح پڑھکر بعد طلوع آفتاب پھر تشریف لائے اور اُس یہودی سے کہا کہ اب تو غلہ کو اپنے کھول اور نرخ اُسکا کر اور قیمت اُسکی مشخص کر یہودی نے بار اپنا کھولا آپنے فرمایا کہ اے یہودی یا تو تو اسکو بیچ اور میں اسکی قیمت لیکر جمع کرتا ہوں یا میں بیچوں اور تو قیمت جمع کر یہودی نے بیچنا اختیار کیا پس وہ بیچتا تھا اور وہ جناب قیمت لیتے جاتے تھے پس جب سب مال بک چکا تو آپنے وہ سب قیمت اُسکو سپرد کر دی اور فرمایا کہ اے یہودی اگر اور کچھ تیرا کام ہو تو اُسکو بیان کر اُسنے کہا کہ کئی چند کام اور بازار کے مجھے باقی ہیں آپ نے فرمایا کہ تو چل میں بھی تیرے ساتھ چلتا ہوں تاکوئی بازاری تجھے دھوکا نہ دے اور راہ عدل و انصاف سے تجھسے سلوک نہ ہو غرض آپ نے اُسکے ساتھ جا کر سب کام اُسکے کر دئے اور پھر اُسکو رخصت کیا یہودی نے جو اس جناب کے یہ اشفاق اور الطاف دیکھے تو اسلام کو قبول کیا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ و اشہد انک امام ہذہ الامۃ و خلیفۃ رسول اللہ علی الجن والانس مجراک اللہ عن الاسلام خیر

معجزہ پنجاہ و دوم

مروی ہے کہ ایکدن ابوبکر مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک جوان آیا اور پوچھا کہ خلیفۂ رسول خدا کا کون ہے ابوبکر نے کہا کہ میں ہوں حاضرین نے کہا کہ

جوان نے کہا کہ تم نے امیر المومنین کیونکر کہا اُسنے جواب دیا کہ عجب ہے کہ وہ امیر المومنین ہو وے اسواسطے کہ
امیر المومنین کے لئے بہت سے صفات محمودہ درکار ہیں اور جسمیں وہ صفات ہونگی وہ امیر المومنین ہوگا
اور جسمیں وہ صفات موجود نہونگی وہ امیر مومنوں کا نہیں ہو سکتا اور میں یقین کرتا ہوں
کہ وہ صفات ابو بکر میں موجود نہیں دوسرے یہہ کہ امام اور صاحب ولایت وہ شخص ہے کہ
جسکے حق میں ولم یشرک باللہ طرفۃ عین۔ صادق آئے اور میں نے سنا ہے کہ ابو بکر نے
چالیس برس بت پرستی کی ہے اور بعد اسکے اسلام لایا ہے تیسرے یہہ کہ وہ قرآن کہ جو تمہارے
نبی انس و جان پر نازل ہوا ہے اوسمیں آیہ یہ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ نازل ہوئی
پس اگر ابو بکر خلیفہ ہو تو لازم آئے کہ تمہارے پیغمبر نے اس آیہ کے مضمون پر عمل نکیا ہو اور مودۃ
ذالقربیٰ کو چھپایا ہو اور ناحق غیر کو خلافت دی ہو اور یہہ محال ہے کہ پیغمبر خلاف ما انزل اللہ کو
عمل میں لایا ہو ابو بکر نے کہا کہ رضای جماعت میری خلافت پر دلیل قوی ہے جوان نے کہا
کہ اپنے دعوی میں تم سچے ہو تو معجزہ دکھلاؤ کہ ایک مہم مجھے درپیش ہے اگر تم اسکو حل کرو
تو میں جانوں کہ تم بیشک خلیفہ برحق ہو اور امیر مومنوں کے ابو بکر نے پوچھا کہ وہ مہم کیا ہے اُسنے
کہا کہ میرا باپ یہودی تہا دشمن محمد و آل محمد اور میں ہمیشہ اوس کے روبرو مدح و ثنا
انکی کیا کرتا تھا اور اسکو انکی دشمنی سے منع کرتا تھا اس سبب وہ مجھ سے آزردہ خاطر
تھا اور اسکے پاس مال بہت تھا مگر وہ مال مجھ سے پوشیدہ کرکے مرگیا اب تم کہ جانشین محمد
ہے میں چاہتا ہوں کہ مجھے بتادو کہ وہ مال کہاں ہے اور کس جگہ دفن کر گیا ہے ابو بکر
نے سنکر کہا کہ یہہ علم غیب ہے اور غیب کا علم سوای خدا کے کوئی نہیں جانتا جوان نے کہا کہ
یہہ خلاف بات ہے اسواسطے کہ جو شخص وصی و خلیفہ اور جانشین رسول کا ہوتا ہے وہ
سب کچھ جانتا ہے اور اوسکو سب چیز کا علم ہوتا ہے پس اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی تمہارا

اور برخلاف کے تھا ابوبکر نے کہا کہ حاشا وکلا پیغمبر ہمارا حق پر تھا جوان نے کہا کہ پس چاہیے
کہ وصی اسکا بھی حق پر ہو اور کل مضمرات و مخفیات کا مخبر اور مشعر ہو اور تم چونکہ جاہل اور ناواقف
ہو خلیفہ رسول کے بھی نہیں ہو بلکہ بطور غصب و تغلب اون کی جگہ پر بیٹھ گئے ہو یہ کہکر مسجد سے
باہر نکلا ناگاہ دیکھا ان جناب امیرؑ سے ابوذر غفاریؓ بھی اوس جگہ حاضر تھے اوس جوان کا
ہاتھ پکڑ کے کہا کہ اے جوان میرے ساتھ آ کہ مین تجھے خلیفہ برحق کے پاس لیے چلوں کہ
وہ عالم اور دانا ہی جمیع علوم کا غرض جب وہ جوان خدمت مین جناب امیرؑ کے حاضر
ہوا اور نظر اوسکی جمال باکمال پر آپ کے پڑی تو عرض کی کہ اے حلال مشکلات مین ایک
مشکل رکھتا ہوں اور اوسکا حل چاہتا ہوں فرمایا کہ کہو وہ مشکل کیا ہے اوسنے سارا قصہ
عرض کیا اور کہا کہ مین چاہتا ہوں کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ مال کس جگہ مدفون ہے
یہ سنکر آپ نے خط لکھا اور فرمایا کہ اسکو بلاد یمن مین لیجا اور وہان فلان وادی برہوت
کو پوچھکر اسمین جا وہ جنگل ہے سیاہ اور ریگزار اور دوسری طرف اسکے صحرا ہے سبز و پر
گیاہ جب تو اوس سیاہ جنگل مین پہنچے کہ اوسکو برہوت کہتے ہین تو تو شام تک وہان
ٹھیرے رہنا وقت شام قریب کے لاکھ مرغ سیاہ سر سیاہ منقار با منقارہای دراز پیدا
ہونگے اور تجھپر حملہ کرینگے تو اونکو یہ خط دکھلا دینا تجھسے وہ دور ہو جاینگے مگر ایک مرغ تیرے
پاس ٹھیرا رہیگا کہ وہ تیرا باپ ہے اوس سے پوچھیو کہ زر تو نے کہان دفن کیا ہے وہ تجھے بتاویگا
غرض وہ جوان خط لیکر روانہ ہوا اور یمن مین پہونچکر لوگون سے برہوت کو پوچھا
سب نے اوس سے کہا کہ تجھے اوس سے کیا کام ہے کہ وہ جنگل کمال صعب پر خطر ہے اور نہایت سخت اور
پرخوف جوان نے کہا کہ مجھے اس سے کچھ کام ہے غرض جب اوس جگہ پہنچا تو جناب امیرؑ نے جو کچھ
فرمایا تھا وہی معاملہ پیش آیا اور اس خط کو دیکھکر منتشر ہو گئے مگر وہی ایک مرغ اس کے

پاس کھڑا ہوا وہ جوان اُس مرغ کے آگے آیا اور کہا کہ اے پدر جناب امیر المومنینؑ فرماتے
ہے کہ بتا تو نے اپنا زر کہاں دفن کیا ہے وہ مرغ آپ کا نام سنکر زمین پر گر پڑا اور خاک
میں لوٹنے لگا اور پر و بازو سے اپنا سر پیٹتا تہا اور تڑپتا تہا آخر بیہوش ہو گیا جب ہوش
میں آیا تو بقدرت خدا اور بمعجزہ جناب مرتضےٰ گویا ہوا اور کہا کہ اے پسر جو شخص کہ حال
بہشت اور دوزخ کا جانتا ہے اور کل ضمائر پر وقوف و آگاہی رکہتا ہے وہ یہ نہیں
جانتا کہ میں نے مال کہاں رکہا ہے ای پسر تو ہرگز ہاتہ اونکے دامن سے کوتاہ نہ کیجیو کہ خوشنودی
اُسکی خوشنودی خدا کی ہے کہ جس سے علیؑ ناراض ہوا وہ ہمیشہ جہنم میں رہا تو جا اور میرے آتش
خانہ دس ہزار دینار سُرخ مدفون ہیں وہاں سے نکالکر چار ہزار اُسمیں سے امیر المومنین اور
اہلبیت کو دے اور باقی تو لیلے یہ کہکر وہ غائب ہو گیا غرض وہ جوان گھر میں آیا اور اُسجگہ
کو کہود کر وہ زر نکالا اور اُسمیں سے چار ہزار دینار جناب امیرؑ کی خدمت میں لایا اور باقی آپنے
لیئے اور پہر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور اسلام کو قبول کیا اور آپکی خدمت میں رہنا
اختیار کیا اور ایک اصحاب حضرت نے اپنی دختر کا عقد اُس سے کر دیا اور اوسکا عبداللہ
نام رکہا **معجزہ پنجاہ و سوم** مروی ہے کہ ایک روز جناب امیر المومنینؑ نے ابوبکر سے ملاقات
فرما ارشاد کیا کہ اے ابوبکر تجہے یاد ہے یا بہول گیا کہ رسولخداؐ نے تجہسے ارشاد کیا تہا
کہ تو میرے امیر المومنین ہونیکا اقرار کرے اور اس لفظ کے ساتہ مجہے سلام کرے اور میرا
تابع رہے ابوبکر نے کہا کہ اگر تم کسی اور شخص کو اپنے بیچ اور مجہ میں حکم کرتے اور وہ ہم میں
حکم کرتا تو میں اُسکے کہنے پر عمل کرتا آپ نے فرمایا کہ وہ شخص ثالث کہ جسکو تو کہتا ہے
اگر خود رسولخداؐ ہوں تو تو راضی ہو جائیگا ابوبکر نے کہا کہ میں رسولخداؐ کو کیونکر دیکھ سکتا
ہوں فرمایا کہ تو میرے ساتہ مسجد قبا میں چل میں تجہے آپ کو دکہلا دوں غرض ابوبکر آپکے

ساتھ مسجد قبا میں گئے تو دیکھا کہ جناب رسولخدا محراب مسجد میں تشریف رکھتے ہیں پس جو
ہی آپ کی نظر مبارک ابو بکر پر پڑی تو فرمایا کہ اے ابو بکر میں نے تجھے حکم نکیا تھا کہ تو علی سے
مخالفت نکرنا اور اسکی تابع رہنا عرض کی کہ ہاں آپ نے فرمایا تھا میں نے بہت برا کیا اور
اب شرط کرتا ہوں کہ آئندہ انکی مخالفت نکرونگا غرض ابو بکر وہاں سے پھرے تو حضرت
فاروق یعنے عمر ابن الخطاب نے ابو بکر کو پریشان دیکھا تو حال پوچھا ابو بکر نے جو
کچھ سنا اور دیکھا تھا حضرت فاروق سے بیان کیا انہوں نے کچھ ایسی تاویلات و توجیہ
بیان کیں کہ ابو بکر نے جناب رسولخدا کے دیکھنے کو نہ دیکھا ہو جان لیا اور آپ کے کہنے کو نہ
سنا ہو سمجھ لیا **معجزہ پنجاہ وچہارم** مروی ہے کہ ایکروز ایک جماعت یہود کی
جناب امیر کی خدمت فیض درجت میں آکر حاضر ہوئی اور عرض کی کہ ہم اپنی قوم کے بھیجے
ہوئے آئے ہیں کہ تم سے پانچ سوال کریں اگر ہماری کتاب کے موافق انکا جواب دیں تو ہم
سب آپکے دین میں آجائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہسبات پر قسم کھاؤ کہ بعد پانے جواب کے
تمہارا دین قبول کرینگے انہوں نے قسم کھائی آپ نے فرمایا کہ کہو وہ کیا سوال
ہیں انہوں نے عرض کی کہ پہلا سوال یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ شتر کیا تسبیح کرتا ہے
فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من یری بالنظر الاعلی اللھم العن من ترک الصلوۃ
متعمدا یعنے پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ جو دیکھتا ہے اور وہ دیکھا نہیں
نہیں جاتا اور حکم اسکا اوپر سب حکموں کے ہے خداوند لعنت کر اس شخص پر جو نماز کو
عمداً ترک کرے یہ سنکر کہا کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ تسبیح مگل کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے
کہ سبحان اللہ من یسبح لہ فی قعر البحار سبحان من عبد لہ فی القفار اللھم العن عاق الوالدین یعنی
پاک و منزہ ہے وہ خدا کہ تسبیح کرتے ہیں اسکی وہ چیزیں جو بیچ قعر دریا کے ہیں اور وہ چیزیں

کہ بیچ شکیون کے ہین خداوند العنت کرے اس شخص کہ جس سے مان باپ اُسکے ناراض ہون
پھر سوال تیسرا پوچھا کہ خروس یعنے مرغ کی تسبیح کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من لم
یلد ولم یولد اللہم العن من قطع الرحم۔ یعنی پاک منزہ ہے وہ خدا کہ کوئی فرزند اوسکا نہین
اور کسیکا فرزند نہین خداوند العنت کر اوس شخص کہ قطع رحم کرے پھر سوال چوتھا پوچھا کہ تسبیح
گھوڑے کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبوحا سبوحا قدوسا قدوسا اللہم العن مانع
الزکوٰۃ یعنے پاک منزہ ہے اور کسقدر پاک منزہ ہے وہ خدا کہ سزاوار خداوندی کا ہے
بارخدایا لعنت کر اس شخص کہ جو مال رکھے اور زکوٰۃ نہ دے پھر سوال پانچوان پوچھا کہ تسبیح
حمار کی کیا ہے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ سبحان من سخرنا للعباد اللہم العن امراۃ لہا زوج ومن
ورجل لہ امراۃ فزنی یعنی پاک منزہ ہے وہ خدا کہ تابعدار کیا ہمارے تئین واسطے
اپنے بندون کے لئے خدا العنت کر اس عورت پر کہ شوہر رکھتی ہو اور پھر زنا کرے اور
لعنت کر اُس مرد پر کہ جسکی زوجہ ہو اور پھر وہ زنا کرے یہہ سنکر جماعت یہود نے کہا کہ
واللہ وجدنا ہکذا فی التوریۃ۔ یعنے بخدا قسم کہ پایا ہے ہمنے اسیطرح توریت مین اور پانچ
آدمی پانچ قبیلے کے وکیل تھے کہ ہر قبیلہ مین ہزار ہزار آدمی تھے پس یہہ پانچون مسلمان ہو گئے
اور اپنی قوم مین جاکر جواب بیان کیئے وہ سب ہی اسلام لائے اور مسلمان ہو گئے
اور یہہ قصہ بیچ تفسیر آیہ یسبح السموات السبع والارض ومن فیہن۔ مین وارد ہے یعنے
آسمان ساتھ اس بلندی کے اور زمین معہ جو کچھ آسمانون مین ہے ملائکہ سے اور جو کچھ کہ بیچ زمین کے ہے انبیا
اور مومنین سے خدا کی تسبیح کرتے ہین اور تسبیح آسمانون کی اور زمین کی اور نباتات کی گواہی
دیتی ہے اوسکی وحدانیت پر اور بھی قرآن مین ہے کہ وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔ یعنے
نہین ہے کوئی چیز مگر یہہ کہ تسبیح کرتی ہے خداتعالیٰ کی اور تعریف کرتی ہے اوسکی اور

اور وسعی روزی کہانیوالی اور اُسکا نام لینے والی ہو۔ اعمش کہتا ہے کہ وہ آواز جو تمہارے گھروں کے دروازوں کو بند کرنے یا کہولنے میں آتی ہے وہ بہی تسبیح ہے منقول ہو کہ جملہ مخلوقات سے کوئی آفریدہ گدہے سے کمتر نہیں سو وہ بہی رات دن میں بارہ ہزار بار خدا تعالےٰ کو یاد کرتا ہے اور تسبیح کرتا ہے **معجزہ پنجاہ و پنجم** مستغفر کہ افاضل اہل سنت سے ہے کتاب دلائل النبوۃ میں بیان کرتا ہے کہ ایکروز جناب امیر المومنین نے رحبہ میں ایک شخص سے کچھ پوچھا اُس بے سعادت نے سچ نہ کہا آپ نے فرمایا کہ تو جھوٹ مت کہہ اور نہیں تو میں تیرے حق میں دعا بد کرونگا اُسنے کہا کہ میں جھوٹ نہیں کہتا آپ نے فرمایا کہ اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو تو اندہا ہو جائیگا اُسنے کہا نہ میں نے جھوٹ کہا ہے اور نہ میں اندہا ہو جاؤنگا کہ ناگاہ اوسیوقت وہ اندہا ہو گیا اُسکا ہاتھ پکڑ کر لوگ باہر لائے غرض اُسمیں کوری ظاہری اور کوری باطنی دونوں جمع ہو گئیں **معجزہ پنجاہ و ششم** منقول ہو کہ جناب امیر المومنین نے منبر پر کہا کہ انا عبد اللہ و اخی رسول اللہ یعنی میں بندہ خدا اور برادر رسول اللہ کا ہوں ایک بدبخت نے کہ قبیلہ عبس سے تہا از راہ طعن کے کہا کہ من لا یحسن ان یقول انا عبد اللہ انا اخو رسول اللہ یعنی کونسا شخص ہے کہ جو اس کہنے کو اچہا نہیں جانتا کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور بہائی رسول اللہ کا ہوں وہ شخص یہ کہکر اپنی جگہ سے نہ اُٹہا تہا کہ مخبط اور دیوانہ ہو گیا اور مرض صرع میں گرفتار ہوا پس اپنے تئیں زمین پر دیدے مارتا تہا اور ہذیان بکتا تہا لوگوں نے اُسکے پاؤں گہسیٹ کر باہر مسجد کے ڈالدیا اور اُسکے یگانوں سے پوچہا کہ پہلے بہی یہ شخص اس مرض میں کبہی گرفتار ہوا تہا سب نے کہا کہ ہمنے کبہی اسکو یہ مرض ہوتے نہیں دیکہا اور اسکے آبا و اجداد بہی یہ مرض نہ رکہتے تہے **معجزہ پنجاہ و ہفتم** منقول ہو کہ منقذ ابن الشیخ اسدی کہتا ہے کہ ایک شب میں خدمت میں جناب علیؑ کے حاضر تہا اور نحو لشب نیمہ شعبان

کی تھی اور وہ جناب اشتر پر سوار کسی مہم کیواسطے تشریف لیئے جاتے تھے اثنا راہ میں پہنچکر اشتر
سے وضو کرنیکے لیئے اُترے میں نے باگ اشتر کی تہام لی ناگاہ میں نے دیکھا کہ اشتر نے کان کہڑے
کیئے اور مضطرب ہوا اور اسقدر بیقرار ہوا کہ میں اوسکی نگاہ رکہنے سے عاجز آیا اُس جناب نے
پوچھا کہ اے منقذ تجھے کیا ہوا میں نے عرض کی کہ اشتر کو کوئی چیز نظر پڑی ہے کہ وہ بیتابی کرتا ہے
آپ نے جو نگاہ کی تو فرمایا کہ ہاں شیر ہے پھر ذوالفقار اُٹھا کر چند قدم آگے تشریف لیگئے
اور ایک نعرہ اسد اللّٰہی اُس شیر پر کیا وہ شیر آپ کی آواز سنکر آگے آیا اور مانند گنہگاروں کے
سر آگے جھکایا آپ نے ہاتھ بڑہا کر اوسکی گردن کے بال پکڑ کر فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں اسد اللہ
اور ابو الاشبال اور حیدر ہوں تو نے قصد میرے اشتر کا کیا اُس شیر نے عرض کی کہ یا امیر المومنین و
یا وارث علم النبیین سات روز ہوئے کہ کوئی شکار میرے ہاتھ نہیں آیا میں بہوک سے نہایت بیتاب
ہوں چونکہ سیاہی آپ کی میں نے دو فرسخ سے دیکھی تھی اپنے دل سے کہتا تھا کہ شاید اسمیں کچھ میرا
بھی نصیب ہو اور پیٹ بھرے مگر خدا تعالیٰ نے ہمپر گوشت تمہارے دوستوں اور عترت کا حرام
کیا ہے اور تمہارے دشمنوں پر مسلط کیا ہے آپ نے اُس شیر کی پشت پر ہاتھ پھیرا شیر نے کہا کہ یا
ولی اللہ الجوع الجوع گرسنگی نے مجہپر غلبہ کیا ہے جناب میر نے ہاتھ اوٹھا کر کہا کہ اللھم ارزقہ بحق محمد و آلہ
میں نے دیکھا کہ کوئی چیز شیر کے پاس آگئی اور وہ اوسکے کہانے میں مشغول ہوا جب وہ کہانے سے فارغ
ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تیرا مقام کونسی جگہ ہے عرض کی اُس کنارے پر رود نیل کے آپ نے
پوچھا کہ تو وہاں کیا کام کرتا ہے عرض کی یا ولی اللہ بقصد زیارت آپ کے اپنے مکان کو
متوجہ حجاز کا ہوا تھا وہاں خبر پائی کہ آپ کوفہ کو تشریف لیگئے ہیں اسواسطے میں نے اس
صحرا کو باُمید پابوسی آپ کے طے کیا اب میں امیدوار رخصت کا ہوں کہ آپ سے رخصت
ہو کر اپنے مقام پر جاؤں اسواسطے کہ میرے دو فرزند اور ایک زوجہ اور بیگانے بھی ہیں اور انکو

مجھے خبر میری معلوم نہیں آپ نے اسکو رخصت دی اُسنے عرض کی کہ یا امیر المومنین اوّل میں قادسیہ کو جاتا ہوں اسواسطے کہ اوسمیں سنان بن وائل شامی آپ کا دشمن ہے اور جنگ صفین سے بھاگا تھا اُسکا گوشت کہا کر آگے جاؤنگا کہ خدا تعالےٰ نے اُسکو طعمہ میرا کیا ہے اُس جناب نے اُسکے واسطے دعا خیر کی اور وہ چلا گیا منقذ کہتا ہے کہ مجھے یہ شیر کی بات سنکر ایک تعجب معلوم ہوا اور حیران سا رہ گیا جب مجھے اُس جناب نے حیرت میں دیکھا تو فرمایا منقذ تو اس حال سے تعجب کرتا ہے مجھے قسم ہے اُس خدا کی جو دانہ کو اُگاتا ہے اور خلق کو پیدا کرتا ہے اگر میں تجھے ان معجزات کو کہ جو رسولِ خدا نے مجھے تعلیم کیے ہیں کہوں تو البتہ تو اور سب خلق گمراہی میں پڑ جائے پھر آپ متوجہ نماز کے ہوئے اور جب فارغ ہوئے تو آپ کے ساتھ میں متوجہ وہاں کا ہوا اور وقت نماز صبح قادسیہ میں پہنچے تو ایک غوغا اور شور آدمیوں میں سنا کہ سنان بن وائل کو شیر لیگیا اور بعد ایک لمحہ اُسکے گلے اور سر اور ٹکڑے ہاتھ اور پاؤں کے اور ہڈے کو لوگ جمع کر کے لائے پینے جو کچھ شیر سے سنا تھا سب آدمیوں سے نقل کیا پس قوم وہ اور خاک قدم جناب امیرؑ کو لیکر آنکھوں سے لگایا اور منہ پر ملا اور استشفا اُس سے کرتے تھے

معجزہ پنجاہ و ہشتم زہرۃ الریاض اور حسن الکبار میں کہ مولف اس کتاب کاشفی المذہب ہے لکھا ہے کہ ہیثم تمار کہتا ہے کہ ایک روز میں شہر کوفہ میں خدمت سراسر سعادت جناب امیرؑ میں حاضر تھا اور ایک جماعت صحابہ کبار کی بھی حاضر تھی کہ ایک مرد قبائی حریر پہنے اور عمامہ خز سر پر باندھے شمشیر حمائل کیے آیا اور کہا کہ تم میں سے کونسا ایسا شخص ہے کہ کبھی مدت عمر میں اپنے جہاد سے بھاگا نہو اور پیدایش اُسکی خانہ کعبہ میں ہوئی ہو اور اخلاق میں مرتبہ اعلیٰ کو پہنچا ہو غزوات میں محمد مصطفےٰ کی نصرت و یاری کی ہو اور عمرو و عنتر کو جہاد میں ہو اور خیبر کو ایک حملہ میں اُکھاڑا ہو جناب امیرؑ نے یہ سنکر فرمایا کہ اے سعد بن ابی الفضل بن

بن الربیع وہ شخص میں ہوں جو کچھ کہ تجھے پوچھنا ہو پوچھ میں ہوں ملجا اور ماوا اندوہناکوں
اور غمیوں کا اور مرہم ہوں خستہ دلوں اور اسیروں کا میں ہوں کہ بلائی عظیم مجھپر نازل ہوئی
اور بحکم ان اللہ مع الصابرین وسپر تحمل و شکیبائی کی میں ہوں وہ کہ جسکی توریت اور انجیل
اور زبور اور فرقان میں توصیف ہے میں ہوں قاف والقران المجید میں ہوں صراط مستقیم
اعرابی نے کہا کہ ہمیں ایسی خبر پہنچی ہے کہ تو وصی رسول خدا کا ہے اور مقتدائے اولیا ہے اور حکم تیرا
تمام آسمان و زمین پر نافذ ہے اور بعد رسول خدا امر و حکم تجھی کو ہے حضرت نے فرمایا کہ ہاں ایسا
ہی ہے پس جو تو دل میں رکھتا ہے اوسکو پوچھ اعرابی نے کہا کہ میں قاصد و رسول ہوں ساٹھ
ہزار آدمیوں کا کہ اونکو عقیمہ کہتے ہیں اور ہم ایک کشتہ لائے ہیں کہ اوسکے کشندہ اور قاتل میں
اختلاف ہے اگر اسکو زندہ کرو تو ہم جانیں کہ درحقیقت تم وصی رسول خدا ہو اور اپنے دعوی
میں سچے ہو یا ہو ہشیم کہتا ہے کہ اوسوقت مجھے امیر نے حکم کیا کہ اونٹ پر سوار ہو کر جاؤ اور کوچہ و
بازار کوفہ میں ندا کرو کہ جو شخص چاہے کہ مشاہدہ کرے اس کرامت کو کہ جو علی کو خدا نے عطا کی ہے
صبح کو نجف میں آکر حاضر ہو غرض صبح بعد نماز وہ جناب جانب صحرا روانہ ہوئے اور اہل کوفہ بھی
رکاب سعادت انتساب اس عالیجناب میں حاضر تھے جب اس جگہہ کہ مقرر کی گئی تھی پہنچے فرمایا
کہ اے اعرابی اوس جنازے کو حاضر کر جب جنازہ لائے تو حضرت نے اوسکے منہ کو کھولا ایک
جوان دیکھا کہ کثرت زخم سے پارہ پارہ و ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے سر کہیں ہے اور پاؤں کہیں ہے
حضرت نے پوچھا کہ اسکو قتل ہوئے کے روز ہوئے عرض کی کہ چالیس اور فرمایا کہ اسکا خون
کون طلب کرتا ہے کہا پچاس آدمی کہ اسکی قوم کے ہیں حضرت نے فرمایا کہ اسکو اسکے چچا نے
قتل کیا ہے کہ نام اوسکا حرث بن حسان ہے کہ اوسنے اپنی بیٹی اس سے بیاہی تھی اور اسنے اوسکی
بیٹی کو چھوڑ کر دوسرا بیاہ کیا تھا اس سبب سے اسکو قتل کیا اعرابی نے کہا صورت قرأت

تو بھی ہو کہ جو آپ فرماتے ہیں مگر میں اسقدر پر راضی نہونگا جب تک کہ آپ اسکو زندہ نکریں
اور یہ اپنا حال اپنے منہ سے بیان نکرے حضرت نے اسوقت منہ طرف اہل کوفہ کے کیا
اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ بقرۂ بنی اسرائیل بزرگتر نہیں ہے خدا کے نزدیک وصی خاتم الانبیاء سے
جیسا کہ بنی اسرائیل نے اپنا پاؤں بقرۂ گشتہ پر مارا کہ سات روز اوسکو مرے ہوئے ہوگئے تھے خدا
تعالے نے اوسکو زندہ کیا میں بھی اپنے پاؤں کو اس مردے پر مارتا ہوں کہ افضل ہے اوس گوشت
سے کہ بنی اسرائیل نے مردے پر مارا تھا یہ کہکر پائے رحمت کو اپنے اوسپر مارا اور فرمایا کہ قم باذن
اللہ یا حنظلہ بن بدر بقدرت الٰہی وہ جوان زندہ ہوگیا اور کہا کہ یا حجۃ اللہ بعد رسول اللہ
کیا حکم ہے فرمایا کہ بتا تجھے کسنے مارا ہے عرض کی کہ میرے چچا حرث بن حسان نے جب یہ
حالِ غریب خلائق نے مشاہدہ کیا تو ایک شور و غل بلند کیا اور مدح و ثنا جناب امیر المومنین کی
زبان پر جاری کی جناب امیر نے اس اعرابی اور اس جوان سے کہا کہ تم دونوں جاؤ اور
جو کچھ دیکھا ہے اپنی قوم سے بیان کرو انہوں نے عرض کی کہ یا امیر عرب ہمنے عہد کیا ہے
خدا سے کہ جبتک زندہ رہیں گے آپ کی ملازمت سے جدا نہونگے پس یہ دونوں شخص حضرت
کی خدمت میں رہے اور علم تحصیل کیا یہانتک کہ جنگ صفین میں درجۂ شہادت کو فائز ہوئے
معجزہ پنجاہ و نہم روایت ہے جعفر وفاق سے کہ میرا ایک رفیق تھا کہ مجھ میں اوس سے یکجہتی
تھا اور محلہ باب البصرہ میں ایک شخص تھا کہ لوگ اوس سے احادیث کو اخذ کرتے تھے وہ بیان
کرتا تھا اور سب سنتے تھے نام اوسکا عبد اللہ المحبذ ور تھا اور میں اور رفیق میرا بھی اسکی
مجلس میں جایا کرتے تھے اور اوسکی احادیث کو سنا کرتے تھے اور جب وہ کوئی حدیث
فضائل میں اہلبیت کے بیان کرتا تو اس حدیث اور اوسکے راوی پر طعن و تشنیع کرتا اور اس
حدیث کو جھٹلاتا اور اونکے حق میں سخت باتیں اور بری کلمات کہتا جعفر کہتا ہے کہ میںنے اپنے

رفیق سے کہا کہ اسکے پاس آنا بہتر نہیں ہے کہ یہ مرد بے دین و بد دیانت ہے ہمیشہ زبان سے جو
حق میں جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ کے دراز کیا کرتا ہے اور یہ مذہب میں مسلمانوں کے جائز
نہیں ہے رفیق نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو اب اور کسی شخص کی خدمت میں جانا چاہیے کہ یہ مرد تو
گمراہ ہے پس ہمنے ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کے پاس جائیں کہ اُس شب کو ہمنے خواب میں دیکھا
کہ ہم مسجد جامع میں گئے ہیں اور عبد اللہ مذکور بھی اوسجگہ ہے اور پھر دیکھا کہ امیر المومنینؑ
بھی خچر مصری پر سوار تشریف لائے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ کاش اسوقت وہ جناب
اس ملعون کی گردن ماریں اور تلوار سے قتل کریں غرض جب وہ جناب اوسکے نزدیک پہنچے
تو ایک لکڑی کہ آپ کے ہاتھ میں تھی عبد اللہ کی سیدھی آنکھ پر ماری اور فرمایا او ملعون
تو کیوں مجھے اور فاطمہؑ کو دشنام دیتا ہے اور ناسزا کہتا ہے عبد اللہ نے ہاتھ آنکھ پر رکھکر
کہا کہ آہ مجھے اندھا کیا جعفر کہتا ہے کہ میں خواب سے بیدار ہوا اور ارادہ کیا کہ اپنے رفیق کے
پاس جا کر اس قصہ کو بیان کروں میں نے دیکھا کہ رفیق بھی میرا میرے پاس چلا آتا ہے مگر متغیر
الحال ہے میں نے اُس سے پوچھا کہ تو متغیر کیوں ہو رہا ہے اُسنے کہا کہ شب کو میں نے عبد اللہ مذکور
کے حق میں ایک عجب طرح کا خواب دیکھا ہے اور اُسنے وہی خواب بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا
میں نے کہا کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے پھر میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ آؤ عبد اللہ کے پاس چلیں
اور اُسکے روبرو قسم کہا کہیں کہ ہمنے یہ خواب دیکھا ہے ہم جھوٹ نہیں بولتے غرض ہم
دونوں اُسکے گھر پر گئے اور دروازے کی زنجیر ہلائی ایک کنیز کہیں سے آئی اور کہا کہ تمسے اسوقت
اوسکی ملاقات نہوگی کیونکہ نصف شب سے وہ ہاتھ آنکھ پر رکھے فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو
علی بن ابیطالب نے اندھا کر دیا ہے ہمنے اُس کنیز سے کہا کہ تو دروازہ کھولدے تا ہم اوسکو دیکھیں
کہ اوسکو کیا ہوا ہے غرض اُسنے دروازہ کھولا ہم اندر گئے تو اوسکو زشت ترین ہیئت پر دیکھا

کہ فریاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجکو علی سے کیا کام تھا کہ شب کو اُسنے میری آنکھہ پھوڑ دی اور
چوب دستی میری آنکھہ پر ماری جعفر کہتا ہے کہ مینے اس سے خواب شب کا بیان کیا اور کہا
کہ اس اعتقاد سے اپنے تو باز آ اور اُس جناب کو برا نہ کہہ اُس ملعون نے کہا کہ خدا اُنکو خیر نہ دے
اگر علی میری دوسری آنکھہ بھی پھوڑ دیگا تو بھی میں اوسکو ابو بکر اور عمر پر تقدیم نہ دونگا یہ
سنکر ہم کھڑے ہو گئے اور کہا اس مرد میں ذرا خیر نہیں پھر تین دن کے بعد ہم اوسکے پاس
گئے تا دیکھیں کہ اُسکا اب کیا حال ہوا ہم جو گئے تو دیکھا کہ دوسری آنکھہ بھی اُسکی پھوٹ
گئی ہے پھر ہمنے اُس سے کہا کہ اے شخص اب بھی عبرت پکڑ اور اپنے ان افعال بد سے باز آ
اُسنے کہا کہ بخدا قسم میں کبھی اپنے اعتقاد سے نہ پھرونگا جو کچھ علی چاہے میرے ساتھ کریں
ہم پھر چلے آئے اور ایک ہفتہ کے بعد ہم پھر گئے تا حال اُسکا پوچھیں جب ہم اُسکے گھر پہنچے
تو سنا کہ وہ مر گیا ہمنے دیکھا کہ بیٹا بھی اوسکا مرتد ہے اور وہ بھی حضرت پر پُر خشم و غصہ ہے اور
برا کہتا ہے ہمنے یہ آیہ پڑھا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین **معجزہ شصتم**
زیاد بن کلیب کہ راویان اہل سنت سے ہے روایت کرتا ہے کہ مسجد دمشق میں ایک جماعت بنی
امیہ کے ساتھہ میں بیٹھا تھا کہ محمد بن سفیان مسجد میں آیا اور ایک جماعت اُسکے ہمراہ تھی اور
وہ کمال تبختر اور تکبر کے ساتھہ جاتا تھا بعد ایک ساعت ہمنے اُسکو دیکھا کہ وہ پھر لیا آتا ہے
اور دونوں آنکھیں اُسکی اندھی ہو گئی ہیں اور دو آدمی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے لیئے آتے
ہیں ہمنے کہا کہ اس مرد کو کیا ہوا ابھی تو یہ اچھا گیا تھا لوگوں نے کہا کہ اُسنے جو مسجد میں پاؤں
رکھا تو کہا کہ جو شخص علی کو ناسزا نہ کہیگا اور اوسپر سب نکریگا اور اوسکو برا نہ کہیگا تو میں اوسپر
لعنت کرونگا اور اوسپر سب کرتا رہونگا اگرچہ میری دونوں آنکھیں پھوٹ ہی کیوں نہ جائیں
بمجرد اُسکے اس کہنے کے دونوں آنکھیں اُسکی پھوٹ گئیں اور درد کرنے لگیں سب آدمی

ہسبرہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں میں علیؑ بن ابی طالب ہوں وصی محمد مصطفےٰ ؐ کا آصف
بن برخیا کو بعض کتاب خدا کا علم حاصل تھا اس سبب وہ اسپر قادر تھے کہ تخت بلقیس کو ایک ہفتہ
کی راہ سے ایک چشم زدن میں آگے سلیمان کے لاکے رکھدیا مجکو تو سب کتابوں کا علم حاصل
ہے کیا میں قادر نہوں جس چیز پر کہ چاہوں ہسبرہ نے عرض کی کہ یا امیر المومنین تم ہر چیز پر قادر
ہو **معجزہ شصت و سوم** باسانید صحیحہ معتبرہ مروی ہے کہ مرہ بن قیس نامی صاحب
مال و جاہ و حشم تھا اور غلام اور مصاحب اور بہت کفار کہ شجاعت اور بہادری میں مشہور ہو
ملازم رکھتا تھا ایک دن خیال اپنے آبا و اجداد کا استفسار کیا بعض تاریخ والوں نے کہا کہ علیؑ
نے بہی ہزار آدمی ہمارے بزرگوں میں سے قتل کیئے ہیں اُس لعین نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کہا
نجف میں ہے پس وہ لعین دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے ہمراہ لیکر نجف کی سمت روانہ ہوا اور
بعد طے مراحل اور قطع مسافت منازل نجف میں آنکر پہنچا سادات مجاور اور سائر مردم یہ خبر
سن کر اور اُسکے دلی ارادہ مذموم پر آگاہ ہوکر بقدر مقدور محافظت شہر میں ساعی اور سر
گرم ہوئے اور جب اس سے بہی لاچار ہوئے تو روضہ مقدسہ میں پناہ لیگئے اور دروازہ حصار روضہ
مقدسہ کو خشت و گل سے مستحکم کیا اور اطراف و جوانب اوسکے سنگ و گچ سے بند کر دیا اور کچھ روز
تک لڑتے رہے آخر وہ ملعون دیوار توڑکر اندر حصار کے گھسا سب مسلمان بیم جان سے بھاگ گئے
اُس ملعون نے روضہ مقدسہ میں آنکر کہا کہ اے علیؑ تو نے ہی ہمارے آبا و اجداد کو قتل کیا اور یہ کہکر
چاہا کہ قبر مبارک کو کھودے کہ ناگاہ دو انگلیاں بسان ذو الفقار قبر شریف سے باہر نکلیں
اور ایسی اسکی کمر پر پڑیں کہ کمر اوسکی دو ٹکڑے ہو گئی اور اوسی وقت وہ پتھر کا بنگیا اور اب تک وہ بت
سیاہ اوسی طرح حصار کے دروازے پر پڑا ہے چنانچہ فردوسی نے اُس واقعہ کی خبر دی ہے ۔
انگشت ذو الفقار ساخت صد و برائے قتل مرہ لعید و نیم ⁂ شقی کہ زند بدو انگشت ہ

یہ کلام اوسکا سنکر اوسپر لعنت کرنے لگے یہ شخص وہ چشم اور لعنت خلق پر صبر نکرکے اپنے گھر کیطرف جاتا ہے **معجزہ شصت و یکم** مروی ہے کہ ایک شخص جبر نامی لشکر امیر المومنینؑ میں تھا اور اخبار اور حکایات معاویہ کو پہنچاتا تھا اسکو پکڑکر جناب امیرؑ کے پاس لائے آپنے اوس سے ارشاد کیا کہ کیا سبب ہے کہ تو خبریں یہاں کی معاویہ کو پہنچاتا ہے اُسنے انکار کیا آپنے فرمایا کہ تو خدا کی قسم کہاتا ہے کہ یہ کام مینے نہیں کیا اُسنے کہا کہ ہاں اور قسم خدا کی کھائی کہ مینے یہ کام نہیں کیا آپنے فرمایا کہ اگر تونے جھوٹ قسم کھائی ہے تو خدا تیری آنکھوں کو کور کرے پس ایک ہفتہ نگزرا کہ وہ شخص کور ہوگیا اور لوگ ہی ہاتھ اُسکا پکڑکر گلی اور کوچوں میں لیئے پھرتے تھے **معجزہ شصت و دوم** ہبیرہ بن عبدالرحمن روایت کرتا ہے کہ ایکبار جناب امیرؑ کوفہ میں تشریف رکھتے تھے اور میں بھی اُس جناب کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپنے میری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ تیرا دل اہل و عیال کے دیکھنے کو چاہتا ہے عرض کی مینے کہ ہاں یا امیر المومنینؑ فرمایا جب میں نماز عشا کی پڑھ چکوں تو تو میرے سامنے آنا غرض میں اوسیوقت حاضر ہوا آپ مجھے اپنے ساتھ بام خانہ پر لیگئے اور فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرلے مینے بند کرلیں پھر فرمایا کہ کھولدے مینے کھولدیں فرمایا کہ اب کہاں ہے عرض کی کہ میں اپنے گھر کے کوٹھے پر ہوں مدینہ میں فرمایا کہ تو نیچے اپنے اہل و عیال کے پاس جا اور اُنسے عہد تازہ کر غرض میں اُنکے پاس گیا اور سب کو دیکھکر پھر کوٹھے پر آیا اور اُس جناب کے پہلو میں بیٹھ گیا آپنے فرمایا کہ آنکھیں بند کرلے مینے آنکھیں بند کرلیں پھر فرمایا کھولدے مینے کھولدیں پوچھا کہ اب تو کہاں ہے مینے عرض کی کہ بام خانہ جناب امیرؑ پر کوفہ میں ہوں۔ فرمایا اے ہبیرہ جماعت دعوی کرتے ہیں کہ ایک زن ساحرہ ایک شب میں عراق سے سرزمین ہند کے جاتی تھی مینے عرض کی کہ ہاں فرمایا کہ اگر وہ ساحرہ کفر اپنے کے سبب قادر ہے تو ہم ساتھ ایمان اپنے کے اُس امر پر قادر ہیں پھر فرمایا کہ

اور بھی ایک شاعر نے کہا ہے کہ ع آنشت امام کز دو انگشت * چون مرۂ قیس کافرے کشت

معجزہ شصت و چہارم منقول ہے کہ زمانہ خلیفۂ ثانی عمر بن الخطاب میں ایک علماء یہود سے آیا اور کہا کہ اے امیر المومنان میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے کئی سوال کروں اگر اسکا جواب پاؤنگا تو دین محمد اختیار کرونگا عمر بن الخطاب نے کہا کہ کیا پوچھتا ہے اسنے کہا کہ اول یہ بتاؤ کہ قفل آسمان کے اور ان قفلوں کی کنجیاں کیا ہیں دوسرے یہ بتاؤ کہ وہ رسول کونسا ہے کہ نہ نوع بنی انسان سے ہے اور نہ قوم جن سے تیسرے یہ بتاؤ کہ وہ پانچ تن کونسے ہیں کہ جو رحم اور سے پیدا نہیں ہوئے ہیں چوتھے یہ بتاؤ کہ دو اور تین اور چار اور پانچ اور چھ اور سات اور آٹھ اور نو اور دس اور گیارہ اور بارہ کیا چیز ہیں عمر نے ایک ساعت تامل کیا اور پھر کہا کہ مجھے معذور رکھ کہ مجھے انکا جواب نہیں معلوم مگر میں تجھے ایسے شخص کے پاس لیچلتا ہوں کہ وہ احکامات خدا کا عالم اور سب امت سے اقضا ہے پس یہ سنکر وہ یہودی عمر کے ساتھ جناب امیر کی خدمت باسعادت میں حاضر ہوا اور اس جناب نے سب سوال اسکے سنکر ایک ایک کا جواب دیا پس فرمایا کہ اے یہودی قفل آسمان کا شرک ہے ساتھ خدا کے اور کلید اسکی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور وہ رسول کہ نہ قبیلہ جن سے ہے اور نہ نوع انس سے وہ چیونٹی ہے کہ جب لشکر حضرت سلیمانؑ کا قریب صحرا میں کہ جہاں انکا گھر تھا اس قوم پر گزرا تو انکی سب چیونٹیوں سے کہا کہ تم اپنے گھروں میں گھس جاؤ تا کہ لشکر تمہیں پامال نہ کرے کما قال اللہ تعالی یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان و جنودہ اور وہ پانچ تن کہ جو رحم سے پیدا نہیں ہوئے وہ ایک حضرت آدمؑ اور دوسری حضرت حواؑ اور تیسرے عصائے موسیٰؑ اور چوتھی ناقہ صالحؑ اور پانچواں دنبہ ابراہیمؑ کا ہے اور ایک وہ خدا ہے جل جلالہ اور دو وہ آدمؑ اور حوا ہیں اور تین وہ موالید سہ گانہ یعنے حیوانات اور جمادات اور نباتات ہیں اور چار وہ کتب سماوی

توریت موسیٰ اور انجیل عیسیٰ اور زبور داؤد اور فرقان محمدؐ ہیں اور پانچ وہ نماز پنجگانہ ہیں اور چھ وہ چھ روز ہیں کہ جنمیں خدا تعالےٰ نے آسمان و زمین و مافیہا کو پیدا کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ لقد خلقنا السموت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام اور شش جہت بھی ہو سکتے ہیں اور سات وہ ہفت آسمان ہیں کہ بیشتر خلق کیے گئے ہیں چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ وبنینا فوقکم سبعا شدادا اور آٹھ وہ آٹھ فرشتے ہیں کہ حاملان عرش ہیں کہ کما قال اللہ تعالےٰ ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ اور نو وہ نو آیتیں ہیں کہ حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی ہیں چنانچہ قرآن میں مذکور ہے کہ تسع آیات بینات اور دس وہ دس دن ہیں کہ جو موسیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ تیس روز کوہ سینا میں رہے اور اوسکو ساتھ دس روز اور کے تمام کیا چالیس روز ہوگئے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر اور عقول عشر بھی ہو سکتے ہیں اور گیارہ وہ بھائی حضرت یوسفؑ کے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے اونسے خبر دی ہے کہ انی رایت احد عشر کوکبا اور بارہ وہ بارہ چشمے ہیں کہ ساتھ عصائے موسیٰ کے ظاہر ہوئے قولہ تعالےٰ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا یہودیوں نے جو یہ جواب سنے تو کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور محمدؐ رسول اوسکا ہے اور تو اے علیؑ وصی اور جانشین رسول خدا کا ہے جیسا کہ ہارون وصی موسیٰ کا تھا اور سب یکبار مسلمان ہوئے الحمد للہ رب العالمین

معجزہ شصت و پنجم نقل ہے کہ تین نفر یہودی تھے کہ دو اونمیں سے ایمان لائے اور تیسرے نے کہا کہ اے میرے رب اگر چند سوال کا میرے آپ جواب دیں تو میں بھی ایمان لا ہوں آپ نے فرمایا کہ کہو اوسنے کہا فرمائیے کہ تیتر اور مرغ اور قمری اور ہدہد اور حمار کیا کہتا ہے فرمایا کہ تیتر الرحمان علی العرش استوی کہتا ہے اور مرغ اذکروا اللہ یا غافلون کہتا ہے اور قمری اللہم العن مبغض آل محمد کہتا ہے اور ہدہد سبحان اللہ المعبود کہتا ہے

اور اسپ وقت جہاد میں اللہم انصر عبادک المومنین علی الکافرین کہتا ہے اور حمار عشار پر
لعنت کرتا ہے اور ابلیس کو دیکھکر آواز کرتا ہے سائل نے کہا کہ مینے بھی توریت میں ایسا ہی پڑھا ہے
اور آخر وہ بھی مسلمان ہو گیا معجزہ شصت و ششم عمرو عاص سے مروی ہے کہ بعد
وفات ابوبکر کے جب عمر مسند خلافت پر متمکن ہوا تو ایک شخص علمائے یہود سے آیا اور کہا کہ
عالمتر یں تم میں سے کتاب خدا اور سنت رسول خدا کا کون ہے عمر نے اشارہ طرف علی مرتضے
کے کیا اور کہا کہ اے خلیفہ جبکہ تو خود معترف اسکا ہے کہ وہ عالم ہے تو پھر باوجود اسکے ان
سے کیوں بیعت لیتا ہے اُسنے کہا کہ وہ اس کام کو قبول نہیں کرتا پس یہودی نے حضرت
کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم ایسے ہی ہو جیسا کہ عمر کہتا ہے یعنے اعلم ہو سب سے کہا ہاں پوچھ
جو چیز جی چاہے تا اسکا جواب دوں اُسنے پوچھا کہ آپ بتائیں تین اور تین اور ایک سے ویا
کسواسطے نہیں کہتا سات سے کہا پہلے تین چیز کو پوچھتا ہوں اگر جواب پاؤنگا تو اور سوال
کرونگا حضرت نے فرمایا کہ شرط کر کہ اگر تیرے سوالات کا جواب دوں تو تو ایمان قبول کریگا
اُسنے کہا کہ البتہ میں ایمان لاؤنگا فرمایا کہ پوچھ اُسنے عرض کی کہ مجھے خبر دو اس قطرہ خون
سے کہ اول جو زمین پر ٹپکا اور اس چشمہ سے کہ جو اول زمین پر جاری ہوا اور اس درخت سے
کہ اول زمین پر پیدا ہوا فرمایا کہ تمہارے اعتقاد میں اول قطرہ خون کا کہ جو زمین پر ٹپکا وہ خون
ہابیل کا ہے کہ قابیل نے اُسکو قتل کیا مگر درحقیقت یہ نہیں ہے یا کہ وہ خون بطن حوّا کا ہے
کہ حیض از وجود شیث زمین پر گرا اور تمہارے عقیدہ میں اول چشمہ تو بیت المقدس ہے اور ایسا
نہیں ہے بلکہ وہ چشمہ حیوان ہے کہ خضر نے اسکو زمانہ ذوالقرنین میں پایا تھا اور ماہی خشک اسمیں
گر زندہ ہوئی اور حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع بن نون اس تک پہنچے اور تم کہتے ہو کہ
درخت اول زیتون ہے کہ نوح نے کشتی بنانے کے واسطے بویا تھا اور یہ نہیں ہے مگر وہ درخت

معجزہ ہے کہ آدم اوسکو بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے اور انواع شجر اُس سے پیدا ہوئیں یہودی
نے کہا کہ قسم ہے خداوند جلیل و نہار کی کہ کتاب ہارون میں بالاملائے موسیٰ ایسا ہی لکھا ہے اب مجھے
خبر دو اور تین چیزوں سے اول یہ کہ بعد سید خیر الانام کے کون کون امام ہیں دوسرے یہ کہ وہ
سب کونسی بہشت میں قیام کرینگے اور تیسرے یہ کہ اول سنگ کہ آسمان سے زمین پر آیا
وہ کونسا ہے فرمایا کہ بعد سید کائنات بارہ امام ہونگے کہ وہ سب عادل ہونگے اور کسی ظالم کا
ظلم انکو زیاں و نقصان نہ پہنچا سکیگا اور کسی مخالف کی مخالفت کرنیسے دلتنگ نہ ہونگے اور
وہ سب رسولخدا کے ساتھ بہشت عدن میں رہینگے اور اول سنگ کہ آسمان سے زمین پر آیا
تمہاری دانست میں صخرہ بیت المقدس ہے اور ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حجر اسود ہے اور بیت الحرام
میں جبرئیل آسمان سے لائے تھے یہودی نے کہا کہ واسطے ہی کتاب ہارون میں یہی
دیکھا ہے اب خبر دیجئے جواب سوال ساتویں کا کہ مدت عمر وصی خاتم الانبیا کی کتنے برس کی ہوگی
اور اوسکو قتل کرینگے یا اپنی موت سے مریگا فرمایا کہ وصی خاتم الرسل کا میں ہوں اور
ترسٹھ برس کی میری عمر ہوگی اور میں شہید ہونگا اور قاتل میرا بدترین کشندہ ناقہ صالح
سے ہوگا یہودی یہ سنکر زار زار رویا اور کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ و اشہد ان محمد رسول
اللہ و انک وصی رسول اللہ بعد اسکے اُس یہودی نے ایک ورق آستین سے نکالکر دیا کہ خط
عبرانی میں لکھا ہوا تھا اُس جناب نے اسکو دیکھکر رویا یہودی نے باعث رونے کا پوچھا فرمایا کہ خداوند
عالم نے مجھے اس ورق میں یاد کیا ہے اور میرا نام لکھا ہے کہا کہ مجھے بھی دکھلا آپ نے اپنی انگلی
اوسجگہ رکھدی اور فرمایا کہ توریت میں بنام ایلیا موسوم ہوں پس حضرت روتے تھے اور فرماتے
تھے کہ الحمد للہ کہ نام میرا کتب و صحف ابرار میں لکھا اور فراموش نہیں کیا معجزہ
ہفتم جابر انصاری روایت کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہمراہ تھا جناب رسالت مآب کے

جب چند منزل ہمنے طے کیں تو ایک شب کہ نہایت تاریک تھی اور ابر محیط آسمان تھا اور رعد و
برق کی شورش سے راہ بھی بھول گئے جب دن ہوا تو ایک زمین پر پہنچے کہ وہ زمین پر از
ریگ پر خار تھی ایک شب و روز اس صحرا میں پھرا کئے پانی کہیں نہ ملا اسی پیاس کے جان
لبوں پر پہنچی ناچار ہو کر گھوڑوں سے اترے اور تیمم کرکے نماز پڑھی اصحاب نے فریاد کی اور
کہا کہ اگر صبح تک پانی ہمیں نہ ملا تو ہم سب ہلاک ہو جاینگے جناب رسالت مآب نے فرمایا
کہ اے عزیزو صبر و تحمل کرو کہ خدا رحیم و کریم ہے غرض جب رسول مقبول نے دیکھا کہ اصحاب
جلدی کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ طبل رحیل کا بجائیں اور آپ مع لشکر سوار ہوئے دوسرے
دن تک راہ چلے جب صبح ہوئی تو مرکب سے نیچے اترے اور تیمم کرکے نماز پڑھی پھر
سب اصحاب نے فریاد کی اور کہا کہ اب ہمیں زیادہ تاب طاقت تشنگی کی نہیں ہے آپ نے فرمایا
کہ تم سب سوار ہو کر اس پہاڑ کے طرف چلو تا میں اور علی سوار ہو کر چپ و راست اس کوہ کے
تلاش آب کریں پس سوار اور پیادہ متوجہ اس کوہ کے ہوئے جناب امیر نے چپ و راست اس
کوہ کے دلدل دوڑایا جب فراز کوہ پر آئے تو دیکھا کہ ایک گلہ ہے گوسفندوں کا قریب چار سو
گوسفند کے اور ایک جوان مرصع پوش لباس شاہانہ پہنے چوبدستی زمرد سرخ کی ہاتھ میں لئے کھڑا
گوسفندوں کی نگہبانی کر رہا ہے اور آنکھیں اس شخص کی اور سب گوسفندوں کی اس پہاڑ کیطرف
لگی ہوئی ہیں کہ اس طرف سے کسی کی آنکھ نہیں پھرتی جناب امیر نے یہ دیکھ کر کہا کہ اللہ اکبر اگر یہ مرد
شبان یعنی چرواہا ہے تو یہ جامہ اور تاج اور چوبدستی اسکے پاس کیوں ہے اور اگر بادشاہزادہ
ہے تو اوسکو پاسبانی سے کیا نسبت پس جناب اوس شبان کیطرف متوجہ ہوئے تو اوس جوان نے
جو نظر کی تو دیکھا کہ ایک سوار ہے کہ جسکی صلابت سے کوہ لرزے میں ہے غرض جب جناب اوس
جوان کے نزدیک پہنچے تو وہ جوان روئے مبارک کو دیکھ کر متحیر ہوا آپنے فرمایا کہ اے جوان ان

گوسفندوں کا صاحب کون ہے اگر کوئی چرواہا ہے تو وہ کہاں گیا ہے اور اگر تو صاحب ہے
ان گوسفندوں کا تو اس بیابان میں تو کیوں تنہا ہے اُس جوان نے کہا کہ اے سوار میں
بیٹا عنقائے فارس کا ہوں نام میرا عامر ہے اور ایک بھائی میرا ہے کہ نام اوسکا یاسر ہے
اور اُس کوہ کا نام یلاق ہے میرے باپ کے پاس ایک لاکھ گوسفند تھے سب کو یہیں چرایا کرتے تھے اس کوہ
میں ایک چشمہ سے زیادہ نہیں ہے اب چار برس سے ایک اژدہا اس پہاڑ میں کہیں سے آگیا ہے
دس دفعہ میرا باپ تیس تیس ہزار سوار و پیادہ لیکر اس اژدہے کے مارنے کے لئے سوار ہوا
جب اس اژدہے کے پاس پہنچا اُس نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ اُسکے صدمہ اور دہشت سے
ہزاروں آدمیوں کا زہرہ آب ہوگیا اور مرگئے جو بچے وہ سب بھاگ گئے اور ان چند
سال میں کئی چرواہے اور ہزارہا گوسفند پیاس کے مارے مرگئے دس چرواہے اور ان
گوسفندوں کے ساتھ تھے چند روز ہوئے کہ انکی بھی خبر نہیں کہ وہ کیا ہوئے میرے باپ نے
ہر ایک شخص سے کہا کہ کوئی جاکر ان شبانوں کی خبر لائے کسی نے قبول نہیں کیا اور کسیکو
اس اژدہے کی دہشت سے یہ جرأت نہوئی کہ اس پہاڑ میں اُنکے ڈھونڈنے کو آئے آخر
میں مع دو غلام کے اُنکے ڈھونڈنے کو آیا ہوں مگر کچھ حال اُنکا معلوم نہوا کہ وہ مرگئے یا زندہ
ہیں جناب امیرؑ نے پوچھا کہ وہ دو غلام کہاں گئے میں عرض کی کہ وہ غلام بھی اس جنگل
میں مرگئے اب میں تنہا رہ گیا ہوں یہ باتیں کر رہے تھے کہ دوسرے نور محمدی کا ظہور ہوا
اس طرح پر کہ تمام کوہ روشن ہوگیا یہ دیکھکر عامر حیران ہوا کہ جناب رسول مقبولؐ نے اور زبان
عربی میں کچھ باتیں جناب امیرؑ سے کیں عامر نے جناب امیرؑ سے عرض کی کہ اے اعرابی تجھے
اُس شخص کی کہ جسنے تمکو پیدا کیا ہے بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ جوان نورانی کون ہے کہ
تم سے باتیں کرتا ہے اور میں تمہارے اور اُنکے نور اور حسن خلق سے حیران ہوا ہوں مبادا

کریں تمہاری دیدار سے محروم رہوں آپ نے فرمایا کہ اے جوان چونکہ تو محبت سے پیش
آیا ہم بھی تجھکو محروم نہ چھوڑینگے ایجوان آگاہ ہو کہ یہ جوان کہ جسکے نور نے تمام اس دشت کو
منور کر دیا ہے محمد بن عبد اللہ ہیں اور میں علیؑ بن ابی طالب ہوں عامر نے جو یہ تمام سنا تو
خوشی سے بیہوش ہو گیا جناب رسول مقبول نے پوچھا کہ یہ جوان کون ہے اور بیہوش
کس واسطے ہے جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یہ عامر بن عنقا ہے اور سارا قصہ اُسکا بیان کیا
عامر نے آنکھیں کھولکر کہا کہ السلام علیک یا رسول اللہ میری آنکھیں آپ کے جمال باکمال سے روشن
اور دل میرا آپکی زیارت سے خورسند ہوا آپ نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا کہ وہ چشمہ
پانی کا اور وہ اژدہا کہاں ہے اُسنے عرض کی کہ یا حضرت اس کوہ کے آگے ایک مرغزار ہے
اور اُسمیں وہ درخت بزرگ جو دکھلائی دیتا ہے اس درخت کے نیچے اُس اژدہے کا مکان
ہے اور اسوقت وہ اُس درخت میں بیٹھا ہوا ہے اور سر کو درخت میں سے نکالے گوسفندوں
کو دیکھ رہا ہے اور گوسفندیں بھی اوسیکو دیکھ رہی ہیں اور اسی سبب اوس طرف سے آنکھ نہیں پھیرتیں
حضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ یہ عجیب قضیہ درپیش آیا کہ اسمیں لشکر اسلام بھی آن پہنچا مگر کسی آدمی
اور جانوروں میں قوت چلنے کی نہ رہی تھی اور قریب مرگ پہنچ گئے تھے آپ نے فرمایا کہ اے یارو غم
نہ کھاؤ کہ ہم چشمہ آب پر پہنچ گئے ہیں گوسفند اور صاحب گوسفند ہمارے پاس ہے پھر حضرت
نے فرمایا کہ اے عامر تو رخصت دیتا ہے کہ اصحاب ہمارے تیری گوسفندوں کا دودھ لیں
عامر نے کہا کہ یا رسول اللہ اکثر گوسفند تو مر گئے اور بعض جو زندہ ہیں انہوں نے کئی روز سے
آب و علف نہیں کھایا دودھ اُنکی پستان میں خشک ہو گیا ہے آپ نے فرمایا تو رخصت دے
اور قدرت خدا دیکھ اُسنے عرض کی کہ نثار جان میری آپ پر سے فدا ہوں گوسفند کیا
حقیقت رکھتی ہیں آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ گوسفندان مردہ کو میرے آگے لاؤ چنانچہ آپ کی

ہوئی گوسفندوں کو آپ کے روبرو لائے اُس جناب نے دست مبارک گوسفندوں کی پشت
پر پھیرا بفرمان مالک الملک گوسفند زندہ ہو کر کھڑی ہوگئیں آپنے فرمایا کہ اے علی مسلمانوں سے
کہو کہ ہر ایک ایک گوسفند مردہ کو میرے پاس لاویں پس صحابہ ایک ایک گوسفند کو آپ کے
پاس لاتے تھے اور وہ جناب دست مبارک اُسپر پھیرتے تھے اُسیوقت وہ مادہ گوسفند زندہ
ہو جاتی تھی اور پستان اُنکے شیر سے بھر جاتی تھیں یہانتک کہ چھ ہزار گوسفند فربہ شیردار
زندہ ہوگئیں اور اسقدر شیر اُنکی پستانوں سے دوہا کہ وہ سات ہزار سپاہ اُنکے شیر سے سیر
ہوئی اور سبنے خوب پیا اور جس قدر ظرف اُنکے پاس تھے سب کو دودھ سے بھر لیا پھر اُس
جناب نے فرمایا کہ کھانا دودھ سے پکائیں اور سب کھائیں عامر نے جو یہ معجزہ دیکھا تو بُت
کو گردن سے نکالکر آپ کے روبرو توڑ ڈالا اور از روے اخلاص کے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
علی ولی اللہ زبان پر جاری کیا جناب امیرؑ نے اُسکو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا
اور فرمایا کہ تو غم نہ کھا کہ جو تیری آرزو ہے وہ پوری ہو جائیگی اور جتنے غلام اُسکے مر گئے
تھے ببرکت انفاس محمدی سب زندہ ہوگئے اور یہ معجزہ دیکھکر شرفِ اسلام کو پہنچے جناب
رسولخدا نے اُن غلاموں کا نام شاہد رکھا اصحاب رسولخدا نے عرض کی کہ یا حضرت گھوڑوں
کو پانی کہاں دیں آپنے فرمایا کہ اس درخت کے بائیں جانب چشمہ پانی کا ہے اُس سے سب
جانوروں کو سیراب کرو جب وہ لوگ اُس چشمہ پر پہنچے تو اژدہے کو دیکھا ڈر کر خدمتمیں جناب
رسولخدا کے پھر آئے اور عرض کی کہ یا حضرت وہاں اژدہے سے خوف لگتا ہے آپنے یہ سنکر اپنا
عصا ایک پتھر پر مارا کہ بامر قادر ذوالجلال چشمہ پانی کا اس سنگ سے جوش مار کر نکلا سب نے
گھوڑوں کو پلایا اور آپ بھی خوب پیا پس جناب رسالتمآب جابر کو خیمہ میں لائے اور سب
حال اُسطرف کا دریافت کیا اور جناب امیرؑ سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ عنقاے فارس کے

واسطے لکھوا اور جو دعا عامر کا ہو اوسکو بھی اسمیں مندرج کرو اور ایک شخص کو دو کہ وہ عنقا
کے پاس لیجائے اور جلد اسکا جواب لیکر آئے عمرؓ نے کہا کہ یا حضرت کئی بار آپ نے ایلچی
عنقا کے پاس بھیجے اور اسکی دعوت اسلام کیطرف کی اُسنے سب ایلچیوں کو قتل کیا اب بھی جو
کوئی جائیگا وہ قتل کیا جائیگا جناب امیرؑ نے عرض کی کہ یا حضرت اگر آپ حکم دیں تو میں
عنقا کے پاس نامہ لیجاؤں آپ نے ارشاد کیا کہ میں عامر کے گھوڑے کو بحکم خدا زندہ کرتا ہوں
اور نامہ عامر کو دیتا ہوں کہ وہ عنقائی فارس پاس لیجائے غرض جب عامر کے گھوڑے کو
زندہ کرکے نامہ اوسکو دیا اور رخصت کیا جناب امیرؑ نے اسکو چند باتیں کہ جو اُسکے کارآمد
تھیں تعلیم کیں اور فرمایا کہ جب تیرا باپ تیرا قصد کرے تو تو باواز بلند کہنا کہ میں ایلچی ہوں
محمد مصطفےؐ کا اُسوقت تیرا بھائی یاسر تیری اعانت اور مدد کرکے تجھے ہمارے پاس پہنچائیگا
پس دونوں غلاموں نے حضرت سے عرض کی کہ ہمیں بھی اجازت ہو کہ ہم بھی عامر کے ساتھ
جائیں آپنے اونکو بھی رخصت دی عامر رخصت ہو کر دوسرے دن وقت طلوع آفتاب کے
قلعہ عنقا کے پہنچا دیدبان جو برج قلعہ پر متعین تھے عامر کو دیکھکر کمال خوش ہوگئے اور ایک ایسا
نعرہ خوشی سے کیا کہ سب اہل قلعہ نے سُنا اور عنقا کو عامر کے آنے کی خبر دی عنقا اُسکی جدائی
میں نہایت مغموم اور محزون دل تھا عامر کی خبر سُنکر کمال خوش ہوا پس جب عامر دربار میں پہنچا
تو کہا کہ سلام میرا دربار میں اُس شخص پر ہو جیو کہ جو جانتا ہو کہ ہجدہ ہزار عالم کا خدا ایک
ہے اور محمدؐ رسول اُسکا ہے اور علیؑ وصی اُسکے رسول کا ہے عنقا مع ساحر مشرکین یہ باتیں
سُنکر مثل بید لرزنے لگا اور کہا کہ اے عامر تو کس خدا کو کہتا ہے وہ خدا کہ جسکو میں گردن
میں ڈالے ہوں یا اُس خدا کو کہ جسکو میں نے تیری گردن میں باندھا ہے عامر نے کہا اُس خدا
کو کہ جسنے مجھے اور تجھے اور ہجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا ہے وہ خدا لم یزل و لایزال کہ جو تجھے

ایک چشم زدن میں تخت سے سرنگوں کر ڈالے گا عقنا اس بات سے آزردہ ہوا اور کہا کہ اے
فرزند یہ زیادہ گوئی کرتا ہے بتا تو کہ وہ بت کہ جو میں نے تیری گردن میں ڈالا تھا تو نے اسکو
کیا کیا عامر نے کہا کہ میں نے اسکو توڑ ڈالا اور خدائے محمدؐ معبود یزدان ہے صد ہزار لعنت خدا
بت پرستی پر اے پدر عالیقدر جو کچھ میں نے محمدؐ سے معجزات دیکھے ہیں اگر تو دیکھے تو ہرگز بت پرستی
نہ کرے کہ چار ہزار گوسفند مردہ کو زندہ کیا اور اونکی پستان سے اسقدر دودھ دوہا کہ سات
ہزار آدمیوں نے بجائے آب شیر پیا اور کھانا پکایا اور چشمہ پانی کا پتھر سے نکالا میرے
کو مع ان دو غلاموں کے زندہ کیا پس اگر تو چاہے کہ اونکے معجزہ کو دیکھے تو مسلمان ہو جا
اور یہ نامہ محمدؐ اور علیؑ نے تجھے بھیجا ہے عقنا نے جو یہ سنا قریب تھا کہ دیوانہ ہو جائے
عامر پر باری اور کہا کہ اے بدبخت کیا بت پرستی سے پھر گیا تو عامر نے کہا کہ بدبخت تو ہی
ہے کہ تو باوجود ان سب معجزات کے کہ تجھ سے میں نے نقل کیئے دل تیرا نرم نہوا عقنا یہ بات
سنکر غضبناک ہوا اور تیغ غلاف سے کھینچی اور قصد عامر کا کیا عامر نے جو یہ حال دیکھا فریاد کی
کہ یا علیؑ ورکنی ایک وزیر نے ہاتھ عقنا کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے بادشاہ قتل کرنا تو آسان تر ہے
مگر تو صبر کرتا دیکھیں کہ عامر محمدؐ اور علیؑ سے کیا پیغام لایا ہے یہ سنکر عقنا نے ہاتھ کھینچ لیا
عامر نے نامہ اس جناب کا نکالکر چوما اور گوشہ تخت پدر پر رکھدیا عقنا نے نامہ وزیر کو دیا
اور کہا کہ اسکو آواز بلند سے پڑھتا معلوم ہو کہ اسمیں کیا لکھا ہے وزیر نے نامہ لیا اور چاہا
کہ نامہ کو پڑھے کہ عامر نے تلوار کھینچکر وزیر پر فریاد کی اور کہا کہ تو بادشاہ سے کہدے کہ پہلے
کچھ نذر سر نامہ پر نثار کرے پھر نامہ کو پڑھوائے اور اگر ایسا نکریگا تو خون اس بارگاہ میں
بہاونگا عقنا نے کہا کہ ایک طبق زر لاکر اسپر نثار کریں من بعد وزیر نے اس نامہ کا مطالعہ
کیا اور مثل بید کانپنے لگا اور رنگ اوسکا متغیر ہو گیا اور خوف کے مارے زبان اسکی بند

ہوگیا عنقانے کہا کہ نامہ کو تو کیوں نہیں پڑھتا وزیر نے کہا کہ اگر نامہ کو بلند پڑھوں تو تو اوّل مجھے قتل کرے پھر عامر کو بادشاہ نے کہا کہ مجھے قسم ہے لات و منات کی میں تجھے قتل نکرونگا تو نامہ کو بلند پڑھ وزیر نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اوّل بنام اس شخص کے کہ جسکا کوئی شریک نہیں وہ خالق خلائق اور مالک الملک ہے اور ایسا صانع ہے کہ بغیر طناب و چوب کے قبۂ نہ فلک کو برپا کیا دوسرے یہ نامہ میری طرف سے ہے کہ میں محمد پیغمبر آخر الزماں ہوں اے عنقا جب تو اس نامہ کے مضمون سے مطلع ہو تو چاہئے کہ اسیوقت بتوں کو توڑ ڈالے اور وحدانیت خدا اور نبوت محمد مصطفےٰ اور ولایت علی مرتضےٰ کا اقرار کرے اور مع لشکر قلعہ سے باہر اگر میری ملازمت سے مشرف ہو تو میں اپنے ابن عم علیؑ ابن ابیطالب کو کہوں کہ وہ اس اژدہے کو جو تیرے سوبرو قتل کرے اُسکے ضرر سے تجھے نجات دے اور اگر تو خلاف اسکے کریگا تو میں آکر تیرے قلعہ کے ساتھ وہ کچھ کرونگا کہ جو سلاسل کے کیا ہے والسلام جب عنقا نے مضمون نامہ کا سُنا تو نہایت برآشفتہ ہوا اور چاہا کہ نامہ وزیر سے لیکر چاک کرے کہ عامر نے پیشدستی کرکے ایک طمانچہ وزیر کے مونہ پر مارا اور نامہ اُسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ اے پدر نامہرباں جلد جواب نامہ کا لکھ عنقا بہلونوں پر چیخا اور کہا کہ اس عاصی کو جلد گرفتار کرلو یہ سنکر چند کافر دوڑے اور قصد عامر کا کیا عامر نے تلوار کھینچکر دس کافروں کو قتل کیا آخر بہت سے کافر اُسپر حملہ آور ہوئے اور اُسکو گرفتار کرلیا عنقا نے جلاد کو بلا کر کہا کہ جلد عامر کا سر تن سے جدا کر جلاد نے کہا کہ اے بادشاہ اسمیں فکر کر کہ بعد قتل ہو عامر کے پشیمانی فائدہ نہ دیگی عنقا جلاد پر خفا ہوا اور کہا کہ جلد اسکو قتل کر اگر پھر اسمیں کچھ عذر کریگا تو تجھے قتل کرونگا جلاد نے یہ سنکر چاہا کہ عامر کو قتل کرے کہ یاسر عامر کا بھائی تلوار کھینچکر دوڑا اور ایک تلوار جلاد کی کمر پر ماری وہ اُسے دو ٹکڑے کیا اور کہا کہ اے پدر عامر جو کچھ کہتا ہے

سچ کہتا ہے اگر تو اسکو قتل کرے تو پہلے مجھے قتل کر کہ میں اپنے بھائی کو قتل ہوتے نہ دیکھوں گا
امرا نے کہا کہ اے بادشاہ عامر کا قتل تجھے کچھ فائدہ نہ دیگا بلکہ اسکو خلعت دے کہ وہ ایلچی ہو کر آیا ہے
اور اسکو محمدؐ کے پاس بھیج دے اور کہلا بھیج کہ کل میرا باپ لشکر لیکر آئیگا اگر اژدہے کو دفع کر دو
تو میں اسلام قبول کرونگا اور یہ محال ہے کہ محمدؐ اور علیؑ سے وہ اژدہا دفع ہو غرض عامر کو خلعت
دیکر آنحضرت کی خدمت میں بھیجا عامر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ بیان کیا اور عرض کی
کہ کل میرا باپ تیس ہزار آدمیوں کے ساتھ آئیگا آپ نے فرمایا کہ اے عامر تیرا باپ اُن تیس
ہزار آدمیوں کو جوشن پہنائیگا اور جوشن کے اوپر اور ایک جامہ پہنائیگا تاکہ ہم نجانیں کہ یہ
جوشن پہنے ہیں مجھے پہلے تیرے آنے سے جبرئیلؑ نے خبر دی ہے اور میں نے علیؑ بن ابی طالب
کو خبر دی ہے عامر نے عرض کی کہ یا حضرت میرا باپ علیؑ کا قصد کر کے آتا ہے آپ نے فرمایا
کہ تیرے باپ نے خیال باطل کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مکر و حیلہ سے علیؑ کو ضایع کرے اور جب
آئیگا تو ملاحظہ ید اللہ کا کریگا پس آپ جناب نے لشکر سے کہا کہ ہتیار لگالیں اور مسلح اور مکمل
ہو جائیں چنانچہ سات ہزار آدمی تیار ہو گئے پس جبکہ لشکر عنقا کا نمودار ہوا تو لشکر اسلام میں سے
ہوا اور سائے علم نصر من اللہ و فتح قریب میں قرار پکڑا اور لشکر عنقا کا انکے مقابل لشکر اسلام کے
صف باندھ کر کھڑا ہوا پس آپ نے عامر سے کہا کہ تو اپنے باپ سے جا کر کہہ کہ تو اسلام لاتا ہے اژدہے
کی دور کروں عامر نے آکر اپنے باپ سے جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے کہا کہ اے عامر
محمدؐ تو وہی ہیں کہ جو نیچے علم سبز کے کھڑے ہیں عامر نے کہا کہ ہاں عنقا نے کہا کہ میں نے محمدؐ کو تو
پہچانا علیؑ بن ابی طالب کون سے ہیں عامر نے کہا کہ وہ پشمینہ پوش ہیں کہ جانب دست پیغمبر کے
کھڑے ہیں جبکہ نظر عنقا کی جانب امیر پر پڑی بند بند اسکا لرزنے لگا اور وزیر سے کہا کہ میری
علیؑ کے دیکھنے سے عجب طرفہ حالت ہوئی ہے کہ قوت مجھکو ایک حرف کہنے کی نہیں ہوتی تو عوض میرے

پھر کہہ وزیر نے کہا کہ اے عامر تو جا اور کہہ کہ میرا باپ کہتا ہے کہ اے محمدؐ مجکو ساتھ علم سحر اور جادو کے راہ سے پھیر سکیگا اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے قول پر عمل کرے تو اول علاج اُس اژدہے کا کرا ور ہمیں اُسکے شر سے بیخوف کر تا تیری بات پر عمل کروں عامر نے آنکر آنحضرتؐ سے پیغام اپنے باپ کا دیا اُس جناب نے جناب امیرؑ کو بلا کر کہا کہ اے علی تم میدان میں جاؤ اور بآواز سب کو سنا کر اور کہو کہ اے عنقا میں علی بن ابی طالب ہوں اگر میں تجھے اژدہے کے شر سے بچایا اور تو ایمان نہ لایا تو بتوفیق خدا تعالےٰ تم سب کو ہلاک کرونگا پس جب جناب امیرؑ نے یہ جا کر اُنسے کہا تو سب تیس ہزار آدمی نعرہ والسد اللہی سے مثل بید لرزاں ہوئے اس اثنا میں قلب لشکر سے باہر آیا اور کہا کہ اے علی یہ لاف و گزاف کب تک کروگے مگر اپنی زیست سے بتنگ آئے ہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اول علاج اُس اژدہے کا کرو تا میں سب لشکر کے ساتھ جو قول کہا ہے اُسپر وفا کروں آپ نے سنکر فرمایا کہ تو ہرگز اپنے قول پر وفا نکریگا یہ فرما کر جناب رسولؐ مقبول کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا و سا تیں عنقا کی عرض کیں آپ نے فرمایا کہ اے علیؑ اب تم اژدہے کے باب میں جو مناسب جانو وہ کرو اور معجزہ اپنا اس جماعت کو دکھلاؤ پس جناب امیرؑ نے دلدل سے پیادہ ہو کر اُس درخت کی طرف کہ جس پے وہ اژدہا لپٹا ہوا تھا چلے جب وہ جناب اُس درخت کے قریب پہنچے تو بحکم خدا وہ اژدہا بھی درخت سے اُتر کر آپکیطرف روانہ ہوا یہ دیکھکر غریو لشکر کفا سے بلند ہوا اور سب کہتے تھے کہ اب کوئی دم میں اژدہا علیؑ کو نگل جاتا ہے مگر وزیر عنقا نے از راہ فراست کے جانا کہ یہ اژدہا ڈسنے کو اُس حضرت سے نہیں آتا کہا کہ اے بادشاہ اگر علی نے اژدہے کو مسخر کیا تو تو دین محمدی قبول کریگا عنقا نے کہا کچھ ہو میں ہرگز دین اُسکا قبول نکرونگا وزیر یہ سنکر نہایت خوش ہوا الغرض جب اُس اژدہے نے دیکھا کہ جناب امیرؑ نزدیک پہنچے تو ایک نعرہ مارا کہ جتنے گھوڑے حضرت کے ساتھ تھے سب بھاگ گئے اور وہ جناب آگے تشریف

لیگئے اور کہا کہ اے اژدہے خاموش ہو کہ میں ہوں علی بن ابیطالب اے پریزاد اقرار آشنائی
کی تونے اور آخر بیگانگی کرتا ہے اور دیکھ کہ حضرت محمد مصطفےٰ دور سے تجھے دیکھتے ہیں اژدہے نے
جو یہ کلام فصیح اور بیان بلیغ سنا آپ کے قدموں پر گر پڑا اور نعرے کرنے لگا اور دونوں لشکر
یہ حال دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ وہ اژدہا فرق سے تا قدم دو پارہ ہوا اور پوست اژدہے پر سے
ایک جوان پریزاد خوبصورت مثل ماہ کے باہر نکل آیا کہ دو پر دونوں جانب اُسکے تھے اور سینہ
پر ہاتھ رکھکر آپ پر سلام کیا شاہ ولایت نے بھی جواب سلام کا دیا پھر اُسنے درود جناب رسول
مقبول پر بھیجا اور کہا کہ اے امیر عرب مدت سے میں انتظار میں آپکے قدوم میمنت لزوم کے تھا
الحمد للہ کہ اپنی آرزو کو پہنچا یا امیر المؤمنین اب سوا اسکے اور کچھ آرزو میری نہیں کہ آپ مجھے خدمت
میں رسولخدا کے لیچلیں تا جمال جہاں آرا کو اُسکے ملاحظہ کروں پس جناب امیر اُسکو اپنے ہمراہ
لیکر چلے اور اثنائے راہ میں احوال اُس سے پوچھتے تھے اور وہ بیان کرتا جاتا تھا سب کافر شاہد
اس احوال سے حیران تھے اور عنقا بھی مثل چوب خشک مرکب پر خشک تھا اور وزیر یہ کہتا تھا کہ تو
دیکھتا ہے کہ کیا امر واقع ہوا یہ اژدہا علیؑ کے نزدیک پریزاد ہو گیا اور مثل غلاموں کے ساتھ چلا آتا
ہے وزیر نے کہا کہ اے عنقا کیا خیال تیرا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو دین محمد کو اختیار کریگا عنقا
نے کہا کہ تیری کیا صلاح ہے کہ عجیب معجزہ علیؑ سے ظہور میں آیا ہے وزیر یہودی نے کہا کہ اے
عنقا محمد اور علی علم سحر میں اپنا مثل نہیں رکھتے تو کس خیال باطل میں ہے القصہ جب پریزاد خدمت
جناب رسول مقبول میں حاضر ہوا تو سلام کیا اور پاؤں پر گر کے پاؤں کو چومنے لگا آپ نے پوچھا
کہ اے جوان پریزاد تیرا کیا نام ہے اور اس ملک میں کیوں آیا ہے اور اژدہے کی صورت کیوں
بنائی ہے اور کیوں اس چشمہ پر نیچے درخت کے مسکن کیا جوان نے کہا کہ یا رسول اللہ میں بیٹا
بادشاہ کاسوں کا اور خدمت میں حضرت سلیمانؑ کے تھا اور نام میرا فیروز ہے ایک مدت ہوا بساط حضرت

حضرت سلیمان کو مصر سے اڑا کر جانب خراساں لیگئی جب ہم اس جگہ پہنچے تو ہوا ٹھہری ہوگئی
حضرت سلیمانؑ ہوا پر غصہ ہوئے اور کہا تو کیوں کھڑی ہوگئی آنہیں جبرئیلؑ امیں جانب رب جلیل سے
نازل ہوئے اور کہا کہ اے سلیمان ہوا پر غصہ نہو کہ ہوا حکم سے خدا کے کھڑی ہوگئی ہے اسواسطے
کہ ایک روز نبیؐ اور ولیؑ اسجگہ آئیں گے سلمان نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ کون نبی اور کون ولی ہے
جبرئیل نے کہا محمد مصطفےؐ پیغمبر آخر الزماں اور علیؑ مرتضے داماد اور وصی انکے ہونگے اور کئی
سال بعد مبعوث ہونے کے اس جگہ آئیں گے اور سات ہزار آدمی انکی امت سے انکے ساتھ
ہونگے سلیمانؑ نے جو یہ خبر انکی جبرئیلؑ سے سنی اور اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ اصغا
کئے تو آرزو کی کہ کاش میں بھی ایک انکی امت میں سے ہوتا پس حضرت سلیمانؑ روے نیاز
درگاہ خالق بے نیاز میں لائے اور عرض کی کہ خدایا میری تقصیر کو عفو کر میں ہوا پر خفا ہوا
جانب بار رباب سے خطاب آیا کہ تیری تقصیر کو بخشا اے سلیمانؑ آگاہ ہو کہ نور محمدی کے
ساتھ پانچ لاکھ برس پہلے اس سے کہ دنیا کو پیدا کروں ہوا کو ہمکلام کیا اور ہوا جانتی تھی
کہ آنحضرت اور وصی انکے اس جگہ آئینگے اس سے نہو سکیگا کہ گستاخانہ یہاں سے گزر جائے اور
تمہاری بساط کو جلدی سے لیجائے اسواسطے یہاں کھڑی ہوگئی جب سلیمانؑ نے جبرئیلؑ سے
یہ باتیں سنیں تو بساط سے نیچے اوترے اور دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی اور حضرت خالق الخلائق
سے عفو خطا چاہی اور آمرزش طلب کی اور دعا کی کہ خداوندا مجھے شفاعت محمدؐ سے بے نصیب
نکرنا اس بعد سلیمانؑ نے میرے باپ جمہور شاہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے بیٹے کو اسجگہ
چھوڑوں تا اس چشمہ پر نیچے اس درخت کے رہے اور سلام میرا اور تیرا محمدؐ اور علیؑ کو پہنچا دے
جمہور شاہ نے کہا اے سلیمان ہزار جان میری فداے پیغمبر آخر الزماں مجھے قبول ہے پس میرے
باپ نے مجھے سینہ سے لگایا اور بہت نوازش کی اور پوچھا کہ اے فرزند تجھے منظور ہے کہ اس

سعادت کو فائز ہوئے نے کہا کہ یہ مجھے منظور ہے پس حضرت سلیمانؑ نے میری پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا کہ اے فیروز جب تو ملازمت رسول خدا سے مشرف ہو تو کہنا کہ سلیمانؑ پیغمبر نے تمکو سلام
عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ و اشہد ان علیاً
ولی اللہ پھر فیروز نے عرض کی کہ یا حضرت مجھے اب آپؐ رخصت دیں تا ایک پر مارنے میں کوہ
قاف پہنچوں اور اپنے باپ کے لشکر کو کہ مطیع حکم ہیں اپنے ہمراہ لا کر عنقائے فارس کو مع اقوام
کے روئے زمین سے مٹا دوں چار برس ہوئے میں اس شخص سے بنسبت آپ کے بے ادبی دیکھتا ہوں
اس سبب مجھے اس سے عداوت ہو گئی ہے آپؐ نے پوچھا کہ کیا بے ادبی کرتا ہے عرض کی کہ یہ بدبخت
چار برس ہوئے ایک جماعت ملاعین کے ساتھ اس چشمہ پر آ کر شراب پیا کرتا تھا اور ایک روز آپ کے ایلچی
کو ہجگہ بہزار ذلت و خواری قتل کیا اور آپ کے نامہ کو پھاڑ ڈالا یہ حال دیکھ کر میں آزردہ
ہوا اور درگاہ الٰہی میں استغاثہ کیا کہ خدایا مجھے اسقدر قوت دے کہ میں اس کافر کو چشمہ پر آنے
نہ دوں میں یہ دعا کر رہا تھا کہ برابر میرے ایک مرد سبز پوش نورانی عصائے سبز در دست پیدا
ہوا اور مجھے کہا کہ اے فیروز شاہ تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں مینے عرض کی نہیں کہا میں
خضر پیغمبر ہوں جو کچھ کہ میں پڑھتا ہوں تو بھی پڑھ تا خدا تعالیٰ تجھے بصورت اژدہا بنا دے
اور قوت عظیم عنایت فرمائے اور ایسا کرے کہ تیرے خوف سے کوئی کافر نہ آ سکے پس خضرؑ نے
بھی دعا کی اور مینے بھی انکے ساتھ دعا کی کہ میں بصورت اژدہے کے بنگیا پھر حضرت خضرؑ نے کہا
کہ چار برس کے بعد اب تو انکے وصال کو پہنچے گا میرا سلام بھی اُس جناب کو عرض کرنا اور کہنا
کہ خضرؑ نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بسبب محبت تمہاری کے اس مرتبہ پر اور سب سعادت
عظمے کو پہنچایا اور روز قیامت تک جو کوئی تمہارے دوستوں میں سے جنگلوں میں راہ بھولیگا اور در
ماندہ و عاجز ہوگا انکی یاری اور مدد کرونگا اور انکے مقصود تک اسکو پہنچا دونگا اور کسی وقت

شب و روز میں یاد خدا سے اور تمہاری یاد سے غافل نہیں ہوں میں پس یہ کلمات فرما کر وہ میری
آنکھوں سے غائب ہو گئے اور میں اس چار برس میں اس وضع کی صورت پر رہا ہوں اور ان کافروں
نے اس مدت میں کئی بار مجھ سے ارادہ حرب کا کیا اور لشکر جمع کر کے مجھ سے لڑنے کو آئے مگر اکثر یہ کافر
ہلاک ہوئے اور جب دیکھا کہ میرے حریف و مقابل اور برابر نہیں ہیں اور مجھ سے عہدہ برا نہیں
ہو سکے تو لاچار ہو کر اس چشمہ سے دل اٹھا لیا اور آنا چھوڑ دیا یہ سنکر جناب پیغمبرؐ نے فرمایا
کہ اے فیروز تیرا باپ جمہور شاہ ہے عرض کی کہ ہاں اور اب تک زندہ ہے اور حضرت سلیمانؑ نے
اسکے حق میں دعا کی تھی کہ تو دنیا سے نہ جائیگا جبتک کہ جناب محمدؐ اور علیؑ کی ملازمت میں
نہ پہنچیگا الحمد للہ کہ آپ کی ملازمت سے سرفراز ہوا اب حکم آپکا کیا ہے جناب رسالتمآب نے
فرمایا کہ اب تو اپنے ملک کو روانہ ہو اور خاطر جمع سے بیٹھ کہ خدا تعالے تجھ سے راضی ہے اور میں
کہ محمدؐ ہوں تجھ سے خوشنود ہوں اور تو اپنے دوستوں کو فراموش نکرنا فیروز نے عرض کی
کہ یا رسول اللہ ماں باپ میرے پہلے اس سے شرف اسلام کو پہنچے تھے آیا میں حلال زادہ ہوں
یا نہیں یہ سنکر حضرت جنابؐ نے فیروز کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا اے فیروز میں تجھے اپنے دوستوں
میں سے جانتا ہوں بواسطہ محبت کے کہ مجھ سے تو رکھتا ہے میں بغیر تیرے بہشت میں قدم نہ
رکھونگا اور ماں باپ تیرے ابھی تک باطل پر ہیں اب تو انکو میرے دین و ملت کیطرف راہ
دکھلا اور ہدایت کر اور وہ بھی تیری اطاعت کرینگے اور میرے دین کو قبول کرینگے اور تو حلال
زادہ ہے اور جو کوئی حرامزادہ اور بد اصل ہے وہ ہمارے دوستوں سے نہیں ہوتا فیروز ان باتوں
سے نہایت خوش ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت ہو کہ میں ان کفار سے جہاد
کروں اگر مارا جاؤں تو درجہ شہدا کو پہنچوں آپ نے فرمایا کہ رحمت خدا تجھ پر اے فیروز تو جا اور
اپنی قوم کو میرے دین کیطرف راہنمائی کر اور سعادت دوجہانی کو فائز ہو اور اپنی جگہ میں قرار

پکڑ اور خدا تعالے ہمارا معین اور مددگار ہے وہ ہماری مدد کریگا غرض فیروز نے ہاتھ مبارک
جناب رسول مقبول اور جناب امیر عرب کو بوسہ دیا اور رخصت ہو کر کوہ قاف کیطرف پرواز
کی پس شاہ ولایت نے دلدل کو میدان میں جولان کیا اور کہا کہ اے عنقا اب تو آ اور مسلمان ہو
اور وحدانیت خدا اور نبوت جناب رسول ہدیٰ کا اقرار کر عنقا نے یہ سنکر نیزہ دوش پر راست
کیا اور چالیس ۴۰ ہتھیار بدن پر لگائے اور گھوڑے کو مہمیز کر کے میدان میں آیا جوہیں نظر اسکی
شاہ ولایت پر پڑی تو بند بند اسکا لرزنے لگا اور بدن میں مارے خوف کے رعشہ پڑگیا
اور کہا کہ اے علی اگر دین محمد برحق ہے تو تو میدان سے چلا جا اور محمد کو میدان میں بھیج اس
جناب نے یہ سنکر میدان سے مراجعت کی اور جناب رسولخدا کی خدمتمیں حاضر ہو کر پیغام عنقا
کا عرض کیا پس جناب رسولخدا میدان میں تشریف لائے اور ایک نعرہ اللہ اکبر کا ایسا کیا کہ بند
بند عنقا کا مثل بید کانپنے لگا اور عرض کی اے رسولخدا اگر تم پیغمبر ہو تو مجھے خلق اور حلم کے
ساتھ بات کرو تا میں تمہارے دین میں آؤں اور جب تک کہ میں تمسے معجزہ نہ دیکھوں گا مسلمان
نہونگا فرمایا کہ کیا معجزہ تو چاہتا ہے اسنے کہا کہ یہ پتھر جو پڑا ہے یہ تمہارے حکم سے شگافتہ ہو جائے
اور ایک درخت اسمیں سے پیدا ہو کہ وہ درخت پانچ شاخ رکھتا ہو اور ہر شاخ میں میوہ جو
ہر رنگ کا جدا جدا پانچ طرحکا کہ بہی اور انجیر اور رطب اور سیب اور انار ہو پس جب تم یہ معجزہ ہمکو دکھلا
دوگے تو ہم تم پر ایمان لائیں گے اور اسلام کو قبول کر لینگے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ اے کافر تو
شرط کر خدا کے ساتھ کہ اگر یہ معجزہ دیکھیگا تو ساتھ اخلاص کے مسلمان ہو جاویگا غرض اسنے
شرط کی جناب رسولخدا نے دعا کی اور جناب امیر نے آمین کہی کہ ناگاہ اس سنگ سے ایک آواز
آئی اور وہ پتھر پھٹ گیا اور پانچ شاخیں پانچ طرح کے میوہ ہائے مذکور سے بھری ہوئی
نکلیں کہ ساٹھ ہزار مسلمانوں نے اور تیس ۳۰ ہزار کافروں نے اسکو دیکھا جناب رسولخدا نے عنقا

سے کہا کہ اب تو نے یہ معجزہ دیکھا اپنے اقرار کے موافق وحدانیت خدا کا اقرار کر اور اسلام لا عمرو
نے یہ سنکر عمود اپنا اٹھایا اور عامر سے کہا کہ اول میں کام محمد کا تمام کرتا ہوں اور پھر بعد اسکے
تجھے قتل کرونگا عامر نے کہا لعنت خدا تجھپر کہ تو نے ایسا معجزہ دیکھا اور پھر ایمان نہ لایا
اور خبردار ہو کہ اسی وقت تو ساتھ خاک تیرہ کے برابر ہوگا القصہ عنقا نے مرکب جناب رسول
مقبول کے دوڑایا اور آپ پر عمود کا حملہ کیا قدرت خدا سے ہاتھ اُس لعین کا خشک ہوگیا یہ
دیکھکر جناب امیر دلدل کو دوڑا کر عنقا کے پاس آئے اور اُس ملعون کی کمر میں ہاتھ ڈالکر زین
اسپ سے اٹھا کر سر سے بلند کیا اور پھر اسطرح زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے چور ہوگئے پھر عامر سے
کہا کہ اے عامر وفادار بیٹے تیرے باپ کو تیرے سپرد کیا اب تجھے اختیار ہے کہ جو چاہے اسکے
ساتھ کر عامر اپنے باپ کے سینہ پر چڑھ بیٹھا کہ اتنے میں یاسر عامر کا بھائی رسولخدا کی خدمت میں
آیا اور بُت کو گردن سے نکالکر توڑ ڈالا اور کلمہ زبان پر جاری کیا عامر نے اپنے باپ سے کہا کہ
اگر اب بھی تو اسلام لائے تو میں تجھے چھوڑ دوں اُسنے قبول نہ کیا عامر نے اُسکا سر بدن
سے جدا کر کے پھینکدیا یہ دیکھکر وہ تین ہزار آدمی لشکر کے بھی مسلمان ہوگئے عامر نے وزیر
کو مع اُسکے توابعین کے جو ایمان نہ لائے قتل کیا اور کلید خزانہ کو عامر و یاسر نے جناب رسولخدا
کی خدمت میں حاضر کیا اُس جناب نے سب مال خزانہ کو لشکر پر تقسیم کیا اور بادشاہی اُس جگہ کی
عامر کو دی عامر نے یاسر کو اپنی جگہ بٹھا کر معیت رسولخدا کی اختیار کی **معجزہ شصت و ششم**
مروی ہے کہ ایک وقت جناب امیر نے عزم صفین کا کیا اور اثنا راہ میں ایک صحرا میں اُترے اور
وہاں کہیں پانی نہ تھا مالک اشتر نے کہ سپہ سالار اُس جناب کے لشکر کا تھا عرض کی کہ یا
امیر المومنین اس صحرا میں پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالے ہمکو یہیں پانی عنایت کریگا
کہ وہ خوشتر ہوگا شہد سے اور نرم تر ہوگا مسکہ سے اور سرد تر ہوگا برف سے اور صاف تر ہوگا

[illegible]

یاقوت سے یہ فرما کر ایک جائے ہموار پر آنکر کھڑے ہوئے اور اُس زمین کو کھودنے کا حکم دیا
اُسجگہ ایک سنگ عظیم نمودار ہوا کہ حلقہ اُسپر سیم درخشاں کا لگا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ اِس پتھر کو
اُٹھاؤ سو آدمی نے ملکر زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے نہ ہلا اُس جنابنے یہ دیکھا دست دعا درگاہ خالق
ارض و سما میں اُٹھا کر کچھ دعا زبان مبارک پر جاری کی اور اُس پتھر کو اُٹھا کر چالیس گز دور پھینکدیا
اُسکے نیچے سے ویسا ہی پانی نکلا جیسا کہ آپنے وصف اُسکا کیا تھا سب نے اُس پانی کو پیا
اور چارپایونکو بھی پلایا اور پھر اُس پتھر کو اُسی جاہ پر رکھکر خاک اُسپر ڈالدی اور اُس مقام سے
کوچ کیا تھوڑی سی دور آگے جاکر آپنے فرمایا کہ آیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ پھر اُس چشمہ کو پہچانے
عرض کی کہ ہم سب اُسکو پہچانتے ہیں یہ سنکر آپنے عنان اسپ اُسطرف کو پھیری اور وہاں
آنکر سب نے اُس چشمہ کو ڈھونڈا کہیں اثر اُسکا نہ پایا غرض ڈھونڈتے ہوئے صومعہ راہب
تک پہنچے دیکھا کہ راہب اسقدر بڈھا ہے کہ پلکیں اُسکی آنکھوں پر آن پڑی ہیں اُنہوں نے پوچھا
کہ اے راہب آیا اب تیری پاس آب شیریں ہے کہ ایک شربت آب ہمارے صاحب کو دے اُسنے کہا کہ دو روز کی
پینے کا آب شیریں رکھ چھوڑا ہے مگر میں جب اُسکو لایا تھا تو وہ آب تلخ تھا اُنہوں نے سنکر کہا کہ اے راہب
پانی کو تو شیریں کہتا ہے اگر وہ پانی تو دیکھتا کہ جسکو ہمارے صاحب نے ہمکو پلایا ہے تو اُسکا
ذائقہ تجھے کبھی نہ بھولتا اور اُس چشمہ کا قصہ بیان کیا اُس راہبنے پوچھا کہ وہ پیغمبر ہے کہا نہیں
بلکہ وصی پیغمبر ہے وہ راہب صومعہ سے نیچے اوترا اور کہا مجھے اُنکی خدمتمیں لیچلو پس جب
وہ آپ کی خدمتمیں پہنچا اور اُس جنابنے اُسکو دیکھا تو فرمایا کہ تو شمعون راہب ہے عرض کی
اُسنے کہا ہاں میں شمعون ہوں یہ نام میرا میری ماں نے رکھا تھا اور سوائے خدائتعالے کے کوئی
اور اِس نام پر اطلاع نہیں رکھتا تمنے کہاں سے اُسکو جانا کہ میرا نام شمعون ہے پھر اُس چشمہ کا
حال اور نام اُسکا پوچھا فرمایا کہ نام اُس چشمہ کا زاہرما ہے اور بہشت سے ہے اور تین سو تیرہ وصی

نے اس سے پانی پیا ہے اور میں آخر اُنکا ہوں راہب نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہے اور میں نے
کتب انجیل وغیرہ میں ایسا ہی دیکھا ہے اب میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی خدا نہیں
اور محمد رسول اُسکا ہے اور تو وصی محمد کا ہے اور آپ کی رکاب سعادت انتساب کا ملازم رہا تا
اینکہ معرکہ جہاد صفین میں اول سب سے اُسنے جام شہادت کا پیا **معجزہ شصت و نہم** مروی
ہے کہ ایکروز ایک جماعت جناب کے پاس آئی اور عرض کیا کہ اکمدت سے خدا تعالے نے ہم
گنہگاروں پر مینہ نہیں برسایا اور اپنی رحمت سے ہمکو محروم رکھا ہے تم دعا کرو کہ ہم گنہگاروں پر
رحم کرے اور مینہ برسائے اُس جناب نے رخ نیاز بیچ درگاہ بے نیاز کے اُٹھا کر دعا کی اور
اشارہ آسمان کیطرف کیا اُسیوقت بقدرت خدا آسمان پر ابر پیدا ہوا اور اسقدر برسا کہ صحرا
کوفہ دریا ہو گیا پھر سب جمع ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ اے ولی خدا ہم سیراب ہو گئے اور
جسقدر ہم پانی چاہتے تھے وہ آگیا اگر زیادہ برسیگا تو مکانات گر پڑینگے اُس جناب نے پھر دعا کی کہ مینہ
موقوف ہو گیا اور خلایق شکر الٰہی بجا لائے **معجزہ ہفتادم** منقول ہے کہ جناب امام حسن عسکری
نے جناب امام حسین سے روایت کی ہے کہ صفا میں ایک شتر آیا اور جناب امیر سے عرض
کی کہ یا ولی اللہ چار برس سے میں ہر جگہ تسبیح اور تہلیل اور تحمید اور تکبیر خدا تعالے کرتا ہوں اور مشغول
عبادت ہوں حضرت امام حسین نے فرمایا کہ میرے پدر عالیقدر نے ارشاد کیا کہ اس مکانیں نہ کہانے
کو ہے نہ پینے کو اتنی مدت تو نے کیونکر زندگانی کی اُسنے عرض کی مجھے قسم ہے اُس خدا کی کہ جسنے
تیرے ابن عم کو حق مبعوث کیا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو تیرے شیعوں کو دعا کرتا ہوں سب
میں سیر ہو جاتا ہوں اور جب پیاسا ہوتا ہوں تو تیرے دشمنوں پر نفرین کرتا ہوں میری پیاس
رفع ہو جاتی ہے پھر اُس حیوان نے یہ دو بیت پڑھیں ۵ یا ایہا السائل عما دون النجم العلے
انما استخبرت عنہ و ہو شیخ امر جلی ﷺ خیر خلق اللہ من بعد النبیین علے ﷺ و بہ فاز الموالے بفضل الحوری

معجزہ ہفتاد و یکم مروی ہے کہ عبداللہ بن زید کہتا ہے کہ ایکبار میں حج کو گیا تھا وہ دو حج
و دیکھا کہ طواف کعبہ کرتے ہیں اور ایک وہ کہ سے موافق اپنے مدعا کے قسم کہاتی تھی اور کہتی تھی
و حق المنتخب للوصیہ و الحاکم بالسویہ و العادل فی القضیہ بعل فاطمۃ الزکیۃ الرضیۃ یعنے قسم ہے اس
حق کی کہ برگزیدہ کیا گیا ہے واسطے وصیت کے اور حاکم ہے ساتھ راستی کے اور عادل ہے
بیچ حکم اور قضیہ کے زوج ہے فاطمہ زکیہ مرضیہ کا راوی کہتا ہے کہ مینے اس سے پوچھا کہ یہ تم کس کی
تعریف کرتے ہو ممدوح تمہارا کون ہے انہوں نے کہا کہ امیر المومنین پیشوائے متقین قسیم النار
والجنۃ داخل کرنیوالا اپنے دوستوں کا بہشت عنبر سرشت میں سرور غالب علی ابن ابی طالب
مینے اس سے کہا کہ تونے اس جناب کو کہاں دیکھا ہے اور کیونکر پہچانتی ہے اسنے کہا کہ میں
اس جناب کو کیونکر نہ پہچانوں کہ میرے باپ نے صفین میں بیچ رکاب ظفر انتساب اس عالی
جناب کے شہادت پائی ہے اور بعد شہادت میرے باپ کے وہ جناب میرے گھر میں آئے اور میری
ماں سے پوچھا کہ کیونکر زمانہ تیرا گذرتا ہے ای مادر یتیماں میری ماں نے عرض کی کہ خیر سے
گذرتا ہے یا امیر المومنین اور میں اور یہ میری بہن صغیر سن تھی پس ہم انکی خدمت میں
گھر سے باہر گئے اور میری ایک آنکھ بسبب مرض چیچک کے جاتی رہی تھی اور نابینا ہو گئی تھی
جب مجھ پر اس جناب کی نظر پڑی تو ایک آہ دردناک کھینچی اور یہ دو بیت زبان پر جاری فرمائے
ما ان تاوهت من شیء اوذیت به کما تاوهت للاطفال فی الصغر قد مات والدهم من کان
یکفلهم فی النائبات و فی الاسفار و الحضر پھر دست مبارک اپنا میری آنکھ پر پھیرا اسیوقت
میری آنکھ روشن ہو گئی اب مجھے سب کچھ دکھائی دیتا ہے معجزہ ہفتاد و دوم عمران بن میثم
تمار روایت کرتا ہے کہ ایکروز میرے باپ نے مجھ سے کہا کہ اے میثم اگر معاویہ علیہ ما علیہ تجھے حکم دے کہ
تبرا کرو اس وقت تو کیا کریگا مینے عرض کی کہ میں ہرگز ایسا کام نہ کرونگا اور آپ کی محبت اور متابعت سے

دست بردار ہونگا فرمایا کہ واللہ اوسوقت معاویہ تیرے قتل کا حکم دیگا میں نے عرض کی کہ میں صبر
کرونگا اور اپنی جان دونگا مگر تمہاری محبت اور اعتقاد اور انقیاد سے نہ پھرونگا آپ نے فرمایا کہ میثم
اوسوقت تو ہمارے ساتھ جنت میں ہوگا عمران کہتا ہے کہ پھر میرے باپ نے مجھسے کہا کہ ایکروز فرمایا
مجھے تجھے طلب کریگا اور تو کہیگا کہ باپ میرا مکہ میں ہے اور معاویہ ایکجماعت کو سرہنگون سے
تیرے ساتھ قادسیہ میں مقیم کریگا اور جسوقت کہ میں مکے سے مراجعت کرونگا تو مجھے قید کر لینگے
اور اسکے پاس لیجائینگے یہ خبر میں نے امیرالمومنین سے سنی ہے غرض جب ایکمدت اسپر گذری تو باپ میرا
حج کو گیا اور انھیں ایام میں معاویہ نے ایک شخص کو میرے باپ کے بلانے کو بھیجا اور غلاموں نے
اسکے میرے گھر کو آنکر گھیر لیا اور میرے باپ کو بہت ڈھونڈا وہ کہیں نہ ملا آخر مجھکو پکڑ لیا اور کہا
کہ تیرا باپ کہاں ہے اسکو حاضر کر میں نے کہا حج کو گیا ہے اور مکے میں ہے معاویہ نے ایک جماعت
کو اپنے تابعین سے میرے ہمراہ قادسیہ کو بھیجا اور اسقدر قادسیہ میں توقف کیا کہ میرا باپ مکے سے
پھرا اور قادسیہ میں پہنچا اسکو پکڑ کر معاویہ کے پاس لے آئے معاویہ نے کہا کہ میثم اگر تو اپنی زندگی
چاہتا ہے تو ابوتراب کو برا کہہ اور اونسے تبرا کر میثم نے کہا کہ ہرگز میں اونسے تبرا نہ کرونگا اور نفرین
خدا اور رسول کی دشمنان ابوتراب پر سو جب معاویہ نے اسکو عمر بن حریث کے دروازے پر الٹا
لٹکا دیا کہ بعد چار سونکے اسکے ناک اور کانوں سے خون جاری ہوا اوسوقت میثم نے کہا کہ
مجھسے سوال کرو اور پوچھو تا میں تمکو خبر دوں مفسدوں اور قبائح بنی امیہ کی یہ خبر معاویہ کو پہنچی
اوسنے حکم دیا کہ میثم کے منہ میں لگام پہنا دو غرض ایسا ہی کیا کہ میثم تیسرے روز مرگیا اور پہلا
رحمت ایزدی کا نازل ہوا یہی شخص اہل اسلام سے کہ جسکو لگام پہنائے ہے وہ میثم تھا رحمۃ اللہ علیہ
معجزہ ہشتاد و دوم تفسیر جناب امام حسن عسکری میں مروی ہے کہ جناب مستطاب امیرالمومنین
صفین کو تشریف لیے جاتے تھے کہ اثنائے راہ میں ایک جگہ اترے اور چاہا کہ واسطے طہارت کے

طہارت کے تشریف لیجائیں کہ چند منافقین نے آپسمیں مشورہ کیا کہ اُس جناب کی عورتوں پر نظر کریں اور جو کچھ آپ سے جدا ہو اُسکو دیکھیں اُس جناب کو جب اُنکا یہ ارادہ معلوم ہوا تو صحرا میں دو درخت تھے کہ مابین اُن دونوں کے ایک فرسخ کی دوری تھی آپنے قنبر سے ارشاد کیا کہ اے قنبر ان دونوں درختوں کو آواز دے کہ وصی محمد مصطفےٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ تم آپسمیں نزدیک ہوجاؤ اور ملجاؤ قنبر نے اُنکو آواز دی وہ دونوں درخت آپسمیں نزدیک ہوگئے اور اسطرح ایکدوسرے کی طرف دوڑا جیسے دو دوست بعد مدت کے ایکدوسرے کو دیکھے اور اشتیاق میں آکر ایکدوسرے کی جانب دوڑے جناب امیرؑ نے چاہا کہ پیچھے اُن درختوں کے تشریف لیجائیں منافقوں نے کہا ہم اُس درخت کے گرد پھر کر اُنکو دیکھیں گے اُس جناب کو جب یہ ارادہ بھی اُنکا معلوم ہوا تو قنبر سے ارشاد کیا کہ مجھے ان درختوں سے چھپانیکی طرف کچھ حاجت نہیں ان درختوں سے کہو کہ اپنی اپنی جگہ چلے جائیں اور آپ صحرا میں بیٹھ گئے پس جب منافقین آپکی طرف مُنہ کرتے تھے دیکھنے کے واسطے تو آنکھیں اُنکی اندھی ہوجاتی تھیں اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا اور جب اُدھر سے مُنہ اور طرف کر لیتے تھے تو پھر دکھائی دینے لگتا تھا غرض جب تک وہ جناب طہارت سے فارغ ہوئے اُنکا یہی حال رہا **معجزہ ہفتاد و چہارم** منقول ہے کہ مابین جناب امیرؑ اور خالد ابن ولید کے ایک ماجرا گذرا ایکروز وہ جناب صحرا میں تشریف لیے جاتے تھے اور خالد بھی لشکر لیے کہیں جاتا تھا جناب امیرؑ کو دیکھکر خالد نے عمود آہنی کہ ہاتھ میں اُسکے تھا اُٹھا کر چاہا کہ آپکے فرق مبارک پر مارے آپنے وہ عمود اُسکے ہاتھ سے چھین کر اور مثل طوق کے موڑ کر اُسکی گردن میں ڈالدیا خالد پھر کر ابو بکر کے پاس آیا اور حال اپنا دکھایا لوگوں نے ہر چند چاہا کہ اُسکو گردن سے نکالیں نہ نکال سکے پھر آہنگروں نے ہر طرح کی تدبیر اُسکے نکالنے کی کی آنسے بھی نہ نکل سکا وہ بھی عاجز آئے اسواسطے کہ آگ میں اُسکو ڈال نہ سکتے تھے والا خالد ہلاک ہوتا غرض سب مضطر

ہو کر جناب امیر کی خدمت میں آئے اور بہت تضرع و زاری کی آپ نے دو انگلیاں اوسمیں ڈال کر اوس کو
کھول دیا اور اوسکی گردن اوسکو نکال دیا۔ **معجزہ ہفتاد و پنجم** عبد اللہ عنوی سے روایت ہے
کہ جنگ جمل میں میں بھی ساتھ جناب امیر المومنین کے بیٹھا تھا کہ ناگاہ ایک جماعت اوس جناب کے پاس آئی
اور کہا کہ یا حضرت لشکر مخالف سے تیر آتے ہیں اور ہم کو مجروح کرتے ہیں آپ ہم کو رخصت حرب کی
دیں آپ نے کچھ جواب نہ دیا کہ ایک جماعت ہراسان اور ترسان آئی اور عرض کی کہ یا امیر المومنین
دشمن بہت نزدیک آگئے ہیں اور ہمپر غلبہ کرنا چاہتے ہیں اور آپ ہمکو اجازت حرب کی نہیں دیتے
آپنے فرمایا کہ ابھی میں منتظر ہوں نزول افواج ملائکہ کا کہ رسول خدا نے مجھے اوس کی خبر دی ہے
پس جبتک کہ ملائکہ نازل نہونگے میں نہ جنگ کرونگا عبد اللہ کہ راوی اس حدیث کا ہے کہتا ہے
کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک ہوا چلی خوشبو تر عنبر سے اور ایک نسیم ظاہر ہوئی مانند مشک اذفر
کہ اوس ہوا نے باوجودیکہ ہم زرہ اور خود اور جامے پہنے تھے ہمکو معطر اور خوشبو و خوشحال کر دیا
پس جب علامات اور آثار ظاہر ہوئے تو وہ جناب اُٹھے اور زرہ بدن مبارک سے اوتار ڈالی اور
متوجہ حرب ہوئے راوی کہتا ہے کہ ہمنے اکثر معارک و محاربے و جنگ و جدال دیکھی تھی
مگر کسی حرب کو ایسا جلد فتح ہوتے نہیں دیکھا تھا جیسا کہ یہ لڑائی جلد فتح ہو گئی **معجزہ ہفتاد و ششم**
منقول ہو جناب امام حسین سے آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سورہ اذا زلزلت الارض زلزالہا
پڑھ رہا تھا جب میں وقال الانسان ما لہا یومئذ تحدث اخبارہا۔ پڑھا تو جناب امیر نے فرمایا کہ وہ
انسان کہ زمین سے سوال کرے اور زمین اوسکو خبریں اپنی دے وہ میں ہوں راوی کہتا ہو کہ جب
جناب امیر نے یہ بات فرمائی تو ابن الکوا کہ حاضر تھا کہا یا امیر المومنین مراد اس آیت سے
کیا ہو اور غرض رجال سے بیچ آیہ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم کے کیا ہو فرمایا
کہ ہم ہیں رجال اور ہم ہیں کہ پہچانینگے اپنے دوستوں اور انصار کو اونکے موہنوں سے اور ہم ہیں

بصائر الدرجات کشف الغمہ روضۃ الواعظین میں ہے

بصائر الدرجات کشف الغمہ روضۃ الواعظین میں ہے

صاحب اعراف کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ٹھہری ہونگے اور اپنے محبون کو بہشت مین اور
اپنے دشمنون کو دوزخ مین داخل کرینگے پس ہوا وہ شخص کہ جو ہمارا انکار کرے اور ہم اسکا
انکار کرین اور اس اثنا مین کہ آپ ابن الکوا سے کلام کرتے تھے چند مرتبہ اسکو تجاہل کرکے خطاب
فرمایا بیصے والے پر تو حالانکہ ابن الکوا دعوی تشیع کا کرتا تھا مگر اسکا کسیکو معلوم نتھا تا اینکہ روز
جنگ نہروان ابن الکوا خوارج نہروان کیجانب سے لڑنے کو جناب امیرؑ سے نکلا اور غازیان بیدار
کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا اوسوقت آپکے دیکھنے کہنے کا حال کھلا۔ **معجزہ ہفتاد و ہفتم**

منقول ہے عبداللہ ابن عباس سے کہ ایکبار پیش عمر بن خطاب دو عورتین جھگڑتی ہوئی آئین صورت
قضیہ یہہ تھی کہ ایک عورت کے بیٹا ہوا تھا اور ایک کے بیٹی اور شوہر دونون کا ایک تھا جس کے
بیٹی ہوئی تھی اوسنے اپنی بیٹی کو دوسرے کے بیٹے سے بدل لیا اور کہا کہ بیٹا میرا ہے اور بیٹی اسکی
ہے اور بیٹے والی کہتی تھی کہ یہہ جھوٹی ہے بیٹا میرا ہے اور بیٹی اسکی ہے خلیفہ صاحب کو اس کے
فیصلہ مین تردد واقع ہوا آخر یہہ قضیہ جناب امیرؑ کے پاس رجوع کیا گیا اور جناب نے ایک پیالہ
منگوایا اور ایک عورت سے کہا کہ تو اس پیالہ مین اپنا دودھ دوھ جب پیالہ دودھ سے بھر گیا
تو آپنے فرمایا کہ اسکو تولو پس اسکو تول کر پھینکدیا دوسری عورت سے کہا کہ اب تو اس پیالہ
مین اپنا دودھ دوھ اور اوسکو بھی تولا جب دونون کے وزن معلوم ہو گئے تو جناب امیرؑ نے
جسکا بیٹا تھا اوس سے کہا کہ تو اپنا بیٹا لیلے اور جسکی بیٹی تھی اس سے کہا کہ تو اپنی بیٹی لیلے عمر نے کہا
کہ یا ابوالحسنؑ آپنے یہہ حکم کیونکر کیا فرمایا کہ اے عمر آیا تو نہین جانتا کہ دیت عورت کی نصف دیت
مرد کی ہے اور گواہی عورت کی نصف گواہی مرد کی ہے اور میراث عورت کی نصف میراث مرد
کی ہے پس ایسی ہی شیر دختر کا وزن مین کمتر ہے شیر پسر سے یہہ سنکر عمر نے تبسم کیا اور کہا
کہ اے ابوالحسنؑ خدا مجھے زندہ نرکھے اس شہر مین کہ جسمین تم نہو **معجزہ ہفتاد و ہشتم**

منقول ہے کہ جناب خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ کے عہد میں ایک جوان تھا اولاد انصار سے کہ صورت حال اُسکے ساتھ زیور صلاح و سداد کے آراستہ اور ہمت بلند اُسکے خیال ہوا و ہوس نفسانی سے برخاستہ تھی اور ساتھ زبردستی قوت ایمان کے نفس کو زیر دست اپنا کر رکھا تھا زمانہ خلافت عمر بن الخطاب میں ایک سال اُس جوان نے ارادہ حج کا کیا جناب امیر المومنینؑ میر حاج سے اُنکی سعی کی اور فرمایا کہ اس جوان صالح کو عزت و اکرام سے رکھنا مگر خدا تعالےٰ نے اُس جوان کو جمال لائق اُسکے کمال کے اور صورت مناسب اوسکی سیرت کی عطا کی تھی ایک زن حبشیہ بھی اُس قافلہ میں تھی وہ اُس پر عاشق ہو گئی اور ایک مدت اُسکے وصال کے انتظار میں ساتھ تلخ کامی کے گزران کی ایک شب اوسکے پاس گئی اور پردہ اپنے راز سے کھولا اور حال اپنے تعشق کا بیان کیا اور ساتھ زبان لابہ و چاپلوسی کے درخواست اپنے حصول مطلب کی اُس سے کی اُس جوان صالح نے کہا اے ملعونہ دور ہو ورنہ ابھی قافلہ میں فریاد کرکے تجھے رسوا کرتا ہوں وہ عورت ناچار ہو کر پھر گئی پھر دوسری منزل میں پہنچکر وہی زمزمہ سرا ہوا اور پیچ و تاب مراد نفس امارہ کے دوبارہ افسونگری آغاز کی جوان نے پھر مثل روز اول انکار کیا تیسری منزل میں وہ عورت بدگہر اپنا ایک دینار سرخ اور ایک گردن بند اور دو انگوٹھیاں یاقوت سرخ کی کہ اُسپر اوسکے شوہر کا نام نقش تھا ایک صرہ میں کرکے اپنے ساتھ لائی اور جبکہ اُس عورت نے اُس جوان کو نماز میں مشغول پایا تو آہستہ آہستہ انگلیوں کے بل آنکر اُس تھیلی کو اُس جوان کے اسباب میں رکھ کر چلی گئی جب صبح ہوئی اور قافلہ کے کوچ کا وقت آیا تو وہ عورت فریاد و فغاں کرنے لگی اور سر پیٹنے لگی اور کہا کہ وہ میرا مال کہ جسپر دل میرا قوی تھا کسی نے چرا لیا کاروان سالار نے حکم دیا کہ سب کا اسباب دیکھا جائے غرض سب آدمیوں کا اسباب دیکھا گیا الا اسباب اُس جوان صالح کا بسبب کے سفارش اوسکی جناب امیرؑ نے کی تھی اور آثار صلاح و تقوی کے بھی اُسکی وجہ زیبا سے ظاہر تھے اور وہ اُس جوان کو اُسکے لوث و زدی سے پاک جانتے تھے

تھے شرم کے مارے اُسکے دیکھنے کیطرف جرات نہ کرسکتے تھے آخر میر حاج ناچار واسطے تسلی
خاطر اُس عورت کے اُس جوان کے پاس آیا اور کہا کہ اس عورت کا مال چوری گیا ہے اور اس
سبب سے اسباب اہل قافلہ کا دیکھا جاتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ابتدا تیری ہی اسباب سے کیجائے پس
جب اُس جوان کا اسباب دیکھا تو وہ صرہ اُسکے اسباب میں سے نکلا اُس عورت نے اُس صرہ کو دیکھتے
ہی کہا کہ یہی مال میرا ہے جب اُس عورت سے نشان پوچھے تو سب نشان اُسنے بتائے وہ مال
تو اُس عورت کو دیدیا اور قافلہ میں ایک شور وغل پڑگیا کہ چور وہی مرد صالح ہے اُسنے مال
چرایا ظاہر اُسکا خلاف باطن کے نکلا اور آخر اُس جوان کو خوب مارا پیٹا یہانتک کہ اُسکے مار ڈالنے
کا قصد کیا ایک شخص نے کہا کہ اسکو ابن عمر رسولخدا نے ہمارے سپرد کیا ہے اور اُسکی سفارش بھی کردی
ہے اسکا قتل مناسب نہیں ہے بلکہ بہتر ہے کہ اسکو قید کر رکھیں جب پھر کر مدینہ میں پہنچیں تو اسکو
جناب امیر کے حوالہ کریں اور حال اسکا اُس جناب سے بیان کریں تاکہ وہ جناب اسپر حد جاری کریں
غرض اُس جوان صالح کے ہاتھ اور پاؤں باندھکر اونٹ پر ڈالدیا اور جب مکہ میں پہنچے تو ایک پہاڑ
کی جڑ میں اسکو اسیطرح بندھا ہوا ڈالدیا اور سب آدمی قافلہ کے مناسک حج کے ادا کرنے کو چلے
گئے اور اُس جوان صالح کا بدن حرارت آفتاب سے مثل کباب تپتے پتھر پر چپک گیا اور شدت گرمی سے
پسینہ تا بکمر اسکا مانند ماہی کے پانی میں غرق ہوا اس حال میں پھر وہ عورت بے عصمت اسکے
پاس آئی اور کہا کہ اگر اب بھی میری حاجت تو بر لائے تو میں تجھے اس عذاب سے رہائی دلواؤں
جوان نے پھر انکار کیا وہ عورت مایوس ہوکر پھری اور اسکو ہانکے مکہ میں پھرنے لگی اتفاقاً غلام
سیاہ غیر سے دو چار ہوکر اُس سے مقاربت کی اور بعد مدت کے اثر حمل کا ظاہر ہوا قافلہ سالار
کے پاس سر پیٹتی آئی اور کہا کہ اس مرد جوان نے مجھسے زنا کیا ہے اور میں اس سے حاملہ ہو گئی
ہوں لوگوں نے سنکر کہا کہ اب تک تو نے اس امر کو کیوں نہ ظاہر کیا کہا شرم کے مارے اب

اوسکے حمل کا ظاہر ہوا اور کام ساتھ فضیحت کے ہلا لاچار اوسکا ظاہر کرنا ضرور ہوا تا تم میرے اس امر پر
گواہ ہو الغرض جمع کرکے اہل قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا اور جوان بیگناہ کو اسیطرح بندھا ہوا
اونٹ پر ڈالکر لیچلا جب بیت مدینہ کے پہنچا اور خبر قافلہ کے آنیکی شہر مین منتشر ہوئی تو جناب امیر اوس
جوان کے استقبال کو شہر کے باہر تشریف لائے اور پیش رو کاروان سے احوال اوسکا پوچھا اوس میر قافلہ
نے کہا کہ یا امیر المومنین اوسکو صالح نفرماؤ کہ وہ چور ہے اور زانی اور یہہ جو اونٹ پر بندھا
آتا ہے یہہ سنکر جناب امیر اوس جوان کے شتر پاس تشریف لائے دیکھا کہ وہ جوان صالح مقید بند
ہوا اونٹ پر پڑا ہوا ہے آپنے مہار اوس شتر کی پکڑ لی اور اوسکو مسجد کے دروازہ تک لائے اور
دروازہ پر مسجد کے اونٹ کو بٹھلا کر اوس جوان کو اوتارا اور مسجد مین لائے اور حسنین سے فرمایا کہ تم
سقیفہ بنی نجار مین جاؤ وہان ایک گھر ہے عظیم الشان اوس دروازہ کی زنجیر کو ہلاؤ اندر سے
ایک عورت صاحب جمال باہر آئیگی اور تم سے کہیگی کہ مرحبا بکما یا سبطا رسول اللہ۔ تم اوس سے کہنا کہ
قاضی بیٹھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ حکم کرے درمیان تیرے اور درمیان تیرے دشمن کے وہ پوچھے
گی کہ قاضی کون ہے کہنا کہ میرا باپ علی ابن ابیطالب غرض حسنین وہان تشریف لیگئے اور
اوس عورت سے جو کچھ امیر نے فرمایا تھا کہا اوس عورت نے یہہ سنکر کہا وہ اچھا اور حسنین کے ساتھ
بیچ خدمت امام عادل ممیز حق و باطل کے حاضر ہوئی اوس جناب نے اوس عورت سے پوچھا کہ تو
اوس جوان صالح کے حق مین کیا کہتی ہے اوسنے کہا کہ یا امیر المومنین کیا کہون مین اس شخص کے
حق مین کہ جسنے میرا مال چرایا اور مجھسے زنا کیا اور مین اوس سے حاملہ ہوئی اور سب اہل قافلہ
میرے اوس دعوے کے گواہ ہین جناب امیر نے سلمان سے کہا کہ تم خانہ رسول مقبول مین جاؤ
اور فلان جگہ ایک چوبدستی اور ایک مٹھی نمک رکھا ہے اوسکو لاؤ جب سلمان اوسکو لیکر آئے تو جناب امیر نے
اوس عورت کو پیٹھ کے بل لٹایا اور ایک مٹھی اوس پر ڈالدی اور اوس چوبدستی کو اوس عورت کے

پہلو پر رکھا اور فرمایا کہ اے جنین بنام خدا و برکت رسول کے سلام ہو مجھ پر اسیوقت بحکم نطق
آفرین نے زبان اُس جنین کی بیچ شکم مادر کے کھولی اسنے کہا کہ السلام علیک یا ابن عم رسول اللہ
آپنے اوسکے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ علیک السلام یا عبد اللہ تو بتا کہ باپ تیرا کون ہی
آزاد ہی یا بندہ سیاہ ہی یا سفید تو حلال سے وجود میں آیا ہی یا حرام سے اوس لڑکے نے کہا کہ
گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خداتعالیٰ کے کوئی دوسرا خدا نہیں اور محمد ابن عم تیرا رسول خدا کا ہی اور
اور میں بندہ خدا کا ہوں باپ میرا غلام سیاہ ہی غلامان مغیرہ سے اور مجھ میں اور اوس میں احکم الحاکمین
حاکم ہی کہ اوسنے میرے نطفہ کو حرام سے دور الا انہ حلال سے آپنے پوچھا کہ تیری ماں کی شہوت سے
ایسا ہوا ہے یا تیرے باپ کی شہوت سے اوس لڑکے نے کہا کہ دونوں کی خواہش سے یہ سنکر سب
آدمیوں نے فریاد و بلند کی اور درود رسول خدا پر بھیجا اور کہا کہ ہم استغفار کرتے ہیں خدایتعالیٰ
سے اوس خطا کی جو ہم سے صادر ہوئی اور اوس گمان سے جو اس بیگناہ کی طرف کیا اسوقت جناب
امیر نے اوس تہ سربستہ کی مہر کو توڑا اوسمیں ایک آلت خشک مع دو خصیہ کے نکلا حضار نے
حقیقت اوسکی پوچھی فرمایا کہ یہ آلت اُس جوان کا ہی ایک روز یوم جمعہ جناب رسول خدا منبر پر خطبہ
پڑھتے تھے کہ الزانیۃ لا ینکحہا الا زان ۔ کو تلاوت کیا پس یہ سنکر یہ جوان اپنے گھر آیا اور آلت
کاٹ ڈالا جبرئیل امین نے جناب خاتم النبیین کو اس واقعے سے خبر دی آپ اس جوان کے پاس تشریف
لیگئے دیکھا کہ آلت کٹا ہوا ہی اور خون اوس سے بہا ہی آپنے پوچھا کہ اے جوان یہ حرکت تو نے
کیوں کی عرض کی اوسنے کہ جب میں نے آیہ زنا سنا تو آتش دوزخ سے ڈرا اور اپنے آلہ کو قطع کیا آنحضرت
جناب نے دست مبارک اوسکے زخم پر پھیرا آپکے ہاتھ کی برکت سے وہ زخم فوراً اچھا ہو گیا اور اس
آلت کو حقہ میں رکھکر فرمایا کہ یا علی عنقریب اس جوان کو بعد میری وفات کے زنا کے ساتھ
متہم کرینگے پس ایسا کیجیو اور جو کچھ کہ اس حقہ میں ہے سب آدمیوں کو دکھلائیو تا بیگناہی اسکی

سب پر ثابت ہو پس عمر نے کہا کہ اس عورت کو سنگسار کرو کہ اسنے زنا کیا ہے جناب امیرؑ نے اسکو
حکم سے منع کیا اور فرمایا کہ اسوقت اسکو رجم نکرنا چاہیئے اسواسطے کہ وہ حاملہ ہے اور سنگساری کے باعث
ہلاکت اس طفل بیگناہ کی بھی ہوگی پس تو اسے زمانہ وضع حمل تک چھوڑ دے پس جب وہ عورت
جنی اور دودھ پلانے سے فارغ ہوئی تو پھر اسکو سنگسار کیا **معجزہ ہفتاد و نہم** منقول ہے کہ
جب لشکر ظفر پیکر جناب امیرؑ کو صفین میں طول ہوا تو اصحاب نے اُس جناب سے کمی زاد و راحلہ و علف
دواب کی شکایت کی اور کہا کہ ہمارے پاس ایک مٹھی کا کھانا باقی نہیں رہا اور اسپ و شتر بھی بغیر
دانہ و کاہ کے کھڑے ہیں اور سب لشکر گھبرا رہا ہے اور مضطرب ہے یہ سُنکر وہ جناب روز دوم
بعد نماز صبح ایک بلند ٹیلہ پر تشریف لائے اور دست نیاز درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کے واسطے
بلند کیے ہنوز وہ جناب عالم کے اپنی منزل تک پہنچے نہ تھے کہ ایک قافلہ پہنچا اور جو کچھ کہ
احتیاج لشکر کا تھا شل آرد و برنج و گوشت و خرما اور جامہائے دوختہ وغیرہ اور گھانس اور دانہ
سب اسکے ہمراہ تھا پس اُن سب اشیا کو لشکر پر تقسیم کر کے چلا گیا اور نہ معلوم ہوا کہ وہ قافلہ کہاں سے
آیا تھا اور کدھر کو گیا **معجزہ ہشتادم** منقول ہے کہ ایک روز عمر بن الخطاب مسجد میں
واسطے نماز صبح کے آئے اور سب لوگوں کو جو مسجد میں سوتے تھے بیدار کیا اور جب اندر مسجد کے
آئے تو دیکھا کہ ایک شخص سفید چادر اوڑھے سوتا ہے عمر نے اسکو کئی آوازیں دیں وہ نہ جاگا پھر قریب
آکر اسکو جھنجوڑا پھر بھی اُسنے حرکت نکی ناچار خلیفہ صاحب نے اُسپر سے چادر کو گھسیٹا دیکھا کہ
ایک مرد جوان ہے ریش منڈائے دست و پا میں حنا لگائے عورتوں کا بھیس بنائے سر کٹا
بیجان پڑا ہے یہ حیران ہوئے کہ اسکو کسنے قتل کیا ہے اور کس جرم پر قتل کیا قاتل اسکا کون ہے
یہاں اسکو کون ڈال گیا ہے غرض جب اسکا حال کچھ معلوم نہوا تو جناب امیرؑ کو بلا کر سارا
حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے عمر اسکا حال بعد نو مہینے کے کھلیگا اب اسکی تجہیز و تدفین کرو

غرض بعد نو مہینے کے جو ایک شب خلیفہ صاحب تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد میں ایک لڑکا اُسی
شب کا پیدا ہوا پڑا رو رہا ہے خلیفہ صاحب کو اس مرتبہ اور بھی زیادہ تعجب ہوا غرض جناب
امیرؑ کو پھر بلوایا حال عرض کیا آپنے فرمایا کہ اب جلد اُس مقتول کا حال اس طفل سے منکشف ہوگا
بالفعل ایک دایہ تلاش کرکے اس لڑکے کو اُسکے سپرد کرو کہ وہ دودھ اسکو پلائے اور بیت المال سے
اُسکا درماہہ مقرر کرو غرض ایک عورت کو قبیلہ انصار سے ڈھونڈھکر لائے اور اُس عورت کو وہ لڑکا
سپرد کیا اور دو درہم بیت المال سے اُسکے واسطے مقرر کیے وہ عورت اُس لڑکے کو لیکر اپنے گھر چلی
گئی اور ولادت اُس لڑکے کی ماہ محرم میں ہوئی تھی پس جبکہ شب عید فطر ہوئی تو جناب امیرؑ
نے اس دایہ کو بلاکر ارشاد کیا کہ صبح اس لڑکے کو پوشاک اچھی پہناکر اور آراستہ کرکے عیدگاہ میں
لیجا راہ میں جو عورت اُس لڑکے کو تجھسے لیکر پیار کرے اور کہے کہ اے پسر زن مظلومہ مرد ظالم
اُسکو تو پکڑ لینا اور نہ چھوڑنا جب تک کہ میرے پاس اُسکو نہ لے آئے عرض کی اُس عورت نے کہ
ایسا ہی کرونگی غرض صبحکو وہ دایہ اُس لڑکے کو نہلا دھلا کر اور اچھی پوشاک پہناکر بنا سنوار کر
عیدگاہ کو لیچلی جب بازار میں پہنچی تو کسی نے پیچھے سے آواز دی کہ اے عورت ذرا ٹھہرجا اُسنے
مُڑکر پیچھے دیکھا کہ ایک عورت برقع پوش چلی آتی ہے جب قریب آئی تو اُس لڑکے کو اُسکی گود سے
لیکر بہت پیار کیا اور روئی اُس دایہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ
مسجد نبی میں مع سب اصحاب بیٹھے ہیں اور تجھے بلاتے ہیں یہ سنکر اُس عورت کا رنگ زرد ہوگیا
اور اُس سے کہا کہ اگر میں حضرت کے پاس جاؤنگی تو کمال میری پردہ دری اور رسوائی ہوگی خدا
تو مجھے چھوڑ دے اور اسقدر مال و اسباب مجھسے لیلے وہ عورت طمع میں آگئی اور کچھ مال لیکر
اُسکو چھوڑ دیا اور حضرت کے پاس آئی مگر خوف سے رنگ زرد تھا حضرت نے اُسکو دیکھکر
کہا کہ تو اُسکے فریب میں اور مال کی لالچ میں آگئی خیر اب کے تو قصور تیرا معاف کیا اگر آئندہ ایسا

کرگئی تو اپنے کیے کی سزا پائیگی اور بادشاہ کو پہنچیگی الغرض جب عید ضحےٰ قریب آئی تو
حضرت نے اسکو بلوا کر کچھ درہم و دینار دئیے اور فرمایا کہ اسکے کپڑے لڑکے کیواسطے بنوا اور اسکو
پہنا کر عیدگاہ کو لیجا اور اگر اسکے تئیں تو اسکو چھوڑ دیگی اور میرے پاس نہ لائیگی تو بہت پچھتائیگی
پس جب دن عید کا ہوا اور اس عورت سے اسکی ملاقات ہوئی تو اُسنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور بہت
اُسنے منت و سماجت کی اور لالچ بھی دیا مگر وہ مارے خوف کے اسکو لے آئی اوسوقت وہ جناب
مسجد میں مجمع کثیر میں بیٹھے تھے حضرت نے اُس عورت سے ارشاد کیا کہ آیا تیرا قصہ میں بیان کروں
یا تو ہی بیان کرتی ہو اُسنے عرض کی کہ یا حضرت آپ پر تو سب حال منکشف ہے مگر میں ہی اپنا
حال عرض کرتی ہوں یا حضرت میں زنان انصار میں سے ہوں اور محلہ انصار میں رہتی ہوں اور
تنہا اکیلی گھر میں رہتی ہوں کوئی یگانہ میرا نہیں ہے جب گھبراتی ہوں تنہائی سے تو یا کسی ہمسایے
کے پاس جا بیٹھتی ہوں یا کوئی میرے پاس چلی آتی ہے یا میں اپنے دروازے میں نکل بیٹھتی
ہوں غرض ایکروز میں اپنی دروازے میں بیٹھی تھی کہ مینے دیکھا ایک پیرزال عصا ٹیکتی تسبیح
ہاتھ میں گھماتی ہوئی بصورت عابدہ چلی آتی ہے اور وہ آنکر میرے پاس بیٹھ گئی بعد تھوڑی دیر
کے مجھے دیکھکر رونے لگی مینے باعث رونے کا پوچھا تو اُسنے کہا کہ میری ایک بیٹی کہ تیری ہی
سن و سال اور تیری ہی سی شکل و شمائل کی تھی قضاء الٰہی سے وہ مر گئی تجھے دیکھکر وہ مجھے یاد آگئی
اسواسطے میں رونے لگی اور بسبب اسکے ہمشکل ہونیکے تیری محبت بھی میرے دلمیں آگئی ہے
اگر تو کہے تو چند روز کی عمر تیرے ہی پاس بسر کروں اور تو بھی تنہا ہے جوان عورت کو
تنہا رہنا اچھا نہیں ہے میں یہ سنکر میں کمال خوش ہوئی اور اس سے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے کہ تو
میری ماں بنکر میرے پاس رہے غرض میں اسکو گھر میں لائی اُسنے کہا کہ مجھے ایک گوشہ تنہا
مکان میں دو میں عبادت خدا کیا کروں مینے اوسکو واسطے ایک جگہ میں فرش کر کے سجادہ بچھا دیا

اور پانی وضو کو اُسکے پاس رکھدیا وہ عبادت میں مشغول ہوئی میں اُسکے واسطے کھانا نکالکر
لائی اُسنے دیکھکر رو دیا اور کہا کہ مجھے اسقدر حساب دینے کی کہاں تاب طاقت ہے کہ دو وقت
کھاکر حساب خدا کو دوں دن کو روزہ رکھتی ہوں شب کو کھاتی ہوں غرض جب وقت افطار
کا آیا تو میں اُسکے واسطے شربت لیگئی اُسنے افطار کیا پھر کھانا لائی چند لقمے کھاکر ہاتھ کھینچا
اور کہا کہ بس زیادہ طاقت مجھے حساب دینے کی نہیں ہے غرض میں اوسکو عابدہ سمجھکر شب و
روز اُسکی خدمت کیا کرتی تھی اور باعث اُسی برکت کا سمجھتی تھی بعد چند روز کے اُسنے کہا کہ میری
ایک اور چھوٹی بیٹی ہے کئی روز سے اُسے نہیں دیکھا اگر تو اجازت دے تو میں اوسے دیکھ آؤں
غرض وہ اجازت لیکر گئی اور بعد تھوڑی دیر کے آئی اور کہا کہ میں ایک جگہ شادی میں حسب
الطلب جاتی ہوں مگر تجھے تنہا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اگر تو کہے تو میں اپنی بیٹی کو تیرے پاس
چھوڑ جاؤں مگر وہ مجھسے بھی زیادہ عابدہ ہے کسی کی بات تک بھی نہیں کرتی اگر تو کسی ہمسائی
کو اپنے گھر میں آنے نہ دے تو میں اوسے بلالاؤں میں نے خوش ہوکر اُس سے کہا کہ اے اماں وہ میری بہن ہے
میں بھی اُسکی مشتاق ہوں تو اُسکو بلالا اور میں کسیکو نہیں آنے دینے کی غرض وہ گئی اور اپنے
ساتھ ایک برقع پوش کو لے آئی اور دروازے میں سے مجھے کہا کہ یہ میری بیٹی آئی ہے تو اسکو گھر میں
لیلے اور دروازے کی کنڈی لگادے اور یہ کہکر وہ باہر سے باہر ہی چلی گئی میں مشتاق ہوکر
دوڑی اور اُسکو کنڈی دیکر اندر لے آئی غرض وہ انکر اُسی طرح بیٹھ گئی اب میں ہر چند اُس سے
بات کرتی ہوں اور کہتی ہوں کہ تم منہ کو کھولدو یہاں سوا میرے اور کوئی نہیں ہے وہ کچھ بولتی
نہیں میں نے لاچار ہوکر برقع اُسکے منہ سے ہٹایا پایا دیکھتی ہوں کہ ایک جوان فربہ دست و پا
رنگین یعنی ہاتھ پاؤں میں مہندی لگی ہوئی ہے یہ دیکھکر رنگ میرا زرد ہوگیا تھر تھر کانپنے لگی اور خوف
حیا اور رسوائی کے پیچ چیخ مار سکی کہ لوگ متہم کرینگے اور نہ بھاگ سکی کہ اتنے میں وہ شخص برقع

پھینک کر مجھسے چمٹ گیا اور فعل شنیع کا مرتکب ہوا اور بعد فارغ ہونیکے نشہ مستی میں لڑکھڑاتا ہوا
چلا اور دروازہ میں جا کر گر پڑا میں نے اسکی کمر میں ایک چھری دیکھی تھی دوڑ کر میں نے چھری اسکی کمر سے
نکال کر اسکو قتل کیا اور چادر میں لپیٹ کر مسجد میں ڈال گئی تا میں سمجھی کہ بچوں اور امام وقت اسکی جسطرح
پر چاہے تجہیز و تکفین کرے اور اتفاقاً اوسی روز میں اُس ہی بار سے حاملہ ہو گئی اور اپنے حمل کو شرم کے مارے چھپا
رکھا اور بعد نو مہینے کے یہ بچا اوسکا جنی اور اسکو بھی اس ہی خوف سے یہاں ڈالدیا تھا کہ کوئی
اسکی پرورش کریگا غرض یا حضرت یہ میرا قصہ ہے حضرت نے سنکر سب کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا
کہ جو میں نے وعدہ کیا تھا آج اُسکا تم سب پر انکشاف ہو گیا عمر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولخدا
نے فرمایا ہے کہ میں شہر علم کا ہوں اور علی دروازہ اسکا ہے آپ اسکے واسطے حکم کریں کہ سوائے آپ
کے اور کوئی حکم کرنیوالا نہیں ہے اُس جناب نے فرمایا کہ دیت اُس کشتہ کی کسی پر نہیں کیونکہ اوسنے
بجبر حرام کیا پس اس عورت پر حد نہیں اسواسطے کہ اُس مرد نے اسکے گھر میں گھسکر اس سے حرام
کیا پس اس عورت نے قدرت پا کر بدلا اپنا اُس سے لیا غرض اُس ہی جناب نے اُس عورت کو آزاد کیا
اور وہ لڑکا اُسکو دیدیا اور فرمایا کہ اسکا نام مظلوم رکھ اور اُس عورت سے کہا کہ تو اس پیر زال کو ڈھونڈھ
کر لا تا کہ اسپر حد جاری کروں غرض وہ عورت گھر میں آئی اور وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور
دعا کی کہ اُس پیر زال کو مجھسے ملا دے اور بعد نماز کے گھر سے باہر آئی ناگاہ اُس پیر زن سے دوچار
ہوئی اُسکو پکڑ کر مسجد رسولخدا میں لائی جناب امیر نے جو اُسے دیکھا تو کہا کہ اے دشمن خدا تو نے
نجانا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں علم میرا علم رسولخدا کا ہے سچ کہہ جو کچھ کہ میں تجھسے پوچھوں بتا کہ
تو اس مرد کو اُس عورت کے گھر میں لیگئی تھی اُسنے کہا کہ میں اس عورت کو نہیں جانتی کہ یہ کون
ہے اور نہ میں ایسے کاموں کو روا رکھتی ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچ کہتی ہے تو قبر رسولخدا پر ہاتھ
رکھکر قسم کہا کہ میں اُس عورت کو نہیں جانتی اور یہ کام مجھسے نہیں ہوا اُس عورت نے حضرت

کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھکر قسم کہائی فوراً منہ اسکا سیاہ ہوگیا جناب امیرؑ نے آئینہ اسکو دکھلا کر
آگاہ کیا لوگوں نے دیکھکر آواز تکبیر کی بلند کی اور درود شریف جناب پر بھیجا پس وہ عورت اپنا
منہ دیکھکر رونے لگی اور کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں کہ پھر ایسا کام نکرونگی جناب امیرؑ نے کہا کہ
خدایا تو عالم ہے ضمائر اور اسرار پر اگر یہ عورت سچ کہتی ہے اور توبہ نصوح کرتی ہے کہ پھر توبہ کو
نہ توڑیگی تو اسکے منہ کی سیاہی کو دور کر غرض اسکے منہ کی سیاہی دور ہوئی جناب امیرؑ نے
فرمایا کہ اے ملعونہ یہ توبہ تیری کیسی تھی خدا تجھے نہ بخشے پھر عمر سے کہا کہ اصحاب سے کہو کہ ایک
گڑھا کھودیں اور اس پیرزال کو اسمیں سنگسار کریں یہانتک کہ مرجاوے کہ یہ پیرزال سبب اس جوان
کے قتل کا ہوئی اور باعث پردہ دری اس عورت کا اور قرار پکڑنے نطفہ حرام کا رحم میں غرض
ایسا ہی کیا اور وہ لڑکا اس عورت کو دیدیا اور وہ زندہ رہا اور جوان ہوا اور جنگ صفین میں
روبرو جناب امیرؑ کے شہید ہوا والسلام من اتبع الہدی **خاتمہ** بیچ بیان حال شہادت جناب
وصی مطلق علی ابن ابی طالب کے اور اسمیں کئی فصلیں ہیں **فصل اولی** بیچ بیان ان اخبار
صحیحہ کے ہے کہ جنمیں جناب رسولخداؐ نے آپکی شہادت کی خبر دی ہے اور جنمیں کہ خود اس
جناب نے اپنی شہادت کی خبر دی ہے منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اے
علی شقی ترین اشقیا و بدترین پے کنندہ ناقہ صالح اور بدبخت ترین آخرین وہ ہے کہ جو خضاب
کریگا اس ریش کو اس سر کے خون سے اور بھی ابن بابویہ اور سید ابن طاؤس وغیرہ نے بسند
معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جناب رسالتمآب نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں ایک خطبہ
فضیلت ماہ مبارک رمضان میں ادا فرمایا پس جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو میں کھڑا ہوا اور
عرض کی کہ اے رسولخدا بہترین اعمال اس مہینے میں کونسا عمل ہے فرمایا کہ پرہیزگاری محرمات
الٰہی سے بعد اسکے قطرات اشک دیدہ حق بین سے چھلکنے لگی پھر عرض کی کہ اے رسول مقبول

آپ کے رونے کا اسوقت کیا سبب ہے فرمایا کہ اے علی میں روتا ہوں اوس چیز پر کہ جو تجھپر اس
مہینے میں واقع ہوگی گویا میں دیکھتا ہوں کہ تو مشغول ہے نماز میں اپنے پروردگار کے آگے ناگاہ
بدبخت ترین اولین و آخرین و بدترین پے کنندہ ناقہ صالح ماریگا ایک ضربت تیرے سر پر کہ داڑھی
تیری تیرے سر کے خون سے رنگین ہوجائیگی عرض کی کہ اے رسول خدا آیا وہ ساتھ سلامتی دین کے
ہوگی فرمایا کہاں دین تیرا سلامت ہوگا پھر فرمایا کہ اے علی جو تجھے قتل کریگا اُسنے مجھے قتل کیا
ہوگا اور جو تجھے دشمن رکھیگا وہ مجھے دشمن رکھیگا اور جو تجھے ناسزا کہیگا اُسنے مجھے ناسزا کہا
ہوگا اسواسطے کہ تو بمنزلہ جان میری کے ہے اور روح تیری روح میری ہے اور طینت تیری
طینت میری ہے بدرستیکہ خدا تعالے نے مجھے اور تجھے باہم پیدا کیا ہے اور مجھے اور تجھے
سارے خلق سے برگزیدہ کیا ہے اور مجھے واسطے پیغمبری کے اور تجھے واسطے امامت کے اختیار
کیا ہے پس جو شخص کہ انکار کریگا تیری امامت کا ایسا ہے کہ گویا اُسنے انکار کیا میری پیغمبری کا
اے علی تو وصی میرا ہے اور باپ میرے فرزندوں کا ہے اور شوہر ہے میری دختر کا اور خلیفہ
میرا ہے میری امت میں میری حال حیات میں اور میرے بعد ممات کے امر تیرا امر میرا ہے نہی تیری
نہی میری ہے اور میں قسم کہا کر کہتا ہوں اُس خدا کی کہ جسنے مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے اور مجھے
بہترین خلائق کا کیا ہے کہ تو حجت خدا ہے اوپر جمیع خلائق کے اور امین خدا ہے اوپر اسرار علوم
الٰہی کے اور خلیفہ خدا ہے اُسکے بندوں پر اور بھی روایت کی ہے کہ جب حضرت
امیر المومنین کے فرق مبارک پر عمرو بن عبدود نے بیش ازانکہ وہ جناب اُسکو قتل کریں ضربت
ماری کہ سر مبارک آپکا شگافتہ ہوگیا اور پھر اُس جناب نے اُس ملعون کو واصل جہنم کیا اور رسول خدا
کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جناب رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے آپکے سر کے زخم کو باندھا اور دہان معجز
نشان سے اپنے اُسکو پھونکا کہ اُسیوقت وہ اچھا ہوگیا پھر آپنے فرمایا کہ آہ میں کہاں ہونگا

اُسوقت کہ اس ریش کو تیری اس سر کے خون سے رنگین کرینگے اور بھی جلاء العیون میں
مسطور ہے کہ ایکروز رسولخدا نے فرمایا کہ اے علی خداتعالےٰ نے ہماری محبت کو آسمانوں پر اور
زمین پر عرض کیا پس سب سے پہلے آسمان ہفتم نے اسکی اجابت کی خداتعالےٰ نے اسکو عرش و
کرسی کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان چہارم نے اجابت کی اسکو بیت المعمور کے ساتھ زینت دی بعد اُسکے آسمان اول نے
اجابت کی اسکو ستاروں کے ساتھ زینت دی پھر زمین مکہ نے اجابت کی اسکو خانہ کعبہ کے ساتھ زینت دی پس اسکے بعد زمین
شام نے اجابت کی اسکو بیت المقدس کے ساتھ زینت دی پھر اسکے بعد زمین مدینہ نے اجابت کی اسکو
میری قبر کے ساتھ زینت دی بعد اسکے زمین کوفہ نے اجابت کی اسکو تیری قبر کے ساتھ زینت
دی جناب امیر نے عرض کی یا رسولخدا میں کوفہ میں مدفون ہونگا فرمایا کہ ہاں اے علی تو قریب
ہوگا اور کوفہ کے باہر مدفون ہوگا ابین غریین کے تلون سفیدیں اور تجھے قتل کریگا بدبخت
ترین امت عبدالرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ والعذاب پس قسم ہے اُس خدا کی جس نے
مجھے پیغمبری پر بھیجا ہے کہ گناہ ابن ملجم کا خدا کے نزدیک پے کنندہ ناقہ صالح سے زیادہ ہے اور
عراق سے ایک لاکھ شمشیر تیری یاری کرینگے اور بھی اسی کتاب میں ہے کہ ایکروز جناب
امیر سجدے میں گئے ناگاہ آواز گریہ آپکی سجدے میں بلند ہوئی اور جب سر سجدے سے اٹھایا
تو اصحاب نے عرض کی کہ اے امیر المومنین تمہاری گریہ زاری نے ہمیں اندوہناک کیا اور ہمارے
دلوں کو درد میں لایا ہے کبھی اسطرح کا گریہ آپ سے نہیں سنا اور نہیں دیکھا آج کیا باعث
ہوا اسقدر رونے کا آپ نے فرمایا کہ اسوقت میں سجدہ میں دعائے خیرات کو پڑھتا تھا کہ نیند
آگئی میں سو گیا خواب ہولناک کہ یکبارگی دیکھا کہ جناب رسولخدا میرے پاس کھڑے ہیں اور فرماتے
ہیں کہنے ابو الحسن غیبت نے تیری مجھے طول کھینچا اور تیری جدائی کو زمانہ بہت گزرا اب میں
تیری ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ ہوا ہے اور جو کچھ خداتعالےٰ نے مجھے تیرے باب میں

باب میں وعدہ کیا تھا اُن سب کے ساتھ وفا کی اور نے سب عدو نکو پورا کیا میں نے پوچھا کہ یا حضرت
جو چیزیں کہ خدا تعالیٰ نے میرے باب میں آپ کو عطا کی ہیں وہ کیا ہیں فرمایا کہ تیری جگہ اور تیری
زوجہ کی جگہ اور تیرے دونو فرزند کی جگہ اور سب لڑکوں کی جگہ کہ جو تیری فرزند ہیں اعلیٰ علیین میں مقرر کی ہے اور
تمہارے درجات کو سب مقربان درگاہ سے بالاتر کیا ہے میں نے عرض کی کہ ماں باپ میرے فدا ہوں
آپ پر اے یا رسول اللہ میرے شیعہ کہاں ہونگے فرمایا کہ قصروں میں رہینگے کہ وہ قصر محاذی ہونگے
ہمارے قصروں کے اور گھر انکے برابر ہونگے ہمارے گھروں کے میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ہمارے
شیعوں کو دنیا میں کیا ثواب ہوگا فرمایا کہ ایمنی گمراہی سے اور عافیت فتنوں سے پھر میں نے پوچھا کہ
وقت مرگ انکا کیا ثواب ہوگا فرمایا کہ وقت مرگ انکو مخیر کرتے ہیں دنیا کے رہنے میں اور عقبیٰ
کے جانے میں اور ملک الموت کو حکم ہوتا ہے کہ انکی اطاعت کر پھر میں نے پوچھا کہ انکی قبض روح کیونکر
ہوتی ہے فرمایا اسطرح پر کہ مثلاً کوئی شخص بہت گرمی میں شدت سے پیاسا ہو اور آب سرد پیے
اور دل اسکا خنک اور سرد ہو جاے تو حال ان مومنوں کا ہے کہ جو ہماری محبت میں راسخ اور مضبوط
ہیں اور باقی ہمارے سب شیعوں کی اسطرح قبض روح ہوتی ہے کہ جیسے کوئی شخص نہایت استراحت
اور راحت کے ساتھ سوئی ہیں انکی آنکھیں مرنے سے روشن ہو جاتی ہیں اور بھی منقول
ہے اسی کتاب میں کہ ایکبار کوفہ میں جناب امیر کو ایک عارضہ لاحق ہوا ایک جماعت اُس جناب
کی عیادت کو آئی اور عرض کیا کہ یا امیر المومنین ہم اس عارضہ سے بہت خوفناک ہیں فرمایا کہ میں
اس عارضہ سے اپنے اوپر کچھ خوف نہیں کرتا اسواسطے کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ شقی ترین اس
اُمت کا قتل کنندہ ناقہ صالح ضربت میرے سر پر ماریگا اور میرے محاسن کو میرے سر کے خون
سے رنگین کریگا اور بروایت دیگر منقول ہے کہ اصحاب نے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ کیوں نہیں ان
منافقین میں سے باہر چلے جاتے اور مدینہ میں قبر رسول پر تشریف رکھتے تاکہ انکے جوار میں مدفون

ہو فرمایا کہ مجھے رسولخدا نے خبر دی ہے کہ میں اسی شہر میں شہید ہونگا اور پشت پر اس شہر
کے مدفون ہونگا اور یہی منقول ہے کہ ایکروز جناب امیرؑ نے منبر پر فرمایا کہ اے گروہ مردم تمنے
باطل کو حق پر غلبہ دیا اور نزدیک ہے کہ پھر حق باطل پر غلبہ کرے پھر فرمایا کہ کہاں ہے بدبخت
ترین مردم کہ میرے سر پر ضربت لگائے اور ریش کو میرے سر کے خون سے خضاب کرے اور یہی
منقول ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گروہ کو اشراف مصر سے جناب امیرؑ کی خدمت میں بھیجا ابن ملجم علیہ
اللعنۃ بھی انمیں تھا اور ایک فرد کہ جسمیں نام لوگوں کے لکھے ہوئے تھے ابن ملجم کے ہاتھ میں تھی
جناب امیرؑ نے جبکہ اس فرد کو اس سے لیا اور نام سب کے پڑھے اور جب اس ملعون کے نام پر پہنچے
تو فرمایا کہ عبدالرحمن تو ہی ہے اس ملعون نے کہا کہ ہاں میں یہی ہوں فرمایا کہ لعنت خدا کی ہو
عبدالرحمن پر اس ملعون نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ میں تمکو دوست رکھتا ہوں فرمایا تو جھوٹ
بولتا ہے بخدا سوگند کہ تو مجکو دوست نہیں رکھتا اس ملعون نے تین دفعہ قسم کھا کر کہا کہ میں تمہیں
دوست رکھتا ہوں اور تمہیں باور نہیں آتا آپ نے فرمایا کہ وای تجھ پر خداتعالے نے روحونکو
دو ہزار برس پہلے بدنوں سے خلق کیا ہے اور انکو ہوا میں ساکن کیا پس جن روحوں نے عالم
ارواح میں آپس میں الفت پکڑی اور ایک دوسرے کو پہچانا اس عالم میں بھی آپس میں موافقت اور
محبت کی اور جن روحوں نے کہ اس عالم میں باہم الفت نہیں کی اور ایک نے دوسرے کو نہیں پہچانا
اس عالم میں بھی انمیں باہمدگر الفت اور محبت نہیں ہوتی اور میری روح تیری روح کو نہیں
پہچانتی اور عالم ارواح میں تیری روح کے ساتھ الفت نہیں رکھتی تھی جب اس لعین نے پشت
پھیری تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم دیکھنا چاہو میرے قاتل کو تو دیکھو اس مرد کو بعض شخص نے
کہا کہ اے امیرالمومنینؑ اسکو کیوں نہیں قتل کرتے آپنے فرمایا کہ عجیب بات کہتے ہو میں قتل کروں
اس شخص کو کہ ہنوز اوسنے مجھے قتل نہیں کیا اور یہی روایت میں وارد ہے کہ ایکروز جناب امیرؑ

حمام میں داخل ہوئے کہ اتنے میں آواز حسنینؑ کی بلند ہوئی حضرت نے پوچھا کہ کیا ہوا تمکو ماں باپ
میرے تمپر فدا ہوں حسنینؑ نے عرض کی کہ یہ فاجر ملعون ابن ملجم آپ کے پیچھے آیا ہے ہم ڈرتے
ہیں کہ مبادا کوئی آسیب آپ کو پہنچائے آپنے فرمایا کہ بخدا سوگند گذشتہ میرے سوا اسکے اور
کوئی نہوگا اور یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت امیرؑ نافرمانی اور نفاق اور کفر اور شقاق
اصحاب سے دلتنگ ہوئے اور لشکر معاویہ کا اطراف و نواحی ملک پر اُس جناب کے لوٹ مار کرتا
تھا اور اصحاب آپکی یاری نکرتے تھے تو منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا کہ بخدا سوگند کہ میں
دوست رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خدا تعالے مجھے تم میں سے باہر لیجاوے اور ریاض
رضوان میں جگہ دے اور مرگ ان ایام میں میری کمین گاہ میں ہے پھر فرمایا کہ کیا مانع ہوا ہے
بدبخت ترین مردم کو کہ میری ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب نہیں کرتا اور یہ وہ خبر ہے
کہ جسکی رسولخدا نے مجھے خبر دی ہے پھر فرمایا کہ خداوندا میں ان سے بتنگ آیا ہوں اور یہ مجھسے
تنگ آئے ہیں اور میں انسے ملول ہوں اور یہ سب مجھسے ملول ہیں خداوندا مجھے انسے راحت بخش اور انکو
مبتلا کر ساتھ اُس شخص کے کہ مجھے یاد کریں اور یہ بھی مروی ہے کہ جب جناب امیرؑ نے آدمیوں
سے بیعت لی ابن ملجم علیہ اللعنۃ بھی آیا کہ اُس جناب سے بیعت کرے آپ نے اوسکی بیعت کو قبول
نکیا تا اینکہ تین دفعہ آپکی خدمت میں آیا مرتبہ سوم اُس جناب سے اُسنے بیعت کی وقت شب
پھر اُس جناب نے اُس ملعون کو بلایا اور اسکو قسم دی کہ اس بیعت کو نہ توڑیو اور مضبوط اور محکم
اُس سے عہد لیا اور جب وہ چلا اور تھوڑی دور گیا تھا کہ پھر اُسکو بلایا اور پھر اُسپر تاکید کی اس
ملعون نے کہا کہ اے امیر المومنین جو معاملہ اسوقت آپنے مجھسے کیا اوروں سے آپ نے نہیں کیا
اسکا کیا باعث ہے آپنے ایک شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ میں ساتھ اُسکے بخشش اور نیکی
کرتا ہوں اور وہ ارادہ میرے قتل کا رکھتا ہے کیا بدیار ہے قبیلہ مراد سے پھر فرمایا کہ جا اے ابن ملجم

بخدا سوگند میں خوب جانتا ہوں کہ تو وفا اپنے عہد کے ساتھ نہ کریگا یہ فرما کر ایک بہت اچھا گھوڑا اُسکو دیا کہ وہ ملعون اُسپر سوار ہوا پھر آپ نے اسی مضمون کا شعر پڑھا اور جب اُس ملعون نے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا کہ بخدا یہ ملعون کشندہ میرا ہوگا لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت ہمیں آپ اجازت دیں کہ ہم اُس ملعون کو قتل کریں آپ نے فرمایا کہ پہلے گناہ کے سزا نہیں ہے اور بھی قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے کہ قبیلہ مدینہ سے تھا کہا کہ میں خدمت جناب امیرؑ میں حاضر تھا کہ ایک گروہ قبیلہ مراد سے آپ کی خدمت میں آئی کہ ابن ملجم لعین بھی اُنمیں تھا اُس گروہ نے کہا کہ یا امیر المومنین ابن ملجم کو ہم اپنے ہمراہ نہیں لائے خود ہمارے ساتھ چلا آیا ہے اور ہم آپ پر ڈرتے ہیں اُس سے کہ آپ کو گزند نہ پہنچائے آپ نے اُس ملعون سے کہا کہ تو بیٹھ جا اور تادیر آپ اُسکے مُنہ کو دیکھتے رہے اور پھر اُسکو قسم دیکر فرمایا کہ جس چیز کو میں تجھسے پوچھوں اُسکا جواب تو راست راست دینا بتا کہ آیا تو ایام طفولیت میں لڑکوں میں نہ کھیلتا تھا اور جب لڑکے تجھے دیکھتے تھے تو نہ کہتے تھے کہ آیا فرزند کتّوں کے چرانیوالے کا اُس ملعون نے کہا کہ ہاں آپ نے سچ کہا ایسا ہی تھا پھر فرمایا کہ جب تو سن جوانی کو پہنچا تو تجھے نظر سے رسولخدا نے دیکھکر کہا تو ہی شقی ترین پے کنندہ ناقہ صالحؑ سے اسنے کہا کہ ہاں سچ ہے پھر آپ نے فرمایا کہ آیا تیری ماں نے خبر نہیں دی کہ حیض میں تجھسے حاملہ ہوئی تھی جب اُس ملعون نے یہ سُنا تو اُسکے جواب دینے میں اُسکو ایک اضطراب پیدا ہوا مگر آخر لاچار ہو کر کہا کہ ہاں سچ یہی ہے کہا تھا میری ماں نے فرمایا آپ نے میں نے سُنا ہے رسولخدا سے کہ قاتل تیرا شبیہ ہوگا یہود کی بلکہ یہودی ہوگا اور بھی منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے اُس ماہ مبارک رمضان میں کہ جسمیں وہ جناب ریاض رضواں کو تشریف لیگئے منبر پر جاکر فرمایا کہ امسال تم حج کو جاؤگے اور میں تم میں نہ ہونگا اور اس مہینے میں ایکروز امام حسنؑ کے گھر میں اور ایک روز امام حسینؑ کے گھر میں اور ایک روز اپنی دختر جناب زینب کے گھر میں کہ عبداللہ

بن جعفر سے منسوب نہیں افطار فرماتے تھے اور تین لقمہ سے زیادہ تناول نفرماتے تھے جب سبب اسکا پوچھا تو فرمایا کہ امر خدا کا نزدیک ہوا ہے اور ایک شب یا دو شب سے زیادہ زمانہ باقی نہیں رہا ہے پس میں چاہتا ہوں کہ جب رحمت حق میں واصل ہوں تو شکم میرا طعام سے بھرا ہوا نہو اور یہ بھی شواہد میں مذکور ہو کہ جناب امیر نے حسنین کو وصیت کی کہ جب میں اس دار فنا سے انتقال کروں اور روح میری طرف اعلای علیین کے پرواز کرے تو مجھے بعد تجہیز و تکفین کے تختہ پر رکھکر شہر سے باہر غروب میں لیجانا وہاں ایک سنگ سفید کو پاؤگے اُس جگہ مجھے دفن کرنا پس بموجب وصیت کے اُس جناب کو وقت شب وہ جگہ کہ جسکو نجف کہتے ہیں دفن کیا اور آپ کی قبر کو استوار اور مضبوط کرکے زمین کے برابر اور ہموار کردیا تاکہ کسیکو سوائے اہلبیت کے اُس جناب کی قبر پر اطلاع نہونے پائی اور اسیطرح وہ قبر پوشیدہ رہی تا اینکہ زمانہ خلفائے بنی عباس کا پہنچا ایک روز ہارون رشید شکار کھیلتا ہوا بیچ ناحیہ غریین کے جا نکلا وہاں ایک ٹیلہ تھا سب ہرن اُس ٹیلہ کیطرف پناہ لیگئے ہارون رشید نے ہرچند شاہیں اور باز اور چرغ کو اُن ہرنوں پر چھوڑا اور کتوں کو دوڑایا مگر کوئی اُنمیں سے اُس ٹیلہ پر نہ گیا ہارون رشید یہ دیکھکر متعجب ہوا اور حکم دیا کہ اس گاؤں میں سے ایک مرد پیر کو لاؤ جب ایک نہایت مسن شخص حاضر ہوا اور یہ حال اُس سے بیان کیا تو اُسنے کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ یہاں قبر ہے امیرالمؤمنین کی ہارون شکار کو چھوڑکر آپ کی زیارت کو آیا اور جب تک زندہ رہا ہر سال آپ کی زیارت کو آیا کیا **اور یہ بھی** منقول ہے کہ ایکروز جناب امیر منبر پر خطبہ مشتمل اوپر حمد الٰہی اور نعت رسالت پناہی کی پڑھ رہے تھے اور آدمیوں کو عقوبات الٰہی سے ڈراتے تھے اور مثوبات واہی سے امیدوار کرتے تھے دفعۃً جانب راست نظر کی جناب امام حسن کو کھڑے دیکھا پوچھا کہ یا بنی کم مضی من شہرنا ہذا یعنی اے فرزند کتنے دن اس مہینے سے گذرے شاہزادہ نے عرض کی کہ تیرہ روز پھر جانب چپ نظر کی امام حسین کو کھڑے دیکھا

پوچھا کہ یا نبی کرم بقی من شہرنا ہذا یعنے اے فرزند کے روز اس مہینہ سے باقی ہے میں نے عرض کی کہ تیرہ روز یہ سنکر فرمایا کہ اس مہینہ میں اس میرے ڈاڑھی کو میرے سر کے خون سے خضاب کریگا وہ شخص کہ جو بدبخت ترین امت کا ہوگا اور ایک شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ قتل میرا چاہتا ہے ایک نامرد قبیلہ بنی مراد سے اور میں اُس سے نیکی کو چاہتا ہوں ابن ملجم نے جو یہ سُنا تو جناب امیرؑ کے پاس آیا اور کہا کہ یا امیرؑ عرب میں پناہ لیجاتا ہوں طرف خدا کے اُس گمان سے کہ جو آپ میری طرف سمجھتے ہیں اور میں آپ سے اُمید رکھتا ہوں کہ آپ حکم کریں کہ میرے ہاتھوں کو قطع کریں یا ساتھ بدترین وجہ کے مجھے قتل کریں فرمایا قبل جرم قصاص نہیں ہو سکتا مگر مجھے رسولِ خدا نے فرمایا ہے کہ قاتل تیرا قبیلہ بنی مراد سے ہوگا اور اپنی حصول مراد کیواسطے تجھے قتل کریگا مگر اپنی مراد کو حاصل نہ کریگا اور اپنے مطلب کو نہ پہنچیگا ابن ملجم ان باتوں کے سُننے سے استبعاد اور استعاذہ کرتا تھا پس جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے ایک بھید کی خبر دوں کہ جسپر سوائے تیرے اور تیری دایہ کے اور کوئی آگاہ نہیں تجھے قسم ہے خدا کی بتا کہ تیری دایہ یہودیہ تھی اور ایک روز اُسنے غصہ ہوکر تجھے نہ کہا تھا کہ اے بدبخت ترین پے کنندہ ناقہ صالحؑ ابن ملجم نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور کہا کہ ہاں کہا تھا یہ فرما کر رونے لگے کہ آپ کے رونے پر سب رونے لگے پھر فرمایا کہ تم یہ نجانو کہ مرگ سے خوف کرتا ہوں بلکہ میں ہمیشہ آرزومند مرگ اور شہادت کا رہتا تھا منقول ہے کہ جناب حسنینؑ اپنے والد ماجد امیر المومنینؑ کو دفن کرکے پھرے تو ایک مکان خراب و ویران پر شاہزادوں کا گذر ہوا ناگاہ اُس گھر میں سے آواز نالہ و بکا کی آئی کہ دل سامعین کے بیقرار و بے آرام ہو گئے حسنینؑ اُس گھر میں تشریف لیگئے ایک نابینا بیمار ضعیف و ناتواں کو خاک پر پڑا دیکھا کہ روتا ہے اور نالہ حسرت و اندوہ دل پُر درد سے کھینچتا ہے حسنینؑ نے اُس سے حال پوچھا کہ اے شخص اپنی سرگذشت بیان کر کہ اس خانہ ویران میں تو کیونکر رہتا ہے اور کہاں سے کہاتا پیتا ہے اُسنے جواب دیا کہ میں بیکس آوارہ وطن غریب محتاج مبتلا بانواع عوارض

گرفتار اصناف رنج ومحن ہوں میرا پردیس میں کوئی یار و مددگار نہیں اور سوائے تنہائی اور ضعف
و نقاہت اور عوارض کے کوئی آشنا نہیں شاہزادوں نے پوچھا کہ اے شخص جب تیرا یہ حال ہے
تنہائی کا تو پھر تیری خبر کون لیتا ہے اور غذا اور دوا کون دیتا ہے اور اس ویرانہ میں تیرا معین اور سرپرست
کون ہے اور یہاں تو بے پرستار کیونکر گزر کرتا ہے وہ بیچارہ مسکین یہ سنکر شدت سے رویا اور سینہ اور
سر پیٹ کر بولا کہ ایکسال ہوا کہ میرا یہاں آنیکا اتفاق ہوا مگر انواع امراض میں مبتلا رہنے کے قریب
گور تہا اور اس مکان تنہا میں پڑا تھا کہ ناگاہ ایک شخص خدا پرست غریب پرور فرشتہ خصلت میرے
پاس آیا اور جو کچھ کہانا اور پانی اپنے ساتھ لایا تہا اسکو کمال مہربانی اور شفقت سے اپنے ہاتھ سے
مجھے کہلایا پس اس روز سے اسکا معمول تہا کہ ہر روز وہ شخص میرے واسطے دوا اور غذا لاتا
تہا اور نہایت دلاسا اور دلبری کر کے مجھے پلاتا اور کہلاتا بلکہ اپنے ہاتھ سے نوالے بنا کر میرے منہ
میں دیتا تہا اب کئی روز سے وہ شفیق و حبیب میرا نہیں آیا نہیں معلوم کہ کس بلا میں مبتلا ہوا یا کیا
ہوگیا یا کسی دشمن نے اُسے قتل کیا کچھ معلوم نہیں کہ میرے یار باوفا کو کیا ہوا یہ کہکر وہ خود بھی رویا
اور سب کو رُلایا حسنینؑ نے پوچھا کہ اے شخص اس مرد باخدا کا کیا نام تہا صورت کیسی تہی قد و قامت
کسطرحکا تہا اُسنے کہا کہ میں آنکہوں سے نابینا ہوں صورت کا پتا نہیں دیسکتا قد و قامت نہیں بتا سکتا
اور نام اپنا اُسنے نہیں بتایا جب میںنے پوچھا تو یہی فرمایا کہ میرے نام سے تجھے کیا کام ہے میں تیری
خدمت کرنیکو آتا ہوں اپنی ناموری اور اُجرت اسکے عوض میں نہیں چاہتا افسوس صد افسوس
کہ تین دن ہوے وہ مہربان مجھ سے جدا ہے اسکا نہ آنا خالی از سبب نہیں کہ وہ کسی مصیبت
میں پھنسا ہے حسنینؑ نے فرمایا کہ بینوا کوئی تو اسکا پتہ بتا اُسنے عرض کی ایک خاصیت تو اُسکی
یہ ہے کہ ہر وقت اُسکی زبان پر ذکر خدا رہتا تہا اور تسبیح و تہلیل اُسکا وظیفہ تہا اور جب وہ
جناب میرے پاس بیٹھتے تہے تو یہ فرماتے تہے کہ مسکین قریب مسکین کے اور غریب نزدیک

غریب کے بیٹھتا ہے یہ اوصاف سنکر جناب حسنین پیغمبر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ ای شخص وہ مرد
ہمارا باپ علی مرتضےٰ تھا اُس مریض نے پوچھا پھر اُسے کیا ہوا کہ تین دن سے وہ نہیں آیا حسنین نے
فرمایا کہ ای شقی ترین خلق نے اُسکو شہید کیا ہم ابھی اُسکو دفن کر کے آتے ہیں اُس بیمار کو یہ
سنکر تاب نہ رہی رونے لگا اور سر و سینہ پیٹنے لگا اور کہتا تھا کہ افسوس اب میری خبر کون لیگا
اور غذا اور دوا کون دیگا پھر حسنین سے اُسنے کہا کہ ای شہزادو مجھے اُس جناب کی قبر پر لیچلو
پس حسنین اوسکو ہاتھ پکڑ کر اُنکی قبر پر لائے اُس شخص نے سر اپنا قبر مطہر پر رکھا اور خاک قبر کو منہ
پر ملا اور درگاہ خدا میں دُعا کی کہ ای خداوند جلیل میں تجھے قسم دیتا ہوں صاحب اس قبر کی کہ ابھی
اجل میری آجا دے پس دعا اُسکی قبول ہوئی کہ اوسیوقت روح نے اُسکے پرواز کیا حسنین نے
اوسکو غسل و کفن دیکر جوارِ سلطانِ اوصیا میں اوسکو دفن کیا اور بھی کتاب عین البکا میں
مسطور ہے کہ بعد دفن جناب امیر صف ماتم اہلبیت میں واسطے ندبہ و بکا کے جناب امیر کے بچھی
اور دختران جناب امیر اور سب اہل حرم نوحہ و بکا اور شور و فغاں میں مشغول ہوگئے تو ایک عورت
کو دیکھا کہ سب سے زیادہ روتی اور سر پیٹتی ہے ام کلثوم فرماتے ہیں کہ مینے نہیں جانا کہ کوئی زن
ہاشمیہ سے یہ بھی ہے میں اُسکے قریب گئی اور پوچھا کہ ای بی بی تجھے حضرت رسالت سے کیا قرابت
ہے کہ اسقدر گریہ و بکا کرتی ہے اور سب سے زیادہ نالہ و فغاں کرتی ہے اُسنے کہا کہ ای بنت خاتون
جہاں اُس جناب کا مرنا دوبارہ میری بربادی اور میرے یتیموں کی خرابی کا باعث ہوا اور دوبارہ
میرے اطفال یتیم ہوئے ام کلثوم نے فرمایا کہ تو اپنا قصہ بیان کر اُسنے کہا کہ میرا شوہر جہاد میں مارا
گیا تھا چند اطفال صغیر بے پدر رہ گئے تھے اُنکو محنت و مزدوری سے پالتی تھی ایک روز میں
مشک پانی کی بھری لیے آتی تھی کہ اُس جناب نے دیکھکر میرے حال پر رحم کیا اور مجھسے مشک
لیکر میرے گھر میں پہنچا دی اور پھر مجھسے پوچھا کہ تیری گزران کیونکر ہوتی ہے مینے کہا کہ میرے

شوہر کو علیؑ ابن ابی طالبؑ نے لڑائی پر بھیجا تھا وہ مارا گیا اب یہ کئی بچے میرے پاس ہیں میں محنت
اور مشقت کرکے انکی پرورش کرتی ہوں یہ سُنکر میرے حال پر تاسف کیا اور دوسرے دن از
راہ خرما پر وہی بیچ کر دروازہ پر آنکر آواز دی میں نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا کہ میں وہی بندہ خدا ہوں
کہ جو کل تیری مشک پہنچا گیا تھا اب میں بشتر تیری اور تیرے بچوں کی خدمت کرنے آیا ہوں
میں نے اُٹھکر دروازہ کھولدیا وہ گھر میں تشریف لائے اور ایک زنبیل میں گوشت اور اناج بچوں کے
واسطے لائے اُس عورت نے کہا کہ خدا تعالیٰ تجھپر کرم اور لطف کرے اور تجھسے راضی اور خوشنود ہو
اور میرے اور علیؑ کے درمیان انصاف کرے یہ سُنکر اُس جناب نے سر جھکا لیا اور آنکھوں میں آنسو
بھر لائے غرض وہ زنبیل مجھے دی اور فرمایا کہ یا تو بچوں کو رکھ اور میں کھانا پکاؤں یا تو کھانا
پکا اور میں بچوں کو بہلاؤں میں نے کہا کہ میں خمیر کرتی ہوں اور تو میرے بچوں کو بھی بہلا اور گوشت کو
بھی پکاتا جا پس اُس جناب نے گوشت بھی چڑھا دیا اور بچوں کو بھی بہلانے لگے اور دست شفقت
اُنکے سر پر پھیرتے تھے اور محبت پدرانہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے یتیمو اے میرے فرزندو
علیؑ کو بخشو کہ علیؑ نے تمہاری خبر نہ لی پس جب میں خمیر کرنے سے فارغ ہوئی تو اُس جناب سے
کہا کہ اب تو تنور کو گرم کر اُس جناب نے جب تنور میں آگ روشن کی اور شعلہ تنور کا بھڑکا تو فرمایا
کہ اے علیؑ مزہ چکھ آتش کا یہ سزا اُس شخص کی ہے کہ جو رانڈوں اور یتیموں کی خبر نہ لی اور حق انکا ضائع
اور برباد کرے اور ساتھ اُسکے روتے تھے اسی حال میں ایک عورت ہمسایہ کی آئی اور متعجب
ہوکر مجھسے پوچھنے لگی کہ تو پہچانتی ہے کہ یہ کون ہے میں نے کہا کہ میں نہیں جانتی مگر بہت مرد با
خدا ہے کہ مجھپر رحم کرتا ہے اور میرے کام کو آیا ہے اُسنے کہا کہ اے بیوقوف یہ شوہر جناب فاطمہ
زہرا کا اور بھائی رسول خدا کا ہے تو اُسنے کام لیتی ہے یہ سُنکر میں قدم اقدس پر گر پڑی
اور بعد ہوش آئی اور میں نے کہا کہ یا حضرت میں نے آپ کو نہ پہچانا تھا اب میں کمال آپ سے شرمندہ

اور نجاتمند ہوں میری تقصیر کو معاف فرماؤ آپنے فرمایا کہ ای کنیز خدا تو شرمندہ ہو کر کیوں
روتی ہے کہ میں خود تجھسے شرمندہ ہوں کہ مینے تیری اور تیری بچوں کی خبر لینے میں قصور کیا
اور تمہاری خبر نلی اب تو علی کو بخشدے پس اسدن سے وہ یدیتیماں اور شوہر بیوہ زنان
ہمیشہ افروقہ اور کہانا لاکر اپنے ہاتہ سے دیتے تہے اور وہ شہید ہوگئے اونکی شہادت انہی سوت
کا باعث ہے **فصل دوسری** بیچ بیان شہادت جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے
پس جاننا چاہیئے کہ مشہور مابین علما یہ ہے کہ شہادت اس سید اوصیا امام اتقیا علیہ السلام
کی شب یکشنبہ اکیسویں ماہ رمضان المبارک کو ہوئی ہے جبکہ ایک ثلث شب باقی رہی تہی
اور ضربت آپکے فرق مبارک پر شب جمعہ انیسویں ماہ مذکور کو لگی تہی ہاتہ سے عبد الرحمن
ابن ملجم مرادی علیہ اللعنہ والعذاب کے بمدد و معاونت وردان ابن مجالد و شبیث ابن بجرہ و اشعث
ابن قیس و قطامہ دختر اخضر علیہم جمیعا لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین غرض جبکہ ایک ثلث
شب باقی رہی تہی اکیسویں ماہ مذکور کی اسوقت روح اقدس نے اس جناب کی ریاض رضوان
کو پرواز کیا تہا اور مشہور یہ ہے کہ اسوقت عمر شریف آپکی تریسٹہہ برس کی تہی اور جناب صادق
سے منقول ہے کہ پینسٹہہ برس کی تہی اور یہی جناب امام محمد باقر اور جناب امام محمد تقی سے بہی
مروی ہے اور موافق مشہور کے جناب رسولخدا کے ساتہ بعد بعثت کے وہ جناب تیرہ برس مکہ
میں رہے اور دس برس عمر شریف جناب امیر کے گزرے تہے کہ جناب رسولخدا مبعوث ہوئے اور
آپکی رسالت پر جناب امیر ایمان لائے اور دس برس مدینہ میں جناب رسول مقبول کے
ساتہ بسر کی اور جبکہ جناب رسولخدا کی خدمتمیں جہاد شروع کیا تو عمر اس جناب کی سولہ برس
کی تہی اور جبکہ انیس برس عمر شریف سے گزری تو شجاعان عرب کو تہ تیغ کیا اور کسی شخص کو
پہر جرات آپ سے لڑنے اور مقابلہ کرنیکی نرہی تہی اور جب آپ نے در خیبر اکہاڑا تو ہاتہ میں

برس عمر مبارک سے گزری تہے اور تیس برس آپ نے امامت کی اس مدت میں دو سال اور چار
مہینے تو حضرت صدیق خلافت پر متصرف رہے اور دس برس سے زیادہ حضرت فاروق
اسپر متصرف رہے اور بارہ برس عثمان نے اوسکو اپنے قبضہ میں رکہا اور جب اُس جناب
کیطرف خلافت پہری تو قریب پانچ برس کے آپنے حکمرانی کی اور اکثر مدت آپ بیچ قتال و جدال
کے ساتہ منافقین کے مشغول رہے تا آنکہ درجہ رفیعہ شہادت کو فائز ہوئے اور بیچ کتاب فرحۃ
الغری بسند ہائے معتبر جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ وقت شہادت عمر
مبارک جناب امیرؑ کی پینسٹھ برس کی تہی اور جب آپنے دنیا سے رحلت کی تو چالیسواں سال
تہا ہجرت کا یعنی سن چالیس ہجری میں آپ نے انتقال کیا اور جب جناب رسالتمآب کو
بعثت ہوئی تہی یعنے آپ مبعوث برسالت ہوئے تہے تو جناب امیرؑ کی عمر بارہ برس کی تہی اور بعد
بعثت تیرہ برس جناب رسولخدا کے ساتہ مکہ میں رہے اور پہر رسولخدا کے ساتہ طرف مدینہ کے ہجرت کی
اور دس برس آپکے ساتہ مدینہ میں رہے اور تیس برس بعد رسولخدا زندگانی کی اور شب جمعہ
درجہ شہادت کو فائز ہوئے اور نجف اشرف میں مدفون ہوئے اور سن مبارک آپ کا پینسٹھ برس
کو پہنچا تہا اور کلینی اور شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ اکیسویں شب کو ماہ مبارک
رمضان کے غسل سنت ہے اور وہ شب وہ ہے کہ جس شب اوصیائے سب پیغمبروں کے دنیا سے
انتقال کیا ہے اور اسی شب عیسیٰ آسمان پر تشریف لیگئے ہیں اور موسیٰ اوسی شب ساتہ رحمت
حق کے واصل ہوئے ہیں اور شیخ مفید وغیرہ علما نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج بعد واقعہ
نہروان مدینہ میں جمع ہوئے اور کہا کہ سب امرائے اسلام حق سے پہر گئے اور قصہ نہروان
کو یاد کرکے رونے لگے اور مقتولین نہروان پر افسوس اور ترحم کرنے لگے پہر آپسمیں قسم قسمیہ
ہوئی اور عہد کیا کہ جناب امیرالمومنین اور معاویہ اور عمرو بن عاص کو ایک ہی شب میں قتل

کریں اور خوارج نہروان کا خون امیر المومنین سے طلب کریں عبد الرحمن ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے تو کہا
کہ میں علیؑ کو قتل کرونگا اور عمر بن بکر نے کہا کہ میں عمرو بن عاص کو قتل کرونگا اور برک بن عبد اللہ
نے کہا کہ میں معاویہ کو قتل کرونگا اور ان تینوں نے آپس میں عہد کیا کہ انیسویں شب کو ماہ مبارک
رمضان کی انکو قتل کرنا چاہیے عہد کر کے آپس میں جدا ہوئے ابن ملجم تو جانب کوفہ روانہ ہوا
اور وہ دونوں ملعون شام اور مصر کو گئے پس اُس شخص نے کہ قتل معاویہ کو اپنے ذمہ پر
لازم کیا تھا اُسنے شب معہود ایک تلوار معاویہ کے ان پر مار کر اُسکو زخمی کیا طبیب نے جو اُس
زخم کو دیکھا تو کہا کہ اس تلوار کو زہر میں بجھایا ہے پس اگر تو اچھا ہونا چاہتا ہے تو دو کاموں
میں سے ایک کام کو اختیار کر یا اس زخم کو داغ دے یا میں دوا دیتا ہوں تو اُسکو کہا مگر اُس
دوا کے کھانے سے نسل تیری منقطع ہو جائیگی اور آگے کو تیری اولاد نہ ہوگی اور تو عورت
کے کام سے جاتا رہیگا معاویہ نے کہا کہ میں آگ کی تو طاقت نہیں رکھتا اور نسل میں جو آگے
یزید و عبد اللہ کے اور باقی نہیں چاہتا آخر طبیب نے اُسکو دوا دی اور معاویہ اچھا ہو گیا جب
نے معاویہ سے کہا کہ میں تجھے ایسی خوشخبری دیتا ہوں کہ جس سے تو خوش ہو جائے پوچھا کہ وہ کیا
بشارت ہے اُسنے کہا کہ ایک رفیق میرا گیا ہے کہ آج کی شب علیؑ کو قتل کرے پس تو مجھے قید کر
اگر اُسنے علیؑ کو قتل کیا تو پھر جو کچھ تو میرے حق میں چاہیگا وہ کرنا اور اگر اُسنے قتل نہ کیا تو پھر
تو مجھے چھوڑ دینا کہ میں جا کر اُسے قتل کرونگا اور میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ علیؑ کو قتل کر کے
میں تیرے پاس چلا آؤنگا اوسوقت میرے حق میں جو چاہیگا وہ کیجو غرض معاویہ نے اُسکو
قید کیا تا انکہ خبر شہادت جناب امیر پہنچی معاویہ نے برک کو آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے
کہ معاویہ نے اُسکے کلام کو قبول نہ کیا اور اُسکو قتل کیا اور عمرو بن بکر جو مصر میں گیا اور ارادہ
قتل عمرو بن عاص کا کیا تو عمرو بن عاص اُس شب مسجد میں نماز پڑھانے نہ آیا اور اپنے عوض

خارجہ کو سجدہ پایا کہ اسکی جگہ نماز پڑھائے عمر ابن بکر نے عمرو بن عاص جانکر خارجہ کی تلوار ماری کہ مرگیا اور عمرو عاص بچ گیا مروی ہے کہ جب ابن ملجم کوفہ میں آیا تو ایک شخص کے گھر میں کہ قبیلہ تیم الرباب سے تھا گیا مگر اس راز کو کسی سے نہ کہا قطامہ بنت الاخضر ملعونہ کو اسجگہ دیکھا چونکہ وہ نہایت جمیلہ و شکیلہ تھی تو آتش عشق اسکی کانون سینہ ابن ملجم میں مشتعل ہوئی اور اسکو دیکھکر بیچین و بیقرار ہو گیا اور قطامہ کے باپ و بھائی کو جناب امیر نے جنگ خوارج میں مارا تھا وہ ملعونہ باین سبب جناب امیر کی دشمن تھی ابن ملجم نے اُس سے پوچھا کہ تو شوہر رکھتی ہے یا بے شوہر ہے اُس ملعونہ نے کہا کہ میں شوہر نہیں رکھتی ابن ملجم نے کہا کہ اگر تجھے شوہر کی خواہش ہو تو میں تجھسے نکاح کرتا ہوں اُس ملعونہ نے کہا کہ مہر میرا تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابن ابیطالب ہے اُس ملعون نے بنا بر مصلحت کہا جو کچھ تو نے کہا مجھے قبول ہے مگر قتل علی ابن ابی طالب کہ مجھے اُسکے قتل کی طاقت نہیں اُس ملعونہ نے کہا کہ اُسکو غافل کرکے قتل کر اگر تو نے بعد قتل اُسکے رہائی پائی تو پھر میرے ساتھ عیش کریگا اور اگر تو مارا گیا تو ثواب آخرت تیرے واسطے بہتر ہے زندگانی دنیا سے جب ابن ملجم علیہ اللعن نے جانا کہ وہ ملعونہ بھی اُسکے ساتھ موافق ہے تو کہا کہ بخدا میں اس شہر میں نہیں آیا مگر اسی کام کے واسطے اُس ملعونہ نے کہا کہ میں اپنے قبیلہ سے ایک جماعت کو تیرے ہمراہ کرتی ہوں کہ وہ اس امر میں تیری اعانت کریں غرض قطامہ نے اپنے قبیلہ سے وردان ابن مجالد کو ابن ملجم کے ہمراہ کیا اور ابن ملجم نے شبیث بن بجرہ کو دیکھا کہا کہ اے شبیث میں چاہتا ہوں کہ تجھے ایک امر خیر میں اپنے ساتھ شریک کروں کہ باعث تیری شرف دنیا اور آخرت کا ہو شبیث نے پوچھا کہ وہ کیا امر ہے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ تو میری اعانت اور مدد کرے بیچ قتل کرنے علی بن ابی طالب کے اور شبیث بھی جملہ خوارج سے تھا کہا کہ اے ابن ملجم تو نے بڑے کار بزرگ کا ارادہ کیا ہے قتل علی آسان نہیں ہے ابن ملجم نے کہا کہ میں

مسجد میں جاکر چھپ بیٹھوں گا اور جب وہ نماز کیواسطے آئیگا تو میں اوسکو قتل کرونگا پس وہ تینوں ملعون شب نوزدہم ماہ مبارک رمضان بایں ارادہ مسجد میں آئے قطامہ خیمہ مسجد میں کہڑا کرکے اعتکاف میں بیٹھی تھی یہ تینوں ملعون بھی اوسکے خیمہ میں شب کو آکر بیٹھے اوس ملعونہ نے حریر کے پارچے انکے سینہ پر باندہے اور تلواریں انکے ہاتھوں میں دیکر خیمہ سے باہر بھیجا اور اشعث بن خارجی کو ابن ملجم ملعون نے اس امر میں اپنے متفق کرلیا تھا حجر بن عبدی کہ دوستوں میں سے جناب امیرؑ کے تھے اور شب کو وہ بھی مسجد میں رہے تھے کہتے ہیں کہ میں نے آواز اشعث کی سُنی کہ اوسنے ابن ملجم سے کہا کہ جلد اپنی حاجت کو برلا مبادا صبح طالع ہوجائے اور تو رسوا ہو حجر کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنکر انکے مطلب کو پایا اور میں نے اشعث لعین سے کہا کہ اے اعور ملعون تو ارادہ علیؑ کے قتل کا رکھتا ہے اور میں جناب امیرؑ کے گھر کیطرف بھاگا تا آپکو اس امر کی خبر دوں اتفاقاً وہ جناب اور رستے سے تشریف لیگئے تھے مجھے ملاقات نہوئی اور جب میں پھر کر آیا تو سُنا کہ لوگ کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ زخمی ہوگئے اور دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ عبداللہ بن محمد ازدی کہتا ہے کہ میں ایک گروہ اہل مصر کے ساتھ مسجد کوفہ میں تھا اور جس شب کو عبادت خدا میں احیا کیا تھا میں نے دیکھا کہ ایک گروہ آدمیوں نکلے اور مسجد کے نزدیک کہ جو جانب خانہ جناب امیرؑ تھا جمع ہے اسمیں جناب امیرؑ تشریف لائے اور جو لوگ مسجد میں سوتے تھے انکو آواز الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی دیتے میں نے بھی آواز اُس جناب کی سُنی اور ساتھ ہی اُسکے برق اور چمک تلواروں کی بھی دکھائی دی اور ایک آواز آئی کہ حکم واسطے خدا کے ہے پس اول تلوار شبیث بن بجرہ نے ماری وہ تلوار طاق مسجد پر پڑی اور آپ بچ گئے اور جب وہ جناب محراب مسجد میں جاکر مشغول نماز ہوگئے تو ابن ملجم لعین نے اُس جناب کے فرق مبارک پر تلوار ماری یہ ضرب اُس جگہ پہنچی کہ جسجگہ عمر بن عبدود نے ضرب لگائی تھی اور یہ تینوں لعین مارکر بھاگ گئے اور شبیث اپنے گھر میں گیا اوسکے

ابن عم نے اُسکو مضطرب دیکھکر پوچھا کہ کیا تو نے امیر المؤمنین کو قتل کیا ہے چاہتا تھا کہ کچھ نہیں
بے اختیار مُنہ سے ہاں نکل گئی اُسکے بھائی نے یہ سُنکر اُس سے تلوار چھین کر اُسکو جہنم واصل کیا اور
ابن ملجم لعین کو پکڑ کر جناب امیر کی خدمت میں لائے اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ جب ابن ملجم نے
آپ کو زخمی کیا تو شور آواز آدمیوں کی مسجد میں سے بلند ہوئی حسنین بھی آواز سُنکر دوڑے اور مسجد
میں آکر ابن ملجم کو قید کیا اور اپنے پدر بزرگوار کو اُٹھا کر گھر میں لیگئے پس لبابہ آپکے سرھانے
بیٹھے اور ام کلثوم پائنتیں بیٹھیں اور آواز نوحہ وشیون کی گھر سے بلند ہوئی پس جناب امیر نے
غش سے آنکھیں کھولدیں اور حسنین کیطرف دیکھکر فرمایا کہ صحبت انبیا اور اوصیا کی بہتر ہے واسطے
دوستان خدا کے دنیاے بیوفا سے اگر مینے اس ضربت سے وفات پائی تو اُس ملعون کو بھی
ایک ہی ضربت سے زیادہ نہ مارنا اور اگر میں زندہ رہا تو مجھے اختیار ہے اگر چاہونگا تو
قصاص لونگا اور چاہونگا عفو کر دونگا یہ فرماکر بیہوش ہوگئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا
کہ اسوقت مینے رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں آج کی شب تو میرے پاس ہوگا
اور بھی حبیب ابن عمرو سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اُس مرض
میں کہ جس سے آپ دنیا سے تشریف لیگئے اُس جناب نے اپنے سر کے زخم کو کھولا مینے عرض کی کہ یا
امیر المؤمنین یہ زخم تو کچھ ایسا نہیں ہے جلد اچھا ہو جائیگا آپ نے فرمایا کہ اے حبیب بخدا سوگند
کہ میں اسی ساعت تجھے مفارقت کرونگا حبیب کہتا ہے کہ میں یہ سُنکر رونے لگا اور آپ کی
دختر نیک اختر ام کلثوم بھی رونے لگیں جناب امیر نے اُنکو منع کیا رونے سے اور فرمایا کہ تو کیوں
روتی ہے ای دختر میری ام کلثوم نے کہا کہ کیونکر نہ روؤں کہ تم مجھے اپنے مرنیکی خبر دیتے ہو
فرمایا کہ نہ رو ای دختر بخدا اگر تو دیکھے جو کچھ کہ تیرا باپ دیکھتا ہے تو البتہ رونا موقوف کردے
حبیب کہتا ہے کہ مینے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے اے امیر المؤمنین کہ جسکو آپ دیکھتے ہیں فرمایا کہ

اسوقت دیکھتا ہوں کہ ملائکہ آسمان اور پیغمبران ذیشان سب جمع ہیں اور ایک پاؤں سے کھڑے
میرا انتظار کر رہے ہیں تاکہ مجھسے ملاقات کریں اور یہ بھائی میرے رسولخدا میرے پاس بیٹھے ہیں اور
فرماتے ہیں کہ جلد آ میرے پاس کہ جو کچھ تونے آگے بھیجا ہے بہتر ہے اُس سے کہ جسمیں اب تو ہے حبیب
کہتا ہے کہ ہنوز میں اُس جناب کے آگے سے نہ گیا تھا کہ روح مقدس اُس جناب کی ساتھ ارواح
انبیا اور اوصیا کے ملحق ہوئی اور یہ بھی مروی ہے کہ شب ضربت جناب امیر مسجد میں تشریف
نہ لائے اور تمام شب گھر میں بیدار اور عبادت خدا میں مشغول اور مصروف رہے اور ہر وقت
باہر صحن خانہ میں تشریف لاتے تھے اور آسمان کیطرف نظر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہرگز
دروغ نہیں کہا ہے مجھسے بھائی رسولخدا نے اور یہ وہ شب ہے کہ جسمیں مجھے وعدہ شہادت کا دیا ہے
ام کلثوم نے کہا کہ ای پدر عالیقدر کیا سبب ہے کہ میں اس شب آپ میں اسقدر اضطرار اور بیداری
دیکھتی ہوں فرمایا کہ ای دختر میں اس شب کی صبح کو شہید ہونگا ام کلثوم نے کہا کہ اے پدر آج آپ
مسجد میں تشریف نہ لیجائیں کسی اور کو کہیں کہ وہ نماز پڑھا دے فرمایا کہ ای دختر قضائے الٰہی سے
بھاگا نہیں جاتا پس جب مؤذن نے اذان کہی اور آپ نے آواز اذان کی سنی تو اٹھے اور
شعر پڑھا کہ جسکا مضمون یہ ہے کہ اپنی کمر کو واسطے مرگ کے محکم اور مضبوط باندھ کر کہ مرگ
البتہ تجھے پہنچے گی اور جزع اور فزع نکر مرگ سے جو تیرے وعدے پر آئیگی تو ہر تجاوز اس سے
نکریگی یہ فرما کر ارادہ مسجد کا کیا جب صحن خانہ میں آئے تو چند مرغابیاں آپ کے گھر میں تھیں
وہ آپ کی ستدراہ ہوئیں اور جانے سے مانع آئیں اور دامن آپکا پکڑ لیا اور فریاد کرنے لگیں
جب چاہا کہ انکو دامن سے چھڑائیں اور دور کریں تو حضرت نے منع کیا اور فرمایا کہ انکو چھوڑ
دو کہ یہ نوحہ کرنیوالے میری ہیں کہ بعد میرے مجھپر نوحہ کرینگی اور بھی بروایت معتبر ام کلثوم
سے منقول ہے کہ جس شب وہ جناب مجروح ہونگے یعنی بست و یکم ماہ مبارک رمضان

تو میں اس جناب کے واسطے وقت افطار ایک طبق میں دو قرص نان جو اور کاسۂ شیر رکھ لائی
اور نمک پیسکر حاضر کیا جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے اور اُس طبق کی طرف نظر کی تو فرمایا
کہ اے دختر دو قرص نان میرے واسطے طبق میں رکھ لائی ہو مگر تم نہیں جانتیں کہ میں متابعت
اپنے بھائی اور ابن عم رسول خدا کی کرتا ہوں کہ جبتک وہ دنیا سے تشریف لیگئے کبھی اُنکے واسطے
اسقدر کھانا حاضر نہیں کیا اے دختر تحقیق جسکا دنیا میں کھانا اور پینا اور پوشش خوب ہوگی
آخرت میں کھڑا ہونا اُسکا روبروے خدا کے دیر تک ہوگا اے دختر حلال دنیا میں حساب ہے اور
حرام دنیا میں عقاب و عذاب ہے اور میرے حبیب نے مجھے خبر دی ہے کہ جبرئیل میرے
پاس کنجیاں زمین کی لائے اور کہا کہ اے حبیب خدا خداوند عالم آپ کو تحفہ سلام ارشاد کرتا ہے
اور فرماتا ہے کہ اگر تو چاہے تو تمام کوہہاے تہامہ کو تیرے واسطے سونے کا بنا دوں اور
باوجود اسکے پھر جو کچھ تیرے واسطے ثواب آخرت مقرر ہے اُسمیں سے ذرا کم نہ کیا جائے پس
یہ کنجیاں ہیں خزانہاے زمین کے انکو تم لیلو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اے اخی جبرئیل بعد اسکے
پھر کیا ہوگا عرض کی بعد اسکے موت ہوگی فرمایا رسول مقبول نے کہ اگر بعد اسکے موت ہے تو
مجھے طرف دنیا کے کچھ حاجت نہیں ہے دو مجھے اس حال پر کہ ایک روز سیر ہوں اور ایک روز فاقہ
کروں اور جس روز کہ بھوکا ہوں تو دعا کروں اپنے پروردگار سے اور سوال کروں اُس سے
اور جس روز سیر ہوں تو شکر کروں اُسکا پس جبرئیل نے کہا کہ اے محمد نیک خدا سے ہر طرح کی توفیق
پائی ہے اے دختر دنیا خانہ فریب اور خانہ ذلت و خواری ہے اور جو شخص کہ آخرت میں
اپنے آگے بھیجتا ہے وہاں اُسکو پاتا ہے اے دختر بخدا سوگند کہ میں آج میں سے نہ کھاؤنگا جبتک
کہ ایک چیز اُسمیں سے نہ اُٹھا لوگے پس میں نے وہ اُٹھا لیا آپ نے قدری نان و نمک سے تناول
کی اور حمد و ثنا خدا تعالے بجا لاۓ اور پھر اُٹھکر نماز میں مشغول ہوگئے اور برابر رکوع اور سجود اور تضرع

وزاری خدا تعالیٰ کیطرف کرتے رہے اور بار بار اندر سے صحن میں تشریف لاکر جانب آسمان نگاہ
کرتے تھے اور اندر چلے جاتے تھے اور کمال اضطراب میں تھے اور تضرع کرتے تھے اور روتے تھے پھر
سورہ یٰسین آخر تک پڑھی اور سو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر ترساں اور خائف بیدار ہوئے
اور جامہ اپنا منہ پر ڈالکر کھڑے ہو گئے اور عرض کی کہ خداوندا برکت دے مجکو اپنے لقا و ملاقات
میں اور کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا زبان مبارک پر جاری کیا اور باقی شب نماز پڑھنے
میں بسر کی اور تعقیب میں بیٹھے تھے کہ پھر نیند آگئی اور سو گئے اور پھر ترساں خواب سے بیدار
ہوئے اور اپنے زنان و فرزندان کو جمع کیا اور فرمایا کہ اس مہینے میں میں تم سے جاؤنگا اور ابھی
میں نے یہ خواب ہولناک دیکھا ہے کہ رسول خدا مجھے فرماتے ہیں کہ اے ابوالحسن اب بہت جلد تم ہمارے
پاس آؤگے اور تیرے پاس ایک شقی ترین امت آئیگا اور تیری داڑھی کو تیرے سر کے خون سے
رنگین کریگا اور میں بہت مشتاق ہوں تیری ملاقات کا اب تو جلد میرے پاس آ یہ باتیں
سنکر سب اہل و عیال آپکے رونے لگے اور صدائے گریہ بلند ہوئی اس جناب نے انکو رونے سے
منع کیا اور قسم دیکر سب کو چپکا کیا اور کچھ نصیحت اور وصیت فرما کر پھر نماز میں مشغول ہوئے اور
فرماتے تھے کہ بخدا جھوٹ نہیں سنا ہے میں نے رسول خدا سے اور یہ وہی شب ہے کہ جس شب میں مجھے
وعدہ دیا ہے شہادت پانیکا پھر نماز میں مشغول ہوگئے اور کہتے تھے اللھم بارک لی فی الموت یعنے
خداوندا برکت دے واسطے میرے بیچ موت کے اور مکرر فرماتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کثرت صلوٰۃ بھیجتے تھے محمد اور آل محمد پر ام کلثوم کہتی ہیں کہ
میں نے جو اضطراب اور قلق اس جناب کا مشاہدہ کیا تو تمام شب مجھکو بھی نیند نہ آئی میں نے کہا اے پدر عالیقدر کیا سبب ہے
کہ آج کی شب آپکو بدخوابی ہے اور استراحت نہیں فرماتے فرمایا اے دختر نیک اختر اپنے تئیں بزرگ شب ہے ہوتو عیش ولا
مکرر جناب پیغمبر اس عالم میں غائب نہیں ہوئے آج کی شب کہ مجھپر نہایت خوف و بیم غالب ہے پھر انا للہ وانا الیہ راجعون

فرمایا ام کلثوم نے کہا کہ اے پدر بزرگوار تمنے کیوں تمام شب خبر مرگ اپنی ہمکو دی ہے فرمایا
کہ اے دختر اجل میری نزدیک پہنچی اور سب آرزوئیں میری منقطع ہوگئیں یہ سنکر ام کلثوم رونے لگے
جناب امیر نے انکو رونے سے منع کیا اور فرمایا کہ جسوقت اذاں ہو تو مجھے خبر کرنا اور پھر نماز میں
مشغول ہوئے اور جب نماز کا وقت نزدیک پہنچا تو میں اس جناب کے پاس پانی وضو کی تجدید
کرنیکو لائی آپنے وضو کو تازہ کیا اور کپڑے پہنے اور متوجہ ہوئے طرف مسجد کے جب صحن خانہ
میں پہنچے تو مرغابیاں آپ کے سر راہ آئیں اور بازو کہولدیئے اور فریاد کرنے لگیں اس جناب
نے فرمایا کہ الله اکبر یہ چند فریاد کرنیوالے ہیں کہ پیچھے میرے نوحہ کرینگی فردا صبح قضائے الٰہی
ظاہر ہوگی ام کلثوم نے کہا کہ اے پدر عالیقدر آپ فال بد کیوں زبان سے نکالتے ہیں آپنے فرمایا
کہ اے دختر ہم اہلبیت فال بد نہیں لیتے اور تفکر بد انکی شان سے نہیں ہے ولیکن یہ سخن حق تھا
کہ جو میری زبان پر جاری ہوا اے دختر میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ ان مرغابیوں کو
میرے بعد چھوڑ دینا اور اگر انکو رکھو گی تو انکے آب و دانہ کی خبر رکھنا کہ یہ چند حیوان بے زبان
ہیں اور جب دروازہ پر گھر کے پہنچے تو قلابہ در کا پٹکہ کمربند میں الجھا اور پٹکا کھلکر زمین پر گر پڑا
اوسکو زمین سے اٹھا کر پھر کمر سے باندھا اور چند شعر پڑھے کہ جنکا مضمون یہ ہے کہ باندھ اپنی کمر کو
اوپر مرگ کے بدرستیکہ مرگ ملاقات کرنیوالی ہے تجھسے اور جزع نہ کر مرگ سے جسوقت کہ نازل
ہو تجھپر اور مغرور نہو ساتھ دنیا کے ہر چند دنیا ساتھ تیرے موافقت کرے کہ جیسا زمانہ کسیکو
ہنساتا ہے ویسا ہی اسکو رلاتا ہے پھر فرمایا کہ خداوندا مبارک کر میرے واسطے مرگ کو اور مبارک
کر میرے لیئے اپنے لقا اور ملاقات کو ام کلثوم کہتی ہیں کہ جب یہ اخبار محنت آثار اس جناب سے سُنی
تو میں نے کہا کہ واغوثاہ و امصیبتاہ تمام شب آپنے مرنیکی خبر دی فرمایا کہ اے دختر یہ سب علامات اور
دلائل میری مرگ کے ہیں کہ پے درپے ظاہر ہوتے ہیں غرض دروازہ کو کہولکر باہر تشریف لیگئے

ام کلثوم کہتی ہیں کہ میں نے دوڑ کر امام حسنؑ کو جگایا اور سارا حال اُنسے بیان کیا وہ جناب اپنے پدر بزرگوار کے پیچھے دوڑے اور اثناء راہ میں آپ کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ اے پدر بزرگوار ہنوز بہت شب باقی ہے آپ اسوقت کیوں گھر سے تشریف لائے فرمایا کہ اے نور دیدہ میں نے خواب ہولناک دیکھا ہے جناب امام حسنؑ نے اسکی کیفیت پوچھی کہ آپنے کیا دیکھا ہے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ جبرئیل کوہ ابو قبیس پر نازل ہوئے اور ایک ٹکڑا پتھر کا اُس کوہ سے لیا اور کعبہ کے سطح پر جا کر اُس پتھر کو ریزہ ریزہ مثل غبار کے کیا اور ہوا میں اُسکو اڑا دیا اور کوئی گھر مکہ اور مدینہ میں ایسا نہ تھا کہ جسمیں اُسکے ریزہ کو نہ پہنچایا ہو جناب امام حسنؑ نے پوچھا کہ اے پدر عالیقدر پھر آپ نے اسکی تعبیر کیا تصور کی فرمایا کہ یہ خواب دلالت کرتا ہے کہ باپ تیرا شہید ہوگا اور کوئی گھر مکہ اور مدینہ میں نہ رہے گا کہ جسمیں مصیبت میری داخل نہو امام حسنؑ نے عرض کی کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ واقعہ ہائلہ کب ہوگا فرمایا کہ میرے حبیب محمد مصطفیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں آخر ماہ مبارک رمضان میں شہید ہونگا ابن ملجم لعین کی ضربت سے شاہزادہ نے عرض کیا کہ اے پدر عالیقدر جبکہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ وہ قاتل آپکا ہے تو آپ اُسکو کیوں نہیں قتل کرتے فرمایا کہ اے فرزند گرامی قصاص پہلے جنایت اور خطا کے نہیں ہوتا یہ کہکر فرمایا کہ اے فرزند تم اپنے رخت خواب کیطرف پھر جاؤ جناب امام حسنؑ نے عرض کی کہ اے پدر والا میں چاہتا ہوں کہ آپکے ہمراہ مسجد میں چلوں فرمایا کہ میں قسم دیتا ہوں تجھے کہ تو پھر جا امام حسنؑ محزون و مغموم پھر گئے اور شاہزادہ اور ام کلثوم آپکی باتیں یاد کرکے روتی تھے پس جناب امیر مسجد میں داخل ہوئے تو اسوقت قندیلیں خاموش ہوگئیں تھیں اور مسجد میں تاریکی تھی اُس جناب نے چند رکعت نماز کی ادا کیں اور ایک ساعت تعقیب میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نماز پڑھکر بام مسجد پر تشریف لیگئے اور اذان کہی پس کوئی گھر کوفہ میں ایسا نہ تھا کہ جسمیں آپکی اذان کی آواز نہ پہنچی ابن ملجم لعین بھی تمام شب اس فکر میں جاگتا رہا تھا اور

اور اسی امر عظیم میں فکر تہا کہ قطامہ نے اسکو کہا کہ جو شخص ایسا ارادہ رکہتا ہو اسپر خواب حرام
ہے اوٹہہ اور جا علیؑ کو قتل کر اور آ اور مجہسے اپنی مراد حاصل کر اُس ملعون نے کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک
علیؑ کو قتل کرکے اپنی مراد کو نہ پہنچونگا ناگاہ آنکہ اسکی لگی اور ان کی آواز سنی اُس ملعونہ نے کہا کہ جلد جا
فرصت ہاتہ سے جاتی ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تمام شب ابن ملجم ملعون مع شبیب و وردان
مسجد میں رہے اور جناب امیرؑ کا انتظار کرتے تہے جب وہ جناب اذان سے فارغ ہوئے تو تسبیح اور تقدیس
اور تہلیل میں مشغول ہوے اور پہر صلوٰۃ اور درود محمدؐ و آل محمدؐ پر بہیجا اور صحن مسجد میں تشریف
لاکر جو لوگ کہ مسجد میں سوتے تہے انکو نماز کیواسطے جگایا اور جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ کے پاس تشریف
لائے تو اوسکو اوندہا سوتے دیکہا آپ نے اسکو جگایا اور فرمایا کہ اوٹہہ نماز کیواسطے اور اسطرح
نہ سو کہ یہ خواب شیطانی ہے بلکہ دست راست پر سو کہ یہ خواب مومنوں کا ہے اور چت سونا
خواب پیغمبروں کا ہے اور اوندہا سونا خواب شیطان کا ہے اور جو تو نے قصد کیا ہے قریب ہے
کہ آسمان پہٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اگر تو چاہے
تو میں تجہے خبر دوں اور بتاؤں کہ جو تیرے زیر جامہ پوشیدہ ہے یہ فرما کر آپ محراب میں جاکر
مشغول نماز ہوئے اور رکوع اور سجود کو موافق اپنی عادت کے طول دیا پس ابن ملجم لعین نے آنکر
نزدیک اُس ستون کے کہ جسکے نزدیک وہ جناب نماز پڑہتے تہے کہڑا ہوا اور جب آپ نے سر
سجدے سے اُٹہایا تو اُس ملعون نے تلوار آپکے سر مبارک پر ماری اور یہ ضرب اُس جگہ لگی کہ جس جگہ
عمرو ابن عبدود نے ضرب لگائی تہی پس فرق مبارک تا بہ پیشانی شگافتہ ہو گیا آپ نے فرمایا
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ فزت برب الکعبۃ فائز و رستگار ہوا میں
بحق پروردگار کعبہ کی مسجد نے جو صدا اُس جناب کی سنی تو سب محراب کیطرف دوڑے
اور چونکہ شمشیر کو زہر میں بجہایا تہا تو زہر فوراً آپ کے سر میں اور تمام بدن میں سرایت کر گیا

اور دیکھا لوگوں نے کہ وہ جناب محراب میں پڑے ہیں اور خاک کو لیتے ہیں اور زخم پر ڈالتے ہیں اور یہ آیہ تلاوت فرماتے ہیں منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری یعنی زمین سے پیدا کیا ہے ہمنے تمکو اور پہر اسکی طرف پہیر دینگے تمکو اور پہر اسی سے باہر لاوینگے تمکو دفعہ دوسری پہر فرمایا کہ آیا امر خدا کا اور سچ ہوا فرمانا رسولخدا کا راوی کہتا ہے کہ پہلے شمشیر علیہ اللعنہ کی تلوار فرق مبارک پر لگائی تہی مگر وہ طاق مسجد پر لگی پہر ابن ملجم لعین نے تلوار ماری اور فرق مبارک پر پہنچی اسوقت زمین کانپنے لگی اور آسمانوں کو لرزہ ہوا اور دریا جوش وخروش میں آئے اور در مسجد کے باہم ٹکرانے لگے پس اُس جناب کو اٹہا کر رو مال سر سے باندہی اور وہ جناب خون سر سے لیتے تہے اور ریش مبارک پر ملتے تہے اور فرماتے تہے کہ یہ وہی امر ہے کہ جسکا خدا اور رسول نے وعدہ دیا تہا اور سچ ہوا کہنا خدا اور رسول کا پس اسوقت ایک خروش ملائکہ آسمان سے بلند ہوا اور اندہی سیاہ چلنے لگی اور جبرئیل نے مابین آسمان وزمین کے ندا دی کہ بخدا سوگند خراب ہوگئی اور مسمار ہوگئے ارکان دین کے اور تاریک ہوگئے ستارے علم ونبوت کے اور مٹ گئے نشان پرہیزگاری کے اور گسیختہ ہوئی عروۃ الوثقائے الٰہی اور مارا گیا پسر عم محمد مصطفے اور برگزیدہ مجتبٰی اور شہید ہوا سید اوصیا علی مرتضٰی اور اسکو شہید کیا نحس ترین اور بدبخت ترین اشقیا نے جناب ام کلثوم نے جو یہ آواز سنی تو اپنے مُنہ پر طمانچہ مارنے لگیں اور گریبان اپنا چاک کیا اور فریاد وا ابتاہ وا علیاہ وا محمداہ وا سیداہ کی بلند کی پس جناب امام حسن اور امام حسین صلوۃ اللہ علیہما گہر سے نکلکر مسجد کیطرف دوڑے اور مسجد میں آنکر دیکہا کہ آدمی نوحہ اور فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وا اماماہ وا امیر المؤمنیناہ بخدا سوگند کہ شہید ہوا امام عابد کہ کبہی بت کو سجدہ نکیا تہا اور شبیہ ترین مردم تہا ساتہ رسولخدا کے شہزادوں نے بہی آواز وا ابتاہ وا علیاہ کی بلند کی اور فرماتے تہے کہ کاش ہمیں موت آتی یہ روز بد نہ دیکہتے اور جب محراب کے قریب پہنچے تو اپنے پدر بزرگوار کو محراب میں

پڑا ہوا دیکھا اور لوگ چاہتے ہیں کہ آپ اُٹھکر نماز پڑھا دیں مگر آپ اُٹھ نہیں سکتے پس جناب
امیر نے جناب امام حسنؑ کو اپنی جگہ کھڑا کیا کہ شہزادے نے سب کو نماز پڑھائی اور آپ بایما و اشارہ
نماز پڑھی اور خون کو اپنے منہ پر ملتے تھے جب امام حسنؑ نماز سے فارغ ہوئے تو سر مبارک اپنے پدر بزرگوار
کا اپنے دامن میں رکھا اور کہا کہ اے پدر بزرگوار تم نے پشت ہماری توڑی ہم کیونکر تمکو اس حال میں
دیکھیں جناب امیر نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ اے فرزند گرامی سوا آج کے دن کے پھر کبھی
تیرے باپ پر غم نہوگا یہ ہیں جد بزرگوار تیرے محمد مصطفٰے اور خدیجہ کبریٰ اور تیری ماں فاطمہ زہرا
اور حوران جنت الماویٰ گرد تیرے باپ کے کھڑے ہیں اور انتظار آنیکا کر رہے ہیں پس خوش
ہو اور رونا موقوف کر کہ تیرے رونے سے آسمان روتے ہیں اور جب یہ صدائے وحشت انگیز کوفہ میں
مشہور ہوئی تو مرد و عورت گھروں سے نکلکر مسجد میں جمع ہوئے اور دیکھا کہ امیر عرب نے ردا سے اپنے
زخم کو باندھ رکھی ہے اور سر مبارک دامن امام حسنؑ میں رکھے ہیں اور خون اُس سے ٹپک رہا ہے
اور رنگ روئے مبارک زرد ہوگیا ہے اور آسمان کیطرف نظر ہے اور تسبیح و تہلیل خدا میں مشغول
ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ خداوندا میں سوال کرتا ہوں تجھسے رفاقت انبیا اور اوصیا اور اعلائے
درجات جنت الماویٰ کا پھر وہ جناب بیہوش ہوگئے جناب امام حسنؑ رونے لگے آنسو شہزادے کے
چہرہ روئے انور جناب امیر پر پڑے تو آنکھیں غش سے کھولدیں اور فرمایا کہ اے فرزند نہ رو کہ تیرے باپ
پر کچھ خوف نہیں یہ ہیں رسول خدا جد بزرگوار تیرے اور سب بزرگ تیرے میری آنیکا انتظار
کرتے ہیں اور ملائکہ آسمان نے صدائیں درگاہ خدا میں بلند کی ہیں اے فرزند گرامی تو اپنے باپ
پر جزع و فزع کرتا ہے حالانکہ تو بھی زہر ستم سے شہید ہوگا اور بھائی تیرا حسینؑ ساتھ تیغ ظلم و عدوان
کے شہادت پائیگا جناب امام حسنؑ نے عرض کی کہ اے پدر بزرگوار آپ نہیں فرماتے کہ یہ معاملہ آپ سے
کسنے کیا فرمایا کہ فرزند یہودی عبدالرحمٰن ابن ملجم علیہ اللعنة نے مجھے زخمی کیا ہے اور اسی ساعت

باب کندہ سے مسجد میں داخل ہوتا ہے مگر ہر دم اثر زہر شمشیر اس ملعون کا اُس جناب کے بدن میں
سرایت کرتا تھا اور کبھی آپ بیہوش ہو جاتے تھے اور کبھی ہوش میں آتے تھے اور لوگ روتے تھے اور خاک
سر پر ڈالتے تھے کہ ناگاہ مسجد کے دروازے سے صدا بلند ہوئی دیکھا کہ ابن ملجم لعین کی مشکیں
باندھے ہوئے آتے ہیں اور سب اُسپر لعنت کرتے ہیں اور اُسکے مُنہ پر تھوکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
اے دشمن خدا تونے یہ کیا کیا کہ اُمت محمد کو ہلاک کیا اور بہترین مردم کو شہید کیا اور وہ ملعون
چُپ تھا اور کچھ نہ کہتا تھا اور حذیفہ نخعی ننگی شمشیر ہاتھ میں لیئے اُسکے آگے آگے تھا اور آدمیوں کے
غول کو چیرتا آتا تھا تا اینکہ اُس ملعون کو اُس جناب کے پاس لایا جب نظر جناب امام حسن کی اُس
ملعون پر پڑی تو فرمایا کہ او ملعون تونے مارا امیر المومنین کو آیا جزا اسکی کہ تجھے پناہ دے اور دوست
تجھے اختیار کیا اور تیرے ساتھ بہت سا سلوک کیا یہی تھی کہ جو تونے کیا اے بدبخت ترین مردم
آیا وہ جناب بد امام تھے تیرے واسطے وہ ملعون سر نیچے کیئے رہا اور کچھ جواب نہ دیا پس صدائے
گریہ و نوحہ سب کی بلند ہوئی جناب امام حسن نے پوچھا اُس شخص سے کہ جو اُس ملعون کو پکڑ لایا تھا کہ اس
دشمن خدا کو کہاں تونے پایا اور کیونکر اُسکو گرفتار کیا اُسنے عرض کی کہ اے مولا آخیر شب کو میں
گھر میں اپنی زوجہ کے ساتھ سوتا تھا اور بی بی میری جاگتی تھی کہ صدائے قتل امیر المومنین زمین
و آسمان سے اُسکے کان میں آئی اُسنے مجھے بیدار کیا اور کہا کہ تو کیا سوتا ہے کہ امام تیرے
علی ابن ابی طالب شہید ہوگئے میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ خدا تیرے مُنہ کو توڑے یہ تو کیا کہتی ہے
امیر المومنین نے کسی سے کیا برائی کی ہے کہ کوئی اُسکو مارےگا وہ خیر خواہ مسلمانوں کا ہے اور
باپ یتیموں کا ہے اور شوہر بیوؤں کا ہے اور کسکو طاقت و یارا اُسکے قتل پر ہے کہ وہ شیر خدا کا ہے
اُس عورت نے کہا کہ میں نے ایسی آواز سُنی ہے کہ کوئی کہتا ہے قتل ہوئے امیر المومنین غرض میں
اپنی تلوار لیکر اور نیام سے اُسکو کھینچکر سراسیمہ گھر سے نکلا اثنائے راہ میں اُس ملعون کو دیکھا کہ بیٹھا

چلا آتا ہے اور چپ و راست دیکھتا جاتا ہے اور خوفناک ہے میں نے اس سے کہا کہ وائے تجھ پر تو
ایسا کیوں سرگرداں ہے اور تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے اسنے اپنا نام بدلکر اور کچھ پتا بتایا
اور کہا کہ میں گھر سے آتا ہوں اور کام کو جاتا ہوں میں نے کہا کہ نماز صبح تو نے جناب امیرؑ کے ساتھ
کیوں نہ پڑھی کہا بخوف فوت ہو جانے کام کے میں نے پوچھا تو نے بھی سُنا صدمہ قتل امیر المومنینؑ
کا اور تجھے بھی معلوم ہوا کہ وہ جناب قتل ہوئے کہا میں نے نہیں سُنا میں نے کہا کہ پھر تو اس خبر کو
کیوں نہیں تحقیق کرتا کہا میں اپنی حاجت ضروری کیواسطے جاتا ہوں میں نے کہا کہ اے ملعون اس
سے زیادہ اور کیا حاجت ضروری ہے کہ یہ خبر ایسے امیرؑ کے قتل کی ہے کہ وہ امیر المومنینؑ امام المسلمین
ہے اور مجھے اسکی ان باتوں پر غصہ آیا اسکو میں نے ایک تلوار ماری یہ بچا گیا ناگاہ ہوا سے اسکا
دامن جامہ کا اُٹھا اور نیچے اُسکے تلوار دکھائی دی میں نے کہا کہ یہ شمشیر برہنہ تیرے دامن کے
نیچے کیسی ہے مگر تو ہی قاتل اُس جناب کا ہے اُسنے چاہا کہ کہے نہیں مگر خدا تعالےٰ نے اسکی زبان
پر ہاں جاری کیا پھر میں نے اسکے تلوار ماری اور اسنے مجھے ماری دونوں وار خالی گئے میں نے اُس سے
لپٹ کر تلوار چھین لی اور اسکو گرا اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اسمیں اور آدمی بھی میری مدد کو
آن پہنچے میں اسکو پکڑ کے یہاں لے آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر کیا پس جناب امیرؑ اور جناب
امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم حمد کرتے ہیں اُس خدا کی کہ جسنے ہمارے دشمن کو مخذول اور ذلیل کیا
پس جناب امام حسنؑ نے کہا کہ اے دشمن خدا تو نے شہید کیا امیر المومنینؑ کو جناب امیرؑ نے کہا
کہ اے فرزند یہ دشمن خدا و رسولؐ خدا اور دشمن تیرا ابن ملجم ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنی قدرت
کاملہ سے تیرے پاس اسکو حاضر کیا ہے اور جب نظر مبارک جناب امیرؑ کی اُس ملعون پر پڑی
تو باآواز ضعیف و نحیف فرمایا کہ اے بدبخت تو نے بڑے امر عظیم پر اقدام کیا آیا میں برا امام تمہارا تھا واسطے
تیرے کہ ایسی جزا تو نے مجھے دی آیا میں تجھپر مہربان نہ تھا آیا تجھے اوروں پر ترجیح نہ دی تھی آیا تجھ

احسان کیا تھا اور سب سے زیادہ تجھے دیتا تھا اور سبنے مجھسے کہا کہ تجھے قتل کریں اور مینے تجھے
کسیطرح کا آسیب نہ پہنچایا اور مینے تیری عطا اور بخشش میں زیادتی کی کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو
قاتل میرا ہے مگر چاہتا تھا کہ حجت حق تعالے کی تجھپر تمام ہوا ے ملعون خدا تعالے اب میرا انتقام تجھسے
لے اور مینے چاہا تھا کہ شاید تو اپنی گمراہی سے راہ راست پر آجائے مگر شقاوت تجھپر غالب ہوئی
اور مجھے تو نے قتل کیا وہ لعین رونے لگا اور کہا کہ اے امیرالمومنین آیا تم نجات دینے والے ہو اوس شخص
کو کہ جو مستحق جہنم کا ہو آخر جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے اوسکی سفارش کی اور فرمایا کہ اسکو کھانا اور پینا
دینا اور غل اور زنجیر میں اسکو نہ کرنا اور رفق اور مدارا اس سے کرنا اور جب میں دنیا سے جاؤں
تو تم بھی اسکو ایک ضرب مارنا اور ایک ضرب سے اس سے قصاص لینا اور اسکے بدن کو آگ
سے نہ جلانا اور ناک کان ہاتھ پاؤں اسکے نہ کاٹنا جناب رسولخدا نے فرمایا ہے کہ مثلہ کسیکو
نکرو اگرچہ سگ درندہ ہو اور اگر میں شفا پاؤنگا تو سزاوار تر ہوں کہ اسکو عفو کروں اسواسطے
کہ ہم اہلبیت صاحب کرم و عفو ہیں محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ پس جناب امیرؑ نے کہا کہ مجھے گھر میں
لیچلو پس اس جناب کو اوٹھا کر گھر میں لیچلے تو سب آدمی گرد آپکے نالہ و فغان کرتے جاتے تھے
اور قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں جناب امام حسنؑ بھی روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پدر
مہربان بعد تمہارے ہمارا کون پرستار ہے اور مصیبت تمہاری مثل مصیبت رسولخدا کی ہے
جناب امیرؑ نے شہزادے کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نزد ای فرزند اور دیکھا کہ امام حسنؑ کی چشمہا
روتے روتے مجروح ہوگئے ہیں آپنے دست مبارک سے آنسو انکی آنکھوں سے پاک کئے اور
ہاتھ اونکے دل پر رکھکر فرمایا کہ خدا تیرے دل کو صبر عنایت کرے اور مزد تیری اور تیرے بھائیوں
کی اس مصیبت میں زیادہ تر کرے اور تیرے اضطراب کو ساکن کرے اور رونا تیرا موقوف کرے
اور جزا دے تمکو بقدر تمہاری مصیبت کے پس اوس جناب کو حجرے میں قریب محراب کے لیجا کر لٹایا

اور جناب زینب اور ام کلثوم آپ کے روبرو آنکر بیٹھیں اور روروکر کہتی تھیں کہ بعد تیرے اے بابا ہم
اہلبیت کو کون تربیت کریگا اور انکے بزرگوں کی کون حفاظت کریگا اے پدر بزرگوار اندوہ ہمارا بہت
دراز ہے اور رونا ہمارا کبھی کم نہو گا پس صدا آدمیوں کی حجرہ کے باہر سے اُس جناب کے گوش مبارک
میں آئی آنسو آپ کی آنکھوں سے جاری ہوئے اور نظر حسرت سے اپنے فرزندوں کو اور اپنے
اہل وعیال کو دیکھتے تھے پھر حسنین کو اپنے پاس بلا کر چھاتی سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر بسبب
اثر زہر کے بیہوش ہوگئے جیسے رسول خدا اثر زہر سے کہ آپ کو دیا تھا کبھی ہوش میں آتے تھے اور
کبھی بیہوش ہو جاتے تھے پس جب آپ ہوش میں آئے تو امام حسن نے کاسۂ شیر آپ کے پینے کو دیا
اُس جناب نے تھوڑا سا پیکر باقی امام حسن کو دیا کہ یہ شیر اُس اسیر کو دو کہ وہ پئے اور سیرابی اسکی سفارش
کی اور بھی منقول ہے کہ جب ابن ملجم لعین کو قید کیا تو ام کلثوم نے فرمایا کہ اے ملعون تو نے امیر المومنین
کو قتل کیا اُس لعین شقی ابدی نے کہا کہ میں نے امیر المومنین کو نہیں قتل کیا تیرے باپ کو قتل کیا ہے
ام کلثوم نے کہا کہ میں امیدوار ہوں کہ اُس زخم سے وہ جناب شفا پائیں اُس شقی ازلی نے کہا کہ
اُس شمشیر کو میں نے ہزار درہم کو خریدا ہے اور ہزار درہم دیکر زہر کے پانی میں بجھوایا ہے اور ایسی ضربت
میں نے اُس پر لگائی ہے کہ اگر سب اہل زمین پر قسمت کیجائے تو البتہ سب ہلاک ہو جائیں ام کلثوم نے
کہا کہ اے ملعون خدا تعالے تجھے عذاب دنیا اور آخرت میں معذب کرے محمد بن حنفیہ نے کہا ہے کہ
جب اکیسویں ماہ مبارک رمضان کی ہوئی تو اثر زہر کا تا قدم مبارک اُس جناب کے پہنچا
اور اُس شب بیٹھکر نماز ادا کی اور ہمکو وصیت فرمائی اور کلمات تسلی کے ارشاد کئے اور جب صبح
طالع ہوئی تو سب کو رخصت دی کہ باہر سے آنکر مجھے دیکھ جائیں پس آدمی آتے تھے اور اُس
جناب پر سلام کرتے تھے اور وہ حضرت بھی جواب انکے سلام کا دیتے تھے اور فرماتے تھے
کہ ایہا الناس جو کچھ تمہیں پوچھنا ہو اسوقت مجھ سے پوچھ لو کہ پھر مجھکو نہ پاؤگے مگر اپنے سوالوں

کو مختصر اور سبک کر دیا سنکر سب آدمی رونے لگے اور خروش کرنے لگے حجر بن عدی کھڑا ہوا
اور آپ کی مصیبت میں چند شعر پڑھے جب وہ پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہوگا تیرا
کہ جس وقت تجھے طلب کرینگے اور تکلیف دینگے میری بیزاری سے اور کہیں گے کہ تو علیؑ سے
بیزار ہو حجر نے کہا کہ بخدا سوگند کہ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں یا آگ میں جلائیں تو بھی
تم سے بیزار نہوں اور بیزاری ظاہر نکروں آپ نے فرمایا کہ تو نے ہر چیز سے توفیق پائی ای حجر
اور خدا تجھے جزائے خیر دے اہلبیت کی جانب سے پھر آپ نے تھوڑا سا دودھ منگوا کر تناول کیا اور
فرمایا کہ آخر روز میرا ہے دنیا سے اور جب اکیسویں شب ماہ کی ہوئی تو اُس جناب نے اپنے فرزندوں
اور اہلبیت کو بلایا اور سب کو وداع کیا اور فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں خیرات و مبرات
اور نیک کام اختیار کرنے کی اور اُس شب اثر زہر کا آپ کے بدن میں تمام تر ظاہر ہو گیا تھا
اور کھانا پینا چھٹ گیا تھا لب مبارک ذکر خدا میں حرکت کرتے تھے اور قطرات عرق مثل مروارید
جبین مبین سے ٹپکتے تھے اور دست مبارک سے انکو پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول خدا
سے میں نے سنا ہے کہ وقت وفات مومن کے جبین سے بہت عرق ٹپکتا ہے مثل مروارید کے پھر
صغیر و کبیر کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا تعالے تم سب کا ولی اور مالک ہے تم سب کو میں نے خدا کے سپرد
کیا سب رونے لگے امام حسنؑ نے کہا کہ ای پدر بزرگوار ایسی باتیں آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنے سے آپ
ناامید اور مایوس ہو گئے ہیں فرمایا کہ اے فرزند گرامی میں نے ایک روز پہلے اس واقعہ کے تیرے جد امجد
رسول مقبول کو خواب میں دیکھا اور اپنی مصیبت اور آزار و رنج کہ جو اُس امت کے ہاتھ سے پہنچی
شکایت کی اُس جناب نے فرمایا کہ اے علیؑ نفرین کر میں نے کہا کہ خداوندا میرے بدل اور میری عوض
اس قوم پر بُروں اور بدوں اور ظالموں کو مسلط کر اور اُنکے بدل اُن سے اچھے مجھے نصیب کر
جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خدا تعالے نے تیری دعا کو قبول کیا کہ بعد تین شب کے تجھے حریم

پاس بھیجو کہ اب وہ تین شب گزرگئی ہیں اے حسن تجکو وصیت کرتا ہوں تیرے بھائی حسین کے حق
میں تم مجھسے ہو اور میں تمسے ہوں اور پہر اپنے فرزندوں کیطرف مُنہ کیا کہ جو غیر جناب فاطمہ
سے تہے اور کہا کہ تم حسن اور حسین کی متابعت و فرمانبرداری کرنا اور کسی امر میں اونکی مخالفت
نکرنا اور خدا تعالی تمہیں اس مصیبت میں صبر نیکو عنایت کرے اور آج کی شب میں تم میں سے جاتا ہوں
اور اپنے حبیب محمد مصطفی سے ملحق ہوتا ہوں اے حسن جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے
غسل دینا اور کفن کرنا اور حنوط کرنا اس کافور سے کہ جو جد امجد رسولخدا کے واسطے بہشت سے آیا
تہا اور جبرئیل اُسے لائے تہے اور جب مجھے تابوت میں رکہو تو آگے سے کوئی نہ اٹہانا وہ خود
بخود اٹہیگا تم پیچھے کیطرف سے اُٹہانا اور جسطرف تابوت جائے اسیطرف تم بہی جانا اور
جسجگہ وہ ٹہرجائے اوسجگہ کہودنا کہ وہی جگہ میری قبر کی ہے اُسمیں مجھے دفن کرنا اور اے حسن
تم مجہپر نماز پڑہنا اور سات تکبیریں کہنا کہ یہ سات تکبیر سوائے میرے اور سوائے تیرے بھائی حسین کے
اور اُسکے فرزند کے کہ قایم اور مہدی ہے اور زمانہ آخر میں ظاہر ہوگا اور سب پر حرام ہے اور
جب نماز پڑہ چکے تو جنازہ کو اُسجگہ سے اُٹہائیو اور اُسکے نیچے سے زمین پر سے خاک کو دور کیجیو
پس اوسجگہ قبر کہودی ہوئی تیار پاؤگے اور ایک تختہ صاف کیا ہوا منقش اُس قبر میں ہوگا
کہ اوسکو میرے جد امجد حضرت نوح نے میری قبر کی پوشش کے لئے بنایا ہے پس جلدی مجھے
تو اوسمیں دفن کرنا اور سات خشت بزرگ اوسجگہ پاؤگے اونکو میری قبر پر چننا اور راند کے صبر
کرنا اور پہر ایک خشت کو اٹہاکر دیکہنا کہ مجھے قبر میں نہ دیکہوگے اسواسطے کہ میں تمہارے جد رسولخدا
سے جاکر ملحق ہونگا کیونکہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں مرے اور وصی اُسکا مغرب میں مرتا ہے تو
البتہ خدا تعالی اوسکی روح اور اُسکے جسد کو اُس پیغمبر کی روح اور جسد کے ساتھ جمع کرتا ہے اور
پہر بعد ایکے وہ دونوں جدا ہو جاتے ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں آجاتے ہیں پہر میری قبر

کو خاک سے بھر دینا اور جب صبح ہو تو ایک تابوت اور بنانا اور اوسکو ناقہ پر باندھنا اور کسی شخص کے ہاتھ میں مہار دینا کہ وہ مدینہ کیطرف اوسکو کھینچتا لیجائے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ اسجگہ میں دفن نہیں ہوا اور بعض روایات معتبرہ میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو حکم دیا تھا کہ میری قبر چار جگہ بنانا ایک مسجد کوفہ میں اور ایک رحبہ میں اور ایک نجف میں اور ایک خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں تا کہ فرقہ خوارج اور بنی امیہ کو میری قبر کا حال معلوم نہو مبادا ارادہ میرے جسد کے نکالنے کا کریں پھر اُس جناب نے اپنے فرزندوں سے ارشاد کیا کہ عنقریب تمہارے واسطے ہر چہار طرف سے فتنے اور فساد برپا ہونگے مگر انجام صبر کا نیک ہے پس جبتک کہ خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں حکم کرے تم مصائب پر صبر کرنا کہ وہ بہترین حکم کرنیوالوں کا ہے اور جناب امام حسینؑ سے ارشاد کیا کہ ای ابا عبداللہ تو ہی شہید اس امت کا ہے پس تجھے صبر چاہیے بلاؤں پر اور تقوی و پرہیزگاری اور پھر وہ جناب بیہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا کہ اسوقت رسول خدا اور میرے عم حمزہ اور میرے بھائی جعفر تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ جلد آ کہ ہم سب مشتاق ہیں تیرے پھر اُس جناب نے اپنے اہلبیت سے کہا کہ تم سبکو خدا کو سونپتا ہوں خدا تمہیں راہ راست پر رکھے اور دشمنوں کے شر سے بچائے کہ آثار عرق جبین مبین پر ظاہر ہوا اور مشغول ذکر خدا ہوئے اور منہ طرف قبلہ کے کیا اور آنکھیں بند کرلیں اور ساتھ پاؤں طرف قبلہ کے دراز کیے اور شہادت ساتھ وحدانیت خدا اور رسالت رسالت پناہ کے دی اور ریاض رضوان کو تشریف لیگئے اور بھی ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے زائدہ بن قدامہ سے کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک دن میں جناب امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ مینے سنا ہے تو بھی واسطے زیارت قبر جناب امام حسینؑ کے جایا کرتا ہے مینے کہا کہ ہاں یا ابن رسول اللہ فرمایا کہ تو کیونکر جاتا ہے حالانکہ تجھے قرب و منزلت خلیفہ کے ساتھ حاصل

ہے اور وہ راضی نہیں ہے کہ کوئی شخص ہمکو دوست رکھے اور ہمکو انپر فضیلت دے اور ہمارے
فضائل اس امت سے بیان کرے زائدہ نے کہا کہ بجز اسکے میں زیارت امام مظلوم کی نہیں کرتا
مگر فقط واسطے رضائے خدا اور رسول خدا کے اور کسیکے غصہ اور خشم سے پروا نہیں کرتا اور میں ایذا
اور آزار کو اس راہ میں سہل اور آسان جانتا ہوں آپنے فرمایا کہ واللہ ایسا ہی ہے اور میں
تجھے خبر دیتا ہوں اس جناب کی کہ جو میرے نزدیک سخت ہے اور حزن میں لانیوالی ہے کہ
جب کربلا میں والد ماجد میرے امام حسینؑ اور فرزند انکے شہید ہوگئے اور حرم محترم کو انکے شترانِ
برہنہ پر سوار کرکے جانب کوفہ روانہ کیا اور ہم سب جنگگاہ میں پہنچے اور نظر ہماری کشتوں
پر پڑی اور انکو خاک و خون میں غلطاں بے غسل و کفن پڑا ہوا دیکھا تو ایک قلق عظیم اور اندوہ
بزرگ نے گھیر لیا اینکہ قریب تھا کہ جان میری بدن سے مفارقت کرجائے کہ پھوپھی زینبؑ نے یہ
حال میرا دیکھکر فرمایا کہ اے بقیہ یادگار جد و پدر یہ کیا حال ہے کہ میں تجھ میں مشاہدہ کرتی ہوں
نزدیک ہے کہ تو ہلاک ہوجائے میں نے کہا کہ اے عمہ کیونکر یہ حال میرا نہو کہ میں اپنے سید اور بزرگ
والد ماجد اور بھائی چچا فرزند وغیرہ کو عریان خاک و خون میں غلطاں بے گور و کفن دیکھتا ہوں
میری پھوپھی زینب نے کہا کہ جزع و فزع نکر اے فرزند برادر کہ اس واقعہ کی خبر مجھے رسولخدا
نے دی تھی اور اسکی خبر دی ہے کہ ایک گروہ آویگی کہ کوئی انکو نہ پہچانے گا اور درمیان تمام آسمان
و زمین کے معروف ہیں اور ان اعضائے پارہ پارہ کو جمع کریگی اور ساتھ ابدان مجروح کے
دفن کریگی اور تیرے پدر شہید کی قبر کا نشان بنائیگی تا کہ نشان قبر ساتھ مرور ایام و لیالی
کے باقی رہے اور پیشوایان کفر و اتباع ضلالت محو و مسمار کرنے میں نشان قبر کی سعی بہت
کرینگے مگر جسقدر یہ مٹانے میں نشان کی سعی کرینگے اسیقدر نشان ظہور زیادہ پائیگا پھر
فرمایا کہ مجھے خبر ام ایمن نے دی کہ ایکروز جناب رسولخدا جناب فاطمہؑ کے دیکھنے کو تشریف لائے

پس جناب فاطمہؑ حریرہ تیار کرکے آپ کے پاس لائیں اور جناب امیرؑ ایک طبق خرموں کا لائے اور
میں ایک کاسہ شیر کا اور مسکہ لائی پس جناب رسولخداؐ نے جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ اور حسنینؑ کے ساتھ
تناول کیا جناب امیرؑ نے ہاتھ دھلوائے جناب رسولخداؐ ان سب کیطرف دیکھکر خوش ہوئے اور
آسمان کیطرف دیکھکر خوش ہوئے اور آسمان کیطرف دیکھکر انکے حق میں دعا کی اور پھر سجدہ
شکر میں گئے اور سجدہ میں صدائے گریہ بلند ہوئی اور آب دیدہ جاری ہوئے پھر سر سجدہ سے
اٹھا کر ایک ساعت سر جھکائے رہے اور مثل باران آنسو جاری تھے جب رونے کو اس جناب
کے طول ہوا تو جناب امیرؑ و فاطمہؑ نے سبب رونے کا پوچھا آپ نے فرمایا کہ اسوقت میں تمہارے
دیکھنے سے شاد و خرم تھا اور شکر خدا کا کرتا تھا کہ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ اے حبیب
خدا خداوند عالم بعد تحفہ سلام کے ارشاد کرتا ہے کہ ہمنے تیری شادی اور سرور کو جانا کہ جو
تجھے اپنے اہل وعیال کے دیکھنے سے عارض ہوئی پس تمام کیا ہمنے تیرے واسطے نعمت
کو اور گوارا کیا تیرے واسطے اس عطیہ کو اسطرح پر کہ کیا انکو اور ان کے فرزندوں اور دوستوں
اور شیعوں کو تیرے ساتھ بہشت میں اور تجھمیں اور انمیں جدائی نہ ڈالیں گے ہم اور جو کچھ ہمنے
تجھے کرامت کی انکو بھی کرامت کرینگے مگر تیری امت کے منافقین کے ہاتھ سے انپر بہت سی
بلائیں اور مصیبتیں واقع ہونگی اور انواع انواع کیطرح سے انکو قتل کرینگے کسیکو تلوار سے کسیکو زہر سے
اور ہر ایک کو ہر ایک ناحیہ و شہر میں قتل کرینگے اور انکی قبریں ایکدوسرے سے دور دور
ہونگی خدا تعالے نے اس حال کو تیرے واسطے اور انکے واسطے پسند کیا ہے اور اونکو اہل سعادت
سے گردانا ہے پس حمد کرو اس چیز پر کہ جس چیز کو خدا نے تمہارے واسطے پسند کیا ہے اور راضی ہو
قضائے الٰہی پر پس میں نے حمد کی خدا کی اور راضی ہوا اسکی قضا پر جبرئیلؑ نے کہا کہ اے محمدؐ تمہارا
بھائی علیؑ مقتول اور مظلوم ہوگا بعد تمہارے اور منافقین امت تیرے اسپر غالب آئیں گے اور

اور انکی خلافت غصب کرینگے اور آخر قتل کیا جائیگا بدترین خلایق کے ہاتھ سے کوفہ میں اور حسین
تیرے مع ایک گروہ اہلبیت اور ذریت تیری سے فرات کے کنارے پر زمین کربلا میں شہادت پائینگے
اور یہ زمین بہترین بقعہائے زمین ہے اور حرمت اوسکی سب زمینوں سے عظیم تر ہے اور وہ قطعہ
بہشت سے ہے اور جس روز کہ وہ شہید ہونگے تو زمین لرزنے میں آئیگی اور قاتل اوسکے قیامت
میں عذاب عظیم میں گرفتار ہونگے اور خدا تعالے اپنی ید قدرت سے قبض ارواح شہدائے کربلا کی
کریگا اور بہت سے ملائکہ آسمان ہفتم سے ظروف زمرد اور یاقوت کے آبحیات بہشت سے بھرے ہوے
لیکر آئیں گے اور اونکو غسل دینگے اور خوشبو کرینگے اور حلے بہشت کے پہنائیں گے اور ملائکہ صف
بصف انپر نماز پڑھیں گے پھر ایک گروہ کو خدا تعالے برانگیختہ کریگا کہ وہ انکو دفن کرینگے اور
انکی قبروں کو بلند کرینگے تا لوگ انکی زیارت سے مشرف ہوں اور ثواب پائیں اور رستگار
ہوں اور ہر روز و شب آسمان سے ایک لاکھ فرشتے قبر جناب امام حسینؑ کی حاضر ہوا کرینگے
اور انپر درود بھیجیں گے اور تسبیح خدا تعالے کی کرینگے اور استغفار کریں گے خدا سے زیارت کرنیوالوں
کے واسطے اور زیارت کرنیوالوں کے نام اور انکے باپ اور یگانوں کے اور شہروں کے نام
عرش پر لکھکر انپر مہر نور کی لگائی جائیگی کہ یہ ہیں زیارت کرنیوالے قبر بہترین شہید فرزند
بہترین انبیا کے اور بروز قیامت اون مہروں میں سے ایک نور ساطع ہوگا کہ آنکھوں کو اہل محشر
کے خیرہ کردیگا پھر جبرئیل نے کہا کہ اے محمدؐ گویا میں دیکھتا ہوں تمکو صحرائے محشر میں کہ تم آئے اور میں
اور میکائیل تمہاری دو نو جانب اور علیؑ پیش رو ہیں اور بہشت سے فرشتے کہ جنکا عدد سوا
خدا کے اور کوئی نہیں جانتا تمہارے گرد ہیں اور عرصہ محشر میں پھرتے ہیں اور اہل محشر کو دیکھتے ہیں
پس جسکے منہ پر اثر اس مہر کا دیکھتے ہیں اوسکو ہول قیامت سے نجات دیتے ہیں یہ ہے
حکم خدا اور عطائے خدا واسطے زائرین قبر تمہاری اور قبر علیؑ اور حسنینؑ کی اور منافقین آخرت

ہر چند قبر کی علامت اور نشان کو مٹانا چاہیں گے مگر خدا تعالےٰ اوسکو نہ چھوڑیگا کہ ایسا کریں پس پدر
بزرگوار نے فرمایا کہ سبب میرے اندوہ اور رونیکا یہ ہے کہ جو میں نے بیان کیا پھر زینب خاتون فرماتی
ہیں کہ جب ابن ملجم علیہ اللعنۃ نے میرے پدر بزرگوار کو ضربت ماری اور اثر مرگ میں نے انمیں مشاہدہ
کیا تو میں نے عرض کی کہ ای پدر بزرگوار ام ایمن نے ایسی حدیث بیان کی ہے فرمایا کہ ای دختر جو حدیث
ام ایمن نے بیان کی ہے درست ہے یہ سب چیزیں ہونیوالی ہیں گویا میں دیکھتا ہوں کہ تجکو اور
سب عورتوں کو میرے اہلبیت سے اس شہر میں قید کیا ہے اور ساتھ ذلت اور خواری کے تجکو
لیجاتے ہیں اور تم اپنے دشمنوں سے خائف اور ترساں ہو پس اوسوقت تم صبر کرنا اور شکیبائی
کو کام میں لانا بحق اوس خداوند کے کہ جسنے دانہ کو شگافتہ کیا اور خلق کو پیدا کیا کہ اوسوقت
روی زمین پر سوا تمہارے اور تمہارے دوستوں اور شیعوں کے اور کوئی دوست خدا کا نہوگا اور
جب رسول خدا نے یہ حدیث ہمسے ارشاد کی تھی تو فرمایا تھا کہ جس روز شیطان از راہ خوشی کے
پرواز کریگا اور مع اپنے فرزندوں اور یاروں کے روی زمین پر جولان کریگا اور کہیگا کہ ای
گروہ شیاطین جو کچھ ہمارا مطلب تھا فرزندان آدم سے اوسکو پہنچے اور انکے ہلاک کرنیمیں اپنی
آرزو پائی اور سب کو مستحق جہنم کا کردیا مگر ایک جماعت قلیل کہ جو دامن اہلبیت میں چنگل مارے ہوئے
ہیں پس جسقدر تمسے ہوسکے سعی کرو کہ آدمی انکے حق سے شک میں پڑیں اور آدمیوں کو انکی عداوت
اور دشمنی پر برانگیختہ کرو اور اونکے ضرر پہنچانے پر آمادہ کرو تا خلق میں کفر و ضلالت مستحکم ہوجائے
اور کوئی شخص نجات نہ پاوے اور اس ملعون نے اپنے گمان کو اکثر آدمیوں کے حق میں درست
کیا تھا اسواسطے کہ ساتھ تمہاری دشمنی کے کوئی عمل نیک فائدہ نہیں بخشتا - اور تمہاری دوستی
اور موالات کے ساتھ کوئی گناہ بغیر کبیرہ کے ضرر نہیں پہنچاتا زائدہ کہتا ہے کہ جب امام زین العابدین
نے اس حدیث کو مجھسے بیان کیا تو فرمایا کہ اس حدیث کو یاد رکھ **فصل تیسری** بیچ بیان

غسل اور کفن اور دفن جناب امیرؑ کے حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جب
حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے اور کشتی خانہ کعبہ پر پہنچی اور ساتھ شوط گرد کعبہ کے طواف کیا پس
خداتعالےٰ نے حکم کیا کہ اے نوحؑ کشتی سے نیچے اور جسد آدمؑ کو نکالکر کشتی میں رکھہ پس حضرت نوحؑ
کشتی سے پانی میں اوترے اور پانی تا بزانو تہا اور اوس تابوت کو کہ جسمیں نعش حضرت آدمؑ کی
تہی پانی میں سے نکالکر کشتی میں رکہا جب کشتی مسجد کوفہ پر پہنچی اور وہاں ٹہر گئی تو حضرت نوحؑ
نے جسد حضرت آدمؑ کو نجف اشرف میں دفن کیا اور ایک قبر اپنے واسطے بنائی اور ایک صندوق
واسطے دفن جناب امیرؑ کے تراش کر اپنے پاس رکہا اور بھی منقول ہے جناب صادقؑ سے کہ ام کلثوم
رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے جنازہ جناب امیرؑ کو تیار کر کے پیچھے سے اوٹہایا
اور آگے سے فرشتوں نے اوٹہایا اور نجف اشرف کی طرف لیچلے تو میں بہی پیچھے جنازہ کے بنا بر
تشییع جنازہ ساتہہ تہی کہ جب جنازہ زمین نجف پر پہنچا تو ایک جگہ اوترا اور امام حسنؑ نے ایک کلنگ
زمین پر مارا قبر کہدی ہوئی تیار نکلی اور ایک تختہ اوسپر ڈہکا ہوا تہا کہ اوسپر یہ دو سطر لکہی ہوئی تہیں
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ قبر ہے کہ بنایا ہے اسکو نوحؑ پیغمبر نے واسطے علی وصی محمدؐ کے نو سو برس پہلے
طوفان سے جب اوس جناب کو قبر میں رکہا تو جسد اطہر اوس جناب کا غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ زمین
کے اندر گیا یا آسمان کے اوپر چلا گیا ناگاہ صدا منادی کی کانوں میں آئی کہ خداتعالےٰ تمکو صبر نیک
کرامت فرماے بیچ مصیبت سید تمہارے کے اور حجت خدا کی اوپر خلق کے اور بھی بسند معتبر
منقول ہے کہ ابو بصیر نے جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ قبر جناب امیرؑ کی کہاں ہے فرمایا کہ آدمی آپس میں
اختلاف کرتے ہیں پہر آپ نے فرمایا بیچ قبر نوحؑ کے مدفون ہوے ہیں پہر پوچھا کہ کسنے آپ کو دفن
کیا ہے فرمایا رسول خدا نے ساتہ ملائکہ بزرگوار عالی تبار اور کاتبان اعمال کے ساتہ روح اور ریحان
بہشت کے اور اوسپر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اور بہی روایت میں وارد ہے کہ ہمراہ جنازہ

جناب امیرؑ چار آدمی تھے حسنینؑ اور محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر اور شب کو صحرا کوفہ میں دفن کیا تھا
اور بخوف خوارج آپکی قبر کا نشان مٹا دیا تھا اور نشان آپ کی قبر کا کسیکو نہ معلوم ہوتا تھا تا اینکہ جناب
امام جعفر صادقؑ نے اپنے اصحاب کو اُسکا نشان دیا **اور بھی** روایت میں وارد ہے کہ ایکروز
ہارون رشید شکار کے لیے کتے شکاری اور باز اور چرغ لیکر صحرائے نجف میں گیا اور سگ اور چرغ
وغیرہ کو آہوؤں پر چھوڑا ہرن دوڑکر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے اور کتے وغیرہ پھر آئے ٹیلے پر نجا سکے
تین دفعہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ جب ہرن ٹیلے سے اُترے تو کتے انکی طرف دوڑے اور جب وہ
ٹیلہ پر چڑھ گئے تو کتے پھر آئے ہارون رشید متعجب ہوا اور لوگوں سے اُس ٹیلے کا حال پوچھا کسی نے
کچھ جواب نہ دیا ایک پیر کہن سال نے کہ قبیلہ بنی اسد سے تھا کہا کہ اگر مجھے امان ملے تو میں بتاؤں
ہارون نے کہا کہ تجھے امان ہے اُسنے کہا اس ٹیلہ میں قبر ہے علی بن ابیطالب کی اور اس سبب
جانوران شکاری اُسپر جا نہیں سکتے پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر گیا اور نماز پڑھی اور دعا
کی اور چلا گیا **اور بھی** روایت کی ہے کہ ابن ملیکا نے جناب صادقؑ سے پوچھا سبب خم ہونے
عمارت کا کہ سر راہ نجف اشرف کے واقع ہے کہ اُسکو بالفعل خانہ کہتے ہیں فرمایا کہ جب جنازہ
جناب امیرؑ کا اُسکے آگے سے گزرا تو اُسنے میل کی اور منحنی ہوا واسطے تاسف و حزن کے اس صحبت
پر **اور بھی** مروی ہے کہ جس شب صبح پر فتوح جناب امیرؑ نے روضہ رضوان کو پرواز کیا تو آواز
گریہ ملائکہ اور آواز گریہ و نوحہ و مرثیہ اجنہ کی سب کے کانوں میں آتی تھی اور محمد بن حنفیہ سے
منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ کو تختے پر غسل دینے کو لٹایا تو امام حسنؑ غسل دیتے تھے اور جناب امام حسینؑ
پانی ڈالتے تھے اور ملائکہ کروٹیں دلاتے تھے اور بوئے مشک و عنبر کی جسد مطہر جناب امیرؑ سے آتی
تھی اور کافور بہشت سے آپ کو حنوط کیا اور اُس کافور کی خوشبو سے تمام کوفہ و اہل کوفہ معطر
اور خوشبو ہو گئے تھے اور آگے سے تابوت کو جبرئیل و میکائیل نے اٹھایا اور پیچھے سے حسنینؑ نے

اور جس دیوار اور درخت اور عمارت کے نیچے تابوت پہنچتا تھا تو وہ پے تعظیم خم ہو جاتا تھا اور جناب امام حسنؑ روتے تھے اور کہتے تھے کہ اے پدر بزرگوار پشت ہماری توڑی اور تیری مصیبت کی شکایت طرف خدا کے ہے اور بھی مشارق الانوار میں مسطور ہے کہ جب جناب امیرؑ کو قبر میں رکھا تو دیکھا کہ ایک پردہ سندس قبر پر کھینچ گیا جناب امام حسنؑ نے اُس پردے کو اٹھایا تو دیکھا کہ جناب رسالتمآبؐ اور حضرت آدمؑ و حضرت ابراہیمؑ جناب امیرؑ سے باتیں کرتے ہیں اور جب پائینی کیطرف سے پردہ کو اٹھایا تو دیکھا تو فاطمہ زہراؑ و حواؑ اور مریمؑ اور آسیہؑ اس جناب پر نوحہ کرتی ہیں اور بھی روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے جناب امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ جناب امیرؑ کوفہ میں شہید ہوئے تھے غیر شہر کے آدمیوں نے کس علامت سے آپ کے مارے جانے کو جان لیا تھا آپ نے فرمایا کہ اُس شب طلوع صبح تک زمین سے جس جگہ پتھر کو اٹھاتے تھے نیچے سے اُسکے خون تازہ جوش مارتا تھا اس علامت سے سبنے آپ کے قتل ہونیکا حال جان لیا تھا اور ویسے کہ جس شب ہارون حضرت موسیٰؑ کے بھائی نے وفات پائی تھی اور جس شب یوشع بن نون شہید ہوئے تھے اور عیسےٰؑ آسمان پر گئے تھے اور امام حسینؑ شہید ہوئے تھے اُس روز بھی ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا اور یہی منقول ہے کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس صباح آسمان و زمین اُسپر روتے ہیں اور جب پیغمبر مرجاتا ہے تو چالیس برس روتے ہیں اے علیؑ جب تو شہید ہوگا تو آسمان و زمین چالیس برس تجھپر گریہ وزاری کرینگے۔ پس ابن عباس کہتے ہیں کہ جب جناب امیرؑ شہید ہوئے تو تین روز آسمان سے خون برسا اور ہر سنگ کے تحت سے خون جوش کرتا تھا اور کتب مخالفین سے بھی یہ امر ثابت ہے اور بھی منقول ہے کہ لشکر فرنگ ایک جماعت کو اہل اسلام سے قید کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے اونپر کفر کو عرض کیا انہوں نے انکار کیا بادشاہ نے روغن زیت گرم کرکے سبکو اوسمیں ڈالدیا کہ وہ سب جلکر ہلاک ہوگئے مگر ایک شخص کو انمیں سے چھوڑدیا تا کہ مسلمانوں کو جاکے

ہلاک ہوئیگی خبر کرے اثنا راہ میں اس شخص کو صحرا میں ایک جگہ آواز گھوڑوں کے پاؤں کی آتی اس شخص
نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنے رفیقوں کو دیکھا اسنے کہا کہ تم سب کو میرے روبرو روغن زیت میں ڈالکر
جلا دیا تھا تم کیونکر زندہ ہو گئے انہوں نے کہا کہ ہم نتنوں خدا میں تھے کہ ناگاہ منادی نے ندا دی کہ اے
شہداء صحرا اودیا اشب علی بن ابی طالب شہید ہوا ہے تم سب اوسکی نماز کے واسطے حاضر ہو سو
اب ہم اوسپر نماز پڑھکر آتے ہیں اور اپنی قبروں میں جاتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ روز شہادت جناب
امیر کے صدا گریہ آدمیوں کی بلند مثل اوس دن کی تھی کہ رسولخدا نے دنیا سے مفارقت کی تھی کہ اس حالمیں
حضرت خضرؑ بصورت پیر مرد آئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ آج خلافت پیغمبری کی منقطع ہوئی پس
جس گھر میں کہ جناب امیرؑ تھے اوسپر کھڑے ہو کر کہا کہ خدا رحمت کرے تجھے اے ابوالحسن تو تھا کہ اسلام
تیرا سب سے زیادہ تھا اور ایمان تیرا خالص تھا اور یقین تیرا سب سے سخت تر تھا محافظت تیری واسطے
رسولخدا کے سب سے بیشتر تھی اور مناقب و فضائل تیرے سب سے زیادہ تر تھے اور درجہ تیرا سب سے بلند تر تھا اور
قرابت تیری رسولخدا کے ساتھ سب سے زیادہ تر تھی اور شبیہ ترین مردم تھا ساتھ رسولخدا کے سیرت و طریقہ
اور اطوار اور گفتار و کردار میں اور مرتبہ تیرا اوس جناب کے نزدیک سب سے زیادہ تھا اور سب اصحاب پیغمبر
اور مسلمانوں سے قوی تر تھا اور مردانہ جہاد میں جاتا تھا اور سب ڈرتے تھے اور ساتھ حق کے قیام کیا تو نے
جسوقت اوروں نے سستی کی اور طریقہ رسولخدا پر باہر گیا تو جسوقت کہ ہر ایک اصحاب کیا ایک راہ پر گئے
اور خلیفہ بحق ہو سکا تھا بے تنازع اور حق کو بیان کیا جسوقت اور بیان کرنے سے عاجز تھے اور اگر سب
تیری متابعت کرتے تو ہدایت پاتے غرض اسیطرح کے کلام بہت سے بیان کئے

فصل چوتھی بیچ بیان احوال ابن ملجم علیہ اللعنۃ والعذاب کے احادیث معتبرہ میں جناب امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول
ہے کہ پے کنندہ ناقہ صالح ازرق ولد الزنا تھا اور قاتل امیر المومنین کا ولد الزنا تھا اور قبیلہ مراد
کہتے تھے کہ ہم ابن ملجم علیہ اللعنۃ کے باپ کو نہیں پہچانتے اور اوسکا نسب نہیں جانتے اور قاتل حسینؑ کا

ولد الزنا تہا اسواسطے کہ قتل نہیں کرتا پیغمبر اور اولاد پیغمبروں کو مگر اولاد زنا اور حبیب ابن ملجم علیہ اللعنۃ
کو جناب امام حسن کے روبرو لائے تو اس ملعون نے کہا کہ مینے خدا سے عہد کیا تہا کہ تیرے باپ کو قتل کرونگا پس مینے اپنے
عہد کو پورا کیا اگر چاہو معاف کرو اور چاہو قتل کرو اگر عفو کرو گے تو میں جاکر معاویہ کو قتل کرونگا اور اسکے شر
سے تمکو نجات دونگا اور پہر تمہارے پاس آجاونگا جناب امام حسن نے فرمایا کہ نہیں میں تجہے ابہی جہنم میں بہیجتا ہوں
پس قتل فرمایا ایک ہاتہ اور سپر لے کر دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک روایت میں ہے کہ حبیب ابن ملجم کو جناب امام حسن کے پاس لائے
تو اس ملعون نے کہا کہ اے حسن میں چاہتا ہوں کہ کچہ بات تمہارے کان میں کہوں آپنے فرمایا کہ اے ملعون تو چاہتا ہے کہ
میرے کان دانتوں سے کاٹے میں تیرے کہنے کو قبول نہیں کرتا ابن ملجم نے کہا کہ اے حسن بخدا سوگند کہ اگر میرے پاس کان لاتے
تو البتہ میں تمہارے کان کو جڑ سے اکہاڑ لیتا اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے امام حسن سے التماس کیا کہ
اس ملعون کو مجہے دیدو تب آپنے اس ملعون کو انکے سپرد کیا عبداللہ نے سیخیں گرم کرکے مثل میل سرمہ انکو اسکی آنکہوں
میں کہینچا اس ملعون نے کہا کہ تبارک خلق الانسان من علق اے برادر تو بخدا میل گرم سرمہ میری آنکہوں
میں کہینچتے ہو پہر عبداللہ نے حکم کیا کہ ہاتہ اور پاؤں اسکے کاٹو مگر اسنے کچہ نکہا اور جب اسکی زبان کے کاٹنے کا
حکم دیا تو جزع اور فزع کرنے لگا لوگوں نے کہا کہ اے ملعون تیرے ہاتہ پاؤں کاٹے گئے جب تو تونے جزع و فزع نکی اب زبان
کے کٹنے میں کیوں جزع کرتا ہے اسنے کہا کہ مین زبان کے کٹنے سے جزع نہیں کرتا ولیکن مکروہ جانتا ہوں کہ ایک ساعت
دنیا میں رہنے کو اور چاہتا ہوں یاد خدا کرونگا پس اسکی زبان قطع کی اور آگ سے اسکو جلا دیا۔ اخوند
ملا محمد باقر صاحب مجلسی جلاء العیون میں فرماتے ہیں کہ روایات سابقہ صحیح اور قوی ہے اور یہی منقول
ہے کہ حبیب ابن ملجم کو گرفتار کرکے جناب امیر کے روبرو لائے اوس جناب نے فرمایا کہ اے ملعون تجہکو کیا شے باعث ہوئی
کہ تو نے ایسا فتنہ دین میں ڈالا اس ملعون نے کہا کہ مینے اپنی تلوار کو چالیس روز زہر دیا اور دعا کی کہ بدترین
خلق کو اس تلوار سے ماروں اس جناب نے فرمایا کہ اے ملعون دعا تیری مستجاب ہوئی اور تو کہ بدترین خلق ہے اسی تلوار
سے مارا جائیگا پس یہ فرما کر امام حسن سے فرمایا کہ جب میں دنیا سے جاؤں تو اس ملعون کا اسی تلوار سے قصاص لینا

اور بہی قطب راوندی نے ابن شہر آشوب اور علی بن عیسیٰ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز مسجد حرام میں
بیچ مقام ابراہیم کے آدمی جمع ہوئے ابن قار راوی کہتا ہے کہ مینے باعث اونکے جمع ہونیکا پوچہا تو کہا کہ ایک راہب
مسلمان ہو گیا ہے جب میں نزدیک آیا تو ایک مرد پیر کو مینے دیکہا پشمینہ پہنے اور کلاہ پشمینہ سر پر رکہے برابر
مقام ابراہیم کے بیٹہا ہے مینے جو اوس سے حال پوچہا تو کہا کہ میں کنارہ دریا پر صومعہ رکہتا تہا ایکدن
میں اپنے صومعہ سے دریا کو دیکہ رہا تہا ناگاہ مینے دیکہا کہ ایک مرغ مانند کرگس ہوا پر سے نیچے آیا اور ایک پتہر پر دریا کے
پانی سے بلند بیٹہا اور قی کی ربع انسان اوسکے گلے سے نکلا اور پہر اوڑ گیا اور غائب ہو گیا اور بعد ایکساعت
کے پہر آیا اور ایک ربع اور اوگلا اور پہر اوڑکر غائب ہو گیا اور پہر بعد ایکساعت کے آکر تیسرا ربع اوگلا اور پہر اوڑگیا
اور پہر ایک ساعت کے بعد آکر چوتہا ربع بہی اوگلا وہ چاروں ربع آپسمیں ملکر ایک آدمی بنگیا مجہہ دیکہکر
کمال تعجب معلوم ہوا کہ پہر وہ جانور آیا اور اوسکے ربع کو جدا کرکے نگل گیا اور اوڑگیا غرض اسیطرح وہ جانور
چار دفعہ میں چار ٹکڑے اوسکے کرکے کہا گیا اور چلا گیا مجہے افسوس آیا کہ مینے اوس مرد سے کیوں نہ پوچہا کہ تو
کون ہے کہ تہوڑی دیر کے بعد پہر وہ جانور آیا اور چار دفعہ میں مثل سابق اوسکو قی کر دیا اور پہر وہ ایک آدمی بنگیا
میں دریا کے کنارے پر گیا اور اوس سے پوچہا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ وہ شخص ابن ملجم ہے مینے پوچہا کہ تو نے کیا
عمل کیا ہے کہ جسکے سبب سے اس عذاب میں مبتلا ہوا ہے اوسنے کہا کہ مینے علی بن ابی طالب کو قتل کیا ہے پس حق سبحانہ
تعالے نے اس مرغ کو مجہپر مسلط کیا ہے کہ یہ عذاب مجہپر کرتا ہے اور قیامت تک اسیطرح عذاب کیا کریگا اور دوسری
روایت میں ہے کہ استخوان اوس ملعون کی ایک گڑہے میں ڈالدیے تہے کہ آدمی ہمیشہ اوس گڑہے میں سے آواز
نالہ و فریاد کی سنتے تہے اور بہی منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ جب میں معراج میں گیا اور آسمان
چہارم پر پہنچا تو صورت علی بن ابی طالب کی دیکہی مینے کہا کہ اے اخی جبرئیل یہ صورت کیونکر ہے جبرئیل نے
کہا کہ یا محمد ملائکہ نے پروردگار عالم سے عرض کی کہ اے پروردگار عالم دنیا میں ہر آدمی علی بن ابی طالب
کی صبح و شام زیارت سے مشرف ہوتے ہیں اور اونکے روے انور پر نظر کرکے سعادت حاصل کرتے ہیں کہ وہ

حبیبؐ ہا حبیب تیرے محمد مصطفیٰ کا اور خلیفہ اور وصی اور امین اوسکا ہے پس ہمکو بھی تمتع اور بہرہ مند کر
ساتھ نظر کے انکی صورت منور پر پس خدا تعالیٰ نے اونکی صورت کو نور مقدس سے پیدا کیا پس ملائکہ
صبح وشام اُس صورت کی زیارت سے بہرہ مند ہوتے ہیں پس جناب صادقؑ فرماتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے
سر مبارک پر ضربت لگائی تو اثر اُس ضربت کا اُسی ساعت اُسی جگہ اُس صورت میں ظاہر ہوا پس ملائکہ
ہر صبح وشام اُس صورت کو دیکھکر ابن ملجم پر لعنت کیا کرتے ہیں اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو ملائکہ زمین
پر آئے اور جسدِ اقدس اُس جناب کو آسمان پر لیگئے اور پہلو میں اُس صورت جناب امیرؑ کے رکھدیا
اور جب ملائکہ زیارت جناب کو جاتے ہیں اور جناب امام حسینؑ کو خاک و خون میں آلودہ دیکھتے ہیں
اور یزید اور ابن زیاد وغیرہ قاتلاں پر لعنت کرتے ہیں راوی کہتا ہے کہ جب جناب صادقؑ نے
یہ حدیث بیان کی تو فرمایا کہ یہ علم مکنون اور مخزون ہمارے سے ہے چاہیئے کہ اسکو روایت نکرے مگر
واسطے اُس شخص کے کہ جو قابل اور لائق اور اہل اسکا ہو اور بھی مروی ہے کہ ایکروز جناب امیر المومنینؑ
نے فرمایا کہ جب میرا انتقال ہوگا تو ایک شتر سوار حاضر ہوگا نقاب مُنہ پر ڈالے اور وہ مجھے غسل
دیگا اور کفن کریگا اور تابوت میں رکھیگا پس چاہیئے کہ حسنؑ ایکبار مجھپر نماز پڑھے اور ایکبار حسینؑ
پھر تابوت کو میرے صحن خانہ میں رکھنا تاکہ فرزند اور یگانے مجھے وداع کریں اور جب اعرابی تابوت
کو شتر پر باندھے اور روانہ ہو تو تم بھی شتر کے ساتھ سوار ہو کر روانہ ہونا اور جسجگہ وہ شتر بیٹھے اسجگہ
میری قبر کو کھودنا اور مجھے دفن کرنا غرض جب آنجناب نے رحلت کی تو موافق فرمودہ جناب امیرؑ کے شتر سوار آیا
اور آپ کو غسل وکفن دیا اور شتر پر رکھکر تابوت کو لیچلا تو صاحبزادے بھی اوسکے ہمراہ ہوئے راہ میں حسینؑ نے
اُس اعرابی سے پوچھا کہ تجھے قسم ہو اُس خدا کی کہ جسنے صالح پیغمبر اور اوسکے ناقہ کو پیدا کیا کہ تو نقاب
رُخ سے اُٹھا جو ہیں اُس عربی نے نقاب منہ سے اُٹھائی تو روح مطہر جناب امیر المومنینؑ کی ہے کہ جسد مطہر
کو اپنی جانب قبر لیے جاتے ہیں فقط

تمت بالخیر